مضامین

(۱) مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا۔

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا۔

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی افضلیت

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی احکام اور قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات

(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا

(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل عقلیہ و نقلیہ

(۱۱) فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام و ازالۂ شبہات

(۱۲) اکتشافات جدیدہ و حقائق اسلام

(۱۳) اخبار علمیہ

قواعد

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ کی آخری تاریخوں میں شائع ہوا کریگا

(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیئے خریدنا ہوگا،

(۳) نمونہ کا پرچہ ۴ھر کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوسکتا ہے

(۴) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے

(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طئے ہوسکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت و ارسال مضامین بنام مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام مینیجر ہونا چاہیئے

(۷) شرح قیمت:- روساء و والیان ملک سے جو رقم فرمائیں عام خریداروں سے ۵ر

پتہ دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ہدایات

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ کرکے مضمون لکھا جائے ورنہ درج الواعظ نہ ہوسکے گا

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہیئیں اڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا اختیار ہوگا

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیئے جائیں اور عبارات عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارت کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیئے

(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے

(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب مضمون کو ٹکٹ بھیجنا چاہیئے



هٰذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین

سورهٔ آلِ عمرآن

الواعظ

جلد (۱۰) بابت ماہ جنوری سنہ ۳۱ع مطابق ماہ شعبان ۴۹ھ نمبر (۱)

فہرست مضامین



شذرات

جناب مولوی سید سعید اختر صاحب واعظ بلتستان میں۔

جناب موصوف ۱۶ جولائی کو سری نگر سے براہ کانڈرل روانہ ہوکر ۲۳ جولائی کو کرگل پہونچے اور پانچ روز کے قیام میں دو مجالس شیعوں کی جانب سے اور ایک حضرات اہلسنت کی طرف سے منعقد ہوئیں ۲۸ جولائی کی مجلس عزا میں مجمع بہت کافی تھا جسمیں شیعہ نوربخشی سب شریک تھے، تقریر کا کافی اثر سب پر روشناس ہوئی،

۲۹ جولائی کو کرگل سے کھرمنگ کی جانب روانہ ہوئے مگر چونکہ راجہ صاحب کھرمنگ مقام انچیہ میں مقیم تھے لہذا جناب واعظ نے بھی وہیں قیام کیا اور ایک مجلس پڑھکر ۳۱ جولائی کو وہاں سے روانہ ہوکر راجہ صاحب رئیس کے مہمان ہوئے یہ مقام اگرچہ مرکز وہابیت ہے مگر چونکہ راجہ صاحب بہادر ہمارے ساتھ جانے والے تھے اس وجہ سے یہاں کا قیام مناسب نہ جانکر کورو پہونچکر نہم ربیع الاول کو فضائل کی ایک مجلس پڑھی اور وہابیوں سے احتراز کی تلقین اور نوربخشیوں کو افہام و تفہیم کے بعد کوبس اور بلغار اور دوغنی سے مراجعت کرتے ہوئے ۷ اگست کو خپلو تشریف لے آئے جہاں آپ کا کافی طور پر استقبال کیا گیا اور ۱۶ اگست تک چند مجالس موعظہ کی منعقد ہوئیں ...

سب سے پہلے مجلس سید مختار صاحب کی خانقاہ میں موصوف اور تمام نوربخشیوں کے اصرار سے بعد نماز جمعہ منعقد ہوئی اور جناب واعظ کی دلکش تقریر نے بعض خصوصیات مذہب شیعہ کو حاضرین کی زبانوں پر جاری کرادیا دوسری اور تیسری مجلس دو مختلف امام باڑوں میں منعقد ہوئی چوتھی مجلس بتقریب ولادت باسعادت سرور کائنات ایک تیسرے امام باڑہ میں منعقد ہوئی پانچویں مجلس چوتھے امام باڑہ میں منعقد ہوئی جسمیں تعلیم۔ تجارت۔ اتفاق و اتحاد۔ مطالعہ رسائل۔ اخبارات مذہبی کی تلقین و ہدایت فرمائی مدرسہ کے حالات بیان کیے اور اسکی خدمتیں بیان کرکے اس کی اعانت پر توجہ دلائی چھٹی مجلس محلہ چھن میں منعقد ہوئی جسمیں مسئلہ امامت موضوع تقریر تھا، ان مجالس کے علاوہ متعدد اوقات صحبتوں میں تعلیم و تلقین اصول و فروع کیگئی اور نوربخشیوں کے سوالات کے جوابات دیکر ان کو مطمئن کیا! اور آغا سید عباس شاہ صاحب اور آغا سید مرتضی صاحب میں جو نزاع تھی اسکو دفع کرکے باہمی میل جول کرادیا،

۱۷ اگست کو خپلو سے روانہ ہوکر بلغار پہونچکر ماسٹر سید تفضل حسین صاحب کے مہمان ہوئے ۱۸ اگست کو نوربخشیوں کی خانقاہ میں مجلس وعظ منعقد ہوئی موضوع تقریر منجملہ ۷۳ فرقہ ہائے اسلام فرقہ ناجیہ کی تعیین و تشخیص تھی حاجی غلام محمد صاحب نے تقریر کا ترجمہ کیا حاضرین نہایت متاثر ہوئے۔

اس موعظہ کے بعد وہابی آمادہ مناظرہ ہوئے جسے منظور کیا گیا اور بالآخر تحریری مناظرہ کی نوبت آئی جناب واعظ نے اپنے بیان کردہ امور کے اثبات کے لیے حوالہ دی ہوئی کتابیں جو تفاسیر کی معتبر کتابوں سے تھیں اُنکے پاس بھیجکر مطالبہ کیا کہ یا تحریر دالیں کتابوں سے اتفاق کریں کہ یہ ہماری کتابیں نہیں ہیں یا یہ لکھدیں کہ نہیں یہ مطالب مندرج نہیں ہیں یا یہ کہ کتابیں ہماری نہیں مگر ان میں یہ مطالب مندرج بھی ہیں لیکن اندراج غلط ہے [illegible] تحریر پر آمادہ نہ ہوسکے [illegible] عوام اچھی طرح سمجھ گئے [illegible] ۳۰ اگست تک وہاں مقیم رہکر [illegible] کو وہابیوں کے چلے جانے کے بعد کرگل کی جانب واپس ہوئے [illegible] ان کی طرف سے مسئلہ تحریف قرآن پر مناظرہ کرنے کی خواہش کی گئی جسے جناب واعظ نے منظور کیا مگر [illegible] شرائط مناظرہ [illegible] ان حضرات سے کہا گیا کہ آپ صرف اتنا لکھدیں کہ قائل تحریف کافر ہے اور بے ایمان ہے [illegible] مگر ان لوگ اس پر کبھی آمادہ نہ ہوئے [illegible] نوربخشیوں کی خانقاہ پر ایک اشتہار برسر عام چسپاں کر دیا گیا کہ علمائے اہل حدیث تحریف قرآن کے متعلق مناظرہ کرنا چاہتے ہیں گر قائل تحریف ایمان بالقرآن سے خارج ہے یا نہیں [illegible] اسکا جواب دیدیں تو ہم مناظرہ کے لیے تیار ہیں۔

یہ اشتہار چسپاں کرکے ۹ ستمبر کو کرگل سے روانہ ہو کر گرس کی طرف روانہ ہوئے اور [illegible] راہ میں مقام گنڈ میں موعظے کہتے ہوئے اُسی روز سہ پہر کو گرس پہونچکر راجہ صاحب کے مہمان ہوئے، یہاں پہونچکر پھر مسئلہ تحریف قرآن پیش ہوا اور شیعوں کی جانب سے یہ سوال تحریر [illegible] کے پاس بھیجا گیا کہ [illegible] تحریف سلام میں داخل ہے یا خارج ہے مگر اس سوال کا کوئی جواب نہ آیا [illegible] اصرار قطعاً انکار کر دیا آخر [illegible] نوربخشیوں کی خانقاہ کے دروازہ پر کورو کی طرح کا اشتہار چسپاں کرا دیا اور ۱۱ ستمبر تک گرس میں مقیم رہ کر نوربخشیوں کی خانقاہ میں برابر موعظے کہتے اور انکو [illegible] تفہیم کرتے رہے اور [illegible] روانہ ہو کر ۱۲ ستمبر کو [illegible] پہونچ گئے، جناب راجہ صاحب نے [illegible] صاحب ناصر الاسلام کے مکان پر قیام کا [illegible] نہایت خوبی سے فرائض میزبانی ادا کئے اور ۲۰ ستمبر تک مختلف امام باڑوں میں مواعظ کا سلسلہ جاری رہا

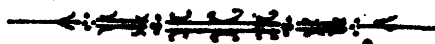
۲۱ ستمبر کو اسکردو سے روانہ ہو کر سہ پہر کو گول پہونچے [illegible] مجلس منعقد ہوئی جسکے بعد وہاں سے روانہ ہو کر [illegible] کرادا کرتے ہوئے [illegible] ۱۸ اکتوبر کو پشاور پہونچ گئے

نوٹ

تبلیغ بلتستان کے سلسلہ میں جناب غلام محمد صاحب بلتستانی کے نامۂ کرم کا تذکرہ بھی بیجا نہ ہوگا جس میں موصوف نے مدرسۃ الواعظین کے بلتستانی خدمات دینیہ کا اعتراف فرماکر نہایت پرخلوص الفاظ میں اسکا شکریہ ادا کیا ہے اور ایک مخصوص مضمون میں جغرافیائی اور عمرانی حالات پر تبصرہ فرماکر مومنین بلتستان کی مذہبی بیداری کے سلسلہ میں بلتستان کے مشہور مقام خپلو میں ایک مدرسۂ دینیہ کے اجرا اور بلتستانیوں کی دو انجمنوں کے انعقاد کا تذکرہ فرمایا ہے،

(۱) جمعیۃ امامیہ بلتستانیہ جسکا صدر مقام کو منصوری ہے اور جسکے ضروری حالات الواعظ کے گذشتہ نمبروں میں درج ہو چکے ہیں،

(۲) انجمن جوانان بلتستان جو فی الحال جوگندر نگر منڈی اسٹیٹ میں قائم ہوئی ہے ہم اپنے بلتستانی بھائیوں کی اس مذہبی بیداری پر ان حضرات کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہوئے انکی تعلیم و ترقی کے لیے دست بدعا ہیں۔



جناب مولوی محمد مہدی صاحب مختلف مقامات میں

جناب موصوف نے بعد تعطیل محرم ۱۲ رجون سے ۳۰ نومبر سنہ ء تک جن جن مقامات کا دورہ کیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے،

سہارنپور۔ جلسہ سالانہ انجمن سہارنپور میں شرکت کی تین وعظ ہوئے جلسہ کے وعظ میں کل قوم کا مجمع تھا، موضع گوپا پرگنہ رودولی۔ سہارنپور سے لکھنؤ واپس آکر موضع گوپا تشریف لے گئے جہاں ایک جلسۂ وعظ منعقد ہوا موضع کوڑھا سادات۔ یہاں کے حضرات باصرار تمام اپنے موضع میں لے گئے جہاں ایک جلسۂ وعظ منعقد ہوا۔ رودولی۔ حسب الطلب چودھری ارشاد حسین صاحب رودولی گئے جہاں انجمن امامیہ کی جانب سے تین جلسۂ وعظ کے منعقد ہوئے اور مختلف مسائل اختلافی کا تذکرہ رہا جسکے شافی جواب دیے گئے

ہلور ضلع بستی۔ رودولی سے زید پور اور امروہہ اور لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کرکے تیسری ستمبر کو ہلور ضلع بستی پہونچے ایک ہفتہ تک مقیم رہے ہلور اور اطراف ہلور میں مواعظ کا سلسلہ جاری رہا۔

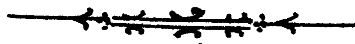
ضلع بستی۔ ۱۰ اکتوبر کو بستی پہونچکر سید علی حسن صاحب وکیل کے مہمان ہوئے چار جلسۂ وعظ کے منعقد ہوئے وکیل صاحب نے دس روپیہ ماہانہ مدرسہ کے لیے معین کیا۔

صاحب پور۔ ۱۰ اکتوبر کو یہاں پہونچکر ایک ہفتہ تک قیام پذیر ہو کر صوم و صلوٰۃ کی ترغیب و تعلیم فرماتے رہے

بریلی ۹ نومبر۔ صاحب پور سے واپسی میں لکھنؤ اور سندیلہ اور ہردوئی اور بھانی میں مختصر قیام کے بعد بریلی تشریف

ٹانکہ چند روز قیام پذیر رہے اور تین جلسۂ وعظ کے منعقد ہوئے ہر طبقہ کے لوگ شریک ہوئے اثناء تقریریں آریوں کی طرف سے کچھ سوالات کیے گئے جنکے جوابات کے لیئے ایک خاص جلسہ مناظرہ کے منعقد کرنے کی دعوت دی گئی مگر اسکو آریوں نے منظور نہیں کیا،

شاہجہاں پور - یہاں ایک جلسۂ وعظ منعقد ہوا جسمیں جناب معصومین کے فضائل بیان کیے گئے جو کافی اثر سے روشناس ہوے،



جناب مولوی شیخ جواد حسین صاحب واعظ کا دورہ سلسلۂ نمبر ۱

جناب ممدوح ۲۵ مارچ کو ضمیر کے مدرسہ کا وقف نامہ رجسٹری کرا کے بمبئی میں ایک ہفتہ قیام فرما کر جن مقامات پر تشریف لے گئے اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بھمرٹی ضلع تھانہ - ۸ اپریل ۳۰ء سے ۱۲ مئی تک کے قیام میں دس بارہ جلسۂ وعظ کے منعقد ہوئے جسمیں حضرات اہل سنت بکثرت شریک ہوتے رہے،

مبارکپور ضلع اعظم گڈھ - بھمرٹی سے ۵ مئی کو روانہ ہو کر لکھنؤ اور وہاں سے ۶ مئی کو مبارکپور پہونچکر وہاں کی انجمن اور مدرسہ کے تصفیہ طلب امور کو طے کیا جلسۂ سالانہ میں شریک ہوئے اور دو تقریریں کیں اور ۶ جون تک قیام فرما کر ۲۰-۲۵ مواعظ بیان فرمائے

کرہاں ضلع اعظم گڈھ - اثناء قیام مبارکپور میں ۲ روز کے لیئے اس موضع میں تشریف لیجا کر ۲ موعظہ ارشاد فرمائے

مئو ضلع اعظم گڈھ - ۲۶ جون کو یہاں پہونچکر ایک یوم کے قیام میں ایک موعظہ شان رسالت پر ارشاد فرمایا

بنارس - ۲۷ جون کو بنارس پہونچکر چار روز کے قیام میں ایک موعظہ کی نوبت آئی موضوع تقریر معیار صدق مذہب اور اعجاز قرآن تھا،

سویت ضلع الہ آباد - ۳۰ جون کو بنارس سے روانہ ہو کر سویت پہونچے جہاں کے پنجروزہ قیام میں ۲ وعظ ہوئے،

علی پور ضلع مظفر گڈھ - سویت سے لکھنؤ اور لکھنؤ سے مجالس اربعین کے لیے پھر مبارکپور اور وہاں سے پھر لکھنؤ واپس آکر ۲۸ جولائی کو علی پور روانہ ہوئے جہاں پہونچکر یکم اگست کو انجمن حسینیہ کے جلسہ میں محبت اہلبیت، سیرۃ النبی پر علی الترتیب تین تقریریں فرمائیں اور علاوہ اسکے ایک ماہ کامل کے قیام میں ۷ سات تقریروں کی نوبت آئی اسکے علاوہ مولوی صاحب مبلغ لاہوری جماعت قادیان سے حیات و وفات مسیح پر اور مولوی محمد حسن صاحب حنفی سے عصمت انبیا اور عصمت اہلبیت پر گفتگو ہوئی اس گفتگو کے وقت نائب انسپکٹر صاحب پولیس بھی موجود تھے جنھوں نے باوجود حنفی ہونے کے جناب واعظ کے حق میں فیصلہ کر دیا ۔

فرمایا کہ نہ قادیانی صاحب وفات مسیح ثابت کر سکے اور نہ مولوی صاحب اپنے دعوی کو پایۂ ثبوت تک پہنچا سکے میں آجتک عصمت انبیاء و اہلبیت کا قائل نہ تھا مگر آج جناب واعظ کی تقریر سے یہ مسئلہ ثابت ہوگیا۔

خیر پور ضلع مظفر گڈھ۔ یکم ستمبر کو علی پور سے روانہ ہو کر خیر پور پہونچے جہاں چار روز کے قیام میں تین وعظ سیرت نبی اور محبت اہلبیت اور پابندی صوم صلوٰۃ پر ارشاد فرمائیں،

علی پور کی واپسی۔ ۵ ستمبر کو علی پور سے واپس آکر دو ہفتہ کے قیام میں چھ وعظ ہوئے اور لاہوری مبلغ سے اہلبیت کی تحقیق پر اور ایک حنفی مولوی صاحب سے گریہ و بکا کے متعلق گفتگو ہوئی،

جلالپور پیر والا ضلع ملتان۔ ۱۹ ستمبر کو حسب الطلب دیوان محمد غوث صاحب سجادہ نشین جلالپور روانہ ہوئے اثناء راہ میں شہر سلطان پہونچکر ایک حنفی مولوی صاحب سے گریہ و بکا پر گفتگو ہوئی جسکا جواز صحاح ستہ سے ثابت کیا گیا اور مظفر گڈھ پہونچکر ایک احمدی سے وجود حضرت حجت پر گفتگو ہوئی اور مرزا صاحب کے دعوائی مہدویت کو باطل کیا گیا۔ ۲۰ ستمبر کو جلالپور پہونچکر دس روز کے قیام میں علان اعتراضات کے جوابات دینے کے آٹھ وعظ خلافت حقہ اور صدق مذہب پر ہوئے جس نے عوام کے شکوک رفع کر دیے اور آخری وعظ میں چار شخصوں نے مذہب حق قبول کیا،

جتوئی ضلع مظفر گڈھ۔ ۶ اکتوبر کو جلالپور سے علی پور واپس آکر ۷ ستمبر کو جتوئی پہونچے جہاں ۲ وعظ محاسن اسلام اور اتباع رسول و آل رسول پر نہایت مؤثر ہوئے

علی پور کی واپسی۔ ۹ اکتوبر کو علی پور واپس آکر ۲۸ اکتوبر تک آٹھ وعظ مختلف مضامین پر ہوئے جنمیں سے ۲۷ اکتوبر کو ایک وعظ مرزائی جماعت کے جلسہ سیرت النبی میں نہایت مقبول ہوا۔

بندہ اسحاق ضلع مظفر گڈھ ۲۸ اکتوبر کو علی پور سے روانہ ہو کر بندہ اسحاق پہونچے جہاں صرف ایک گھر میاں محمد حسین صاحب رئیس اعظم کا ہے جنہوں نے اپنی ذاتی تحقیق سے مع صاحبزادگان اس مذہب کو اختیار کیا ہے اور کتب اہلسنت کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا ہے، یہاں بجز مبادلۂ خیالات کے کوئی وعظ نہیں ہوا،

جلالپور پیر والا کی واپسی۔ ۴ نومبر کو حسب الطلب دیوان محمد غوث صاحب پھر جلالپور جانا پڑا شب کو ملکان بستی میں قیام ہوا ۱۲ بجے شب تک مختلف سوالات کے جوابات دیے صبح کو وعظ کا اعلان ہو کر ۹ بجے جلسہ شروع ہوا ۴ گھنٹہ تک اتباع رسول اور صدق مذہب حق پر تقریر فرمائی جو بیحد مؤثر ہوئی اکثر حضرات اہلسنت بھی شریک وعظ تھے جنکو مولوی عبد الحمید صاحب حنفی سے مسئلہ خلافت پر گفتگو ہوئی حق ثابت ہوگیا مگر بلحاظ منافع دنیوی انہوں نے اعتراف حق نہ کرنے دیا، ۷ نومبر کو جلالپور پہونچے جہاں مولوی مرزا یوسف حسین صاحب پہلے سے پہونچ گئے تھے مولانا ئے موصوف کے ۲ وعظ ہوئے دو تین روز تک مختلف سوالات ہوتے رہے جنکے تسکین بخش جوابات دیے گئے

کھنولاں تحصیل علی پور - ۱۵ نومبر کو بہاولپور اور وہاں سے ۱۸ نومبر کو علی پور اور وہاں سے ۲۲ نومبر کو کھنولاں پہونچکر انسانی شرافت اور مسئلہ خلافت آلہیہ پر ایک وعظ نہایت مؤثر ہوا
سیتاپور تحصیل علی پور - یکم دسمبر ۱۹۳۰ء کو سیتاپور پہونچکر ایک وعظ کی نوبت آئی جو نہایت مؤثر ہوا

اکیو پچاس نومسلموں کا قبول مذہب

چار سال کا عرصہ ہوا کہ مرزائی مبلغ علی پور تحصیل کے اچھوتوں کو مسلمان کر گئے تھے جناب واعظ کے زمان قیام علی پور میں وہ لوگ اکثر وعظ میں شریک ہوتے رہے اور ایک وعظ خود اُن کے محلہ میں بھی ہوا جس کے اثر سے وہ سب زن و مرد ۳۰ ماہ نومبر ۱۹۳۰ء کو دائرہ مذہب حق میں داخل ہو گئے اور اُنکو اصول و فروع کی تلقین کر کے اقرار نامہ کی خانہ پری کرا کے سندات دیدیئے گئے خداوند عالم ثبات و استقلال عنایت فرمائے۔
جناب مولوی امداد حسین صاحب واعظ معاملات متوسط ہیں۔

جناب ممدوح جس جد و جہد سے اس صوبہ میں فرائض تبلیغ ادا کر رہے ہیں اور جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی ہے وہ گذشتہ نمبروں کے مطالعہ سے واضح ہو چکی ہے سیٹھ حاجی الٰہی بخش صاحب کا اعتراف حق اور موصوف کی مذہبی دلچسپی اور تبلیغی انہماک بہت کچھ ممد و معاون ثابت ہو رہا ہے اور جناب ممدوح جناب سیٹھ صاحب کی معیت میں بہت کامیاب دورہ کر رہے ہیں گذشتہ نمبر میں ۱۴ نومبر ۱۹۳۰ء تک کے حالات درج کرنے کے بعد یہ امر بہت کچھ لائق لحاظ ہے کہ ضلع چاندہ کی کانگریس کمیٹی کے سکریٹری اور مدرسہ ناصر الاسلام کے مربی جناب مولوی شیخ عبد الرزاق صاحب حنفی کے خیالات میں تغیر محسوس ہو رہا ہے اور ممدوح نے ورشریعتہ الاسلام النبوۃ والخلافۃ" کے انگریزی اور اردو دونوں ایڈیشن طلب کئے ہیں خداوند عالم صراط مستقیم تک پہونچا دے،

ضلع چاندہ میں جناب واعظ مع جناب سیٹھ صاحب موصوف و سید ابراہیم صاحب ممدوح سرکاری سرا میں فروکش تھے اور وہیں جناب محمد بشیر صاحب اسسٹنٹ سرجن میڈیکل کالج امراؤتی بھی اقامت گزیں تھے، ڈاکٹر صاحب موصوف جو حنفی المذہب لیکن جدید تعلیم یافتہ بزرگ ہیں جناب واعظ سے تقریباً چھ گھنٹہ صفات باری تعالیٰ پر گفتگو کرتے رہے اور خدا کا شکر ہے کہ اُن کے تمام شکوک رفع ہو گئے،

۱۴ نومبر کو جناب واعظ مع جناب سیٹھ صاحب موصوف ناگپور کیطرف واپس ہوئے اثنائے راہ میں اسٹیشن کھنیاں پر ایک بدخشانی نوجوان مسمی محمد خان ولد عبد المنان خان حنفی المذہب سے ملاقات ہوئی جنکو جناب سیٹھ صاحب نے تحصیل تعلیم پر ملازم رکھکر ماہوار تنخواہ مقرر کر دی اور وہ سیٹھ صاحب کے ہمراہ ہو لیے دو تین روز کے بعد عندالتذکرہ مذہب حق کے اصول و عقائد سے اُنکو آگاہ کیا گیا جس سے وہ متحیر ہو گئی اور بالآخر ایک گھنٹہ کی گفتگو کے بعد دائرہ اہل

ایمان میں داخل ہوگئے یہ ۱۷، ۱۸ سالہ نوجوان عربی اور فارسی اور اردو سے بھی واقف ہیں اور موضع کل[illegible] امام
پیلا تحصیل ساؤنیر ضلع ناگپور کی مسجد میں پیشنمازی بھی کرچکے ہیں، بظاہر محنتی اور شوقین اور ذہین معلوم ہوتے ہیں
تکمیل تعلیم کے شوق میں لکھنؤ کے عازم اور حصول تعلیم کے بعد اپنے وطن میں تبلیغ مذہب کے متمنی ہیں، شیو[illegible]
صیام ہدر سے [illegible] سیٹھ صاحب بھی آمادہ ہیں اور جناب اعظاہر کی کوشش میں کہ سیٹھ صاحب مدت تعلیم
تک یہ بارہ روپیہ ماہوار انکو بطور وظیفہ دیتے رہیں،

بہرحال ۲۴ر نومبر کو ناگپور پہونچکر ۲۶ نومبر تک وہیں تشریف فرما رہے ، ۲۶ نومبر کو تمسر آئے اور وہاں سے
سوکلی اور سوکلی سے نرسنگہ پور تشریف لے گئے

تمسر میں جناب یسین خانصاحب پوسٹ ماسٹر اور حلقہ [illegible] عبد العظیم صاحب کلرک سے مسئلہ خلافت
وعزاداری پر کئی روز تک گفتگو رہی جس سے اول الذکر نہایت متاثر ہوئے اور ثانی الذکر عزاداری کے جسقدر
مخالف تھے اُسیقدر موافق ہوگئے،

بہرحال یہ دورہ جناب واعظ کا ناگپور اور اطراف ناگپور میں بہت کامیاب رہا ۲۰ر دسمبر تک ان تمام
مقامات کو طے کرکے پھر ناگپور میں رونق افروز ہوئے، ۲۱ر دسمبر کو ایک جلسہ وعظ کا حکیم نبیا ولی صاحب مرحوم کے
امامباڑہ میں منعقد ہوا اور ۲۲ر دسمبر کو بعد واپسی رام ٹیک کامٹی میں جناب آغا فضل علیشاہ صاحب کے بنگلہ پر
ایک کافی تعداد کے مجمع میں تقریر فرمائی، موضوع بیان ان دونوں جلسوں میں فضائل امیر المومنین اور احادیث
خلافت تھا جسپر کافی طریقہ سے روشنی ڈالی گئی اور سامعین نہایت متاثر و محظوظ ہوئے،

جناب مولوی سید محمد مہدی صاحب واعظ ضلع اناؤ اور فیض آباد وغیرہ میں

یہ دورہ شروع ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء سے آخر ماہ مذکور تک جاری رہا اور جن جن مقامات پر جناب ممدوح تشریف
لے گئے اُن کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

موہان ضلع اناؤ حسب طلب انجمن جعفری ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء کو وارد قصبہ ہوکر ۵ر دسمبر تک قیام پذیر رہے جس میں ۵
جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے اور جناب رسالتمآب کے خاتم الانبیا اور جناب ولایتمآب کے اشرف اوصیا ہونے
ہونے پر تقریر کی گئی.

یہ بستی اگرچہ بہت پرانی ہے لیکن بحالت موجودہ ڈیڑھ دو سو شیعہ اور تقریباً دو ہزار برادران اہلسنت
آباد ہیں باقی سب ہندو ہیں، تعلیمی و مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے شیعوں کی ایک مسجد ایک
امامباڑہ ایک وقف ہے کوئی مدرسہ دینیہ نہیں ہے صرف ایک سرکاری مدرسہ ہے جس میں اردو مڈل تک
تعلیم ہوتی ہے، صوم و صلوٰۃ کی طرف توجہ دلانے کی سخت ضرورت ہے،

سکندرپور ضلع فیض آباد ۹ دسمبر کو یہاں سے لکھنؤ واپس آکر ۳ دسمبر کو سکندرپور پہونچکر ۵ دسمبر تک مقیم رہے
اور اس قلیل زمانہ میں سات جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں جناب واعظ نے اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا، اسلام
کے اسباب ترقی، اسلام میں امامت کا مرتبہ، عبادت الٰہی کا غرض خلقت ہونا، سفینۂ اہلبیت کا موجب نجات ہونا
نہایت وضاحت سے بیان فرمایا اور اسباب اختلاف فرق اسلامی پر بہت تیز روشنی ڈالکر اہل عقل کو حق وباطل
کے امتیاز کا کافی موقع مرحمت فرمایا اور پرائیوٹ گفتگو میں جو سوالات کیے گئے انکے بھی شافی وکافی جوابات
مرحمت فرمائے، بیعت کی حقیقت پر روشنی ڈالی، خلافت یزید بن معاویہ کو بیعت عائشہ اور استخلاف معاویہ اور غیر
غلبے کے اصول سے ان اصول کے ماننے والوں کے لیے برحق ثابت کیا جس سے مسلمانوں میں بڑی بیچینی پیدا ہوگئی، ذبح عظیم
سے شہادت حضرت سید الشہدا کا مقصود ہونا واضح فرمایا، عقد ام المومنین زینب بنت حجش کے سوال کو حل
کیا اور اسکے علاوہ اور بھی مختلف مباحث پر تفصیلی گفتگو ہوتی رہی جس سے برادران اہلسنت بہت متاثر ہوئے

اس قصبہ میں تخمیناً تین سو شیعہ اور ساڑھے چار سو برادران اہلسنت آباد ہیں باقی سب ہنود ہیں تعلیمی اور مذہبی
حالت متوسط اخلاقی حالت بہت عمدہ مالی حالت کمزور ہے ایک عالیشان مسجد ہے ایک امام باڑہ پختہ
اور پانچ خام ہیں ایک وقف ہے مدرسہ دینیہ کوئی نہیں صرف ایک سرکاری مدرسہ ہے، ایک انجمن بنام
انجمن زیدیہ قائم ہے جسکے انتظام سے سال بھر کے بعد تبلیغی مجالس ہوتے ہیں اور برادران اہلسنت ۲۷ رجب کو جلسہ
وغیرہ منعقد کرتے ہیں جسمیں انکے علما تشریف لاتے ہیں وقتاً فوقتاً مبلغین کا یہاں آنا اور حضرات کو متنبہ
کرتے رہنا اور صوم وصلوٰۃ کی طرف توجہ دلاتے رہنا بہت ضروری ہے،

مجھلی گانوں ضلع فیض آباد ۱۶ دسمبر کو یہاں پہونچکر ۱۷ دسمبر تک تشریف فرما رہے صرف ایک جلسۂ وعظ ۱۶ دسمبر
کو منعقد ہوا اور ۱۷ دسمبر کو مختلف مسائل اختلافی کا تذکرہ اور انکے جوابات کا سلسلہ رہا

اس قصبہ میں تین سو شیعہ اور سو نفوس برادران اہلسنت آباد ہیں باقی سب ہنود ہیں، تعلیمی اور اخلاقی اور
مالی حالت متوسط اور مذہبی حالت اچھی ہے دو مسجدیں ہیں چار امام باڑہ ہیں وقف اور انجمن اور مدرسہ
کوئی نہیں ہے،

داؤدپور ضلع فیض آباد ۱۸ دسمبر کو یہاں پہونچکر ۱۹ دسمبر تک تشریف فرما رہے صرف ایک جلسہ وعظ
کا منعقد ہوا اور بنائے انجمن اور مدرسہ کی تحریک کی گئی، اس بستی میں صرف پچاس نفوس شیعہ آباد ہیں جنکی
تعلیمی حالت بہت پست ہے اخلاقی حالت متوسط ہے مالی حالت بہت کمزور ہے مگر مذہبی حالت بہت
اچھی ہے ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور انجمن اور مدرسہ کوئی نہیں ہے،

سکرہر مراو پور ضلع فیض آباد ۲۰ دسمبر کو یہاں پہونچکر ۲۲ دسمبر تک مقیم رہے دو جلسے وعظ کے منعقد ہوئے

سنیّین مسلم ممالک کا رسمی مذہب ہے ... [illegible] ثبوت، [illegible]
شائع ہوئے مساوات و اتحاد کا مسئلہ ہونا مانع کیا گیا، اس وقت یہ صورت [illegible]
اہلسنت آباد ہیں، تعلیمی و مالی حالت بہت پست و کمزور ہے، اخلاقی حالت [illegible] مگر مذہبی حالت بہت اچھی
ہے، دو مسجدیں ہیں، دو امام باڑے ہیں، انجمن، وقف، مدرسہ کوئی نہیں ہے۔

کانپور۔ ۳ دسمبر کو لکھنؤ پہونچکر مولوی ظفر عباس صاحب واعظ کے ہمراہ روانہ کانپور ہوئے اور ۱۱ دسمبر
تک کے قیام میں تقریروں کی نوبت آئی جو کافی اثر سے روشناس ہوئیں۔

جونپور۔ ۲۶ دسمبر کی شام کو روانہ جونپور ہوئے جہاں تین روز قیام رہکر تین تقریریں ہوئیں جن سے حاضرین
بہت متاثر ہوئے۔

فیض آباد۔ ۳۰ دسمبر کو فیض آباد پہونچکر درگاہ میں مجلس پڑھی جو نہایت مفید و کامیاب ثابت ہوئی
ردولی [illegible] فیض آباد حسب وعدہ ۳۱ دسمبر کو ردولی پہونچکر جناب چودھری ارشاد حسین صاحب کے امام باڑہ
میں ایک مجلس پڑھی جس میں دو گھنٹہ تک تقریر فرماکر حاضرین کو محظوظ و شاداب فرمایا۔

قبول مذہب حق

جناب شیدا اشرف علی صاحب مجدہ ملک شرقی افریقہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ابو البشر سید بشیر علی صاحب بریلوی ابن
میر فدا علی صاحب ملازم انجینیرنگ ڈپارٹمنٹ ٹانگانیکا ریلوی نے فیض مجالست جناب مولوی سید ذاکر حسین
صاحب جعفری مدرس مدرسہ خوجگان اثنا عشری مجدہ اور مطالعہ نور ایمان و الکرار و تاریخ احمدی وغیرہ وغیرہ
کے بعد بطیب خاطر مذہب حق قبول فرمایا، خداوند عالم استقامت عطا فرمائے۔

(ذا[illegible])

البدایہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کیلئے نہایت قابل قدر رسالہ ہے جس میں بچوں کی سمجھ کے مطابق کوشش
کی گئی ہے [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] ہر فروع کے معانی و مطالب بیان [illegible]
سے عملی [illegible] سب مطالب کو چھاپ سکے [illegible] کاغذ پر [illegible]
قیمت فی رسالہ [illegible] محصول [illegible] فی ۱۲ رسالہ [illegible] محصول [illegible] وی پی [illegible]

فہرست رقوم اعانت مقررہ و غیر مقررہ مدرسۃ الواعظین بابت ماہ دسمبر ۳۰ء

مستقل

نام	رقم
عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس	[illegible]
عالیجناب نواب سید محمد رضا صاحب لکھنؤ	[illegible]
عالیجناب سید مہدی حسن صاحب وکیل بستی	[illegible]
رامپور اسٹیٹ	[illegible]
عالیجناب مولوی محمد احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر آگرہ	[illegible]
عالیجناب محمد مہدی صاحب منیجر شاہ گنج نخاس لکھنؤ	[illegible]
ریاست عالیہ محمود آباد	[illegible]
عالیجناب بابو غلام علی صاحب راولپنڈی	[illegible]
عالیجناب شبیر احمد صاحب جونپور	[illegible]
عالیجناب مولوی نظام الدین صاحب لکھنؤ	[illegible]
بذریعہ مولوی ممتاز حسین صاحب واعظ	[illegible]
متفرقات مندرجہ فرد حساب مولوی الطاف علی صاحب	[illegible]
عالیجناب سید محمد ہاشم صاحب کراچی	[illegible]
عالیجناب حاجی رحمت اللہ کراچی	[illegible]
عالیجناب نور محمد جیٹھا گوکل کراچی	[illegible]
سیٹھ نور محمد کراچی	[illegible]
عالیجناب حاجی رمضان ہاشم کراچی	[illegible]
عالیجناب ولی محمد کریم بھائی کراچی	[illegible]
عالیجناب فدا علیخاں صاحب گولہ گنج لکھنؤ	[illegible]
اعانت بذریعہ مولوی فضل علی صاحب	[illegible]

میزان: [illegible]

غیر مستقل

نام	رقم
عالیجناب شیخ لدا بھائی کچھ مندرا	[illegible]
عالیجناب سکریٹری صاحب شعبۂ تبلیغ	[illegible]
عالیجناب زین العابدین صاحب اکبرپور	[illegible]
عالیجناب سکریٹری صاحب حجی شریف	[illegible]
عالیجناب حاجی سید جلال الدین حیدر صاحب از بنارس	[illegible]
عالیجناب سردار نواب علیخاں صاحب پشاور	[illegible]
عالیجناب ہاشم بھائی جیراج ریاست کچھ	[illegible]
عالیجناب پیر محمد صاحب	[illegible]
عالیجناب سکریٹری شیعہ مشن کانپور	[illegible]
عالیجناب سکریٹری صاحب شعبۂ تبلیغ	[illegible]

میزان: [illegible]

میزان کل: [illegible]

سید عاشق حسین ہیڈ کلرک مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

آستانۂ عالیہ علویہ پر سرکار صدر الشریعہ کا خیر مقدم

گزشتہ شوال [illegible]ھ میں جب جناب سرکار صدر الشریعہ دام ظلہ العالی عتبات عالیات حضرات ائمہ عراق و مشہد مقدس حضرت ثامن الائمہ صلوٰۃ اللہ علیہم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ہر ایک مقام کے باشندوں نے جس خلوص اور جس جوش سے آپ کا استقبال کیا اور جیسے جیسے مخلصانہ ایڈریس آپکی خدمت فیضدرجت میں پیش کیے وہ جرائد عراق و ایران کے مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہیں، سرکار ممدوح نے آجتک اُن کے تراجم کی اشاعت اور الواعظ کے صفحات پر اُن کا اندراج پسند نہیں کیا مگر ذیل کا ایڈریس جو بوقت حضوری آستانۂ باب مدینۃ العلم آپکے محضر انور میں پیش کیا گیا تھا، احباب اطیاب کے بیحد اصرار سے ہم نذر ناظرین کرتے ہیں۔ یہ ایڈریس ذیقعدہ [illegible]ھ میں بصفحہ ۱۲ مطابق ۸ [illegible] کے جریدۂ مقدسہ الہدیٰ میں شایع ہوا تھا اور جریدۂ مذکورہ کے محترم مدیر نے ایک فٹ نوٹ بھی اُسپر تحریر فرمایا تھا ہم پہلے اُس فٹ نوٹ کا معنوی ترجمہ خلاصۃً ذیل میں درج کرکے اصل ایڈریس مع اُس کے معنوی ترجمہ کے پیش کریں گے جو ہمارے فاضل دوست مولانا مولوی سید اصغر حسین صاحب ممتاز الافاضل نے بغرض اشاعت ہمارے پاس روانہ فرمایا ہے،

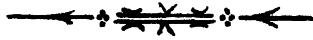
مذکورہ بالا فٹ نوٹ کا معنوی ترجمہ

یہ وہ ایڈریس ہے جو نجف اشرف میں اسلام کے مجاہد شجاع اور اُس کے سیف صارم ہندی بانی مدرسۂ تبلیغیہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ یعنی حضرت حجۃ الاسلام آقائے آقا السید نجم الحسن دامت افاضاتہ کے محضر انور میں پڑھا گیا تھا یہ وہ بزرگوار ہیں جو اپنی دعوت اور اپنے مبلغین کے ذریعہ سے کثیر التعداد لوگوں کو دین حنیف میں داخل کرچکے ہیں اور اُمت مرحومہ ہمیشہ آپکے ذکر اور کوششوں کے تذکرہ سے فرخناک رہی ہے ہمارے رپورٹر نے ہمکو اطلاع دی ہے کہ جب جناب سید دام ظلہ ۱۰ ذیقعدۃ الحرام [illegible] ہجری میں زیارت نجف اشرف سے مشرف ہوئے تو آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر انتہائے تعظیم کے ساتھ آپ کا استقبال اور آپ کا خیر مقدم ادا کرنے اور آپکے نورانی چہرہ کی زیارت سے منور ہونے کے لیے ہر گوشہ سے لوگ دوڑ پڑے اور ایک جم غفیر علما اور فضلا اور اشراف بلد کا بیرون شہر جمع ہوگیا اور جسوقت کہ جناب ممدوح قبۂ باب مدینۃ العلم تک نہیں پہنچے

آج تک وہ لوگ آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ پھر آپ کا خیر مقدم ادا کرنے کے لیئے علماء اعلام اور افاضل طلبہ اور رؤسا بلد کی محفل کئی دن تک منعقد ہوتی رہی جس میں یہ حضرات آپکی زیارت کے شوق میں کمال سرعت سے جاتے تھے اور آپکے جمال باکمال سے مسرور ہو کر تحیت و تہنیت ادا کرتے تھے اور نظم و نثر کے جواہر زواہر کی لڑیاں پیش کرتے تھے از منجملہ انکے یہ ایڈریس ہے جو کاتب کامل فاضل شیخ محسن مظفر نے محضر انور میں پیش کیا تھا،

آغا شیخ محسن آل مظفر النجفی فاضل وادیب نجف سے ہیں اور مقالہ نگاری اور جودت نظر اور براعت کلام اور انشا پردازی میں مخصوص درجہ رکھتے ہیں، آپکے برادر محترم شیخ عبد المہدی مظفری مرضع عشار بصرہ میں عالم اور امام جماعت اور رئیس روحانی ہیں اور خاندان مظفری نجف اشرف کے بیوت علمیہ سے ہیں، ممدوح کی جانب سے یہ مضمون آقا شیخ حسن حلو نے پڑھا تھا جو خود مشہور ادیب ہیں، ۱۲

(مدیر الواعظ)



العلامة المجاهد

السيد نجم الحسن في سماء الوادي المقدس

سلاماً ايها السادة الاماجد۔ هناً ايها المحفل المهيب۔ استنادةً ايها الهالة التي تكشف منذ اليوم سوات المصر و اماثل الطائفة ومن المحتفل به في هذا المجتمع السامي ابالنجم الثاقب ام هيكل القدس اسفر ام بسفير الدين في القرن الرابع عشر ام بباذر بذرة (الحنفية) في صعيد اوربا وساقيها بنمير عبقريته

صادق: ان الحقيقة الاسلامية لاريب شاكرة حفاوتكم بنصيرها البلسل مغتبطة بنخوتكم الدينية تجاه حامل

علامہ مجاہد مقدس سید نجم الحسن کا

فلک وادی مقدس پر طلوع

حضرات سادات کرام! ہم پر ہمارا اسلام۔ اے رعب و دبدبہ والی شاندار محفل ہماری تہنیت قبول فرمائے ماہتاب علم کے گرد مجتمع ہونے والی جماعت اے ہالہ نما انجمن نیر علم سے اقتباس نور کر۔ آج جمع سے کس بزرگ کو سرداران شہر اور بزرگان قوم اپنے جھرمٹ میں لیئے ہیں اور کون اس بلند پایہ مجمع میں انجمن آرا ہے کیا وہ چمکتا ستارہ ہے یا سراپا قدس ہے یا چودھویں صدی کا دینی ہیک یا سر زمین یورپ میں مذہب حق کا تخم ریز اور اس خشک زمین کو اپنے علم و فضل کی آبیاری سے سرسبز بنانے والا

حضرات اسمیں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی حقیقی ہستی آپ لوگوں کی عنایات و مہربانیوں کی اپنے ویسے ناصر کے بدولت انتہائی درجہ شکر گذار

علها ورا فم قوا عد ما قسا اسعدنی به۲ انا
اعبر عن شعوری العظیم نحو ضیفنا
الاعظم واکرم نازل فی منفق الغربین
بما وفقت له من الانخراط بسلك نظامكم
المسجدی وها انی لقائم بواجب سبغ
نعمة : حسب الامكان ، ولا اخال فمن
انتسب لهذه النحلة الرشيدة واستوطن
هذه البقعة المباركة متهاونا بفريضة
الشكر للمنعم على اثر نجوم ر بنجم الحسن)
فی سماء الوادی المقدس ؛

فعلى الرحب ايها القادم المحتشم وعلى
السعة ايها الطالع السعدی فلطالما
تطلعت لمطلعك البهی عیون مخلصیك
على البعد وان لم ميرح تمثال روحانيتك
ماثلا تلقاء البصائر وشج جهودك
فی سبیل الدین الحنیف تطوف حول
كعبة العقول الكاملة : ويا حييت من
امام ام ضريح اما متوطا به «ع» وداعية
تشوع نشر علمه النافع من مطاوی مكاتبه
رياب المدينة) «ع» وعش ايها المجاهد
الاكبر منصورا مظفرا وبارك الله بما فتح
الله على يديك بل وابارك الامة عامة بما
عمها من فيضك الغمر ؛

ولتحيى ايها الفد الى الاوحد الذاب
عن الهی البدايات بحجة وا سناها بحجة

ہے اور آپکی اُس دینی نخوت و حمیت پر جو آپ کے
علمبردار اور آپ کے جوش ایمان کے سلسلے میں کار فرما
ہے ایک عجیب غبطہ کے عالم میں ہے کس
قدر خوش قسمت ہوں میں جبکہ اہل نجف کی منزل
میں سب سے زیادہ معزز مہمان اور نہایت بزرگ
و محترم آنے والے کے شاندار خیر مقدم اور ان کا اظہار تشکر ہو
آپ لوگوں کی مبارک بزم کی انجمن سلک میں
منسلک ہونے کے لیے موفق ہوا ہوں۔ اور اب میں
حتی الامکان ایک فریضہ ادا کرنے کے لیے اٹھا
ہوں اور میرا تو یہ خیال ہے کہ جو لوگ اس نعمت کاملہ
سے بہرہ یاب ہوئے اور اس مسکن شریف کے متوطن
ہیں ان میں کا کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جس نے
ہماری آؤ بھگت قبول فرما کر منعم کے فریضۂ شکر ادا کرنے
میں کوتاہی اور تساہلی کی ہو بعد اس کے کہ نجم العلماء
ملک وادی مقدس پر طلوع فرما کر ہم لوگوں سے
رخصت ہوں پس مرحبا اے حشمت و جلال کے
ساتھ قدم رنجہ فرمانے والے اور لکم مائتہ برکت و سعادت
کے ساتھ طلوع ہونے والے مبارک شاہد
مدت سے آپ کے روشن اور رونق افزا چہرہ کی زیارت
کے لیے آپ کے مخلص احباب کی نگاہیں دور ہی سے
چشم انتظار تھیں اگرچہ آپکی روحانیت کی تصویر
اور راہ دین حق میں آپکی جد و جہد کا اندازہ جس کے
گرد پوری روشنی والی عقلیں پروانہ مشغول طواف ہیں
ہمیشہ ہم لوگوں کے پیش نظر رہا اور لیسان الامام
اور اپنے پدر بزرگوار کی ضریح مبارک کی زیارت کرنے

في مصر التزوير وعبادة الاهواء
وحشائش الزعانف ولتمت حياتك
بالطلات العقائد والضلالات و
لتيقلص لفجر تبشيرك ظلل داجية
الشرك وظلام الالحاد وليسقط لاية
صدقك سحر دجال الدعايات :- فما
انت وشرف الحقيقة الاذالت الجابر لما
كسرته الارساليات المسيحية والمقوم
لما اعوج بثقل الاعباء التبشيرية والمشيد
لما اسسه سلفه الطاهر والقاهر بشكيمة
توحيده جحافل التثليث - واني ايها السيد
بصفتي من خدام دين جدك الهادي
ص لافتخر بميلي القلبي لقد استنك
وتعلقي الروحي بروحانيتك اللتين
برهنت عليهما اثارك الجليلة سجلها
لسيادتك التاريخ الناصع بأحرفه الذهبية
واتانس بآثارك الجميلة في اسواق الارشاد
والهداية واطاول بمساعيك الناجحة
في معرض الخدمات الطائلة
بزوغا واعتلاء ايها النجم الهادي في
خضراء الحقائق سموا وارتقاء ايها المجتبى
فوق ضرام الاصلاح وعيوق الانقاذ
تقدما وبلوغا ايها المجدد في اقوم التعاليم
ان الله بالك لتبرئ النجف الاشرف
لتبرة النسار خضو الفلسفة وعبوا المعارف

والے دینی پیشوا اور اے دین حق کی طرف اپنی پر زور
دعوت دینے والے جسکے مفید ونافع علم کی خوشبو
باب مدینۃ العلم سے پیچ در پیچ اور پوشیدہ وغامض مسائل
سے نکلکر دنیا کی پہنائی میں پھیلی ہوئی ہے آپ پر
ہمارا پرخلوص تحیہ وسلام ہو اے راہ خدا کے بہت بڑے
مجاہد ہمیشہ آپ مظفر و منصور دنیا میں رہیئے اور میں آپکو
ان کامیابیوں پر جنکے ساتھ خدا نے آپکو دونوں
ہاتھوں پر فتحیاب فرمایا ہے مبارکباد دیتا ہوں بلکہ
میں ساری امت محمدی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ
انہیں آپکے ناپیدا کنار دریائے فیوض سے استفاضہ
کا بہترین اور قابل قدر موقع ملا) اور اے مذہب کے
یکتا فدائی اور اے ابن آزادی اور خواہش پرستی اور
مکر و عیاری کے زمانہ میں ایسے دین کی نصرت وحمایت
کرنے والے جو تمام دینوں سے بحیثیت حجت و دلیل
بلند مرتبہ ہے اور مکمل مذاہب جسکا راستہ واضح و
روشن ہے آپ ہمیشہ زندہ وسلامت رہیئے اور آپکی
زندگی کی بدولت دنیا کے تمام باطل عقیدے
اور دنیا کی گمراہیاں مرتی اور مٹتی اور ناپید ہو جائیں
اور آپکے طلعت نورانی کی صبح کیوجہ سے شرک والحاد
کی تاریکیاں سمٹکر معدوم ہوتی رہیں اور آپکے معجزہ
صدق کے سامنے دجال دعاوی باطلہ کا جادو
باطل ہے اعتبار ہوتا رہے اسلئے کہ قسم ہے
حق اور اسکی عزت وشان کی آپ ہی کی ذات
وہ ہستی ہے جو ان شکستہ حقیقتوں کو جوڑ سکے
جو مسیحیت کے تبشیری دھارے میں گر کر شکستہ ہو گئیں

ما الشوقیه بامضی من مواضی اقلامهم
وما البرق اللموع باضوء من نیرات آرائهم
والی الغایة لموحدة فوحدوا فانکم الله
مشکور السعی و واصلوا اسلاک المواصلة
بینکم؛
وانی وایم الحق لشدید الرغبة: الی
سادق الجمات و المدافعین فی الحاضرة
وخارجها: ان یعضدوا ویعدوا واعد المناضل
المتفانی فی بث الدعوة المحمدیة «ص»
ونشر الدیانة الحقة فی البلاد الغربیة وغیرها
والسلام علیك ایها العلم الفرد فی حلك
ومن تحلك وذی اکف الابتهال مرفوعة
وعیون الرجاء شاخصة الی فیض ربی للطول
والمنن: ان یولیك تأییده وتسدیده
ویمنحك ایاب مسرة وسلامة الی منصة
العمل وددت الدلالة علی الصراط
المستقیم والمحجة اللاجئة وعلی من حضر
ختام السلام

(محسن المظفر)

اور راستی کے اس پاکیزہ منزل کو جسے ضلالت کے
سنگین بادلوں نے خیرہ ہو گیا ہے، اے آپ ہی کی
وہ ولت ہے جو ملات طاہرین کی بنیادوں کو مستحکم
کرے اور توحید کی مضبوط طنابوں سے بنیاد تثلیث
کی منہدم زور ہونکو بے نظیر بگد ہری کے ساتھ میدان تحریری
میں روکے ہوئے) پڑی جاتی اور بے شک میں
اے میرے سید اگرچہ میں بھی آپکے صد بزرگوار کے
خادمان دین میں سے ہوں لیکن مجھے اپنے اس میلان
قلبی ور دحانی پر فخر و ناز ہے جو آپکے مجھے حاصل ہے
بسبب آپکی ایسی روحانیت و تقدس کے جس پر آپکی
محترم نشانیاں کافی شہادت دیتی ہیں اور سیادت
کی پاک وصاف تاریخ نے اپنے سنہری حرفوں میں
اُنکو ناقابل انکار بنا دیا ہے اور میں بازار ہدایت
و ارشاد میں کمال شوق کے ساتھ آپکے خوشنما اور
جمیل فضائل و مناقب کیطرف (دل سے) راغب
ہوں اور آپکے مفید خدمات کے مقابلہ میں آپکی کامیاب
کوششوں کے میدان کو نہایت وسیع
اور طویل و عریض سمجھتا ہوں اے فلک حقیقت پر ہدایت کرنے
والے دین کے ستارے ہمیشہ طالع اور بلند رہو اور اے

موجودات عالم کی منتخب ہستی قید ضلالت سے رہائی بخشنے کی بلندیوں اور افق اصلاح پر ہمیشہ تجھے خدا شرف طلوع سے ممتاز فرماتا رہے اور اے صراط مستقیم کے تیز رفتاری سے طے کرنے والے آپکو کامیابی اور آگے بڑھنا نصیب۔ آپکو خدا البأس خیر و عافیت سے آراستہ رکھے یقین جانیئے کہ آپکی کمک پر نجف اشرف میں بہترین معین و انصار تیار ہیں جنہوں نے اپنی پُر زور تفتیش سے فلسفہ کی چالوں کو ہلا دیا اور دقائق علوم و معارف کی کامل تنقیح و تدقیق کی ہے اُن کے قلموں کی بے مثل روانی کے آگے آب شمشیر کا تیز دھارا بے حقیقت اور اُنکی روشن و درخشاں رائیں برق عالمتاب کو آب شرمندگی میں غرق کرنے والی اور در حقیقت

دیکھا جائے تو ہمارا آپکا مقصد ایک ہی ہے پس ہماری آپکی قابل شکریہ جد و جہد میں بھی یک جہتی ہونی چاہیئے
اور آپ سے رشتہ اتحاد مستحکم و مضبوط رکھنا نہایت ضروری ہے خداوند کریم آپ کا معین و مددگار رہے۔

اور البتہ بہر حق کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں اپنے سرداران دین اور حامیان شرع متین سے خواہ وہ مقامی
حضرات ہوں یا غیر مقامی اس امر کا بہت زیادہ متمنی اور خواہاں ہوں کہ اس مجاہد کی جس نے دعوت محمدی کے پھیلانے
اور مغربی اور غیر مغربی بلاد میں دین حق کے منتشر کرنے میں اپنے کو بالکل فنا کر دیا ہر طرح
سے نصرت کریں اور اس اہم بالشان کام میں ہاتھ بٹائیں اور آپ پر لئے یکتا نشان ہدایت آپکے سفر
میں حضر میں رہبر وقت ہمارا اسلام ہو اور یہ دست دعا بلند ہیں اور نگاہ استمداد اُس ذات کے فیوض سے
جو مرکز فضل و احسان ہے لگی ہوئی ہے کہ وہ آپکو اپنی تائید و تسدید (لطف و توفیق) مرحمت فرمائے
اور آپ کو خوشی و سلامتی کے ساتھ (اپنے فریضہ منصبی ادا کرنے کیلئے) کرسئ عمل پر جلوہ گر ہونے اور شاہراہ
مطلوب کی رہنمائی کے لیئے مسند آرائی کرنے کی طرف مراجعت (واپسی) نصیب کرے اور خاتمہ کلام میں
حاضرین جلسہ پر ہمارا اسلام ہو۔ فقط۔

انگریزی ترجمہ صحیفہ کاملہ حصہ دوم

کلام الامام امام الکلام

علی ثانی یا آدم ثالث امام چہارم علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ کا وہ کلام بلاغت نظام جو
تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق کا مصداق اور فوق تصور انسانی علوم و کمالات کا مصدر اور رابطہ
عبدیت و معبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعاؤ مناجات کے اعلیٰ طرق کا معلم ہو مدرسۃ الواعظین کے کافی
وقت اور روپیہ کے صرف سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہو رہا ہے شائقین کے سخت تقاضے سے پہلا حصہ جو ۲۸ دعاؤں
پر مشتمل اور ۲۰۷ صفحہ پر ختم ہوا ہے سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ جو ۲۹ دعاؤں پر مشتمل اور ۲۰۸ سے
سے شروع ہو کر ۴۳۱ پر ختم ہوا ہے امسال شائع کیا گیا ہے حصہ اول کی طرح اس دوسرے حصہ میں بھی ایک صفحہ
پر اصل عربی عبارت اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہے جلد اور قیمت میں کوئی فرق نہیں دونوں حصوں کی جلد نہایت عمدہ
انگلش فیشن اور دونوں حصوں میں سے ہر ایک کی قیمت عہ ہے سکریٹری صاحب انجمن معید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
سے طلب فرمائیے

یہ ترجمہ کیسا ہے اسکے کیا خصوصیات ہیں ایک (ان) پرست جرمنی اسکو دیکھکر لکھتا ہے کہ اگر خدا ایسا ہی ہے

خطبۂ صدر مجلس استقبالیہ اجلاس سالانہ دہم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

چونکہ عالیجناب آنریبل راجہ نواب علیخانصاحب بہادر تعلقدار اکبرپور ضلع سیتاپور صدر مجلس استقبالیہ زمانہ اجلاس میں اتفاقاً ایسے سخت علیل ہوگئے کہ شریک اجلاس نہ ہوسکے لہذا اس خطبہ کو جناب ممدوح کی جانب سے جناب نواب میرزا محمد سجاد علیخانصاحب معاف شیش محل لکھنؤ نے جناب صدر محترم حضور پرنور ہز ہائینس نواب صاحب بہادر رامپور خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ کی تشریف آوری کے بعد اجلاس پنجم میں حضور ممدوح کے محضر انور میں پیش فرمایا۔ (راجہ نیجر؟)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زلافِ حمد و نعت اولیٰ ست بر خاکِ ادب خفتن سجودے میتواں کردن درودے میتواں گفتن

یور ہائینس حضرات علمائے کرام و معزز حاضرین جلسہ!

بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ میرے دو فرض ہیں ایک یہ کہ میں اُن تمام معزز مہمانوں کا جو دور دراز کا سفر اختیار کرکے اور اپنی راحتوں کو ترک کرنے کے بعد اس موسم سرما میں مدرسۃ الواعظین کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے ہیں شکریہ ادا کروں، اسکے علاوہ میرا دوسرا فرض یہ ہوگا کہ میں اُس شاندار تبلیغی ادارہ کے اجمالی حالات بیان کروں جس کی استقبالیہ کمیٹی کی صدارت کا مجھے آج شرف حاصل ہے مدرسۃ الواعظین کے متعلق مکمل رپورٹ کا پیش کرنا اس ادارہ کے سکریٹری کا کام ہے اور اسکے واسطے مفید ہدایات و مشورے آپ اپنے اجلاس کے صدر محترم کی زبان فیض ترجمان سے سنیںگے جو آپ کی نا اہلی الفہمیری کے واسطے قوم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس شاندار اجتماع کی صدارت کے واسطے تشریف لائے ہیں۔

یور ہائینس ہم حضور کی اُن ذمہ داریوں اور مصروفیتوں سے بخوبی واقف ہیں جو بحیثیت ایک ہوشمند والیٔ ریاست کے آپکے ذمہ ہیں اور جن کی موجودگی میں حضور اپنا گراں بہا وقت کسی دوسرے کام کے واسطے مشکل سے نکال سکتے ہیں لیکن اسکے بعد بھی حضور والا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مقدس فریضہ کو یاد کرکے اس دینی ادارہ کے جلسوں کے لیئے وقت نکالنا اور اس موسم سرما میں دور دراز کا سفر اختیار کرنا اور اپنی راحت و آسائش کو ترک کرکے اپنے دینی بھائیوں کی صف میں بیٹھنا حضور والا کی

اسلام پروری اور ملت پرستی کا بہترین ثبوت ہے،

حضور والا سے بھی ایسی ہی امید تھی اسلئے کہ حضور والا کی تربیت ابتدا ہی سے دینی ماحول میں ہوئی تھی اور حضور والا کے والد ماجد نواب جنت مکان جنکی یاد میں ہم سب غمزدہ و ملول ہیں اور جو اسلام کے سچے فدائی اور محسن تھے ہمیشہ سے اسکے ساعی رہے کہ وہ اپنا جیسا جانشین چھوڑجائیں جو اسلام پرستی علی الخصوص علم پروری میں اُن کے روایات کو باقی رکھ سکے اور الولد سر لابیہ کا صحیح مصداق بن سکے،

حضور والا کو نہیں وہ وقت یاد ہے کہ جب اس مدرسہ کے سالانہ اجلاس میں آج سے تین سال قبل حضور والا نہایت جوش اور انہماک سے بحیثیت قائم مقام صدر اپنے والد ماجد جنت مکاں کی نیابت فرما رہے تھے اور اس دن کے لیئے تیار کیئے جا رہے تھے کہ ایک روز آپ بحیثیت نائب نہیں بلکہ ناخدائے قوم بنکر ہماری کشتی کو ساحل مراد تک پہونچادیں گے۔ ہم اسی وقت اس منظر کو اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ

بالائے سرش ز ہوشمندی		میتافت ستارۂ بلندی

ستارۂ بلندی سے مراد طرۂ ریاست و امارت نہیں بلکہ قوم کی سرداری ہے۔ یور ہائینس ہمارے لیئے آپکے والد ماجد نواب صاحب جنت مکان، کی جدائی بہت شاق ہے ہمارا بہت بڑا محسن اور سرپرست ہم سے جدا ہوگیا! نا امیدی کی اُن گھٹاؤں میں حضور والا کی ذات والاصفات آفتاب امید اور ہمارے زخم قلب مضطر کے واسطے مرہم کا کام دے رہی ہے ہم خدائے عزوجل کے شکر گذار ہیں کہ اُس نے اگر ایک نعمت سے ہمکو محروم کردیا تو اسلام کو آپ کا ایسا نعم البدل عطا فرماکر تلافی مافات بھی کردی،

یور ہائینس میرے پاس حضور والا کی دین پروری اور اسلام نوازی کا شکریہ ادا کرنے کے لیئے الفاظ موجود نہیں لیکن میں حضور والا کو یقین دلاتا ہوں کہ حضور والا کی اس زحمت فرمائی اور تشریف آوری پر نہ صرف وہ حضرات جو اس شاندار اجتماع علیہ میں شریک ہیں حضور والا کے لیئے تہ دل سے دعا کرتے ہیں بلکہ تمام شیعیان ہند حضور والا کی طول عمر و ترقی اقبال کے لیئے بارگاہ احدیت میں تہ دل سے دعا گو ہیں۔ میں اس تکلیف دہی کی معذرت کو اب طول نہ دوں گا اور اس شعر پر ختم کرتا ہوں کہ۔

عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما		شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

حضرات حاضرین جلسہ! میں آپ حضرات کی خدمات ایرکات میں بھی جو اسی سادات کے ساتھ جو اسلام کا طرۂ امتیاز رہی ہے نہایت گرمجوشی کے ساتھ ہدیہ خیر مقدم پیش کرتا ہوں اور آپ کی زحمت فرمائی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں

شکریہ کے فرض سے سبکدوش ہونے کے بعد اب مجھے نفس تبلیغ اور مدرسۃ الواعظین کی حالت ایک

مختصر تبصرہ مقصود ہے مدرسۃ الواعظین دنیائے اسلام میں پہلا منظم تبلیغی ادارہ ہے جہاں تک نفس تبلیغ کا تعلق
ہے کوئی مسلم اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور ہر مسلم کا فریضہ تبلیغ و اشاعت مذہب ہے
ہر زمانہ میں تبلیغ کے لیے کوششیں کی گئیں اور خدا کے سچے پرستاروں نے اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کر دکھایا
لیکن یہ کوششیں زیادہ تر انفرادی حیثیت رکھتی تھیں مدرسۃ الواعظین نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے
ضروریات زمانہ کو دیکھتے ہوئے ایک ایسا نمونہ پیش کیا جو عالم اسلام کے لیئے اس سے بہت مفید اور کارآمد
ثابت ہو سکے،

حضرات انفرادی کوششوں کا زمانہ گزر چکا اور اب وہی اسکیم بار آور ہو سکتی ہے جس کی تائید میں قوم
کی متفقہ قوت ہو مسلمانوں کے پاس خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس کوئی ایسا خزانہ نہیں
ہے جسے وہ مسیحی سلطنتوں کے عطیات کی طرح اسلام کی خدمت اور اشاعت کے لیئے وقف کر سکیں اور اپنی
آواز کو دنیا کے ہر گوشہ میں پہونچا سکیں مسلمان اگر کسی وقت قرآن پاک کے ترجمہ کو سیکڑوں مختلف زبانوں
میں پیش کر سکتے ہیں تو اجتماعی قوت کے ذریعہ نہ کہ انفرادی کوشش کے ذریعے۔

مسلمان اگر یورپ، امریکہ، افریقہ۔ اور دنیا کے دوسرے حصوں میں اپنے تبلیغی مرکز قائم کرنا چاہتے
ہیں تو وہ صرف اجتماعی قوت سے ایسا کر سکتے ہیں۔ اور بغیر مرکزیت کے وہ اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے
مسیحی انجمنوں کی شاخیں دنیا میں اسوقت پھیلیں جب مسیحی جماعت نے پہلے اپنا ایک مرکز قائم کیا اور
اُنکی تمام قوتیں اُس مرکز کو قوت دینے کے واسطے مصروف عمل ہو گئیں ورنہ اگر وہ اپنی اپنی جگہ پر ایک
ایک کتاب شائع کرتے تو اس تیز رفتاری کیساتھ اُنکی تعداد میں اضافہ نہ ہوتا ہمارے پاس یقیناً لاکھوں پونڈ
سالانہ صرف کرنے کے واسطے موجود نہیں ہیں نہ ہمارے پاس مذہب کے ایسے سچے اور مخلص کارکن بڑی تعداد
میں موجود ہیں جیسے ہماری بعض معاصر اقوام کے پاس ہیں لیکن کیا یہ پیسہ اور اتنے آدمی ایک دن میں تیار
ہو گئے تھے اور کیا ہم اتنے دنوں کی بیخبری کے بعد ایک دن میں مہیا اور تیار کر سکتے ہیں؟ مدرسۃ الواعظین مستحق صد
شکریہ و تبریک ہے کہ اُسنے گیارہ سال کی قلیل مدت میں وہ کارہائے نمایاں کر دکھائے جو بعض معاصر اقوام
سے اس سے کہیں زائد زمانہ میں باوجود عدم موانع نہ کیئے ہوں گے اور اگر مجھے دوسرے اداروں کے
تبلیغی نتائج سے مقابلہ کرنیکا موقع ہوتا تو میں دکھا سکتا تھا کہ باوجود کمی سرمایہ و قلت کارکنان ہمارے
اس نوعمر ادارہ نے کسقدر ممتاز حیثیت پیدا کی۔ ناشکر گذاری ہوگی اگر میں مدرسہ کے فرائض و خدمات
کے تذکرہ سے قبل اوس کے موسس اور بانی کا شکریہ تہ دل سے نہ ادا کروں جن کی عرق ریزی اور آبیاری
کی وجہ سے یہ ادارہ قابل رشک ہو رہا ہے اور جس سے ایک درخشاں مستقبل کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں

حضرات مدرسۃ الواعظین کے عالم وجود میں لانے اور اسکی آبیاری اور اسکی نشو ونما کا کریڈٹ تمام تر ان دو بزرگوں کو دیا جا سکتا ہے جو اسوقت بھی اس مدرسے کے جسم میں قلب وجگر کا کام کر رہے ہیں اور وہ ہمارے سرکار شریعتمدار جناب نجم العلماء مدظلہ اور سر مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد بالقابہ ہیں۔ ایک نے اپنے دل ودماغ سے اس تحریک کا نقش اول قائم کیا اور مسلسل جد وجہد سے اس نقش کو صفحۂ وجود پر ایک مستحکم حیثیت دی اور دوسرے کی فیاضیوں اور زرپاشیوں اور مالی ایثار نے اس دینی ادارہ کو خلعت حیات بخشا آپ حضرات واقف ہوں گے کہ گیارہ دسمبر ۱۹۱۹ء کو اس مدرسہ کا افتتاح ہوا اور سر مہاراجہ صاحب بہادر بالقابہ نے ایک جائداد وقف کی جس کی آمدنی سے مدرسہ کے ابتدائی دور میں اسے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور اب سات ہزار روپیہ سالانہ ملتا ہے۔

غیر ممکن تھا کہ قوم ان حضرات کے محسنات ایثار کی قدر نہ کرتی اور اس نیک کام میں ان مجاہدین راہ اسلام کا ہاتھ نہ بٹاتی چنانچہ مجھے یہ ذکر کرتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ قیام مدرسۃ الواعظین کو جتنا زمانہ گذرتا گیا اور اسے اپنے مفید کاموں کی بدولت قوم میں ہر دلعزیزی حاصل ہوتی گئی قوم کی طرف سے بھی مدرسہ کی امداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ہوتا جا رہا ہے اُن گرانقدر امدادی رقوم کا جو درد کورد سا قوم اور دردمندان ملت سے حاصل ہوئیں حوالہ دینا میرے لئے آسان نہیں ہے بہت مشکل ہے اور اس لئے میں صرف ایک گران قدر مستقل عطیہ کا ذکر کروں گا جو آج سے تین سال قبل اس مدرسہ کو حاصل ہوا اور جس سے نشر دین مبین اور مدرسے کے کاموں میں بیش بہا امداد ملی وہ بیش بہا عطیہ حضرت جنت مکاں ہز ہائینس مرحوم سابق فرمانروائے رامپور کا تھا۔ خدا اون کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ حاضرین سے التجا ہے کہ وہ ایک سورۂ فاتحہ سے مرحوم کی روح کو شاد کر دیں

آپ حضرات مدرسہ کے خدمات اور اسکی سرگرمیوں سے بے خبر نہیں ہیں۔ اور اس لئے اس سلسلہ میں مجھے کچھ زبان تفصیل سے نہیں بلکہ صرف اتنا بتا دینا ہے کہ مدرسۃ الواعظین کے مبلغین نہ صرف ہندوستان کے ہر گوشہ کو روشنی علم وتہذیب سے روشن کر رہے ہیں بلکہ بیرون ہند بھی تنگھائی۔ ہانگ کانگ سیام اسٹریٹ سٹلمنٹ مشرقی افریقہ۔ میڈاگاسکر تک جا کر خدائی پیغام پہونچاتے رہتے ہیں اسوقت مستقل طور پر افریقہ میں دو مبلغین کام کر رہے ہیں۔ اندرون ہند بمبئی پریسڈنسی پنجاب۔ سرحد بلتستان یوپی بنگال۔ سی پی ملک حیدرآباد دکن وغیرہ میں مدرسے کی تبلیغ کام کر رہے ہیں۔ مدرسہ کے اکثر واعظین پشتو سندھی پنجابی، گجراتی۔ انگریزی پر بھی قادر ہیں اور جہاں جہاں جاتے ہیں وہاں انہیں زبان یا مترجم کی مجبوری نہیں ہوتی،

حضرات آپ خوب جانتے ہیں کہ تبلیغ دو طرح ممکن ہے۔ ایک یہ ہے کہ ادیان مختلف کے رازہے واقف ہوکر انکے پیرو حضرات کو بطرز مجادلہ اسمیں الجھا دیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو اعتراضات ہم پر کیے جائیں اونکا صلح و آشتی سے جواب دیا جائے مدرسہ کے مبلغین کو تبلیغ کے ان دونوں طریقوں سے واقف اور اسپر قادر ہیں کہ وہ دوسرے مذاہب کی کمزوریاں اور اپنے مذہب کی فضیلتیں ثابت کرسکیں لیکن وہ حتی الوسع مجادلہ سے پرہیز کرتے ہیں اور خصوصاً مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے مقابلہ میں وہ کسی نزاع میں حصہ نہیں لیتے بلکہ حقانیت اسلام پر تقریریں کرکے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اسلام کی یکجہتی اور اتحاد کا بہترین عملی ثبوت دیتے ہیں"

مدرسہ کا لائحہ عمل بھی یہ ہے کہ اسلام کے فرقوں میں اتحاد قائم کیا جائے اور حتی الوسع ایسی باتوں سے بھی گریز چاہیے جس سے ہندوستان کی متحدہ قومیت یا بین الاقوامی فضا کو صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہو اس مقصد عظیم کے بعد مدرسہ کا مقصد یہ ہے کہ خلاف شرع رسوم اور اخلاق کی اصلاح کی جائے دین اسلام کے سچے اعتقادات کی تعلیم دیجائے اور اسلام کے متعلق دیگر مذاہب کے پرستاروں میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوں اونکا سختی و درشتی کے ساتھ نہیں بلکہ صلح و آشتی کے ساتھ بدلائل دفاع کیا جائے مجھے مسرت ہے کہ مدرسہ نے محض انھیں تبلیغی خدمات پر اکتفا نہیں کی بلکہ اردو انگریزی اور بنگلہ وغیرہ میں اچھا خاصہ مذہبی لٹریچر جمع کردیا ہے اور مدرسہ کی طرف سے اردو میں ایک تبلیغی ماہوار رسالہ الواعظ، ایک انگریزی رسالہ مسلم ریویو۔ ایک گجراتی رسالہ پنجۂ نور ماہوار شایع ہورہا ہے ان پمفلٹوں اور رسالوں کی اشاعت میں مدرسہ کا بہت کافی روپیہ صرف ہوا اور یہ ابتک خسارہ پر چل رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس طرح کسی قوم کے تبلیغی رسالہ تجارتی حیثیت سے کامیاب نہیں ہوسکتے اسیطرح مدرسے کے یہ رسالے بھی اپنی آمدنی سے اپنے اخراجات بالاستقلال عطیات کے کسی طرح نہیں چلائے جاسکتے اگر ہمکو اس نیک کام کا سلسلہ باقی رکھنا ہے اور پیغام الٰہی کو دنیا کے ہر گوشہ میں پہونچانا ہے تو ہمیں ان تبلیغی رسالوں کی اشاعت کیلئے کافی امداد دینی چاہیے اور ان کے حلقۂ اثر کو عالمگیر بنانے کی جدوجہد کرنی چاہیے،

مدرسہ کے تبلیغی نتائج اس ادارہ کے جنرل سکریٹری صاحب تفصیل کے ساتھ اپنی رپورٹ میں بیان فرمائینگے مجھے صرف اتنا ظاہر کردینا ہے کہ مجھے یہ معلوم کرکے دلی مسرت ہوئی کہ مدرسہ کے مبلغین نے نہایت بلاغت و لعتنہ عیسائیوں اور دیگر اقوام کے لوگوں کو اپنے حسن تبلیغ سے دین اسلام کی دعوت دی اور انھیں اسلامی برادری میں داخل کرنے میں کامیاب ہوئے فتنۂ ارتداد کے موقع پر مدرسہ کی طرف سے تقریباً سو آبادیوں میں کام کیا گیا اور وہاں کے مسلم راجپوت جو مذہب اسلام ترک کرکے تبدیل مذہب کو تیار

تھے ہمارے مدرسہ کے مبلغین کی جد وجہد سے دینِ حقہ پر قائم رکھے جاسکے ملتان۔ صوبہ سرحد سندھ بنگال میں وہ مسلمان جنھوں نے مذہب اسلام کی صورت بالکل بدل دی تھی مدرسہ کے مبلغین کی اصلاح کی بدولت بہت کچھ سدھر گئے۔ اور آپ کو یہ سنکر مسرت ہوگی کہ ان مقامات کے زیادہ تر لوگ راہ راست پر آگئے ہیں۔

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ مدرسہ کے خدمات و فیوض پر تفصیل سے روشنی نہیں ڈالنا چاہتا صرف اشارات وکنایات پر اکتفا کروں گا لہذا میں آپ کا زیادہ وقت ضایع نہیں کرونگا صرف اتنا کہوں گا کہ مدرسہ کی مالی حالت اب بھی بہت زیادہ ناقابل اطمینان ہے اور بہت سے کام مالی کمزوری کی وجہ سے ادھورے پڑے ہوئے ہیں، مجھے مدرسہ کے ذمہ دار کارکنوں کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ مدرسہ کی مستقل آمدنی صرف دس ہزار نو سو روپیہ سالانہ ہے اور مصارف کا اوسط مبلغ تیس ہزار روپیہ سالانہ ہے کیا مستقل آمدنی و اوسط اخراجات کا یہ عدم توازن قابل لحاظ نہیں ہے؟

حضرات ہمکو اب بیدار ہونا چاہیئے غفلت کا وقت گذر چکا اگر آج جبکہ دوسرے مذاہب کے پیرو تسخیر عالم میں مشغول ہیں ہم خواب غفلت میں پڑے رہے تو ہمارا منزل مقصود تک پہونچنا محال ہوگا۔ ہماری حالت اُس مسافر کی سی ہوگی جسکی حالت کا شاعر نے ان الفاظ میں خاکہ کھینچا ہے ؎

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

اگر آپ کو اسلام عزیز ہے۔ اگر آپ تبلیغ کے سچے شیدائی ہیں۔ اگر آپ ائمہ علیہم السلام کے اُس ایثار و قربانی کی دل سے قدر کرتے ہیں جو انھوں نے اسلام کے احیاء کے لیئے برداشت کیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں حضرت ختمی مرتبت کے نام لیوا اپنے دین پر باقی رکھے جاسکیں اور اُن کی تعداد میں یوماً فیوماً اضافہ ہوتا رہے اسلام کی صورت اسطرح مسخ نظر نہ آئے جیسے اسلام کے اول دور میں معرکہ کربلا کی ضرورت پیدا ہوئی تھی اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین اسلام اور شمع جعفری کی روشنی روز بروز تیز ہوتی جائے تو مدرسۃ الواعظین کو اپنے مقصد نیک میں کامیاب بنانے کے لیئے ممکن امداد سے دریغ نہ فرمائیے تاکہ اس گھر کا اوجالا تمام دنیا کو اپنی روشنی سے منور کرسکے مدرسہ کی مالی امداد کی طرف جلد از جلد توجہ کیجیے اور اُسی جوش ایثار اور عزم سے کام لیجیے جس سے کہ آپکے سردار باب مدینۃ العلم مولیٰ علی نے ذوالعشیرہ کے میدان میں کام لیا تھا اور خاتم النبیین کے مشن کو تقویت دیکر اُن کا سچا پیرو ثابت کیجیے،

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

بہرحال معزز حضرات علماء کرام اور معزز حاضرین جلسہ میں نے آپ کا وقت عزیز صرف کیا۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

امید کہ آپ حضرات مجھے اس سمع خراشی پر معاف فرمائینگے۔

خطبۂ حضور صدر اجلاس پنجم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

کلام الملوک ملوک الکلام

تقریر دلپذیر حضور پرنور ہز ہائنس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامرا نواب السید محمد رضا علیخانصاحب بہادر مستعد جنگ فرماں روائے دار السرور رامپور خلد اللہ ملکہ وسلطانہٗ جو حضور ممدوح نے اجلاس پنجم میں خطبۂ صدر مجلس استقبالیہ کے بعد ارشاد فرما کر جملہ حاضرین والاتمکین سے خراج تحسین حاصل فرمایا، (از ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

حضرات علمائے کرام وحضار مجلس!

سلام علیکم

حضرت نجم العلماء کے اصرار بلیغ نے مجھے آج پھر اُس مرکز پر پہونچا دیا جہاں دو سال قبل ناگہانی طور سے مجھے اپنے والد مرحوم نواب جنت مکان کی نیابت کا شرف حاصل ہو چکا ہے میرے والد مرحوم کے انتقال پر ملال کا غم نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہندوستان تک محسوس کیا گیا اُن مرحوم کے صفات عام طور سے مشہور ہیں لیکن آپکی سب سے بڑی تعریف یہ تھی کہ وہ مذہب کے سچے عاشق اور پیرو تھے۔ میں آپ حضرات کا عموماً اور حضرت نجم العلماء کا خصوصاً شکر گذار ہوں کہ اُنھوں نے میرے قومی وتبلیغی مدرسہ کے اجلاس کا مجکو صدر مجلس تجویز فرمایا۔

آپکے صدر مجلس استقبالیہ میرے دوست راجہ نواب علیخانصاحب نے میرا اور میری ریاست کے متعلق جن خوشگوار خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ راجہ صاحب کے خلوص ومحبت کا نمونہ ہے جس کا میں معترف ہوں،

حضرات! میں مدرسۃ الواعظین کو اُس وقت سے جانتا ہوں جب یہ عالم وجود میں آیا اور اسکی ابتدا اختری نسبت حضرت نجم العلماء کے سایہ کا شرف حاصل کیا مجھے مدرسہ کے اغراض ومقاصد سے ہمیشہ ہمدردی

جو دلچسپی رہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا میری تعلیم دینی ماحول میں ہوئی ہے یقیناً ایسا ہی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم عین فطرت کا زیور ہے اور صنعت پر طبیعت کو سبقت حاصل ہے خدا کا لاکھ لاکھ شکر کہ اُس نے مجھے فطرتِ ایمان پر پیدا فرمایا اور ان ماں باپ عطا فرمائے جو اللہ کے اہلبیت میں مشہور و معروف ہیں،

الحمدللہ میں جذبۂ مذہب کو اپنی فطرت میں مرکوز پاتا ہوں اور یہی بنا ہے کہ اپنی گوناگوں مصروفیت میں بھی اسلام و اہلِ اسلام خصوصاً تبلیغی ادارات کو فراموش نہیں کر سکتا یہی سبب ہے کہ اپنی ریاست کے اندرونی اصلاحات و رعایا کی بہبود و فلاح کے مادی مساعی کے باوجود میں نے مدرسۃ الواعظین کی اس رقم کو باقی رکھا جو ریاست سے اہل بھیجی جاتی ہے۔

حضرات! جہاں تک مسلم حکومتوں کا تعلق ہے میں اُن کے وجود کو اک شگوفہ مذہب جانتا ہوں فرع کی سرسبزی میرے دل سے اصل کی حیات افزائی کو محو نہیں کر سکتی برادرانِ مذہب کے پہلو بہ پہلو میرا ہونا نہ صرف مساوات بلکہ فطرتِ عالم کے مطابق ہے میں اپنے لئے اس میں جذبۂ تشکر محسوس نہیں کرتا برادرانِ مذہب کے پہلو بہ پہلو ہونا میرے لئے تختِ حکومت کے نقش و نگار سے کہیں زیادہ مسرت انگیز ہے اگرچہ پھول جامِ جم کے بھی گلدان میں کیوں نہ ہو مگر اُسکی اصلی و حقیقی بہار اُسی چمن میں ہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے مجھے اپنے برادرانِ ملت و مذہب کے مجمع میں وہ انبساط حاصل ہو رہا ہے جو ایک پھول کو اپنی شاخ اور اپنے چمن کی ہوا سے ہو سکتا ہے،

حضرات! اسلام تو اپنے روزِ اوّل سے ایک تبلیغی مذہب ہے لیکن آج دنیا کی قومیں کشمکشِ حیات و تنازع للبقا کی جنگ میں مبتلا ہو کر اپنے خصوصیات کو تبلیغ کے بغیر زندہ نہیں رکھ سکتیں اس زمانہ حرب میں زندگی صرف اُس سپاہی کا حق ہے جو حریف کی ضرب سے بچنے کا بہتر جانتا ہو۔

میں آپکے خیال کو دل سے پسند کرتا ہوں کہ یہ زمانہ انفرادی و شخصی کوشش کا نہیں ہے بلکہ اجتماعی قوت کے صرف کا وقت ہے مجھے افسوس ہوگا اگر اس واحد ادارہ تبلیغ کو انفرادانہ حیثیت و مجاہدہ جبکہ خود آپکے معاملہ فہم بانی کا بھی یہ خیال نہ ہوگا

حضرات! اس عہدِ مذہب سوز میں یہ حقیقت فراموش کرنے کے قابل نہیں ہے کہ جب [illegible] سیلابِ مذہب خالا اُٹھ رہا ہے اور جن زبانوں سے مذہب کو مٹا دو کے نعرے بلند ہو رہے ہیں وہی تو تبلیغِ مذہب کیلئے اپنی جائدادیں اور لاکھوں پونڈ سالانہ مشن کو دے رہے ہیں یہ اسلئے کہ جنگ خود ایک دھوکا ہے اور مقابل سے آلاتِ جنگ چھین لینا ایک ہوشیار سپاہی کا کام ہے ہمارے مقابل مذاہب کی بے پناہ قوت سے آگاہ ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ انکا تمدن بھی مذہبی سہارے کے بغیر دور دراز

ملکوں کا سفر نہیں کر سکتا تاریخی معلومات رکھنے والے ہم حضرات سے ناآشنا نہیں ہیں کہ تین صدی پہلے ہندوستان تثلیث سے یوں ناواقف تھا جیسے آج اسپین اسلام اور مسلمانوں سے ناواقف ہے لیکن اگر مشن کی متعصبانہ کاوشوں سے لاکھوں دیسی عیسائی پیدا ہو چکے اور برابر انکی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے برادران وطن کی تبلیغی سبھائیں اگرچہ نوکار ہیں لیکن انکے اثرات بھی جا بجا نمایاں ہیں افسوس ہے اس قوم پر جسکے مذہب کی بنیاد ہی تبلیغ واشاعت پر رکھی گئی ہو۔ جسکے بچوں کو فروع میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا سبق دیا گیا ہو جسکی نماز واذاں۔ دن میں پانچ مرتبہ تبلیغ کا فرض پورا کرتی ہے خاصکر وہ حق پرست گروہ جسکے جسم ایمان میں لفظ بلغ سے روح پھونکی گئی ہو اور جسکو تکمیل عصر ایمان کے ساتھ دستر خوان اتمام نعمت پر دعوت دی گئی ہو۔ فریضہ تبلیغ کو یوں بھول جائے،

حضرات! مجکو راجہ صاحب سے اتفاق ہے کہ تبلیغ کا ایک عامیانہ راستہ جنگ و جدل بھی ہے مگر ہمارے لیے تو مجاہدانہ کاوشیں اپنے امام زمانہ کی آمد تک ممنوع ہو چکیں ہم کو فقط دفاع بچا بھی سکتا ہے اور بڑھا بھی سکتا ہے۔

حضرات! ہماری قوم کی تعداد کم ہے۔ پس اتنی ہی جتنی جسمانیت میں دل و دماغ کا حصہ ہے اور اقوام عالم کے طوفان شور افزا سے مقابلہ ہے تو مجھ ہیجان کا طوفان کفر پرستی کی ظلمت کشتی کا ہچکولا اگرچہ یاس انگیز ہوں۔ مگر ناامیدی ہمارا کام نہیں ہے بڑا آسرا یہ ہے کہ ساحل مقصد تک پہونچنے کے لیے اگرچہ کچھ بھی نہو۔ مگر الحمد للہ ابتک ہماری کشتی اسی خط سفر پر لگی ہوئی ہے جس پر سفینہ اہلبیت گزر چکا ہے۔

حضرات میں تبلیغ کو نجات قوم کا سب سے بڑا وسیلہ جانتا ہوں لیکن مجادلانہ طریق کار ہمیشہ غیر مفید ہے ہم تو اس تبلیغ کے شیدائی ہیں جس میں قوت بازو سے کام نہ لیا گیا ہو جبر و اکراہ کا دخل نہو شمشیر کا ذکر نہو ایک قطرہ خون کا گرنا کیسا غصہ سے چہرہ پر سرخی بھی جھلکی ہو اور کفار کے دل رنگ اسلام میں رنگ گئے ہوں،

میں نے اپنی حکومتی مصروفیتوں میں مطالعہ کتب مذہبی کا ایک وقت معین کر رکھا ہے حال ہی کی میری نگاہ سے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے یمن میں بھیجے جانے کا واقعہ گزرا میں سمجھتا ہوں کہ وہ معجزہ یکتا جسکے دم قدم سے ہر عروج اسلام رونق پاتا ہے جسکی بے نظیر جرأت کے واقعات نے ہفت خوان کے معرکوں کو کہانی بنا دیا ہے جب میدان تبلیغ میں قدم رکھتا ہے تو ہاتھ میں ذو الفقار نہیں ہوتی۔ قبائل یمن ایمان لاتے ہیں مگر مجاہدوں کے پر دوں سے مرعوب ہو کر

نہیں بلکہ صف نماز کے قیام سے ہے اور قلوب کفار پر جبری رعب حاصل ہوتی ہے مگر لوازمے غیبی نماز کے خضوع و خشوع سے ہے،

مجھے مسرت ہے کہ مدرسۃ الواعظین کے خلیفہ نے اپنا طریق عمل ایسا ہی رکھا ہے اور سواد اعظم کے ساتھ ساتھ اسلام کی بہترین خدمت کی ہے میرا خیال ہے کہ اگر اسلام کے تمام فرقے اتحاد عمل سے کام لیتے رہے تو اسلام کو کامل فائدہ حاصل ہو سکے گا،

اگرچہ بیرونی اخبار مدرسے کا اپنی دنیا میں بھی روشنی چاہتے ہیں وہ مبارک و مسعود وقت ہوگا جب مدرسۃ الواعظین ہندوستان کے مشرقی افق سے چار دانگ عالم میں ضیا پاشی کرے گا لیکن فی الحال مدرسہ کے اہل حل و عقد کو خیال رکھنا چاہئے کہ مسجد سے پہلے گھر کا چراغ جلایا جاتا ہے،

ہندوستان میں بنگال، پنجاب، مدراس، برما کے علاقوں میں تبلیغ کے لئے بڑے بڑے میدان موجود ہیں اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ واعظین ان مقامات پر جاتے رہتے ہیں اور بعض صوبوں میں انکا قیام بھی ہے مگر ہندوستان کے تمام صوبوں میں مبلغین کا قیام ضروری ہے جہاں تک مجھے اطلاع ملی ہے یہ خبر عام ہے کہ ہر ہر شہر میں چھوٹی بڑی ہماری انجمنیں موجود ہیں۔ اگر یہ انجمنیں اپنے اغراض و مقاصد میں مدرسۃ الواعظین کے مبلغین اور مدرسہ کی خدمت اپنے ذمہ لے لیں تو مدرسہ ایک بڑے خرچ سے بچ سکتا ہے۔

مدرسہ کا بہترین کام وہ تین ماہوار رسالے ہیں جو اردو "انگریزی" "گجراتی" میں تبلیغی فرائض انجام دے رہے ہیں خصوصاً وہ انگریزی رسالہ جو مغرب و مشرق دونوں طرف اثر انداز ہے لیکن جہاں ہندوستان کا تعلق ہے۔ ابھی ایسے ہی چند ماہوار رسالوں کی اور ضرورت ہے جو ہندی، مرہٹی اڑیہ، تلگو، پشتو، میں مقاصد تبلیغ پورے کر سکیں،

آخر میں میں آپ سے اتحاد ملت و وقت شناسی کی امید رکھتا ہوں اور آپکی شکر گذاری اپنا فرض جانتا ہوں،،

نظارہ عید نمبر۔ یہ رسالہ بھی جس پر ہم کسی گذشتہ نمبر میں ریمارک کر چکے ہیں اب اسکی ترتیب نہایت آب تاب سے شائع ہوا ہے لکھنؤ کے مشہور اہل قلم کے بہترین مضامین کے علاوہ مشہوری کے اعلیٰ تحریر نے بھی اپنی مرتبہ اپنا جلوہ دکھا رہے ہیں۔ صفحہ کا حجم ۴۸ جدید پیمانہ کاغذ کتابت طباعت و دیدہ زیب قیمت صرف آٹھ آنہ، مدیر نظارہ سے نشان لکھنؤ حسب ذیل طلب فرمائیے،

رپورٹ آنریری جنرل سکریٹری مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

جو جناب ممدوح حسن خطبۂ صدر معظم کے بعد ارشاد فرمائی

اگر لطیفت بخوانی مزید الطاف است اگر بہ قہر برانی درون ما صاف است

بعد الحمد مقتدایان ملت و برادران ایمانی قبل اسکے کہ میں مدرسۃ الواعظین کی رپورٹ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں اپنا پہلا فرض یہ سمجھتا ہوں کہ منجانب اپنے اور تمام اراکین مجلس انتظامیہ کے نہایت ادب کے ساتھ اپنے واجب الاحترام صدر کی خدمت میں ہدیۂ خیر مقدم پیش کروں۔ فی الحقیقت حضور والا کی تشریف آوری عام طور پر تمام مسلمین کے لیے اور خاص طور پر مدرسۃ الواعظین کے لیے خدمات مذہبیہ قابل فخر ہے۔

خدام مدرسۃ الواعظین حضور کی زحمت اور محنت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے، خداوند عالم حضور محترم کو تا صد و سی سال بتوفیق مزید ملت حقہ کی نصرت کے لیے صحیح و سالم رکھے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اسکے بعد میں تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خاص کر ان حضرات کا جو اس تکلیف دہ موسم سرما میں محض ہمارے جلسوں کی شرکت کے لیے دور دراز کا سفر اختیار فرما کر تشریف لائے ہیں میں اپنے فاضل مبلغین کا بھی شکر گذار ہوں کہ ان حضرات نے حسب معمول اپنے فرائض کو قابل مدح طریقہ پر انجام دیا

سنہ ۱۹۳[illegible]ء کی بابت اس ادارہ کی سرگذشت پیش کرنے سے قبل میں یہ ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ نہایت اجمالی طریقہ پر اس ادارہ کی تدریجی ترقیوں کا ایک خاکہ پیش کردوں اور یہ بتادوں کہ اس ادارہ نے اپنی قلیل مدت حیات میں کیا کارنمایاں کیے۔

آپ حضرات واقف ہیں کہ اردو دسمبر ۱۹۱۹ء کو مدرسۃ الواعظین کا افتتاح سرکار مہاراجہ صاحب بہادر بانیٔ مدرسہ کے دست حق پرست سے عمل میں آیا چونکہ یہ مدرسہ اپنی نوعیت میں تمام ہندوستان کے لئے بالکل جدید صنعت رکھتا تھا اور جسکے کسی نصاب تعلیم اور طریقۂ عمل کا نمونہ بناکر اس مدرسہ کو چلانا ممکن نہ تھا اس لیے حالات زمانہ پر نظر کرتے ہوئے جسقدر بھی فکر و تفتیش کے بعد ممکن ہو سکا نصاب عمل مرتب کیا گیا اور پہلی جماعت کو جلد سے جلد تیار کرکے مبلغین کو ۱۹۲۱ء میں پنجاب کاٹھیاواڑ اور بنگال روانہ کیا۔

سنہ ۱۹۲۳ء میں بیرون ہند تبلیغ کا کام شروع ہوا اور پہلا وفد مشرقی افریقہ کے بر اعظم کی طرف روانہ

ہر اہ ہندوستان میں اُس وقت فتنۂ ارتداد کا بہت زور شور تھا۔ لہٰذا چند مخصوص واعظ مدرسہ کی طرف سے اس خدمت پر مامور کیے گئے۔ ہمارے واعظین نے اس موقع پر نہایت ہمدردی کے ساتھ دیگر فرقِ اسلام کے دوش بدوش اپنے فرائض کو انجام دیا اور الحمد للہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ملکانہ نو مسلم راجپوتوں کو مرتد ہونے سے بچایا۔

۱۹۲۱ء میں کام کی بیحد کثرت ہوگئی اور مجھ ایسے نااہل شخص کو بعہدۂ آنریری سیکریٹری مقرر کیا گیا۔ اُس وقت ممالک افریقہ۔ صوبۂ سرحدی۔ پنجاب، سندھ، اودھ، یو پی میں ہمارے واعظین کارِ تبلیغ انجام دے رہے تھے اور احاطۂ بمبئی، کاٹھیاوار، کچھ، ممالک متوسطہ۔ بہار، بنگال۔ اور برہما تک ہمارا مشن دورہ کرچکا تھا۔ واعظین کی کوششوں سے تبلیغ کا کام کافی طور پر آگے بڑھ چکا تھا اور سرکارِ نجم العلماء کی پرخلوص جدوجہد مدرسہ کے کاموں کو بہت کچھ معراج کمال تک پہونچا چکی تھی مختلف مقامات پر تقریباً آٹھ مدارس اور متعدد انجمنیں مدرسۃ الواعظین کے مقاصد کی تائید اور مقامی اصلاحات کیلئے قائم ہو چکی تھیں شعبۂ تصنیف و تالیف یعنی انجمن مؤید العلوم سے دس چھوٹے بڑے رسالے مختلف زبانوں میں چھپکر شائع ہو چکے تھے ترجمہ کلام مجید کا انتظام درپیش تھا شعبۂ اشاعت کا کام بذریعۂ رسالہ الواعظ لیا جارہا تھا

۱۹۲۲ء میں افریقہ کا دورہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم کیا گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ میں متعدد دینی مدارس کھل گئے، ہر مقام پر انجمنیں قائم ہوگئیں۔ صوم و صلوٰۃ، کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے کی عادت مومنین کو ہوگئی۔ اُنکے باہمی تفرقوں کی اصلاح کی گئی، یہ مقصد ہمیشہ ہمارے واعظین کے پیش نظر رہا اور وہ جہاں جہاں بھی تبلیغ کے لیے گئے وہاں اُنھوں نے مومنین کے آپس میں صفائی پیدا کرنے کی پرزور کوشش کی۔ انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے لیے تمام اخراجات کا بار مومنین افریقہ نے اپنے ذمہ لیا جسکے لیے مبلغ چھ ہزار نقد وصول بھی ہوگئے، علاوہ افریقہ کے ممالک متحدہ، پنجاب۔ صوبہ سرحدی بنگال مدراس۔ میسور۔ اور بمبئی کے مختلف مقامات پر بھی بدستور دورہ کا سلسلہ جاری رہا اور انجمن مؤید العلوم نے اسقدر ترقی کی کہ پندرہ کتابوں کا اور اضافہ ہوگیا، شعبۂ اشاعت میں علاوہ رسالہ الواعظ کے ایک انگریزی رسالہ مسلم ریویو کا اضافہ عمل میں آیا۔ یہ رسالہ جن ضروریات کو محسوس کرکے جاری کیا گیا تھا اُسکا اثر اس حد تک ضرور ہوا کہ مدرسۃ الواعظین براعظم یورپ اور جزائر برطانیہ میں روشناس ہوگیا

۱۹۲۳ء کی کارگزاریاں نہایت درجہ اہمیت رکھتی ہیں اس سال ہمارا مشن اسٹریٹ سٹلمنٹ سیام۔ ہانگ۔ کانگ اور شنگھائی روانہ ہوا اور قریب ۵ ماہ کے بعد مکمل دورہ کرکے واپس آیا اس دورہ میں نمایاں کامیابیاں ہوئیں ایک تو یہ کہ ہماری ایک مذہبی تصنیف کا سیامی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور

ملک سیام میں تقسیم ہوا۔

دوسری کامیابی یہ ہے کہ ایک معزز کنیڈا کے مسٹر (ویلز) مشرف باسلام ہوئے اور انکا اسلامی نام حسین ویلس رکھا گیا۔ موصوف ملک جاوا میں رہا کرتے ہیں ایک موٹر فرم کے مینیجر ہیں آپ سے خط و کتابت کا سلسلہ برابر جاری ہے چنانچہ حال میں ایک خط آپ کا وصول ہوا ہے جسمیں اپنے حالات زندگی کے ساتھ اپنے جذبات مذہبی کا اس عنوان سے اعلان کیا ہے (کہ اوشینیا) کے جزائر میں جہاں اسلام کی تبلیغ ابھی تک نہیں ہوئی ہے آپکا ارادہ ہے کہ مدرسۃ الواعظین کی جانب سے وہاں تبلیغ اسلام کریں انکے علاوہ ملک سیام کے دارالسلطنت بینک کاک میں ایک چینی عیسائی بیرسٹر ولیم ہیوات مشرف بہ اسلام ..... ہوئے۔ اور آپکا نام ابراہیم ولیم ہیوائٹ رکھا گیا،

ہندوستان میں ملبتستان کا دورہ بھی اسی سال ہوا۔ اس خطۂ ارض کی راہ اس قدر خطرناک اور ناقابل عبور ہے کہ قدم قدم پر موت کا سمان پیش نظر رہتا ہے۔ دشوار گذار راہ کی وجہ سے یہاں تبلیغ کا کام ایک مدت دراز سے بند تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے مسلمان باشندوں کے عقائد بہت زیادہ خراب ہو گئے ہیں ان میں ایک فرقہ 'نور بخشی' پیدا ہو گیا ہے، یہ ملک اس درجہ سرد ہے کہ موسم گرما میں محض تین ماہ یہاں کے لوگ وہاں ٹھہر سکتے ہیں اس لیئے ہر سال موسم گرما میں وہاں دورہ کیا جاتا ہے اور اصلاح عمل میں آرہی ہے،

شملہ میں بھی ہمارے مشن کو قابل ذکر کامیابی حاصل ہوئی کہ سیلون کے ایک بدھ مذہب مسٹر جناد اسا مشرف باسلام ہوئے اس سال کام کا پیمانہ اسقدر وسیع ہو گیا کہ دستور العمل کو ترمیم کرکے ایک جدید دستور العمل نافذ کیا گیا جسکے آئین کے تحت میں اسوقت کام ہو رہا ہے۔ اس دستور العمل میں متعدد شعبہ قائم کیے گئے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے :۔ شعبۂ تعلیم، شعبۂ تبلیغ، شعبۂ تحقیق و تفتیش، شعبۂ تصنیف و تالیف، شعبۂ کتبخانہ، شعبۂ چھاپہ اور شعبۂ اخبار و رسائل ،

۱۹۲۶ء میں یہ امر خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ اس مبارک سال میں ہز اگزالٹیڈ ہائینس خسرو دکن زاد اللہ عمرہٗ و اقبالہٗ نے اپنی مملکت میں ہمارے واعظ کو تبلیغ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں سرکار مہاراجہ صاحب بہادر والی محمود آباد و سرکار نجم الملۃ کا درخواست معروضہ پیش کیا گیا جسکی بنا پر حکومت آصفیہ نے ہمارے مدرسے کے انتظامات و حالات دریافت کرنے کے لیئے ..... گورنمنٹ کو لکھا تھا جس نے انسپکٹر مدارس علوم شرقیہ کو ہمارے مدرسہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے معین کیا انسپکٹر صاحب نے چند ماہ ہوئے ہمارے مدرسہ کے متعلق حکومت آصفیہ کو رپورٹ

دیدی ہے جسکے نتیجہ کا انتظار ہے اسی سال رسالہ "نجبۂ نور" گجراتی زبان میں بمقام بمبئی مدرسہ کی جانب سے جاری کیا گیا، لیکن افسوس ہے کہ مالی مشکلات درپیش ہونے کی وجہ سے یہ رسالہ درمیان میں بند ہو گیا مگر امسال پھر کوشش کی جا رہی ہے کہ باقاعدہ شایع کیا جاوے،

سال زیر بحث یعنی ۱۹۳۲ء کے حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ شعبۂ تعلیم کے سال آخر کے امتحان میں صرف ایک طالب علم شریک امتحان ہوا اور بد قسمتی سے ناکامیاب رہا سال دوم کے امتحان میں تین طالب علم شریک امتحان ہوئے اور سب ناکامیاب رہے اسپشل کلاس کے سال اوّل میں صرف ایک طالب علم شریک امتحان ہوا اور کامیاب ہوا اور دوسرے سال کے امتحان میں دو شریک امتحان ہوئے جن میں سے ایک کامیاب ہوا،

اس سال شعبۂ تصنیف و تالیف یعنی انجمن موید العلوم کی کامیابیوں کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ایک جلد تیار ہو گئی ہے۔ صحیفۂ کاملہ کے انگریزی ترجمہ کا ایک حصہ ۱۹۲۹ء میں شایع ہو چکا تھا اور آخری حصہ امسال ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ صحیفۂ کاملہ کوئی غیر معروف کتاب نہیں ہے، غالباً مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہوگا کہ یہ...... حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی روزانہ دعاؤں کی کتاب ہے، مجھے اسکے متعلق صرف اسقدر عرض کرنا ہے کہ دنیا اولاد رسول کے گھرانے کی دعائیں دیکھے اور یہ معلوم کرے کہ حضور ختمی مرتبتؐ کی تعلیم رشتہ عبد و معبود کے متعلق کیا تھی۔ اس شعبہ سے انگریزی زبان میں اسوقت تک بارہ کتابیں شایع ہو چکی ہیں اور بنگلہ زبان میں آٹھ کتابیں شایع کی گئی ہیں اور اردو زبان میں ۵۰ چھوٹے بڑے رسالہ شایع ہو چکے ہیں۔

شعبۂ تبلیغ میں جد و جہد کا میدان مثل سالہائے گذشتہ مزید سرگرمیوں کے ساتھ کھلا رہا۔ تمام ہندوستان میں بدستور ہمارے واعظین اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے۔ اس سال آریوں اور قادیانیوں سے معرکۃ الآراء مناظرے ہوئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب میں ۴۸ حضرات نے مذہب حق قبول کیا بمبئی میں مسٹر یوشع پارکر جو مشہور ریورنڈ یوشع پارکر........................ کے صاحبزادے ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اسوقت ہمارے یہاں بارہ واعظین ہندوستان کے مختلف صوبوں میں کار تبلیغ انجام دے رہے ہیں اور دو واعظین افریقہ میں معین ہیں ایک مشرقی افریقہ میں دوسرے میڈاگاسکر اور مارشیس میں،

مدرسہ کی طرف سے اسوقت تین رسالے جاری ہیں ایک اردو کا ماہوار رسالہ الواعظ۔ دوسرا انگریزی

کاما ہوا رسالہ مسلم ریویو اور تیسرا گجراتی کا رسالہ پنجہ نور۔ ان تینوں رسالوں پر مدرسہ کا بہت کافی روپیہ
صرف ہوا اور ہو رہا ہے مشنری پرچے مشکل سے اپنی آمدنی سے اپنا خرچ چلا سکتے ہیں اور ابھی ہمارے یہ
رسائل بھی بلا مستقل سالانہ امداد کے جاری نہیں رکھے جا سکتے۔ قوم کو ان کی طرف توجہ کی ضرورت
ہے کیونکہ مدرسہ بہت عرصہ تک اس مالی بار کو اٹھانے کا تحمل نہیں رکھتا ہے ہمیں ذکر کرتے ہوئے بھی مسرت
ہوتی ہے کہ اس سال سرکار نجم العلماء مدظلہ کی زیارت عتبات عالیات و مشہد مقدس بھی ہمارے مدرسہ
کے مقاصد کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی اور عالم اسلام کی بہت سی ممتاز ہستیاں ہمارے مدرسہ سے
روشناس ہو سکیں، ایران و عراق کے بہت سے ذی اثر حضرات سے اور ہم سے رابطہ اتحاد قائم ہوا۔
نجف اشرف میں مدرسۃ الواعظین کی ایک شاخ قائم کرنے کی تجویز وہاں کے علماء اور ذی اثر حضرات
کی طرف سے پیش کی گئی جو زیر غور ہے، ابھی تھوڑے ہی دن کی بات ہے کہ ایک خاص مسئلہ میں ہز ایکسلنسی
آقائے تیمور تاش وزیر دربار ایران نے ایک مکتوب کے ذریعے سے مدرسہ کو سرفراز کیا ہے اور ان کے مکتوب کے
ان فقرات نے کہ "ہز میجسٹی شاہنشاہ ایران تمام عالم میں تنہا ایسے تاجدار ہیں جو عالم شیعیت کی پشت
پناہ سمجھے جانے کے مستحق ہیں،" ہم کو یہ امید دلائی ہے کہ حکومت جعفریہ ایران بھی ہمارے مقاصد سے
ہم آہنگ اور ہمارے نظریہ سے متفق ہے

اس ادارہ کی کارگزاریوں کا سرسری طور پر خاکہ پیش کرنے کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ادارہ
نے آٹھ سال کی قلیل مدت میں باوجود چند در چند مالی مشکلات کے جو کارہائے نمایاں کیے ہیں وہ اس
قابل نہیں ہیں کہ معمولی نظر سے دیکھے جائیں۔ ہمارے حسابات (جو اس رپورٹ کے آخر میں پیش کیے
جائیں گے) کے دیکھنے سے یہ واضح ہوگا کہ ہم اپنے ضروری مصارف اپنی آمدنی سے پورا کرنے پر قادر نہیں
ہیں اور ہماری کم مائگی ہمارے کاموں کے لیے نہایت درجہ سد راہ ہے جو کچھ تھوڑا بہت اس وقت تک
نظر آتا ہے وہ محض سرکار نجم العلماء کی ہمت عالی اور پر خلوص جد و جہد کا نتیجہ ہے ورنہ اتنے قلیل سرمایہ
سے مدرسہ کا اسکول اور شفاخانہ لیے دور دراز مقامات تک کار تبلیغ کا پھیلانا اور ساتھ ہی ساتھ ایک عالیشان
عمارت اور ایک عظیم کتب خانہ جس میں ۱۳۰۰ عربی فارسی اردو انگریزی کتب موجود ہیں مدرسہ کے لیے بہم پہنچانا آسان
کام نہ تھا۔ ان لوگوں کی تعداد جو مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں بظاہر کم معلوم ہوتی ہے لیکن ہمارے واعظین
کا زیادہ وقت مسلمانوں ہی کی اصلاح میں صرف ہو رہا ہے اور جس قدر اصلاحات عمل میں آچکے ہیں
ان کی تفصیل بلحاظ طوالت ترک کی جاتی ہے بحالت موجودہ مسلمانوں میں اس درجہ خرابیاں پیدا ہوگئی
ہیں کہ اس کی اشد ضرورت ہے کہ پہلے اپنے گھر کی اصلاح کی جائے، اور پھر باہر قدم نکالا جائے [illegible]

علیہ اختصار سے میں چند حالات پیش کرتا ہوں اور یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اس زمانہ میں اصلاح کی کس قدر ضرورت ہے،

آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کے ملک میں ایسے مقامات موجود ہیں جہاں سالہا سال سے تبلیغ کی سرگرمی بند ہو جانے کی وجہ سے آپ کے بھائی سخت مصیبت اور ذلتوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ مصداق مشتے از خروارے چند مثالیں پیش کرتا ہوں کہ پنجاب میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو محض دو رکعتی نماز پانچوں وقت ادا کرنا کافی سمجھتا ہے، سرحدی مقامات میں اثنا عشری گروہ میں ایک فرقہ پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بیان مریہ ہے ان کے اعتقادات نصیریوں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہاں باپ کے مرنے کے بعد اثاث متروکہ میں متوفی کی ازواج بھی تقسیم ہو جاتی اور بوقت ضرورت ان کا فروخت کرنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ پرلطف بات یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو دوسرے کی زوجہ سے بغیر طلاق و عقد کے مبادلہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں محسوس کرتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ جو ناگفتہ بہ حالات ہیں انہیں میں خلاف تہذیب سمجھ کر نظر انداز کرتا ہوں پیری مریدی کو اس قدر فروغ ہے ...... کہ پیر صاحب روپیہ لیکر بہ آسانی مرید کا روزہ نماز معاف کر سکتے ہیں،

نومسلم راجپوت جو ملکانے کہلاتے ہیں ان کو اسلام قبول کیے ہوئے قریب تین سو سال کا زمانہ گزر چکا ہے تاہم ان کے حالات عجیب و غریب ہیں شادی اور موت کے مواقع پر کوئی مذہبی پابندی کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ آسانی زیادہ مدنظر ہوتی ہے اگر ہندو موقعہ پر موجود ہوئے تو ہنود کے اصول پر رسوم ادا کیے جائیں گے ورنہ اسلامی طریقہ برتا جائے گا مرنے پر لاش جلائی بھی جاتی ہے اور دفن بھی کیجاتی ہے اسی طرح شادی کے موقع پر پنڈت جی بھونری گھوماتے ہیں اور ایک زمانہ کے بعد جبکہ دو تین اولادیں پیدا ہو جاتی ہیں تو اس ابتدائی عقد کو قاضی جی آکر مستحکم کر دیتے ہیں۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان ملکانوں کی آبادی قریب ۲ لاکھ کے بتائی جاتی ہے۔

سندھ و پنجاب اور کشمیر میں اثنا عشری گروہ میں بھی پیری مریدی کا رواج جاری ہے خطۂ بلتستان میں تقریباً کل آبادی مذہب امامیہ ہے۔ ان میں ایک گروہ نوربخشی کے نام سے موسوم ہے جو وہابیت کی طرف مائل ہے، سندھ میں بدعت کی یہ حالت ہے کہ بھنگ بھی بالیہ معاذ اللہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی نذر دیجاتی ہے، بنگال میں کلکتہ کے قریب سندربن ایک مقام ہے، یہاں تقریباً کچھ بستیاں ہیں یہاں ایک نئے قسم کا مذہب پیدا ہو گیا ہے۔ ان کے پیر مطلوب علی نے کلمہ طیبہ کے ساتھ اپنا اسم گرامی بھی داخل کر دیا ہے اور ان کا کلمہ لا الہ الا اللہ

صفحہ ۹ صلی اللہ تعالیٰ علی الخ سے مطلب علی کی بجائے علی بن ابی طالب کے بیٹے صفحہ ۹
ولی اللہ پیدا لکھے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اس وقت موجود نہیں ہیں امام الزمان کی عمر جلد وقت موعود
پر ان کو امام لینا چاہیے اور مطلوب علی ان کے پیر ہیں ان کے اتباع کی ضرورت ہے ۔ ہونا چاہیے ۔ جانب مغرب کی
جانب سجدہ کرنے کے بجائے مشرق کی طرف سجدہ کیا جاتا ہے اور جس مشرق کی جانب سجدہ کیا جاتا ہے وہ کلمہ میں علی کی حقانیت کا اظہار
ہے اللہ کی عزت حیثیت مغرب ہی کی جانب سجدہ کیا جانے کی ضرورت ہے بعدہ امام ... مسجد جہالت ہے کہ نام امام
نجم وغیرہ بھی رکھے جاتے ہیں اور پنڈے کی پرستش ہوتی ہے ۔ افسوس ہر طرح افسوس زمانہ نے کس قدر
رنگ بدلا ہے ایک وقت وہ تھا کہ مسلمان تمام عالم میں اسلام کی آواز پہونچا رہے تھے اور مشرق سے
مغرب شمال سے جنوب تک کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں اسلام کی حقانیت کا چرچہ نہ ہو اور دنیا کی اصلاح
پر کمربستہ تھے لیکن آج وہ وقت ہے کہ ہمکو خود اپنی اصلاح کا امکان سے باہر نظر آرہی ہے ۔

اسلام کی حالت اسقدر ضعف و اضمحلال تک پہونچ چکی ہے تو کیا اب بھی آپ اطمینان سے
بیٹھے رہینگے اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ ہمارا گروہ جوق جوق دیگر مذاہب کے پھندوں میں
گرفتار ہو کر ان میں شامل ہوتا جائے اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ آپ اطمینان کی نیند سوئیں محض یہ
سمجھ لینا کافی نہیں ہے کہ اسلام کے اصول اس قدر زبردست ہیں کہ ان کے توڑنے میں کسی دوسرے
مذہب کو کامیابی نہیں ہو سکتی مذہب اپنے ماحول کے اثرات سے مخلوط ہو کر اصلیت سے بہت پیچھے
ہٹ گیا ہے، ان مخصوص حالات کے ساتھ ہماری عام حالت جو کسی خطۂ ارضی یا کسی خطۂ اسلامی
تک محدود نہیں یہ ہے کہ بالعموم افراد اسلامی میں خصوصیات اسلام کی جھلک اب نظر نہیں آتی ہے
اور یہ امر ملحوظ ہے کہ آپ کے حریف آپ کی کمزوریوں سے واقف ہیں اور اس سے فائدہ اٹھا رہے
ہیں چنانچہ اخبار ... کلکتہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۳ء میں ... جولس پرنسپل ہنری مارٹن اسکول
لاہور کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ لاہور میں ہنری مارٹن اسکول کے قیام
کا صرف یہ مقصد ہے کہ وہ اپنے مشنریوں کی اس طرح تربیت کرے کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے
مذہب کے دائرہ میں لاسکیں یہ فوج صرف اسلام کے مقابلہ کے لیے تیار کی جاتی ہے ۔ اور انہیں صرف
ایسے لٹریچر کی تعلیم دی جاتی ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر انہیں
گمراہ کر سکیں اس اسکول کا ایک مقصد یہ بھی ہوگا کہ انکی طرف سے تھوڑا تھوڑا ایسا لٹریچر شائع کیا
جائے جس سے دنیا پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان مسیحی مبلغین کو اپنی اس جد و جہد میں کس طرح اور کہاں
تک کامیابی حاصل ہوئی واضح رہے کہ یہی چیلنج دنیائے اسلام کے مقابلہ کے لیے تیار ہو رہے ہیں

ہم لوگوں کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ دنیائی ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے عقیدہ و مذہب کی دعوت دے سکیں ۔

حضرات! یہ ایک زندہ قوم کی تجویز ہے چند لمحوں میں اسے جامۂ عمل پہنانے پر تیار ہو جانا چاہیے ۔ دیہی تخیلات منبر ہیں کہ برسوں کی مسلسل سعی سے روشناس نہ ہو سکیں کیا معاصر اقوام کی اس جد وجہد کو دیکھنے کے بعد آپ کو اپنے تغافل کا احساس نہ ہوگا ۔ کیا قلب اسلام کو خطرہ میں دیکھکر آپ کا دل نہ پسیجیگا ۔ کیا آپ اس کے لیے آمادہ ہیں کہ دشمن آتشیں اسلحہ لیکر آپ کی طرف بڑھیں اور آپ اپنی سوجھ بوجھ کی ضرورت کا ایسے موقع پر بھی احساس نہ کریں، تبلیغ کی اہمیت اور روز افزوں اہمیت کی طرف مجھے کچھ تفصیل سے کہنا نہیں ہے نہ اسلام کے ان فدائیوں کو سبق پڑھانا مقصود ہے جو مجھ سے زیادہ اپنے دلمیں درد رکھتے ہیں اور قومی ضروریات سے باخبر ہیں مجھے جو کچھ کہنا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اسلام کو اس وقت آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے، اور اس وقت کا تغافل اسلام کشی کا مرادف ہے،

خدارا اب بھی اپنی دینی ضروریات کا احساس کیجیے اپنے واحد تبلیغی ادارہ یعنی مدرسۃ الواعظین کو اسکے مفید کاموں میں مدد دیکر اپنی اسلام پرستی کا ثبوت دیجیے، مجھے اس سے زیادہ کچھ اور کہنا نہیں ہے، اب میں حسابات کو پیش کرنے کے بعد اس شعر پر اپنی رپورٹ کو ختم کرتا ہوں کہ ۔

ہمیں بھی جلوہ موسیٰ کی طرح راہ ملے
کبھی تو دیکھنے والوں سے بھی نگاہ ملے

گوشوارہ آمدنی ابتدائے جنوری لغایت ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۰ء

مد	رقم
آمدنی مستقل	[illegible]
آمدنی غیر مستقل جو بصورت وظائف اور چندوں کے وصول ہوئی	[illegible]
آمدنی متفرق مع منافع بنک	[illegible]
آمدنی انجمن مؤید العلوم	[illegible]
آمدنی الواعظ	[illegible]
آمدنی سلیم ریویو	[illegible]
میزان کل آمدنی سنہ ۳۰ء	[illegible]

(۱) مدمتی حسابات دینی رقوم واپس شدنی جو باقی آمدنی میں ہیں	[illegible]
(۲) قرض	[illegible]
(۳) بقایا سال گذشتہ	[illegible]
میزان نمبر (۱) لغایت (۳)	[illegible]
میزان کل	[illegible]

گوشوارہ اخراجات ابتدائے جنوری لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۳۰ء

مشاہرہ ملازمین مدرسین	[illegible]
وظائف متعلمین	[illegible]
مصارف دار الاقامہ	[illegible]
مشاہرہ واعظین	[illegible]
مصارف واعظین معہ سفر خرچ مالاوالبرن	[illegible]
مصارف کتبخانہ	[illegible]
مصارف عمارت	[illegible]
مصارف جلسہ گذشتہ	[illegible]
مصارف متفرق بابت دفتر و طباعت و مہمانی	[illegible]
مصارف انجمن مؤید العلوم	[illegible]
مصارف رسالہ الواعظ	[illegible]
مصارف رسالہ مسلم ریویو معہ پریس	[illegible]
میزان اخراجات واقعی	[illegible]
ادائے قرض و واپسی امانت	[illegible]
میزان کل	[illegible]
بقایا	[illegible]
رقم بقایا بمقام افریقہ بتاریخ ۲۲ جولائی	۳۹۲-۳ شلنگ

نوٹ) افریقہ میں مدرسۃ الواعظین کے لیے جسقدر چندہ وصول ہوتا ہے وہ حضرات افریقہ کے اطمینان کے لیے بجائے جناب [illegible]

اثبات صانع عالم و ابطال مادہ و جوہر فرد

یہ وہ تقریر بے نظیر ہے جو فاضل مقرر نے اجلاس سوم میں موضوع مذکور پر کمال جوش فارسی
زبان میں ارشاد فرما کر اس امر کو واضح کر دیا کہ مدرسۃ الواعظین کس بہترین پیمانہ اور کس اعلی
استعداد اور کیسی فلسفیانہ و حکیمانہ قوت کے واعظین تیار کر رہا ہے اور موجودہ زمانہ
میں اسلام کو ایسے واعظین کی کسقدر ضرورت ہے، اس تقریر نے تمام اہل فہم پر ایک وجد کی کیفیت
طاری کر دی تھی اور جب فاضل مقرر ختم تقریر کا ارادہ کرتے تھے تو تمام حضرات کا اصرار علی الخصوص
جناب صدر محترم کا ارشاد آپکو تقریر کے جاری رکھنے پر مجبور کر دیتا تھا تا اینکہ یہ تقریر ایک گھنٹہ
سے زیادہ وقت میں تمام ہوئی جسے ہم فاضل مقرر سے باصرار تمام لکھوا کر نذر ناظرین کرتے
ہیں اور کبھی آئندہ نمبر میں اسکا ترجمہ بھی پیش کر دینگے　　(ناچیز مدیر)

لازم میدانم اول معنائے جوہر فرد را واضح نمایم تا آنکہ برائے غیر واقفین از اصطلاح صعوبت فہم
رخ ندہد با کمال رضا و رغبت متوجہ بیانم شوند۔ کلمۂ جوہر فرد ترجمہ لفظ (اتم) میباشد کہ در یونانی
(اتوموس) مینامند بمعنائے اول جزء لا یتجزی است یعنی اجزاء صغار صلبہ کہ قابل تقسیم و تجزیہ نمیباشد و
کلمہ ماں باصطلاحی عبارتست از قوۃ و ہیولے و باصطلاح دیگر عبارتست از جزء لا یتجزی و جواہر فردیہ باشد
و بمعنائے دوم ماخوذ در موضوع تقریر است چون کسی قائل وجود استقلالی ہیولی و مادیۃ او نسبت بسائر
موجودات عالم نشدہ بلکہ اثبات ہیولی در اجسام برائے ابطال جزء لا یتجزی و جواہر فردہ میباشد پس لفظ
ماں یا جوہر فرد کہ در اثناء تقریر بسمع مبارکتان میرسد بمعنائی اجزاء صغیرۂ صلبہ ہست کہ بگمان ملحدین
قدیم و قابل تجزیہ و تقسیم نمیباشد۔ بعد از مبین شدن موضوع عواطف شما را متوجہ داشتہ معروض میدارم
و تحقیقکہ موجودات مادیہ را ملاحظہ میکنم از سہ قسم خارج نیست۔ یا صاحب حیاۃ و حرکۃ ارادی ہر دو ہست
مثل انسان و آہو۔ یا آنکہ صاحب حیاۃ است فقط و بے حرکۃ ارادی ندارد مثل گل و ریحان یا آنکہ نہ
حیاۃ دارد نہ حرکۃ ارادی مثل خاک و آب، موجودات مادیہ از ثری تا ثریا ازاین سہ قسم خارج
نیست، و ہر کدام ازین موجودات سہ گانہ مرکب اند از مواد جامدہ و عناصر کہ نہ از حیاۃ و زندہ بگی در او ہیچ
است و نہ از حرکۃ ارادی در او ہیچ است این قول کہ مواد ہر یک نہ دارای حیاۃ است نہ حاملہ
حرکۃ اختیاری مناقض نیست قول اول را کہ نبات حیاۃ دارد یا حیوان حیاۃ و حرکہ ہر دو بجہۃ آنکہ
حیاۃ امری است عارض ماں و متفرقہ ایست کہ چند صباحی ہمجنبہ ماں میشود مثلا دانہ گندم را ملاحظہ

فرمایند در وقتیکه جسم سالم باشد و او را زیر خاک مستور دارید با تناسب احوال طراوت پس از مدت قلیلی
جزء سر واصلیکه در درون او از خواب غفلت بیدار و جذب بعضی عناصر درون حیاة ما و جمیع اجزاء آن جلوه گر
میسازد تا آنکه سر هستی او از خاک نرشت سبز بیرون آورده بمنظر خرم و لطیف خود دیدگان را طراوت و لذتی می بخشد
لکن اگر نفی اجزاء از پوست آن دانه جدا نمودید و در خاک مستور دارید چون بجنبه مرده او لباس فقدان میپوشد
فقدان حیاة و بشعریه او جذب بعضی عناصر ننماید و در مدت قلیلی متلاشی میشود یا اخذ نمائید بیضه
مرغ و سایر طیور را مانند که هیچ آسیب باو نرسیده اگر چند روزی زیر مادر خود یا امثال او در خویش با نمو جزء سر
و جوهر واحدی که در اوست زنده شده از حیاة خود سایر جراثیم را روح زنده گی میدهد تا آنکه سر هستی او از آسمان سعادت
بیرون نمود و در صفات و خصال تابع والد خویش میشود لیکن در صورتیکه قدری از پوست او جدا شود یا
او را پخته نمائید ممکن نیست که تشکیل صاحب حیاة و حرکت دهد خلاصه حیاة یا حرکت ارادی از لوازم و خواص
عناصر این مرکبات نیست بلکه صفتی است که عارض بر مواد میشود حال میخواهیم بدانیم که حیاة چیست و جوهره و کنه
او چه هست او کجا می آید کجا میرود در کدام مقام جا دارد و چه منزل دارد اینجاست که عقل مراجعه بمقدمات
حقیقیه و دلائل نقلیه خود میکند و تمام را عقیم و بلا نتیجه میبیند اینجاست که فلاسفه عصر و ماهرین علم حیوانی
متمسک بوسائل علمیه شدند و بتوسط آلات کیمیاوی اجسام حیه را تحلیل نمودند پس از تحلیل دیدند که فقط
عناصر بسیطه که آکسیجن و هیدروجین و نتروجین و کربن میباشد باقی ماند و عناصر مذکور نه جوله دارند نه حرکت
ارادی حیاتیه که قبل از تحلیل بود لباس نیستی را پوشیده نه از او اسمی ماند نه رسمی نه رنگی از او معلوم شد
نه طعمی معلوم شد که آیا بود بمجاورت و حقیقت و کنه او چه بود و نکته اینجاست آن جسم زنده را که تحلیل نمودند اگر بخواهند
دو مرتبه ترکیب نمایند ممکن نیست چه جا که حیاة باز آید بر آلة کیمیاوی و تحلیلات سائنسیه نمائش حقیقت سر
حیاة را نداد برای کشف این معما اینجل ملتجی بدامن میکروسکوب شدند و میکروسکوب آلتی است که شئی را چند
برابر خود نشان میدهد بلکه بعضی آنها چنان در غایة اتقان و استحکام است که یک شئی کوچکی را که
چشم از دیدن او عاجز است هزار برابر خود نمایش میدهد و الحق این وسیله علمی بسیاری از مغالق طبیعیات
را برای ما حل و کثیری از اسرار طبیعیه را بما فهمانید بهر حال آنچه بذریعه میکروسکوب یا خورده بین معلوم
شده است که در اجساد حیه جراثیم و جلویت زنده و شفاف و زلال که دائما در حرکت میباشد این جراثیم
زنده مواد حیاة و اعتدال تشکیلیه بطرز عجیب که تا کنون سر آن معلوم نشده آن مواد را زنده میکنند و از آنها
وجود خطوط شریانی و عضلاتی و عصبی و کلی و غیرها و در نباتات خطوط گل و ثمر و چوب و برگ و غیرها تشکیل
میشود از خطوط شریانی شرائین و از خطوط عظامی عظام و کذلک از خطوط عضلی عضلات تشکیل

پیچیده میشود و در نبات از خیوط گل گل و از خیوط برگ برگ شروع میشود افعال این جراثیم خیال تحیر
انتظام و دقت است که ممکن نیست جراثیم خیوط عظامی خیوط عضلی ایجاد نماید یا آنکه جراثیم خیوط گل خیوط عصبی
تشکیل دهد همچنین ممکن نیست که خیوط عظام خیوط عضلات شود یا خیوط برگ خیوط گل و ثمر با آنکه جراثیم اینها یک
دو در اکل و شرب متحد بلکه جراثیم نبات و حیوان ایضاً واحد و در مواد غذائیه ایضاً در اغلب متحد
مع ذلک انتظام قدرت هر کدام را مختص رشته نموده که غیر آن ابداً مداخلت نمی نماید با آنکه در رشته خود ابداً
معرض سهو و نسیان یا در غلط واقع نمیشود خلاصه مواد یکه غذای جراثیم میشود لباس زنده گردیده احلیه
خود فرا میدهد و چندان عجیب نیست که بواسطه جرثومه زنده ماده جامده زنده شود لکن حیاة جراثیم
اصلی از کجا آمد حیاة که ذاتی و لازم آنها نیست و الا بایستی همیشه زنده باشند پس البته حیاتشان مستند
بسبب و علتی است آقایان استناد وجود حادث بعلة امری است فطری فطرت هر ذی شعور حاکم
است که شیئی نبود خود بخود بود نمیشود و بطلان قول سوفسطائیه که موجودات را مجرد بخت و اتفاق یا وهم و خیال
می دانند جبلة و فطرت مدلل میدارد ملاحظه فرمائید طفل را وقتیکه صوتی می شنود در اطراف و جوانب
خود نظر میکند این نظر برای چیست میخواهد مبدأ و مصدر صوت را بشناسد که آیا نافع بحال اوست یا مضر ملاحظه
فرمائید حیوانات را مثل کبوتر یا سائر طیور بمجرد شنیدن صدائی متوجه خویشتن میشوند و در اغلب اوقات
چون علة صدا را مهلک جان خود میدانند رو بفرار میگذارند آقایان توجه طفل یا فرار حیوان از جهت نقص
صوت نیست چون صوت امری است که آمد و رفت بمحض وجود معدوم شد بلکه لزوم این فطرت مقدس را نمار تشبیه
تیمان کنونی رسانید اگر این فکر مقدس نبود کجا قوه کهربائی را کشف مینمود و مخترع را تخمین دید که آب
وقت غلیان حرکت میکند از قانون فطرت دانست که لابد محرکی در وجود نیست که قوه حرارة ادای
رو فهمید حراره قوی است که میتواند اجسام ثقیله را متحرک نماید خلاصه محتاج بودن امر حادث بعلت و سبب
فطری و جلی است و حضرات طبیعیین در این قانون فطری با ما همراهند تا اینجا دو امر واضح شد یکی که حیاة
ذاتی مواد و جراثیم نیست بلکه امری است عارض و حادث دیگر آنکه قانون فطرت میگوید امر حادث در وجود
محتاج بعلت و سبب میباشد حال بخواهیم بدانیم علت چیست ایجاد کننده حیاة در جراثیم کدام شخص است آیا جواهر
فرد و ماده میباشد یا آنکه صانعی است قدیر و خالقی است دانا که زمام طبیعت را در ید توانائی خود گرفته و بر
عرش سلطنت تکوین استوار یافته در قرن خامس و رابع قبل از میلاد مسیح جماعتی از حکمای یونان
مثل طالیس و لوسیپ و دیموقریطس و ابیقورس مسلک مادیه را اختیار نمودند گفتند که جز ماده و طبیعت
چیز دیگرے موجود نیست و جمیع موجودات عالم از ارضیات و سماویات نتیجه تألیف و ترکیب اجزاء صغار

جبلہ الیست کہ او اول ہستی داشتہ و بواسطۂ حرکات جبلیہ بالطبع و تصادم و تکاثف بدین اشکال و ہیئات
بیرون آمدند و آن اجزاء صغار جبلہ لایتجزی و غیر قابل تقسیم و تجزیہ میباشند و چون عمدۂ ترویج و بروز
این مذہب بواسطۂ دیموقریطس شد اجزاء صغار جبلیہ یا جواہر فرد را منتسب باو نموده میگویند جواہر
دیمقراطیس و آقایان فلسفۂ ارسطالیس و افلاطون باو دلہ محکمہ از قبیل تفکک الرحی و نفی الدائرہ جواہر دیمقراطیسی
را باطل نموده‌اند و ما بنده صرف نظر از بیان آن ادلہ نمایم فقط به چند دلیل مختصر اکتفا و دیمقراطیسی
را باطل مینمایم فلسفۂ نشو و ارتقاء تالیف ڈاکٹر شبلی شمیل صفحہ ۵ س ۹ طبع سنہ [illegible] مینویسد
مذہب دیمقریطس در جواہر شبیہ مذہب ما (یعنی مادیین عصر حاضر) میباشد و فرق ما و او اینست
که نزد دیموقریطس نیست برای جواہر مگر اشکال مختلفہ ہندسیہ (یعنی امتیاز جواہر فرد ما فقط باشکال
مختلفہ) و اما نزد ما اختلاف بصفات کیمیاویہ میباشد از بیان ڈاکٹر شبلی بالصراحۃ معلوم میشود که دیمقریطس
جواہر خود را دارای اشکال مختلفہ دانستہ ہر شکل که باشد مربع یا مسدس یا مکعب یا کروی یا غیر آنہا
لکن جزء لایتجزی با داشتن شکل که سہ دریش درازست بدیہی است ہر شیٔ که متشکل شده لابد قابل تقسیم
و تجزیہ میباشد چون شکل امری ست متحصل از تقاطع خطوط در جسم و حقیقۃ خود خط قبول قسمت مینماید بطریق اولی
شکل تشکیل صالح تجزیہ است، ثانیاً اینکہ تقسیم و تلاشی در او راہ یافت طبعاً قابل انعدام و نیستی ست و وجود ازلی
او نیست تا قدیم باشد بلکه امری است عارض و حادث شود دیموقریطس هم تجزی و تلاشی را ملازم حدوث
میداند فلذا خواست که جزء لایتجزی را ثابت نماید و بے جری احمق بلسانہ من حیث لا یشعر خود اساس
مذہب خود را منہدم ساخت دلیل دیگر که جواہر فرد یا جزء لایتجزی باطل و صالح مبدئیت نیست اینست
که جزء لایتجزی فرضش ممکن نیست ہر آن چیزی را که در ذہن میآوریم قابل تقسیم است و ممکن نیست شیٔ
را در خزانۂ ذہن وجود دہیم و قبول قسمت ننماید اگر متمعین درین قسمت با من ہمراہ نیستند آنکه شبہہ
دارند مراجعہ بذہن و خزانۂ فکر خویش فرمودہ تجربہ فرمایند آیا میتوانند جزئی در ذہن بیاورند که معرض
تجزیہ و تلاشی واقع نشود آقایان اشکال نشود که ایزد پاک هم ممکن نیست تصور شود با اینکه عدم امکان تصور او
کاشف عدم وجودش نیست چون ایزد پاک موجودیست مجرد ساحت او منزہ از زمان و زمانی و
مکانی میباشد فلذا فوق التصور است بخلاف جواہر فرد که مثبتین او او را زمانی و جسم میدانند و در زمان
و مکان او را موجود دانستہ و حقیقۃ او شد در زمان و مکان واقع شده چرا تصور نشود با اینکه برای تصور وجود
واحد لا بعد در ذہن نیست خیلی مورد تعجب است ذہن انسانی که حدود ات را منعطف خود قرار میدہد
جزئی را که موجود دانستہ با ماده بودن و مکانی و زمانی بودن او نمی تواند فرض و تصور کند گویا [illegible] توجہ

دیں شہادۃ ابد معادلہ ـ صفحہ ۱۲ در تنبیہ ولا یعقل الاجواہر متصورۃ بیانہ لتسہیل التحلیل
عن احوال الکون یعنی جواہر دیمقراطیس محض فرض و تصور است کہ از جہۃ تسہیل تحلیل و فرار از تسلسل قائل
شدہ و عجب محض فرض مفہوم اجتماع نقیضین یا اجتماع ضدین ہم ممکن است لکن مصداق نقیضین یا ضدین
نام آن واحد ممکن نیست تصور کنیم مفہوم جزء لایتجزی را یا جواہر فرد را میتوانیم ہر چہ خیال آوریم لکن حقائق
او معقول نیست تصور شود خلاصہ عدم امکان تصور جزء لایتجزی بطلان او را خبر میدارد تا اینجا جواہر
دیمقراطیس حالش واضح و معلوم شد کہ صانع مبدأیت موجودات عالم نیست حال ببینیم جواہر لامرکب کلی
و دالٹن در چہ حالت موجود است یا معدوم قدیم است یا حادث جواہری را کہ اینجماعت مبدء موجودات
دانستہ بقول خودشان کوچکتر از اتوموس و جزء لایتجزی دیمقراطیس میباشد و آن جواہر بسیطہ حرکتیکہ از
جہۃ قوۃ جذب و دفع حاصل میشود بصورت عوالم و انواع ہویدا گشت و آن قوۃ جذب و دفع را ذاتی
و غریزہ جواہر میدانند این خوب اگرچہ تشکلی برای اجزاء فردہ قائل نشدہ اند یعنی در باب متشکل بودن
اجزاء فرد سکوت اختیار نمودند و از جہت شکل اشکالی متوجہ آنہا نیست ولکن دلالۃ بودن اجزاء لایتجزی
دو قوۃ متضاد یک قوۃ جذب و دیگر قوۃ دفع با اینکہ بسیط میدانند ہیچ دارد مریز است شئی بسیط کہ معنی آنکہ
تقسیم او میباشد ممکن نیست کہ دو طبع و دو قوۃ متضاد داشتہ باشد آب با اینکہ مرکب از اکسیجن و ہیدروجین
است معقول نیست کہ مصدر برودۃ و حرارۃ ہر دو شود آتش با اینکہ مرکب است فقط ایجاد حرارۃ مینماید
جواہر فرد را با اینکہ بسیط میدانند چہ طور ممکن است کہ دو اقتضاء متضاد داشتہ باشد یک اقتضاء جذب
و یک اقتضاء دفع پس اصحاب ان یا اجتماع ضدین را تجویز کنند و گویند ہیچ محذوری نیست کہ آتش ہم علۃ
حرارۃ شود و ہم علۃ برودۃ یا آنکہ شئی واحد در آن واحد ہم متحرک باشد ہم ساکن یا آنکہ یک شئی ہم سیاہ
باشد و ہم سفید یا آنکہ ملتزم بہ ترکیب جواہر شوند تا آنکہ از جہتی صالح جذب شود و از جہتی قابل دفع و بدیہی
است عقل ہمانا مثل عقل سائرہ حاکم بجواز اجتماع ضدین نیست ناچارند از تسلیم ترکیب جواہر و وقتیکہ مرکب
شد قابل تجزیہ و تلاشی است تجزیہ و تلاشیات رفیق حدوث و عدم میباشد و ہیچ الفت با قدم و ابدیت ندارد
کما اینکہ خود ناتورہا این امر را مسلم و اقرار دارند علاوہ بر این شبہہ دوم کہ در جواہر دیمقراطیس شد در جواہر دالٹن
و الترک ہم وارد است بہر حال جزء لایتجزی چہ دیمقراطیسی و چہ دالتونی غیر معقول و ہر آن جوہر فردیکہ
فرض شود قابل قسمۃ و تجزیہ است کما اینکہ فلاسفہ عصر و معلمین علم جیولوجیا تصریح بہ تجزیہ جواہر
فرد نمودہ اند چنانچہ در مقتطف مجلد ۱۲ صفحہ ۱۷۶ نقل از ڈاکٹر ہنری سمت ولیمز امریکائی کہ در مجلد امریکان
نوشتہ چنین مینگارد فقد ثبت الان ان الجواہر الفردۃ صور لتزمن دقائق کہربائیۃ

سلبیه و ایجابیه مبنی بر اصالت هیولی است که چون هیولی مرکب از الکتریک مثبت و الکتریک منفی است همچنین دکتر
مدیر ملیکان فیلسوف امریکائی استکشاف کرده که اتم هیدروجین مرکب از الکتریک مثبت و الکترون
منفی است فلسفه نشو و ارتقاء نقل از غوستاف لبون که در کتاب تطور المادة نفی وجود جوهر فرد نموده
و قول تلاشی و تجزی آن را اختیار کرده شاید اعتراض شود که غوستاف لبون گفته چنانچه نفی جوهر فرد نموده جوهرها
قبل هم نفی نموده لکن رأی او آنست که چون اثیر متحول به اثیر میشود و اثیر موجود است قدیم و هیچ صلاح تجزیه نمیباشد
اینجا جواب میدهیم که اثیر وجودش ثابت نشده کما اینکه مجله مقتطف مجلد ۶۲ مینویسد اختلاف در وجود اثیر
تاکنون باقی است و آنچه از تجربه متخصصین دموری و سرعت نور ظاهر شده آنست که اثیر یا غیر موجود است
یا آنکه موجود است و متحرک یا آنکه موجود است لکن ساکن میباشد و اما تجربه جدید نفی حرکت اثیر را نموده لیس اثیر غیر
موجود است یا موجود است و ساکن و بر فرض که تسلیم شود وجود او متحرک بودن مسلم نیست بلکه تحقیق فعلی می
گوید ساکن است و بدیهی است تا متحرک نباشد ممکن نیست از مبدء شود چون متصور شدن اثیر بدان دقیقت که
متصادم و متکاثف شود و تصادم و تکاثف مرهون حرکت میباشد که عدمش متفق است ظاهرا خود غوستاف
لبون را اینجا متحیر شده گردن عجز خم نموده چنانچه جرجی زیدان مدیر الهلال در کتاب عجائب المخلوقات مینویسد و من
مذهب الدکتور لیبون ان الاثیر تکاثف فی الازمان البعیدة بسبب لا نعلمه فصار مادة یعنی
از مذهب دکتر لیبون است که اثیر تکاثف یافت که حاصل میشود در ازمان بعیده و مدت طویل و بعد از تکاثف ماده میشود
لکن سبب تکاثف را نمی دانیم چیست حقیقتا چه اندازه جمود است که خود او در وادی تحیر گم مانده و تصدیق مینماید که مانع
از انفی نمایند اکابرین لیبون و کل کلام در این جواهر و اثیر بیچ که لم از انها حاجت است معطی حیات زندگانی بخش شود ا
اقدوس که بر فرض وجود قابل قسمت و حادث در سر حب و تعجب است که اگر با و مخالف با وجود و ولادی عدم تربیت شود
با این صفت صلوحیت جراثیم و ملاحظه می بوده که تهی دست است که او از افاضه وجود بهیات مطلق نماید

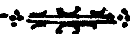
خشک ابری که بود ز آب تهی ناید از وی صفت آب دهی

لذا ناچاریم که تمام موجودات را مستند نمائیم بوجودیکه حقیقة الوجود است و قدیم و واجب بالذات
میباشد و فوق ما لا یتناهی بما لا یتناهی عدة و مدة و شدة هست اوست که بر عرش سلطنت و تعالی قرار
یافته و سر حلقه موجودات عالم را در ید توانائی خود گرفته اوست علة العلل و معطی هستی بهیات مطلقه اوست
مفیض حیات بر جراثیم و مواد جامده اوست ملهم جراثیم در اقبال و حرکات اوست که جرثومه شجر را الهام
میکند که برگ و گل تشکیل دهد و جرثومه انسانی را تعلیم میدهد که گوشت و استخوان را تنظیم نماید با اینکه
جرثومه بوجود محال حقیقة و در ماکل و مشرب یکی است غایت است که جراثیم اعجاب هر کدام

[illegible] مشغول واحساس بقا رنا حیاتیا بنیند اگر غلیت اذ خود دی ابعلوحیثه یک آن نمیتوانست مستقر شود آنکا یابی اگر اطلاعات وعواطف بزوال نبود آیا آشیمن ها ابدان ما رنتیوز انید چنانچه آتن را تحقیق نماید آیا آکسیجن میشد روحین بدن دست انحلاد بیکدیگر نمید اذ دسته ربع بدن اما مخترکب نماید آیا آکسیجن دیتر وحین بدن باہم متحد نمیشد و مار النتریک یعنی مار الفضه که نقره را ذوب مید ہ شود آیا آکسیجن بدن متحد باکربن نمیشد و اصل سمی ایجاد نماید که یک آن توانیم زیست نمود اینجاست که قول معجز بیان را بر لسان جاری عرض میکنم فی الله شک فاطر السموات والارض بیان من خاتمه یافت فقط بذکر یک مطلب شمارا مولع میکنم بکسلی در اثنار بیان اوذ مرونیچر بین اظهار داشتم بجهت معتقدات منافیات باعجز بود والا انچه تحقیق پیوسته بکسلی شخصی است موحد وقائل بناموس الہی فقط در بعض جریات لاادری ایجاد مجله مختلف مجلد ۵۷ صفحه ۲۲ بنولید بکسلی وقتیکه وقتش نزدیک شد وصیته کرد که چند بیتے را که زوجه او انشاء کرده بر قبراو منقوش نماید ابیات اینست

Be not afraid wailing hearts that weep.
For God still his beloved sleep
And if endless sleep He wills so best

یعنی خائف نشوید ای قلوب باکیه بجهت اینکه خدا ذرعطا میکند دوست خود را نوم واگر اراده فرماید که این نوم ابدی وہمیشه باشد چه اذان بهتر است ،



داستان سوم

المعروف به

داستان غم حصه اوّل

مکه معظمه اور مدینه منوره کا مرکز اسلام اور مبداء ایمان ہونا کسی وضاحت وصراحت کا محتاج نہیں ہے ہر کلمه گو جانتا ہے کہ یہی مقدس سرزمینیں دین الٰہی کا مولد ومنشا ہیں اور یہی متبرک خطے مسلمین ومومنین سب کے لیے سرمایہ ناز وافتخار اور سند غیور [illegible] روح وجان ہیں، دین الٰہی کی گونج اٹھتے والی آواز که معظمه ہی سے بلند ہو کر مدینه منوره کی چار دیواری سے ٹکراتی ہوئی سارے عالم میں پہونچی تھی اور بیاباں بادیه ضلالت اسی حقانی صلائے عالم ہے چونکہ صراط مستقیم کے رہرو بنگئے تھے لیکن اجر قدوس کی جانب منسوب ہو کر بیت الله کے مبارک لقب سے ملقب ہونے والا گھر اسی مکه کی مقدس سرزمین پر اپنا جلوه دکھا رہا ہے اور نبی الاسلام اور انکے اہلبیت کرام اسی مدینه کی متبرک سرزمین پر دنیا سے کناره کش ہو کر آرام فرما ہیں اہل اسلام

انھیں جو ہے ان مبارک سرزمینوں کو دنیا و مافیہا کی محبوب ترین اشیاء سے زیادہ محبوب سمجھتے ہیں اور ان مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی بہتر سے بہتر چیز اُنکی نظروں کو اپنی طرف جذب نہیں کر سکتی، انہیں مقدس سرزمینوں کی سرسبزی سے انکے خلوص بھرے دلوں کی کلیاں شگفتہ ہو جاتی ہیں اور انہیں مبارک قطعات ارض پر اقتدار زمانہ کے ہاتھوں نازل ہونے والی مصیبتیں اُنکے عقیدت آئین و ارادت نشان قلوب کے پھولوں کو اسطرح پژمردہ کر دیتی ہیں کہ پھر انہیں شگفتگی کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔

دشمنان اسلام کی کفر نواز ستیزکاریاں اعلاء کلمۃ اللہ کے ان طاہر و مطہر مرکزوں کو بارہا صدمہ پہونچا چکی ہیں اور ان نجدیوں کا بھی بے پناہ حملہ پہلی مرتبہ کا واقعہ نہیں ہے بلکہ آج سے اکسو پینتالیس برس پیشتر بھی حرمین شریفین اُنکے بے پناہ مظالم سے آواز استغاثہ بلند کر چکے ہیں مگر اُس زمانہ میں مسلمانوں کی قوت و طاقت اور سلاطین اسلام کی غیرت و حمیت باوفا کی زندہ ہوئی تھی بخلاف اس زمانہ کے جسمیں مسلمانوں کی بے دست و پائی اور سلاطین اسلام کی بے حسی سے سلطان نجد کو اپنی دشمنی کے اظہار کا پورا پورا موقع مل گیا اور جو ظلم ان مقامات پر توڑا جا رہا تھا وہ اُس نے بلا کسی اندیشہ کے توڑ ڈالا دل ہلتا ہے ہاتھ کو لغزش ہے قلم تھرا رہا ہے اور وہ مظالم مفصلاً تحریر نہیں ہو سکتی، آٹھویں شوال کو یوم غم کا منانا اور انجمن تحفظ مآثر متبرکہ کا صدائے احتجاج بلند کرنا اگرچہ ایک مذہبی حرکت سے زیادہ وقیع نہیں ہے لیکن اس سے زائد ہمارے امکان سے بھی خارج ہے اگر آپکو نجد کے تاریخی حالات اور اہل نجد کے مظالم کی خونچکاں داستانیں اور ان شدید ترین مظالم کے اسلام کش مظالم جو ان بد ترین شعاروں کے دست ظلم سے ان متبرک مقامات خصوصاً مشاہد و مزارات ائمہ کرام اور بزرگان دین پر گذر گئے اور اہل ایمان خصوصاً انجمن مذکور کے پر زور احتجاجات ملاحظہ فرمانا ہوں تو مذکورہ عنوان رسالہ کو ملاحظہ فرمایئے سو صفحہ کا رسالہ ہے کتابت طباعت بھی نفیس ہے قیمت صرف ۸ہے انجمن تحفظ مآثر متبرکہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس سے طلب فرمایئے۔

مبلغ غفرانمآب نمبر اس نادر الوجود رسالہ کے محاسن بھی کسی گذشتہ نمبر میں سپرد قلم ہو چکے ہیں مگر غفرانمآب نمبر جو حضرت غفرانمآب علیہ الرحمہ اور آپکی اولاد امجاد کے حالات و واقعات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے قدردانان علوم کو صلائے عام دے رہا ہے بہت کچھ قابل دید ہے اور ان حضرات عالی درجات کے علمی و مذہبی احسانات کا تقاضا یہی ہے کہ عالم تشیع میں کوئی گھر مبلغ کے اس نمبر سے خالی نہ ہو ۔ صفحہ کاغذ قیمت ۸ جناب مدیر مبلغ سلطان المدارس لکھنؤ طلب فرمایئے

تفصیل واصلات معرفت مولوی نقار صاحب واعظ حیدری

متعلق صفحہ ۱۱

نام معطی	تعداد	نام معطی	تعداد
عالیجناب سید اصغر حسین صاحب وکیل	لہ سے/ ا/	حیدرآباد دکن	
ہائیکورٹ گلبرگہ دکن		عالیجناب میر علی فاضل صاحب چیف انجینیر	عہ/
عالیجناب سید شہنشاہ حسین صاحب آبادی عابد منزل	سے/	حیدرآباد دکن	
ترپ بازار حیدرآباد دکن		عالیجناب نواب ادر علی خاں صاحب منزل	ماسے/
عالیجناب مولوی سید اعجاز حسین صاحب تعلقدار	عہ/	حیدرآباد دکن	
وظیفہ یاب دار القضا حیدرآباد دکن		عالیجناب ... عنایت شد وادا بہائی پنشن	سے/
عالیجناب ہزایکسلنسی سر سالار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	لکر/	امراء حیدرآباد دکن	
عالیجناب نواب سید کمال الدین خاں صاحب ڈیوڑھی	ا/	عالیجناب نواب سید محمد احمد صاحب بی۔اے	عکر/
خان خانان حیدرآباد دکن		ڈپٹی کلکٹر شاہ گنج آگرہ	
عالیجناب مولوی سید محمد مہدی صاحب ...	عہ/	بیگم صاحبہ "	عہ/
عالیجناب خواجہ سید حسین صاحب انصاری	عہ/	عالیجناب مولوی سید ابن علی صاحب ڈپٹی کلکٹر	عہ/
گلی راجان دہلی		آگرہ شاہ گنج	
عالیجناب نواب سید محمد مہدی ... پٹنہ	مہ/	عالیجناب عبداللہ بھائی جان محمد کانجی ...	ا/
عالیجناب نواب سید محمد صاحب گلزار باغ پٹنہ	ا/	اسٹریٹ کلکتہ	
عالیجناب پرنس مرزا محمد مقیم بہادر کلکتہ مٹیابرج	ا/	عالیجناب مسٹر ارشد علی ونیا امرا اسٹریٹ کلکتہ	[illegible]
بذریعہ مولوی سید علی صاحب ... کلکتہ ...	مہ/	ایم اے کاشانی صاحب ... کلکتہ	مہ/
عالیجناب مولوی زین العابدین صاحب انجینیر	عہ/	از وقف حاجی محمد کربلائی بذریعہ آغا مرزا	[illegible]
حیدرآباد دکن		احمد صاحب ... اسٹریٹ کلکتہ	
عالیجناب سید محمد حسین صاحب بلگرامی صدر	عہ/	از وقف ایرانی شیعہ مسجد کلکتہ بذریعہ صدر	مہ/
محاسب حیدرآباد دکن		از وقف محمد جعفر صاحب اصفہانی بذریعہ صدر	مہ/
عالیجناب کرنل ہاشم نواز جنگ بہادر گولکنڈہ	عہ/	عالیجناب آغا محمد کاظم اصفہانی شولی ...	[illegible]

حاجی کربلائی ... اسٹریٹ کلکتہ

تعداد	نام معطی	تعداد	نام معطی
۱۰	از وقف حاجی نور علی صاحب مرحوم بذریعہ جناب مرزا محمد صاحب کلکتہ	۵	عالیجناب میرزا آغا ابن مرزا محمد جلیل صاحب نمبر ۸ ایزرا اسٹریٹ کلکتہ
صہ	عالیجناب مرزا احمد صاحب اصفہانی کلکتہ ایزرا اسٹریٹ	۵	عالیجناب حاجی علی محمد صاحب جعفری بابو ایزرا اسٹریٹ کلکتہ

اعلان سید العلماء ۲۸ ۴۴
۱۰ /

تفصیل صلات بابت ماہ ... جلسہ سالانہ معرفت مولوی فضل علی صاحب واعظ

تعداد	نام معطی	تعداد	نام معطی
عہ	عالیجناب محمد حسین صاحب پنشنر محکمہ جنگلات قاضی دروازہ انبالا شہر	صہ	عالیجناب سید سرفراز حسین صاحب اسسٹنٹ پنشنر انبالا
عہ	عالیجناب حاجی بشیر صاحب سارغہ قاضی دروازہ انبالا	صہ	عالیجناب شیخ رحمت دین صاحب لاہوری دروازہ انبالا شہر
عہ	عالیجناب سید حسن صاحب ... اسسٹنٹ ماسٹر قاضی دروازہ انبالا		
عہ	عالیجناب محمد حسن صاحب ... کینٹل قاضی دروازہ انبالا	عہ	عالیجناب سید سلطان حسین صاحب جمعدار میونسپلٹی انبالا
عہ	عالیجناب عبد المجید صاحب خیاط قاضی دروازہ انبالا		
عہ	عالیجناب منظور حسن صاحب خیاط قاضی دروازہ انبالا	عہ	عالیجناب مشتاق حسین صاحب قاضی دروازہ انبالہ
عہ	عالیجناب سید ناو حسین شاہ صاحب کلرک ڈی سی جی قاضی دروازہ انبالا	عہ	عالیجناب محمد حسین صاحب پوسٹ مین قاضی دروازہ انبالا
عہ	عالیجناب ... محمد اسمٰعیل صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس قاضی دروازہ انبالا	عہ	عالیجناب ہادی حسین صاحب قاضی دروازہ انبالا
عہ	عالیجناب میر عوض علی صاحب کمپنی ... محلہ ترکمان انبالا	عہ	عالیجناب مولوی برکت علی صاحب قاضی دروازہ انبالا شہر
عہ	عالیجناب سید نور محمد صاحب محلہ ترکمان انبالا	عہ	عالیجناب مولوی حمید علی صاحب قاضی دروازہ انبالا شہر
عہ	عالیجناب شیخ عبد الحکیم صاحب خیاط قاضی دروازہ انبالا		

نام معطی	تعداد
عالیجناب سلطان صاحب ہاشمی محلہ انبالہ	عہ
عالیجناب سید نیاز علی صاحب پنشنر قاضی دروازہ انبالہ	عمہ
ہمشیرہ محترمہ جناب فیض الحسن صاحب انبالہ قاضی دروازہ	عہ
عالیجناب ظفر حسن صاحب قاضی دروازہ انبالہ	عہ
اہلیہ جناب منظور حسین صاحب قاضی دروازہ انبالہ	عہ
عالیجناب ملازم سید علی محمد صاحب محلہ ترکمان انبالہ	عہ
عالیجناب سراج الدین صاحب ... معصوم شاہ گوجرانوالہ	عہ
عالیجناب ماسٹر جلال الدین صاحب ... خیالی دروازہ گوجرانوالہ	صہ
عالیجناب بشیر حسین صاحب وکیل خیر منزل گوجرانوالہ	صہ
جناب حکیم ظہور الدین صاحب کوچہ حکیم گوجرانوالہ	صہ
عالیجناب میر سلطان حسین ڈسٹرکٹ ناظر گوجرانوالہ	صہ
عالیجناب محمد خان صاحب ضامن پورہ گوجرانوالہ	سے
عالیجناب چودھری کرم داد صاحب کوٹ عنایت خان ضلع گوجرانوالہ	سے
عالیجناب حسن علی صاحب ہیڈ کلرک آفس ڈسٹرکٹ بورڈ گوجرانوالہ	سے
عالیجناب ... علی شاہ صاحب ...	عمہ

نام معطی	تعداد
گوجرانوالہ	
عالیجناب احمد شاہ صاحب کھوکھر کی گوجرانوالہ	عمہ
عالیجناب مستری حبیب اللہ گوجرانوالہ ... دروازہ ٹھاکر سنگھ	عسم
عالیجناب منشی نور محمد صاحب ایجنٹ وکیل گوجرانوالہ	عمہ
عالیجناب شیخ محمد حسین صاحب روغن فروش لاہوری دروازہ گوجرانوالہ	عہ
عالیجناب اللہ دوایا صاحب چپراسی گوجرانوالہ	عہ
عالیجناب ماسٹر محمد دین صاحب سوداگر ریل بازار گوجرانوالہ	سے
عالیجناب مرزا احمد بیگ صاحب چاولاں والا گوجرانوالہ	عہ
عالیجناب برکت علی صاحب جعفری گوجرانوالہ خیالی دروازہ	سے
عالیجناب فقیر علی صاحب زردوز بازار ... گوجرانوالہ	[illegible]
عالیجناب سید عنایت حسین صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالہ	سے
والدہ جناب ممتاز حسین صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالہ	[illegible]
عالیجناب چودھری کرم الٰہی صاحب نمبردار سیدنگر ضلع گوجرانوالہ	عمہ

نام مصلی	تعداد	نام مصلی	تعداد
عالیجناب ممتاز حسین صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	صہر	عالیجناب چنگیر صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	صہہ
عالیجناب محمد حسین صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	صہر	عالیجناب منشی نیاز احمد صاحب مدرس سیدنگر ضلع گوجرانوالا	عہر
عالیجناب سید الطاف حسین صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	صہر	عالیجناب محمد حیات صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	عہر
عالیجناب حیات محمد صاحب کشمیری سیدنگر ضلع گوجرانوالا	سے ر	عالیجناب چراغ دین صاحب قصاب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	عہر
عالیجناب خورشید حسن صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	عہر	عالیجناب میر عابد علی صاحب رئیس انبالا	عہ۵
عالیجناب سید ولایت علیشاہ صاحب سیدنگر ضلع گوجرانوالا	عہ۵	عالیجناب ذاکر حسین صاحب ہاشمی محلہ انبالا	۸ر
عالیجناب سائیں دوا سیدنگر ضلع گوجرانوالا	عہر	عالیجناب مہربان علی صاحب محلہ ترکمان انبالا	۸ر

انجمن مؤید العلوم دار التالیف شیعہ الواعظین کی مفید اور قابل قدر تصنیفات

نو رانشگائے قیمتوں میں زبردست رعایت

النبوۃ والخلافہ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ
صدر انجمن مسئلہ خلافت پر انتقادی اور محققانہ نظر
قابل دید رسالہ ہے انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے ۴ر
الموحد رشحۂ قلم شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ صدر انجمن
مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا
ہے عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہوجائیگا ۳ر
خطاب فاصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمۂ جناب
شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نائب
صدر انجمن عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳ر
مسالک الحکماء اردو ترجمۂ مناہج الحکماء جناب شمس العلماء
مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ مادہ پرستوں کے
مذہب کی تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۳ر
ید بیضا توریت کی پیشنگوئیوں سے جناب رسالتمآب
کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر
صاحب نبیرہ جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہما ۱ر
رد التناسخ مصنفہ جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ
مرحوم مسئلہ تناسخ پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح
و مادہ کی قدامت کا ابطال آریوں کی نامزد
کتابوں کا شکست جواب
انسانی قربانی ویدوں کے زمانہ کی انسانی
قربانی از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر
ویدمت قربانی ویدسے قربانی کا جواز از جناب خواجہ
غلام الحسنین صاحب ۲ر
تصدیق رسالت گوتم بدھ کی پیشینگوئیوں سے
جناب ختمی مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب
مولوی سید احمد علی صاحب ہانی بی اے ۲ر
اسلام اینڈ دی لائٹ آف شیعزم انگریزی ترجمہ
شریعۃ الاسلام حصۂ اول ترجمۂ جناب بادشاہ حسین صاحب
بی اے اصول عقائد اسلام کی حقیقت دیگر مذاہب کے مقابلہ
میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش فنش ۱۲ر
دی پرافٹ شپ اینڈ دی کیلیفٹ انگریزی ترجمہ النبوۃ
والخلافہ ترجمۂ جناب مولوی لقاء علی صاحب واعظ جلد انگلش فنش ۱۲ر
دی ٹریجیڈی آف کربلا عزاداری پر انگریزی زبان میں
تبصرہ از جناب امیر علی صاحب لیکچرار لکھنؤ یونیورسٹی ۱ر
الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کا رد
از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ۱ر
المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از
جناب مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ۱ر
اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شاہ حسین صاحب ایم اے ۱ر
شریعۃ الاسلام حصۂ اول اصول عقائد مذہب حقہ کا با دلائل
تذکرہ از جناب مولانا السید محمد صاحب ابن سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۳ر
شریعۃ الاسلام حصۂ دوم طہارت و صلوۃ کے مسائل
مصدقۂ جناب سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۶ر
شریعۃ الاسلام ضمیمہ مستورات کے متعلق ضروری احکام اور دیگر مفید باتیں ۲ر

سیاست علویہ

حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی تھی اس پر نظر کر کے کچھ ناواقف کوتاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود نہ تھا جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب زنگی پوری تلمیذ حضرت قدوۃ الکاملین مولانا السید محمد ہارون صاحب مرحوم و مغفور زنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے فاضل ممدوح نے دین و دنیا اور ان کی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے بہتر کوئی انصاف پیشہ و عدالت شعار مدبر دماغ میں نہیں آ سکتی اور انہیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی اصلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلال و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے دریغ نہ کرنا چاہیے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸ر

ملنے کا پتہ

منیجر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر [illegible]

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

زیر سرپرستی حجۃ الاسلام حضرت نجم العلماء دام ظلہم العالی

مدیر

حکیم سید قاسم علی رضوی الجعفری عمدۃ الافاضل

باہتمام سید اقبال حسین منیجر چھپا

[illegible]

[illegible]

مضامین

[illegible]

(۲) تفسیر [illegible]

(۳) اسلامی شریعت کا [illegible] اور اسکی جامعیت

(۴) اسلامی [illegible] آداب [illegible]

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی [illegible] اخلاقی تجربہ

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات [illegible]

(۸) سلف صالحین کے تاریخی [illegible]

(۹) قرآن مجید افضل الکتب ہے

(۱۰) اثبات [illegible] اسلام و باطل [illegible] عقلیہ و نقلیہ سے

(۱۱) فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام [illegible] دلائل و ثبوت

(۱۲) انکشافات جدیدہ و حقائق اسلام

(۱۳) اخبار علمیہ

قواعد

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے خریدنا ہوگا

(۴) نمونہ کا پرچہ [illegible] کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۵) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے

(۶) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۷) مالی معاملات کے متعلق خط و کتابت [illegible] رسالہ [illegible] بنام [illegible] اور دیگر امور کے متعلق بنام ایڈیٹر ہونا چاہیے

(۸) شرح قیمت

سالانہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہدایات

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) مضامین [illegible] ہونگے

(۴) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو

(۵) مضامین صاف خط میں تحریر کیے جائیں اور صفحات مرتبہ پر [illegible]

[illegible]

(۶) [illegible]

(۷) [illegible]

(۸) [illegible]

[illegible]

عاجزانہ التماس

عذر گناہ بدتر از گناہ اگرچہ ایک مشہور اور سچا مقولہ ضرور ہے مگر کرام ناس کے نزدیک عذر کا قبول کر لینا بھی ایک معمولی بات ہے، اور اس لیے یہ امید بے جا نہیں ہے کہ آپ ہمارے واقعی عذر کو قبول فرمائینگے اور ہمکو معافی دینے میں تأمل نہ فرمائیں گے۔

کچھ شک نہیں کہ الواعظ کے انتظار میں آپکو سخت زحمت اٹھانا پڑی ہوگی مگر ہم بھی آپ کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ یہ غیر معمولی تاخیر اشاعت ہمارے قلب کے لیے بھی بے انتہا تکلیف دہ اور بے حد ندامت کا موجب تھی۔ مالی مجبوریوں کے علاوہ مدیر محترم کی طولانی اور پلٹ پلٹ کر آنے والی سخت بیماریوں نے ہمکو ایسا مجبور کیا کہ ہم باوجود بلیغ کوشش کے بھی الواعظ کو اسکے معینہ اوقات پر حاضر نہ کر سکے۔

نمبر ۱ جلد ۱۰ حسب معمول نمبر ۱۲ جلد ۹ کے بعد دی پی ہونا چاہیے تھا مگر چونکہ وہ انتہائے افسوس کے ساتھ ۱۴ اپریل کو شائع ہوا لہذا انتہائے ندامت کی وجہ سے ہم اسکو دی پی نہ کر کے پھر فروری کا پرچہ اطلاع دیکر دی پی کرنیکا ارادہ کیا مگر افسوس کہ مدیر محترم کی بیماری نے مئی میں اتنا طول کیا کہ موصوف کی زندگی سے یاس ہو گئی اور پھر ہم اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔ الحمد للہ کہ اب ممدوح کی صحت کسی قدر درست ہے، اور ہم یہ دو نمبر بدرجہ مجبوری ایک ساتھ شائع کر کے نہایت ادب کے ساتھ معافی کے خواستگار ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد اس کمی کو پورا کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

گذشتہ سال الواعظ کی ناکافی آمدنی کو اور نیز ان تین نمبروں کے اخراجات کو مدرسہ کے صدر دفتر نے پورا کر دیا مگر چونکہ امسال مدرسہ کی مالی حالت بہت نازک ہو گئی ہے لہذا بکمال تمنا التماس ہے کہ ان نمبروں کو ملاحظہ [illegible] الا [illegible] فرما کر دی پی [illegible] مصارف سے خود بھی بچیے اور ہم کو بھی بچائیے ورنہ مجبوراً [illegible] دی پی جاری ہوگا جسکا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا

وہ حضرات ہمارے بے حد شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنا چندہ [illegible] بذریعہ منی آرڈر بھیجکر ہمکو ممنون فرمایا ہے آپ بھی [illegible]

([illegible])



هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

سورہ آل عمران

نمبر ۲ و ۳ بابت ماہ فروری و مارچ ۱۹۳۱ء مطابق ماہ رمضان و شوال ۱۳۴۹ھ جلد (۱۰)

فہرست مضامین

شذرات

جناب مولوی سید اظہار الحسنین صاحب الیسٹ افریقہ میں

نمبر ۱۲ جلد ۹ میں اطلاع دی جا چکی ہے کہ اب کی مرتبہ مومنین افریقہ کی خواہش کے موافق دو واعظ اُن اطراف میں فرائض تبلیغ ادا کرینگے ایک جناب مولوی سید سلطان علیصاحب واعظ جو ماڈاگاسکر میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرینگے دوسرے جناب مولوی سید اظہار الحسنین صاحب جو ممباسہ اور اُسکے اطراف میں اپنے فرائض ادا کرینگے اول الذکر کی کوئی رپورٹ ابھی تک ہمکو وصول نہیں ہوئی اور آخر الذکر کے متعلق جو اطلاع ملی ہے اُسکی تفصیل حسب ذیل ہے :-

ممباسہ ۲۹ دسمبر سنہ ۳۰ء مطابق ۹ ماہ شعبان سنہ ۴۹ ہجری کو وارد ممباسہ ہو کر یکم جنوری سنہ ۳۱ تک قیام پذیر رہے اور اس قلیل عرصہ میں تین جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جن کی تقریریں کافی اثر سے روشناس ہوئیں ۔

بھگانی چونکہ ممباسہ میں ایک بزرگ مولوی صاحب منجانب جماعت مقرر ہیں اور نماز جماعت اور نگرانی مدرسہ اُنھیں کے متعلق ہے لہذا مزید قیام کو وہاں مناسب نہ جانکر ۳ جنوری کو وہاں سے روانہ ہو کر بمقام تھالنگا تشریف لائے مگر وہاں بھی بوجہ مذکور مزید قیام کو نامناسب جانکر بھگانی چلے آئے یہاں کے مومنین اگرچہ زیادہ خوشحال نہیں ہیں لیکن تعداد بہت کافی ہے ۱۲ شعبان سے ۹ شوال تک جناب واعظ وہاں تشریف فرما رہے پنجگانہ نماز بجماعت اور ہر روز کم از کم ایک مجلس وعظ منعقد ہوتی رہی لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کا عادی بنا دیا، ڈاڑھی منڈوانے کی بار عام کو روکا آپس کی مخالفتوں کو رفع کرا کے باہم متحد و متفق کرا دیا اور گو جناب واعظ نے چندہ کی کوئی تحریک نہیں کی بلکہ خود اپنی جانب سے پانچ شلنگ مدرسہ کے چندہ میں اور چھ شلنگ مدرسہ کے لڑکوں کو انعام مرحمت فرمائے مگر اُن حضرات نے خود متنبہ ہو کر ۲۲ شلنگ کا باہمی چندہ کر کے جناب واعظ کو اطلاع دی جسے ممدوح نے شریف دیوجی کو روانہ کرنے کی ہدایت کر دی ۔

گو کہ حضرات بھگانی جناب واعظ کے رخصت کرنے پر آمادہ نہ تھے بلکہ مزید قیام کے متمنی تھے مگر چونکہ شریف دیوجی کا گرامی نامہ بدیں خلاصہ پہونچ گیا تھا کہ جناب واعظ بھگانی سے فوراً تھالنگا چلے آئیں اور وہاں دو چار روز قیام کرنے کے بعد زنجبار پہونچ کر حسین شریف دیوجی سے مشورہ کر کے دار السلام ہوتے

ہوے گگو ما تشریف لے جائیں کیونکہ وہاں جماعت میں سخت اختلاف ہوگیا ہے اور مقدمہ حکومت میں دائر کر دیا گیا ہے بے حد روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور حکومت نے پنچائت پر فیصلہ کا انحصار کیا ہے لہذا جناب موصوف بدقت تمام ۹ر شوال مطابق ۲۷ر فروری ۱۳۵۱ھ کو بھگانی سے روانہ ہو کر تھالگا آئے اور ۳ر مارچ تک قیام پذیر رہکر زنجبار اور وہاں سے ۱۳ر مارچ کو دار السلام آکر دس روز قیام فرما کر گگو ما تشریف لے گئے ،، (ناچیز مدیر)

ملک عراق عرب میں تبلیغ کی ضرورت

اطراف کرکوک وموصل میں ضلالت کا طوفان

جس طرح عرب اور ایران کے بعض حصے باوجود وہاں کی جدت پسندی اور ترقی معکوس کے آج بھی علم وعمل کا مرکز اور صحیح معنوں میں ہماری علمی ومذہبی یونیورسٹی کہے جانے کے بدستور سابق مستحق ہیں اسی طرح وہاں کے بعض حصے باوجود اقرار اسلام کے آج بھی اپنی گمراہیوں اور بدکاریوں کے سبب سے ایام جاہلیت کا سماں پیش نظر کر رہے ہیں ،

کرکوک اور موصل ،، عراق کے علمی مرکزوں سے بہت دور نہیں ہیں لیکن وہاں کا بکتاشی فرقہ تصوف کا علمبردار بنکر اپنی ضلالت وغوایت میں کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے اور اپنی حالتوں کو اسقدر پوشیدہ رکھتا ہے کہ غالبا علمائے عراق بھی آجتک اس سے بے خبر تھے لیکن آخر نا بکے ، بو پھوٹی اور نجف اشرف کے حج اسلامیت نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوے جناب آقائے شیخ موسی الاہری الزنجانی کو ان لوگوں کی ہدایت کے لئے روانہ کیا جناب موصوف نے ایک نامہ کرم میں جن الفاظ سے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کو اس جماعت کے حالات سے مطلع کیا ہے اسکا خلاصہ بہ ترتیب عبارات حسب ذیل ہے :-

- اس جماعت کی تعداد علاوہ ترکی شہروں کے جہاں ان لوگوں کی آبادی بے حد وبیشمار ہے خاص کرکوک وموصل کے اطراف میں ایک لاکھ نفر سے زائد ہے یہ لوگ بکتاشی مشہور ہیں جو کہتے ہیں کہ حاجی بکتاش کی روح محمد علی کی روح کے ساتھ ملکر ایک ہوگئی ہے ، یہ لوگ غسل جنابت نہیں کرتے فقط مرشد کا منہ دیکھ لینا کافی جانتے ہیں ، پانی سے طہارت نہیں کرتے کہتے ہیں کہ پانی نے خدا کا منہ دیکھا ہے ، نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے ماہ رمضان کے روزوں کے بدلہ عاشور محرم میں دس ، روز روزہ رکھتے ہیں تمام مٹھائیوں سے

اور کئی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں شب عاشور کو عید قرار دیتے ہیں البیں (مونچھوں کا وہ حصہ جو ہونٹوں پر ہوتا ہے) نہیں کٹواتے جو شخص کٹوائے تو بمنزلہ کفر جانتے ہیں، حمام میں نہیں جاتے، اہلبیت اثنا عشر کو نہایت درجہ دوست رکھتے ہیں مرشدوں کی خانقاہ کو بیت اللہ جانتے ہیں، جب تیس چالیس برس مرشد کی خانقاہ میں خدمت کر چکتے ہیں امیر لوگ اپنے مال سے، فقیر لوگ اپنی جان و عیال سے تو ڈیڑھ دو دو نفر مع اپنی عورت کے داخل طریقت ہوتے ہیں ان لوگوں پر فرض ہے کہ ہر جتہ سے مطیع رہیں مرشد کی تعریف کریں اُسکی کرامت کے قائل ہوں یہ لوگ تعبدا شراب کو حلال جانتے ہیں پانی کی طرح پیتے ہیں اور شراب پیتے وقت ترکی زبان میں کفر آمیز اشعار پڑھتے ہیں زبان بھی اُن کی ترکی ہی ہے عربی بھی جانتے ہیں تیس برس کے بعد مرشد کی دعوت مع اسکے مریدوں کے کرتے ہیں جسمیں کم او کم چالیس بوتلیں شراب کی ہوتی ہیں دوسرے سال بھی ایسا ہی کرتے ہیں اور یہ سلسلہ علاوہ اُس تیس برس کے پانچ برس تک رہتا ہے ہر سال ایک دعوت مع شراب کے پانچویں سال ایک گوسفند ذبح کرتے ہیں جسکا پوست اُس صوفی سے مخصوص ہوتا ہے اور اُن دو نفر کو بھائی بھائی اور اُنکی عورتوں کو بہن بہن قرار دیتے ہیں بعد اُسکے مرشد کی عبادت کرنا چاہئے جوقت مرشد کی خدمت میں جاتے ہیں رکوع کرکے سجدہ میں جاتے ہیں پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر بیٹھتے ہیں شب ہائے جمعہ میں نماز طریقت پڑھتے ہیں مرشد کو اپنے درمیان میں بٹھا کر اُسکو سجدہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ خدا نے اسمیں ظہور کیا ہے ائمہ علیہم السلام کو چہاردہ معصومین سے الگ جانتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے بارہ امام ہیں اور چودہ معصوم اور محمد و علی یہ نسب بلعد حروف تہجی اٹھائیس ہیں، اہلسنت کو نہ بیٹی دیتے ہیں اور نہ اُنکی بیٹی لیتے ہیں۔

حقیر رآقائے شیخ موسی الاہری الزنجانی، علمائے اعلام اور رحج اسلام نجف اشرف کے حکم سے ڈھائی برس اُن لوگوں میں رہکر شب و روز مجادلہ اور مباحثہ میں مصروف رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر ایک ہزار نفر سے زائد شیعہ خالص اصلی ہو گئے جنمیں سے چند آدمیوں کو میں لے گیا اور وہ بالفعل نجف اشرف میں مشغول تحصیل دینیات ہیں،

مذکورہ بالا صوفیوں کے پاس ایک قلمی کتاب ہے جسے یہ لوگ پوشیدہ رکھتے ہیں بجز صوفی کے ناممکن ہے کہ کوئی شخص اُسکو دیکھ سکے اگرچہ ہزار لیرہ بھی خرچ کرے، بالآخر جب ایک

تعداد (ہزار آدمیوں کی) اُن میں سے ہدایت یافتہ ہوگئی تو وہ کتاب دستیاب ہوئی وہ ترکی زبان کی کتاب ہے جسے شاہ صفی کی طرف منسوب کرتے ہیں نام اُسکا کتاب مناقب الاولیا ہے، اول سے آخر تک سب قصے مہملات کے لکھتے ہیں کہ پیغمبر چہ نیتش مرتبہ معراج کو گئے ہر مرتبہ خدا کو جوان امرد خوش روئے نابالغ اور دختر باکرہ کی صورت میں دیکھا اور خدا نے ان دونوں صورتوں میں پیغمبر کی مراد دی جور وجفا نہیں کی، صوفی کو بھی لازم ہے کہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو مرشد کے سپرد کردیں اور اُس کی مراد دیں،

واضح ہے کہ صاحبان غیرت وحمیت اور پختہ کار مسلمان تحمل نہیں کرسکتے کہ یہ جماعت اس حال سے وادی ضلالت میں اُن صوفیان مجسمہ شیطان کے چنگال میں احکام الٰہیہ اور دیانت اسلامیہ سے دور پڑی رہی قال رسول اللہ لابی ذر لو ھدی اللہ تعالیٰ بیدک واحدًا خیرلک مما طلع علیہ الشمس و فی نسخۃ من الدنیا و ما فیہا فرمایا حضرت رسول نے ابوذر سے کہ اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت کردے تو وہ تیرے لیئے اُن تمام چیزوں سے بہتر ہے جس پر آفتاب نے طلوع کیا اور ایک نسخہ میں ہے کہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے،

اگر کوئی شخص اس جماعت کی ہدایت کا عمدہ طریقہ سے خواہاں ہو تو ایک مدرسہ اُن اطراف میں قائم کرے چار پانچ برس کے عرصہ میں سب ہدایت یافتہ ہوجائینگے خرچ اس مدرسہ کا اُن اطراف میں پانچ چھ ہزار سے زیادہ نہ ہوگا حقیر بسبب ناموافقت بادیات کے بالفعل کاظمین شریفین میں توقف کرکے منتظر کشائش ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ بعد اسکے کوئی امر ظاہر کرے،

(احقر موسی الابہری الزنجانی)

کچھ شک نہیں کہ جن لوگوں کے عقائد و اعمال کی یہ حالت ہو جو اس خط میں ذکر کی گئی ہے اُن کو مسلمان کہنا اسلام کے خوشنما چہرہ پر ایک ایسا بدنما داغ لگا دینا ہے جو اُسے اہل عقل وحکمت کے نزدیک باعث استہزا و تنفر قرار دینے کے لئے کافی و وافی ہے اکوئی دیندار مسلمان باوجود حالات مذکورہ کے ایسے لوگوں کو مسلمان نہیں کہہ سکتا اور نہ محبت اہلبیت کو باوجود اُن کفر و لغو عقائد و اعمال و اقوال کے اُن کے لیئے نافع خیال کرسکتا ہے مگر چونکہ وہ خود اپنے کو دائرہ اسلام میں داخل اور زمرہ اہل تشیع میں شامل جانتے ہیں اور باوجود ادعائے اسلام و ایمان کے ایسے عقائد باطلہ کے معتقد اور ایسے اعمال فاسدہ کے عامل ہیں

جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آجتک اسلام حقیقی کی آواز ہی اُنکے کانوں تک نہیں پہونچی اور ایمان حقیقی کی تصویر کشی ہی اُنکی آنکھوں کے سامنے نہیں کی گئی کوئی اسلامی مبلغ وہاں تک نہیں پہونچا اور کسی واعظ نے اُنکے بلاد میں قدم نہیں رکھا لہٰذا علمبرداران تبلیغ کا وہاں تک پہونچنا اور حضرات واعظین کا اُن کے بلاد میں جاکر اسلام حقیقی کی آواز سے اُن کی سامعہ نوازی کرنا اور ایمان حقیقی کی تصویر کشی سے اُنکے دلوں اور آنکھوں میں بصیرت و بصارت کا پیدا کرنا اور اُنکی ہدایت و اصلاح کرکے انھیں صراط مستقیم تک پہونچانا فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بہترین طریقہ سے ادا کرنیکا مرادف ہے، خداوند عالم حجج اسلامیہ نجف اشرف اطال اللہ بقاہم کے علوم و کمالات اور اُنکے اسلام نواز احساسات میں برکت عطا فرمائے جنھوں نے اُن گمراہوں کی رہنمائی کے لئے محترم کاتب خط کو اُن کی جانب روانہ کیا اور جناب موصوف کو بہترین جزائے محسنین کرامت فرمائے جنھوں نے ڈہائی سال وہاں کی صعوبتوں کو برداشت کرکے ایک ہزار نفوس کو صراط مستقیم تک پہونچادیا ایک تن تنہا کی کوشش اور ایک ہزار آدمیوں کا راہ راست پر آجانا اُمید دلاتا ہے کہ اگر باضابطہ کوشش کی جائے اور ایک تبلیغی مدرسہ وہاں قائم کردیا جائے تو اس پوری جماعت کا راہ راست پر آجانا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور شیدائیان تبلیغ کے نزدیک پانچ چھ ہزار روپیہ سالانہ کے مصارف بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے،

عراق عرب میں مدرسۃ الواعظین کے اثرات پہونچانے اور وہاں اس مدرسہ کی ایک برانچ قائم کرانے کی خواہش جو جناب سرکار صدر الشریعۃ دام ظلہ العالی کے محضر انور میں ممدوح کی تشریف بری عراق کے موقع پر پیش کی گئی تھی اس خط کی وصول یابی کے بعد انتہائے اہمیت کو پہونچگئی اور بخوبی تمام واضح ہوگیا کہ وہاں تبلیغ کے کیسی شدید ضرورت ہے اور وہاں کے علمائے اعلام مدرسۃ الواعظین کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں

بہرحال مدرسۃ الواعظین کے ارباب حل وعقد اس مسئلہ پر غور کررہے ہیں اور امید ہے کہ موجودہ مالی مشکلات کے عقدہ حل ہوجانے کے بعد ایک مؤثر اقدام کیا جاسکیگا ۞　　(ز ناچیز مدیر)

البدایہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل دید رسالہ ہے جسمیں بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور ہر شخص کی سمجھ کا اندازہ کرکے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین اور کلمہ اسلام وایمان کو سمجھایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اصل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین میں سے ہر ہر فرع کے معانی و مطالب بیان کرکے ہر ایک فرع کو تفصیل سے عملی عنوان پر سمجھایا ہے اور ان سب مطالب کو اعلیٰ کے بادامی مضبوط کاغذ پر جلی قلم سے لکھوایا ہے قیمت فی رسالہ ۱ر علاوہ محصول فی ۱۲ رسالہ عہ ر مع محصول علاوہ فیس

جنوری ۱۹۳۰ء

علمی خیانتیں

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو الواعظ نمبر ۶ ج ۹

صواعق محرقہ اور اسکا ترجمہ براہین قاطعہ

الصواعق المحرقۃ فی الرد علی اہل البدع والزنادقۃ تالیف الامام العالم العلامۃ الفقیہ المحدث شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی نزیل مکۃ المشرفۃ

یہ عبارت صواعق محرقہ کی لوح کی ہے جو مطبعہ میمنیہ مصر میں ۱۳۲۴ھ چھاپی گئی ہے اُسکے حاشیہ پر مصنف کی دوسری کتاب تطہیر الجنان بھی چھاپی گئی ہے جسکو لوح کی مذکورہ بالا عبارات کے نیچے اسطرح ظاہر کیا گیا ہے (وبہامشہ کتاب تطہیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوہ بثلب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان)

صواعق محرقہ مذکورہ کے دیباچہ کی سطور ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کب اور کیوں اور کس طرح لکھی گئی ہے،

اما بعد فانی سئلت قدیما فی تالیف کتاب یبین حقیقۃ خلافۃ الصدیق وامارۃ ابن الخطاب فاجبت الی ذلک مسارعۃ فی خدمۃ ہذا الجناب فجاء بحمد اللہ انموذجا لطیفا ومنہاجا شریفا ومسلکا منیفا ثم سئلت فی قرائتہ فی رمضان سنۃ خمسین وتسعمائۃ بالمسجد الحرام لکثرۃ الشیعۃ والرافضۃ ونحوہما الان بمکۃ المشرفۃ اشرف بلاد الاسلام فاجبت الی ذلک رجاء لہدایۃ بعض من زل بہ قدمہ عن اوضح المسالک ثم سنح لی ان ازید علیہ اضعاف ما فیہ وابین حقیقۃ خلافۃ الائمۃ الاربعۃ وفضائلہم وما یتبع ذلک الخ

کچھ دن ہوئے کہ مجھ سے ایسی کتاب کی تالیف کا سوال ہوا تھا جسمیں خلافت صدیق و امارت ابن خطاب کی حقیقۃ بیان ہو میں نے اس بارگاہ کی فوری خدمت کا خیال کرکے اسے منظور کر لیا (کتاب لکھی) تو بحمد اللہ نمونہ بن گئی اور بڑا اچھا ذخیرہ اور عمدہ مسلک معلوم ہوا اُسکے بعد ماہ رمضان ۹۵۰ھ میں مسجد الحرام میں اسکے پڑھانے کی خواہش کی گئی کیونکہ اشرف بلاد اسلام یعنی مکۂ مشرفہ میں اندنوں شیعہ اور رافضیہ اور اسی قسم کے لوگوں کی کثرت تھی تو میں نے اسے بھی قبول کر لیا بدین امید کہ بعض لوگ جنکے قدم راہ راست سے ڈگمگا گئے ہیں شاید اُنکی ہدایت ہو جائے پھر دل میں آئی کہ جتنا ہے اُس سے زیادہ آئیں بڑھادوں اور چاروں خلفا کی خلافت کی حقیقت بھی بیان کردوں نیز اُنکے فضائل اور اس قسم کی دوسری باتیں

بھی لکھدوں گا۔

اس کتاب کا ترجمہ انھیں دنوں جناب کمال الدین صاحب نے فرمایا ہے اور اُسکے دیباچہ میں صفحہ ۴ پر اسطرح تحریر فرماتے ہیں:۔

در سنہ سبعین و تسع مأۃ این قلیل البضاعۃ کمال الدین بن فخر الدین جہرمی را مامور ساخت بانکہ کتاب مذکور را بزبان فارسی نقل کند تا فائدہ عام باشد...... در آن شروع نمودم و بے تغیر و تبدیل در وضع و ترتیب آں را بفارسی نقل کردم بے آنکہ چیزے اصل کتاب را نقصان کنم و یا زیادہ نمایم مگر ترجمہ آیات و احادیث و بیان الفاظ مشکلات از روئے تفاسیر معتبرہ و شروح احادیث ثقات مشہورہ استخراج نمودم........ و این کتاب را براہین قاطعہ در ترجمہ صواعق محرقہ موسوم گردانیدم.... قال الشیخ فی الاصل و رتبتہ علی مقدمات وعشرۃ ابواب وخاتمۃ

اس سے واضح ہے کہ اصل کتاب سے مترجم نے کوئی کمی زیادتی ترجمہ میں نہیں کی ہے لیکن براہین قاطعۂ مذکورہ جو مطبع محمدی لاہور میں ۱۳۱۲ھ میں بہ تصحیح مولوی غلام حیدر صاحب و فیض احمد صاحب بار دوم باہتمام فقیر اللہ صاحب شائع ہوئی ہے اسمیں حالات حضرت عثمان میں سے ایک پورے تتمہ کو نکال ڈالا گیا ہے، ملاحظہ ہو اصل صواعق محرقہ مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۲۴ھ صفحہ ۶۷ (تتمہ) نقم الخوارج علیہ الخ

یہ عبارت صفحۂ مذکورہ کی سطر ۲۵ سے شروع ہوتی ہے اور صفحہ ۶۹ کی سطر ۱۶ پر تمام ہوئی ہے اس عبارت میں بعض مطاعن کا تذکرہ ہے جو عثمان پر وارد ہوتے ہیں اور انکا جواب دیا گیا ہے چنانچہ اُن میں سے عزل اکابر صحابہ من الاعمال اسراف فی بیت المال یعنی اقارب کو اکثر حصہ دینا مثلاً حکم کو بلانا اور اُسکو بہت کچھ دینا وغیرہ حضرت ابن مسعود و ابی بن کعب کو قید کرنا، حضرت ابوذر کو جلا وطن کرنا عبادہ کو خارج البلد کرانا۔ ابن عوف کو منافق کہنا، عمار یاسر کو پٹوانا کعب بن عبدہ کی ہتک عزت کرنا وغیرہ قرآن مجید کا جلوانا عبید اللہ ابن عمر کو باوجود حضرت علی اور اصحاب کے کہتے رہنے کے قتل نہ کرنا۔ منیٰ میں باوجود حالت سفر نماز پوری پڑھنا، حضرت محمد بن ابی بکر کے ساتھ غدر کرنا، ایسی باتیں مذکور ہیں اور اُنکے جوابات کی کوشش کی گئی ہے، یہ پوری عبارت ترجمہ سے غائب ہے،

صرف اتنا ہی نہیں ہے یہ تو بڑی صاف اور ایک جگہ کی عبارت ذکر کی گئی ورنہ ترجمہ میں دوسرے مقامات پر بھی اس قسم کی کمی زیادتی ملتی ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے حالانکہ مترجم نے دیباچہ میں کمی زیادتی سے صاف انکار کر دیا ہے، چنانچہ ترجمہ کے صفحہ ۱۹۰ پر اصل کتاب کے الفاظ فانصرفوا فلما

وجعع الناس کے ترجمہ میں یہ لکھا گیا ہے (وچوں عثمان را دفن کردند و مراجعت نمودند) اسی طرح ترجمہ کے صفحہ ۹۹ میں یزید بن حبیب سے جو روایت ابن عساکر نے کی ہے اُسکے ترجمہ میں (وخیانت وخطا از نیشاں واقع شد) زیادہ کیا گیا ہے اسی صفحہ میں چند سطرونکے بعد جو روایت سرور کائنات سے ابن عساکر نے بیان کی ہے اُسکے ترجمہ میں (بنا بر آں معاویہ و عائشہ دریں باب در طلب خون عثمان شتابی کردند) کا اضافہ ہے الی غیر ذلک،

راقم عرض کرتا ہے کہ یہ شبہہ نہ ہو کہ اتفاقاً سہواً چھوٹ گیا ہو کیونکہ کوئی ایسا مقام نہیں چھوٹا جو باقی رہکر مولف کے حق میں زیادہ مفید ہوتا بلکہ وہی حصے کم ہیں جنکے باقی رہنے سے ان لوگوں کی مزید تائید ہوتی جنکی رد میں کتاب لکھی گئی ہو لہذا ان فتنوں سے ہوشیار رہنا ضروری ہے چونکہ میرا روئے سخن صرف تحریف کے متعلق ہے اسلیئے اور باتوں کی طرف توجہ دلانا ضروری نہیں ہے ناقد بصیر خود متوجہ ہونگے،

واقعۂ احراق مکتبۂ اسکندریہ اور تاریخ اسلام پہلے تاریخ تمدن اسلامی کے حوالے سے اس واقعہ کے متعلق کچھ عرض کیا جا چکا ہے اسکے بعد میری نظر تاریخ اسلام " اردو مؤلفہ ایس ذاکر حسین صاحب دہلی کے اُس حصہ پر پڑی جو اس سے تعلق ہے اس موقع پر ناظرین کی توجہ تاریخ اسلام کی طرف مبذول کرانا بھی ضروری ہے کیونکہ لوگ اس گرانبہا خزانہ سے غافل ہیں حقیقت میں تاریخ اسلام، جیسی قلیل الحجم اور کثیر المنفعہ کوئی تاریخ میرے خیال میں اُردو تو کیا عربی اور فارسی میں بھی نہیں تالیف کی گئی قیمت میں اسقدر کم حجم اتنا قلیل اور اسلامی واقعات کی مستند اور باحوالہ باتیں ہرگز کسی جگہ یکجا نہیں دیکھی گئیں اردو داں حضرات کے لیئے تو یہ کتاب بے نظیر ہے ہی عربی داں حضرات کے لیئے بھی نعمت غیر مترقبہ ہے مدارس عربیہ کے طلبا سے بالخصوص گذارش ہے کہ اس بے بہا تحفہ سے فائدہ اٹھانے کی سعی فرمائیں

تاریخ اسلام جلد سوم مطبوع دہلی ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء صفحہ ۹۳ سطر ۲۱ کے آخر کی عبارت جسے غلطنامہ کے صفحہ ۲ ذیل ترمیم میں لکھا گیا ہے اسطرح ہے، (مگر طبقات الامم مطبوعہ مصر میں سے یہ عبارت نکال ڈالی گئی ہے) یعنی طبقات الامم کی وہ عبارت جو احراق مکتبۂ اسکندریہ سے متعلق ہے جسکا ترجمہ تاریخ اسلام نے نقل کیا ہے

بخاری شریف اور کتاب مکارم اخلاق میں تحریف کی مزید شہادت بخاری شریف میں جو تحریف کی گئی ہے اسکی ایک قسم اوپر گذری اسیطرح کتاب مکارم الاخلاق میں تحریف کی اجمالی اطلاع اکتفاء القنوع سے اوپر ہو چکی ہے اس مقام پر میں کتاب ہدایۃ الموحدین کی ایک عبارت بعینہا نقل کرتا ہوں کتاب مذکور ملا احمد صاحب کنانی الاصل نجفی المسکن کی تصنیف ہے اور بزمانہ ناصر الدین

شاہ عتا چار ملا عباس علی کتاب فروش شوستری الاصل تبریزی المسکن کے دار الطباعۃ میں چھاپی گئی ہے اسکی تین جلدیں ہیں فلسکیپ سائز پر ہر ہر جلد تین تین چار چار سو صفحات پر ختم ہوتی ہے اسکی جلد دوم ص۲۱۳ پر ذیل فصل پنجم از مقام سوم در بیان لزوم معرفت ہر یک از ائمہ باسم و نسب و حسب ایشان" یہ عبارت ہے :۔

و برخے دریں زماں از شدت تعصب و کمال بغضے کہ با مذہب شیعہ دارند کتب شیعہ را بدست آوردن بنائے تحریف میگذارند چنانچہ دریں ایام مکارم اخلاق مجموعہ شیخ طبرسی علیہ الرحمہ را طبع کردہ اند ہر جا کہ اسم مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ است تحریف ببعض حکار کردہ اند و ہر جا کہ اسم مبارک علی بن ابیطالب علیہ السلام است تعبیر باسم عمر آوردہ اند و ہر جا کہ ذکر امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام دیدہ اند بدل ببعض عرفا نمودہ اند و ہر جا کہ اسم مبارک عصمت کبریٰ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا است عوض بعائشہ نمودہ اند و ایں مطلب ہم الحمد للہ موجب رسوائی علمائے ایشاں و دلیل بر فساد مذہب خودشان میباشد ظاہر میشود بر ہر عاقل نکتہ داں کہ از اول امر بنائے تغییر دین محمد بن عبد اللہ را دارند و بنائے تمرد و نفاق را گذاشتہ اند اینست کہ در خصوص نصوص واردہ در خلافت علی بن ابی طالب علیہ السلام عذرہا می آورند ہیچ یک خالی از عصبیت نیست گاہی گویند کہ ایں نصوص اخبار آحادند و اخبار آحاد در اصول دین نافع نمی باشد و گاہی گویند کہ ایں نصوص در کتب مناقب مسطور است نہ کتب صحاح و اگر از صحاح معتبرہ ایشاں نقل نمائیم گویند کتب صحاح نیز غیر معتبر داند پس نہ ہر حدیثے کہ در کتب صحاح است قابل استدلال است مؤلف گوید راست می گویند دریں زماں متاخرین ایشاں خصوصاً بعد از بنائے چاپہ گذاشتن کتب در مصر و اسلامبول نسخہ قدیمہ خود را بسیار غیر معتبر کردند بسکہ دس کردند چنانچہ در نسخہ عتیقہ صحیح بخاری کہ بخط خودشاں نوشتہ شدہ است نزد داعی موجود است در حدیث نبوی کہ فرمود ایتونی بدواۃ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا نوشتہ شدہ است قال عمر ان الرجل لیہجر الآن در نسخہ چاپ ایشاں نوشتہ اند کہ قال بعض الجلسا ان الرجل الخ۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس عبارت کے لیے کسی مزید توضیح کی ضرورت باقی نہیں ہے صرف اصل عبارت ہی نقل کر دینا کافی ہے۔ اور میرے مطلب کی دلیل واضح ہے

(عادل اختر از پشاور)

تذکرہ شیعہ حفاظ قرآن

نمبر ۳

الفاظ و معانی کے مخصوص ارتباط کا فلسفہ جو سابق میں بیان کیا جا چکا ہے اس پر نظر رکھتے ہوئے قرآن مجید کی مزاولت اور پیہم تکرار نظر سے جتنے فوائد ہو سکتے ہیں انکا تعلق معانی کے ساتھ الفاظ سے زیادہ ہے وہ اصولی فوائد و غایات جنکا حصول قرآن مجید کے مذاکرہ اور مطالعہ سے ہو سکتا ہے انکو سلسلہ وار لکھکر ہم دکھلا دینگے کہ انکے اندر الفاظ کو زیادہ دخل حاصل ہے یا معانی کو ؟

پہلا فائدہ ہر پیغمبر کے صدق کا ثبوت معجزہ پر موقوف ہے یہی وہ شئے ہے جو سچائی کی کسوٹی اور حقانیت کا معیار ہے ورنہ زبان سے تو انا اللہ کہدینے والے بھی نہیں جھجکتے، نبوت کا دعوی کونسا مشکل ہے لیکن معجزہ وہ ہے جو حق کو باطل سے جدا کر دیتا ہے اور اسکے باعث سے غلط بیان یاوہ گو مدعیان نبوت کی زبان بندی ہو جاتی اور انکے دہنوں میں قفل لگ جاتے ہیں،،

مبداء عالم سے جتنے انبیاء گذرے انکا معجزہ وقتی تھا اور اسی عہد کے اشخاص سے سر تسلیم خم کرانیکے لئے کافی ہو سکتا تھا، اسی وجہ سے اس ورق کے پلٹنے کے ساتھ انکی نبوتیں بھی افسانہ ماضی بنگئیں، اگر قرآن و حدیث کی گواہیوں نے ہم کو ان انبیاء کے صدق کا یقین نہ دلایا ہوتا تو ہمکو انکی نبوت کے صحیح تسلیم کرنیکی کوئی وجہ نہ تھی اور اسی وجہ سے عیسائی عاجز ہیں کہ وہ موسوی قوم کے ساتھ لیتے مسیح کی نبوت کو ثابت کر سکیں کیونکہ انکے پاس اپنے دعوی کا ثبوت سوائے مشتبہ اور غیر یقینی قصوں حکایتوں کے کچھ بھی نہیں موجود ہے ۔

اور اسی کے نتیجہ میں دیکھو کہ جن اشخاص کے متعلق اسلامی نصوص نے نبوت کی گواہی نہیں دی ہے انکی نبوت مشتبہ صورت میں باقی رہی اور دنیا کی کوئی طاقت انکو صحیح ثابت نہیں کر سکتی۔

وہی اٹکل بازیوں میں اور تخمینی خیال آرائیوں کی بات دوسری ہے سکندر ذوالقرنین ہوں یا زردشت حکیم یا ہندوستان کے قدیمی دیوتا جن کی قدامت اور بزرگی کی حکائتیں بڑے شد و مد سے نقل کیجاتی ہیں لیکن انکی اصطلاحی) نبوت بے اساس احتمالات و تخیلات کے احاطہ سے نکلکر کبھی یقینیات کے دائرہ میں داخل نہیں ہو سکتی ،،

یہ رسول اسلام کی خصوصیت تھی کہ خداوند عالم کی جانب سے آپ کو جہاں وہ ہزاروں معجزات عطا ہوئے جو انبیائے سابقین کے معجزات کی طرح وقتی حیثیت رکھتے تھے ان کے علاوہ سب سے روشن اور حیرت

انگیز معجزہ (قرآن) عطا ہوا ہے جو ایک مخصوص وقت پر بولکر ساکت ہو جانیوالا گویا نہیں اور نہ ایک دفعہ روشن ہوکر خاموش ہو جانے والا چراغ ہے بلکہ وہ بقا و دوام اور ابدی حیثیت کا مالک ہے اور ہمیشہ خاتم الانبیاء کی نبوت پر روشنی ڈالنے کے لیے موجود ہے،

اُسکے ذریعہ سے ہر عہد میں منکر رسالت پر حجت خدا تمام اور حقانیت کا چراغ پوری جلوہ آرائی کے ساتھ روشن ہے لہذا یہ کتاب ایسی ہے جس پر اطلاع حاصل کرنیسے نبوت رسالتمآب تقلیدی دائرہ سے نکلکر حقیقی عنوان میں آجاتی ہے اور ایمان بالرسول کی روح تازہ ہوتی رہتی ہے،

یہ بہت بڑا قرآن کا فائدہ ہے جس پر اسلامی حقائق کی بنیاد اور اُخروی نجات کا دار مدار ہے سطحی نظروں سے دیکھنے پر شبہ ہو سکتا ہے کہ اس فائدہ کا تعلق معانی سے نہیں بلکہ الفاظ کے ساتھ ہے لیکن تھوڑے سے تامل کے بعد یہ امر یقینی ہو جاتا ہے کہ صرف الفاظ سے یہ فائدہ قطعی حاصل نہیں ہو سکتا،

بعض مستشرقین اہل مغرب کا خیال ضرور ہے کہ الفاظ قرآن میں ایک موسیقی آمیز اور ترنم خیز کیفیت پائی جاتی ہے اور وہی اُسکے اندر مقناطیسی کشش پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے لیکن یہ خیال مضحکہ خیز اور در حقیقت قرآن کی اعجازی طاقت کے مقابلہ میں اپنی شکست کا اعتراف ہے، اعجاز قرآن کا تعلق اُن وجوہ فصاحت اور لطائف ترتیب و نظم کلام سے ہے جن کو آیات قرآن اپنے دامن میں لیئے ہوئے ہیں اور اس بنا پر یہ فائدہ مخصوص ہے انھی افراد سے جو معانی قرآن اور اُنکے ارتباط و انتظام اور انھی کے اعتبار سے الفاظ کی مناسبت و تسلسل کا اندازہ کرنیکی صلاحیت رکھیں صرف الفاظ شناس اور حروف آشنا شخص کے لیئے اس سے بہرہ یاب ہونیکا کوئی ذریعہ نہیں ہے بلکہ محققین نے یہ طے کیا ہے کہ معانی سے قطع نظر کر کے اگر دیکھا جائے تو کسی کلام میں کوئی فضیلت حسن پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور نہ ایک کلام کو دوسرے پر کوئی امتیاز و فوقیت حاصل ہے بلکہ تفرقہ و امتیاز دو کلاموں میں جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے وہ الفاظ و معانی کی اجتماعی حیثیت سے

جب فضیلت و امتیاز اور بلاغت کلام معانی سے وابستہ ہے تو ظاہر ہے کہ یہی فضیلت و بلاغت بڑھتے بڑھتے قرآن میں روح اعجاز بن گئی ہے لہذا اعجاز بھی معانی ہی سے وابستہ ہو سکتا ہے،

علامہ عبد القاہر جرجانی اپنی کتاب دلائل الاعجاز صفحہ ۳۰ میں اس امر کے اثبات میں کہ اعجاز و فضیلت کا نشو و نما معانی سے ہوتا ہے نہ صرف الفاظ سے رقمطراز ہیں :-

هل تشك اذا فکرت فی قوله تعالی (وقیل یا ارض ابلعی ماءك ویا سماء اقلعی و غیض الماء وقضی الامر واستوت علی

جب اس آیت میں غور کرو کہ وہ کہا گیا اے زمین نگل لے اپنے پانی کو اور اے آسمان تو صاف ہو جا اور پانی تہ نشین کر دیا گیا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور کشتی نوح

الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین)
فتجلی لك منها الاعجاز وبهرك الذی
تری وتسمع انك لم تجد ما وجدت
من المزیة الظاهرة والفضیلة القاهرة
الا لامر یرجع الی ارتباط هذه
الكلم بعضها ببعض وان یعرض لها
الحسن والشرف الا من حیث
لاقت الاولی بالثانیة
والثالثة بالرابعة وهكذا
الی ان تستقریها الی اخرها و
ان الفضل تناتج ما بینها
وحصل من مجموعها ان
شككت فتأمل هل تری
لفظة منها بحیث لو اخذت من
بین اخواتها وافردت لأدت
من الفصاحة ما تؤدیه وهی فی
مكانها من الآیة قل (ابلعی)
واعتبرها وحدها من غیر
...... ان تنظر الی ما قبلها
والی ما بعدها وكذلك فاعتبر
سائر ما یلیها وكیف بالشك فی
ذلك ومعلوم ان مبدأ
العظمة فی ان [illegible]یت
الارض ثم امرت ثم ان
كان النداء بیا دون

کوہ جودی پر ٹھہری اور کہا گیا کہ رحمت خدا سے دور ہی
ہو ظالم گروہ کے لیئے،، اور تمھارے سامنے [illegible]
ہے شان اعجاز ہویدا ہوی اور بلاغت کے جلوہ زا
منظر نے محو حیرت بنا دیا تو کیا اس بات میں شک
ہو سکتا ہے کہ یہ کھلی ہوئی خصوصیت اور ہمت
شکن فضیلت جو اس کلام میں تم کو دکھلائی دی
ہے یہ نہیں ہی مگر ایسی جہت سے کہ جو ایک کلمہ کے دوسرے
کلمہ کے ساتھ ربط سے تعلق رکھتی ہے اور یہ خوبی و
شرف نہیں پیدا ہوا ہے مگر اس لحاظ سے کہ پہلا کلمہ
دوسرے کلمے سے اور دوسرا کلمہ تیسرے سے اور تیسرا چوتھے
سے اسی طرح آخر آیت تک دست و گریباں ہے
اور اسی زبردست تسلسل اور جوڑ کے اندر فضلیت
کی پیدائش ہوئی ہے، اچھا اگر اس میں شک
ہو تو یوں سمجھو کہ انمیں سے کوئی لفظ بھی ایسی ہے کہ
اگر اپنی ہمسایہ لفظوں کے پاس سے ہٹالی جائے
اور تنہا کر دیجائے تو وہ اسی طرح فصاحت کے حق کو
ادا کرے جس طرح وہ اپنی جگہ پر رہتے ہوے ادا کر
رہی ہے۔ کہو (ابلعی) اور صرف اسی لفظ پر نگاہ ڈالو
بغیر اسکے کہ اُسکے قبل و بعد کے الفاظ پر نظر کرو اسی
طرح دیگر بعد والی لفظوں کو تنہا تنہا دیکھو تو کیا
اسمیں کچھ بھی فصاحت [illegible] ہے کہ جو
کچھ عظمت اس کلام میں پیدا [illegible]
کو آواز دی گئی (جو آنیوالے حکم کی اہمیت کو [illegible]
تو نہیں لیکن سننے والے کو ہمہ تن گوش بنا لیتی ہی) پھر اس
کو حکم دیا گیا (جس میں اداے کونیہ کو تشریعی

اى غوريا ايتها الارض ثم اضافة
الماء الى الكاف دون ان يقال
ابلعى الماء ثم ان اتبع نداء
الارض وامرها بما هو من شانها
نداء السماء وامرها كذلك
بما يخصها ثم ان قيل وغيض الماء
فجاء الفعل على صيغة فعل الثالث
على انه لم يغض الاباماء آمر وقدرة
قادر ثم تاكيد ذالك وتقريره
بقوله تعالى (وقضى الامر) ثم
ذكر ماهو فائدة هذه الامور
وهو (استوت على الجودى) ثم
اضمار السفينة قبل الذكر
كما هو شرط الفخامة والدلالة
على عظم الشان ثم مقابلة
قيل فى الخاتمة بقيل فى الفاتحة
افترى بشئ من هذه الخصائص
التى تملأك بالاعجاز روعة
وتحضر لك عند تصورها هيبة
تحيط بالنفس من اقطارها
تعلقا باللفظ من حيث هو صوت
مسموع وحروف تتوالى فى
النطق ام كل ذلك لما بين
معانى الالفاظ من الاتساق
العجيب فقد اتضح اذن

لباس میں امر کن کا نمونہ بنا کر پیش کیا گیا ہے اور اُس
میں نافرمانی اور خلاف ورزی کی گنجائش نہیں)
پھر یہ کہ ندا حرف یا کے ساتھ ہوئی نہ ای کے ساتھ
جیسے یا ایتہا الارض (کیونکہ اس دوسری عبارت
میں کلام کی بے ساختگی کو ایک غیر معمولی دھکا لگتا
ہے اور تمام طبقات ارض کو شخص واحد فرض کرکے
اسکے نام کو عَلَم کی صورت میں پیش کرنیکی غرض بھی
فوت ہوتی ہے) پھر ماء کی لفظ کو ضمیر کاف کی طرف
مضاف کیا گیا نہ یہ کہ کہا جائے ابلعی الماء (جسکے
باعث اُس امر کی طرف ضمنی اشارہ ہو گیا کہ زمین
ہی کے لیے یہ امر شایاں ہے کہ وہ اُس پانی کو جذب
کرلے کیونکہ وہ اُسی کا مخصوص حصہ ہے اور اُسی کے ساتھ
کل شئی یرجع الی اصلہ کے مشہور فلسفہ پر بھی روشنی
پڑ گئی) پھر یہ کہ زمین کی ندا اور اُسکے شایان شان حکم
دینے کے بعد آسمان کو ندا دی گئی اور اسکو بھی ویسا ہی
حکم دیا گیا جو اُس سے تعلق رکھتا تھا (یعنی یہ کہ وہ اپنے
اوپر چھائے ہوئے بادلوں کی چھتگیری کو کھولدے
اور اسطرح وہ بارش کا سلسلہ جس نے عالم عنصریات
کو غرق آب کر دیا ہے منقطع ہو جائے) پھر کہا گیا وغیض
الماء (جو در حقیقت سابقہ احکام کے نفاذ اور اُنکے
نتیجہ کا اعلان ہے) اور فعل مجہول لایا گیا جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ پانی جو تہ نشین ہوا وہ ایک حاکم
کے حکم اور قادر ہستی کی قدرت سے (نہ خود بخود) پھر اُسکی
تاکید کی گئی قول خدا (وقضی الامر) کے ساتھ (اور
اس طرح عذاب سے ہلاک شدہ اقوام کے آخری انجام

انتصاحا لا يدع للشك مجالاً ان الالفاظ لا تتفاضل من حيث هي الفاظ مجردة ولا من حيث هي كلم مفردة وان الالفاظ تثبت لها الفضيلة وخلافها في ملائمة معنى اللفظ لمعنى التي تليها وما اشبه ذلك مما لا تعلق له بصريح اللفظ۔

کو مختصر سے جملہ میں بیان کرتے ہوئے الٰہی سلطنت کے پر زور اراں اور اسکی وسیع طاقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے) پھر ان سب باتوں سے جو فائدہ اور حقیقی نجات تھی اسکو «واستوت علی الجودی» کہکر ظاہر کیا گیا (اور یہ دکھلا دیا گیا کہ عذاب عظیم کے عالمگیر مصائب سے کس طرح خدا کے مخصوص بندے نجات پاجاتے ہیں) پھر سفینہ (کشتی نوح) کی طرف اسکا تذکرہ کئے بغیر ضمیر پھیری گئی جو عظمت شان کی مظہر ہے (یعنی موقع کی اہمیت اور نزاکت کو دیکھتے ہوئے مخاطب کے ذہن میں اُس کشتی کا خیال ہونا ضروری ہے اور وہ اسکی مستحق ہے کہ اُس کا اشارہ سنتے ہی ذہن اُسی کی طرف منتقل ہو جائے) پھر ابتدائے کلام میں جو قیل کی لفظ تھی اسکی موافقت میں خاتمہ کے اندر بھی لفظ قیل کا اعادہ کیا گیا (قیل بعداً للقوم الظالمین) کیا یہ خصوصیات جو اپنی اعجازی شان سے دہشت میں ڈالدیتے ہیں اور اُنکی تصور سے ایسی ہیبت ہوتی ہے جو نفس کو تمام اطراف سے گھیر لیتی ہے اُنکو کچھ تعلق الفاظ کی اُس حیثیت کے ساتھ ہی کہ وہ دہن سے نکلتی ہوئی آواز ہے جو گوش گزار ہوتی ہے اور حروف ہیں جو آیات کے اندر پہلو بہ پہلو موجود ہوتے ہیں یا ایسا نہیں بلکہ یہ سب اُس بے مثل اور عجیب و غریب نظام و تسلسل کا نتیجہ ہے جو اُن الفاظ کے معانی میں ودیعت ہے اب بالکل واضح ہو گیا اس طرح کہ شک کی گنجائش باقی نہیں رہی یہ کہ الفاظ میں ایک دوسرے پر فوقیت صرف الفاظ یا مفرد کلمہ ہونیکی حیثیت سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ الفاظ کے لیے بلندی اور پستی جو کچھ بھی حاصل ہوتی ہے وہ اُس پیچیدگی اور ارتباط سے جو دو لفظوں کے معانی میں پایا جاتا ہے یا ایسی ہی کوئی بات جو تنہا الفاظ سے تعلق نہیں رکھتی»

ہم نے یہ پورا کلام باوجود غیر معمولی طول رکھنے کے اسی جہت سے نقل کر دیا کہ اُس کے بعد اس میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہتا کہ اعجاز قرآن کا تعلق معانی کے ساتھ ہے نہ الفاظ سے

دوسرا فائدہ قرآن مجید اسلامی قوانین و احکام کا مجموعہ ہے، وحی الٰہی کی طرف منسوب شدہ کتابیں جو اسوقت موجود ہیں اُن پر جب نظر کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اندر اکثر تو ایسی ہیں کہ جنمیں علمی

پہلو سراسر مفقود ہے اور اگر بعض میں انسانی کاروبار کے لیئے کچھ قوانین مذکور بھی ہیں تو بالکل ناقص حیثیت ہے جس کو انسانی زندگی کی کامیابی میں کوئی اہمیت حاصل نہیں انجیل جو عیسائیوں کی مقدس کتاب ہے وہ مختلف قالبوں میں ہو کر اگرچہ چار کتابوں کا نام ہو گئی ہے جو توحید فی التثلیث کے گورکھ دھندے کے ساتھ توحید فی التشریع کا نمونہ ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی احکام الٰہی کے تبلانے کی ضامن نہیں ہے وہ درحقیقت مسیح کی تاریخ زندگی اور سوانح حیات کا مجموعہ ہے جس کو چار شخصوں نے متغائر لیکن ملتے جلتے پیرایوں میں جمع کیا ہے اور ایک کو دوسرے کے تحریرات سے اختلاف اور تناقض کی پرواہ بھی نہیں ہوئی ہے انکی ابتدا اور انتہا خود انکی تاریخی حیثیت کی شاہد ہے،

انجیل متی کی ابتدا " باب اول کتاب نسب نامۂ عیسیٰ مسیح بن داؤد بن ابراہیم" سے اور انتہا وفات عیسیٰ اور اُنکے دفن و کفن اور زندہ ہو کر آسمان کی طرف جانے پر ہوئی ہے انجیل مرقس کی ابتدا یحییٰ تعمید دہندہ کے قصہ اور عیسیٰ کے بعض کرامات سے ہوئی ہے اور انتہا پھر عیسیٰ کی وفات و دفن وغیرہ کے حالات پر ہے:-

انجیل لوقا کے شروع میں تو اُسکے مصنف کی جانب سے بہت صاف صاف لکھا گیا ہے کہ یہ اُن واقعات و حکایات کا مجموعہ ہے جو مجھ کو موثق ذرایع اور چشم دید معتبر راویوں سے معلوم ہوئے ہیں اور مجھ کو صلاح معلوم ہوئی کہ اُن کو حرف بحرف سلسلہ وار تحریر کر دوں،

انتہا اس کی بھی عیسیٰ کی وفات اور اُسکے بعد والے واقعات پر ہوئی ہے.

انجیل یوحنا کی ابتدا بھی یحییٰ کی حکایت سے اور انتہا عیسیٰ کے انجام کار پر ہو گئی ہے اور آخر میں صریحی طور پر لکھا گیا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں جنکو عیسیٰ کے ایک شاگرد نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُنکو اپنے قلم سے لکھا ہے اور مصنف انجیل کے نزدیک صحیح و درست ہیں یہ عیسائیوں کی سادہ لوحی ہے کہ وہ باوجود ایسے صریح علامات و امارات کے موجودہ انجیل کو عیسیٰ پر اُتری ہوئی الہامی کتاب سمجھتے اور اُسکو وحی مقدس کی طرف منسوب کرتے ہیں"

توریت میں اگرچہ ایک حد تک شرعی احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن زیادہ تر اُسکے ابواب تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اور ایک ایسا جامع قانون جو نوع بشر کے ضروریات زندگی کا متکفل ہو سکے موجود نہیں ہے،

یہ اسلامی کتاب قرآن مجید ہی کی خصوصیت ہے کہ اُس نے اجمالی حیثیت سے زندگی کے ہر شعبہ پر روشنی ڈالدی ہے اُس نے حمد کے بعد سب سے پہلے جس بات کا اعلان کر دیا ہے وہ یہ کہ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون

جمع خرچ ماہ جنوری ۱۳۱۹ء

آمدنی

بقایا تا آخر دسمبر ۱۳۱۸ء .... سیم عام

آمدنی ماہ جنوری ۱۳۱۹ء .... [illegible]

مستقل

عالیجناب سید واجد علی صاحب وکیل رائے بریلی ۔ سے

عالیجناب مولوی محمد جرار حسین صاحب جونپور عـہ

عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس

عالیجناب سید مجتبیٰ حسن صاحب وکیل بستی عـہ

رامپور اسٹیٹ ما

عالیجناب محمد محمود صاحب منیجر شاہ کمپنی لکھنؤ عہ

عالیجناب نواب سید محمد رضا صاحب گھڑیالی

عالیجناب راجہ احمد حسین خاں صاحب تعلقدار عـہ

پر یانواں ضلع پرتاب گڈھ

عالیجناب علی مرتضیٰ صاحب ٹاٹا نگر جمشید پور ۔ سے

عالیجناب بابو غلام محمد صاحب راولپنڈی للعہ

عالیجناب محمد اکبر صاحب سکریٹری انجمن للعہ

رضویہ سیتاپور

عالیجناب میرزا بدر الدین صاحب شملہ عار

عالیجناب محمد یحییٰ صاحب بھاگل پور لعـہ

عالیجناب سید زوار حسین صاحب امروہہ ما

عالیجناب سید نذر حسین صاحب قرق امین گورکھپور لعـہ

عالیجناب سکریٹری صاحب پراونشل کانفرنس بہار ما

عالیجناب منشی ضیاء اللہ صاحب پرتاب گڈھ عـہ

عالیجناب محمد کبیر صاحب جگندر نگر ضلع کانگڑہ

عالیجناب مرزا احمد بہادر صاحب ڈسٹرکٹ سوج کریم نگر مار

حیدرآباد دکن

غیر مستقل

عالیجناب بدر الدین صاحب ٹھیکہ دار جگندر نگر کانگڑہ عـہ

عالیجناب اصغر حسین صاحب کانپور پٹکاپور عہ

عالیجناب سید ابو القاسم شاہ گنج آگرہ عـہ

عالیجناب مقبول حسین صاحب فرید پور ضلع کرنال عار

عالیجناب محمد یوسف صاحب شاہ گنج ضلع جونپور سے

نوٹ سید زوار حسین صاحب رئیس امروہہ نے مبلغ ما بھیجکر اطلاع دی کہ اسمیں مبلغ ایکسو روپیہ خمس کے ہیں جو مستحقین کو دیے جائیں اگر کل رقم کی رسید مدرسہ کو ملنا چاہیے۔ لہذا بموجب تحریر معطی خرچ کیا گیا۔

متفرقات

قیمت ٹکٹ جلسہ سالانہ بذریعہ مولوی احمد رضا صاحب

تسلیم

قیمت ٹکٹ جلد سالانہ بذریعہ مولوی سید علیصاحب ... واعظ حسب تفصیل ذیل ہے:-

عالیجناب اصغر حسن صاحب نوگانوی کلکتہ صہ،
عالیجناب کرار حسین صاحب نوگانوی کلکتہ عہ
عالیجناب معز حسین صاحب نوگانوی کلکتہ صہ،
عالیجناب سجاد حسین صاحب نوگانوی کلکتہ عہ،
عالیجناب شیخ ابن حسن صاحب نوگانوی کلکتہ عہ
عالیجناب شیخ وحید الحسن صاحب نوگانوی کلکتہ عہ
عالیجناب شیخ ابوالحسن صاحب نوگانوی کلکتہ عہ،
عالیجناب سید جواد حسن صاحب نوگانوی کلکتہ صہ،
عالیجناب شیخ بشیر علیصاحب نوگانوی کلکتہ عہ،
عالیجناب شیخ صفدر حسین صاحب نوگانوی کلکتہ صہ،
عالیجناب سید نجم الحسن صاحب نوگانوی کلکتہ عہ،
عالیجناب شیخ اخلاق حسین صاحب نوگانوی کلکتہ عہ
عالیجناب شیخ بہادر حسین صاحب نوگانوی کلکتہ عہ،
عالیجناب شیخ فرزند علیصاحب نوگانوی کلکتہ عہ،
عالیجناب عنایت حسین شاہ سردار صاحب مصطفیٰ آباد ضلع فیض آباد صہ،
عالیجناب حاجی بہادر علیصاحب ہرن باڑی کلکتہ عار
عالیجناب سید محمد حیدر صاحب مٹیا برج کلکتہ صہ،
عالیجناب محمد کاظم صاحب متولی امامباڑہ کربلائی دہلی بی بی انارو مرحومہ صہ،
عالیجناب سید محمد یوسف خاں صاحب چیت پور روڈ کلکتہ صہ،
عالیجناب سید ضمیر حسن صاحب بڑا گاؤں ضلع جونپور عہ،

عالیجناب آقا شیخ ابو نصر گیلانی صاحب رپن اسٹریٹ کلکتہ عہ،
عالیجناب ابن امام صاحب وکیل بڈن روڈ کلکتہ سے،
عالیجناب اللہ دین بھائی جعفر نا تھونی پرومسیر کلکتہ سیرام پور رویونگ کالج سے،
عالیجناب اصغر حسن صاحب وکیل بنارس وا حال کلکتہ عہ،
عالیجناب شیخ شدن صاحب بنارس صہ،
عالیجناب یاور حسین صاحب بنارس عہ،
عالیجناب حکیم محمود علیصاحب تہجور ہوہ عہ،
عالیجناب شیخ مقبول حسین صاحب لکھنؤ صہ،
عالیجناب میر فدا حسین صاحب مٹیا برج کلکتہ عہ،
عالیجناب غضنفر علیصاحب جھول ضلع ... عہ،
عالیجناب اصغر علیصاحب نور علی لین کلکتہ عہ،
عالیجناب محمد صادق صاحب نور علی لین کلکتہ عہ،
عالیجناب مرزا غلام حسین شاہ صاحب شاپوری امتالی مارکٹ کلکتہ عہ،
عالیجناب کاظم حسین صاحب نور علی لین کلکتہ عہ،
عالیجناب رئیس محمد سلطان علی مرزا صاحب نور علی لین کلکتہ عہ،
عالیجناب شریف جعفر صاحب زکریا اسٹریٹ کلکتہ عہ،
عالیجناب سید محبوب حسین صاحب مختار کانپور عہ،
عالیجناب شیخ ابو جعفر صاحب انجینیر دیوگاؤں منجانب وقف زیب النسا بیگم صاحبہ مرحومہ امام باڑہ چیت پور روڈ کلکتہ عار
عالیجناب رئیس نوشیرواں جاہ صاحب ... روڈ کلکتہ صہ،

عالیجناب نواب سکندر سلیمان مرزا صاحب ہے،
نور علی لین کلکتہ
عالیجناب شیخ مشتاق حسین صاحب ٹراگاؤں صہ،
جونپور
عالیجناب سید مشتاق حسین صاحب نوگانوی کلکتہ عا،
عالیجناب سید سجاد حسین صاحب شیعہ مدرسہ کلکتہ ہے،
عالیجناب سید فدا حسین صاحب مکلی ٹولہ جونپور ہے،
عالیجناب وصی مرزا صاحب شاہ گنج وارد حال کلکتہ عہ
عالیجناب سید محمد نذیر صاحب لکھنوی عہ،
عالیجناب سید الطاف حسین صاحب ٹالی گنج کلکتہ صہ،
عالیجناب مرزا ذاکر علی صاحب بیرسٹر ٹالی گنج کلکتہ صہ،
عالیجناب مرزا واثق علی صاحب ٹالی گنج کلکتہ عـ،
عالیجناب منیجر صاحب وقف خضر پور ہے،
عالیجناب مرزا سلطان علی صاحب ٹالی گنج کلکتہ ہے،
عالیجناب منشی عثمان علی صاحب صوفی بانو شاہ
روڈ ٹالی گنج کلکتہ عہ،

قرض از عالیجناب جنرل سکریٹری صاحب عـ
قرض از سرکار متولی منتظم للعـ ۱۵ ار
قیمت ٹکٹ جلسہ سالانہ بذریعہ مولوی عدیل اختر صاحب ـ
قیمت کتاب بحار الانوار از مولوی عدیل اختر صاحب ماعا،
فروخت ثمر صحن چمن ۹
قیمت ٹکٹ بابت ویلو ۳ ار
چندہ جلسہ سالانہ بذریعہ عالیجناب سکریٹری صاحب
صاحب استقبالیہ کمیٹی
قیمت بورہ ۲ ار
فروخت رسالہ نظم پردہ ۲ ار

آمدنی دیگر شعبہ جات

انجمن موید العلوم للعـ ۱۵ ار
دفتر رسالہ الواعظ عـ ۱۴ ار
دفتر مسلم ریویو صـ ۱۴ ار

میزان کل آمدنی

خرچ

مشاہرہ ملازمین ـ دار الاقامہ ۱۱ ار
وظائف متعلمین ـ ۱۲ ار مشاہرہ واعظین سالانہ ۹/۱۳

سفر خرچ	[illegible]	مصارف انجمن	[illegible]
کتب خانہ	[illegible]	مصارف الواعظ	[illegible]
عمارت	[illegible]	مصارف مسلم ریویو	[illegible]

خرچ متفرقات بتفصیل ذیل

[illegible]

طباعت کلام مجید	۶؍	انعام	۲؍
طباعت اشتہارات مدرسۃ الواعظین بنام جابر	[illegible]	خرچ متعلق دفتر	[illegible]
سرفراز		سفارت	[illegible]
خرچ ڈاک	[illegible]	ادائے قرض	[illegible]
خرید پریس وتی	[illegible]	حوالہ رسولے کہار	۶؍
تقسیم مستحقین حسب منشاء معطی	[illegible]	رقم واپسی جو غیر متعلق آمدنی میں	[illegible]
خرچ جلسہ سالانہ	[illegible]	جمع ہوئی	

میزان کل خرچ

[illegible] ۵؍۳

تتمہ

[illegible] ۱۰؍۶

خادم ملت	خادم مدرسہ
مرزا عابد حسین	سید عاشق حسین
آنریری جنرل سکریٹری مدرسۃ الواعظین لکھنؤ	ہیڈ کلرک

جمع خرچ ماہ فروری ۱۹۳۱ء

آمدنی

بقایا تا آخر جنوری ۱۹۳۱ء .... [illegible]

آمدنی ماہ فروری ۱۹۳۱ء .... [illegible]

مستقل

رامپور اسٹیٹ

ریاست بلہرہ

عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس

عالیجناب سید مجتبیٰ حسن صاحب وکیل بستی

عالیجناب شیخ محمد رضا صاحب گڑ بازار لکھنؤ

عالیجناب نواب سید اقبال بہادر صاحب [illegible]

عالیجناب سردار عبداللہ خان صاحب انسپکٹر علی پور
ضلع مظفر گڈھ

عالیجناب سید غلام رسول شاہ صاحب چوتھی
ضلع مظفر گڈھ

عالیجناب قاضی محمد حسین صاحب پنشنر ہیڈ کلرک
سلطان پور ضلع مظفر گڈھ

عالیجناب قاضی محمد بلو خان صاحب زمیندار علی پور
ضلع مظفر گڈھ

عالیجناب محمد اسحاق خان صاحب سلطان پور ضلع مظفر گڈھ

عالیجناب شیخ ثامن علی صاحب وکیل سنڈیلہ

عالیجناب سید محمد جعفر صاحب وکیل شاہ آباد
ضلع حیدرآباد دکن

عالیجناب خدا بخش صاحب مستری راولپنڈی

غیر مستقل

عالیجناب حیدر علی صاحب طباطبائی حیدرآباد دکن

عالیجناب سید نذیر حسین صاحب [illegible]
ڈیرہ اسمٰعیل خاں

عالیجناب سید صابر حسین صاحب آگرہ

عالیجناب مخدوم دیوان محمد غوث صاحب
جلال پور ضلع ملتان

عالیجناب سردار عزیز اللہ خان صاحب قانون گو ضلع
مظفر گڈھ

عالیجناب مخدوم سید محمد حسین صاحب مجسٹریٹ

متفرقات

قیمت کلام مجید

محصول تار برائے روانگی ۱۲

قیمت [illegible] ۶/۱

رقم پیشگی [illegible]

زادِ سفر کی بچت سے وصول ۲/۳

رقم فطرہ عار

سفر خرچ [illegible]

آمدنی دیگر شعبہ جات

انجمن موید العلوم [illegible]

الواعظ [illegible]

مسلم ریویو [illegible]

[illegible]

میزان کل آمدنی

[illegible]

خرچ

مشاہرہ لازمین	[illegible]	کتبخانہ	۱/۹
دار الاقامہ	[illegible]	انجمن موید العلوم	[illegible]
مشاہرہ واعظین	[illegible]	الواعظ	[illegible]
سفر خرچ واعظین	[illegible]	مسلم ریویو	[illegible]

خرچ متفرقات بتفصیل ذیل:-

[illegible]

خرچ ڈاک	[illegible]	متعلق دفتر	[illegible]
خرچ جلسہ سالانہ	[illegible]	جلد بندی صحیفہ کاملہ	[illegible]
خرچ سفارت	[illegible]	مکرر درج شدہ رقم خارج ہوئی	[illegible]
ادائے قرض	[illegible]	انعام بموقع عید فطر و جلسہ سالانہ	عار
واٹر ٹیکس	[illegible]	خرید کتاب انگریزی بذریعہ وی پی برائے کتبخانہ	[illegible]

میزان کل خرچ

[illegible]

بقیہ [illegible]

مرزا [illegible] (signature, right margin)

[illegible] (signature, left margin)

استفسار المہجۃ من بشیر مولوی الٰہی فی دیانی اعتراضات کے مسکت جوابات

یعنی ضمیمہ مفخمہ



للعالم العلامۃ المعظم ذی الفہم والفطنۃ المفخم الاوحد صاحب الحجۃ الاجتہاد نور حدقۃ الارشاد الکامل

البالغ فی الفضل اعلی مراتب اہل الاجتہاد الاعلی آقا السید علی الحائری دام ظلہ

باسمہ سبحانہ و لہ الحمد

جہانتک تجربہ سے ثابت ہوا ہے وہاں تک ہم یقیناً لکھ سکتے ہیں کہ احمدی جماعت کے لوگوں کا عام قاعدہ یہ ہے کہ جو سوال یا اعتراض انکی طرف سے پیش ہو اسکا جواب کتنا ہی مدلل اور مسکت کیوں نہ دیا جائے مگر وہ اُسے ہرگز قبول نہ کریں گے بلکہ اپنے سوال یا اعتراض کو مختلف لہجوں میں پیش کرتے رہیں گے اور باوجود جواب پر جواب طبع رہنے کے یہی کہے جائینگے کہ ہمارے سوال یا اعتراض کا جواب تو کبھی نہیں ہوا اور اِدہر اُدہر کی باتیں بنا دی گئیں اب اسکو تجاہل عارفانہ کہو یا مجیب کو عاجز کر کے خامہ فرسائی کے بیکار اور فضول اور تحصیل حاصل ہونے کا خیال دلا کر خاموش کرنے اور اپنا مطلب حاصل کرنیکی تدبیر!! بہرحال یہی چال یہ حضرات الواعظ کے ساتھ بھی چلنا چاہتے ہیں اور جن اعتراضات کا جواب الواعظ کے صفحات پر مکرر سہ کرر دیا جا چکا ہے اُنھیں کو بہ تغیر لہجہ پیش کر رہے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں ایک رسالہ بنام المستفسر بڑے زور شور سے جناب امتیاز احمد صاحب ردولوی کی طرف سے شائع ہوا ہے جسمیں وہی پرانے اعتراضات جو جنوری ۲۵ء میں پیش کئے گئے تھے اور جنکے متعدد جوابات الواعظ کے صفحات پر دیے جا چکے ہیں پھر بہ تغیر لہجہ پیش کر کے ہمکو اور ہمارے فاضل نامہ نگاروں کو ٹوک کر جواب طلب کیا گیا ہے اس رسالہ کے مصنف جس مذہب اور جس خیال کے ہوں ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں مگر چونکہ یہ رسالہ ہمکو احمدی جماعت کے بعض ممبروں نے بغرض جواب بھیجا ہے لہذا ہمارا روئے سخن انھیں حضرات کی جانب ہوگا ہمنے اس رسالہ کا جواب نمبر ۱۱ جلد ۹ سے شروع کیا تھا اور عدل باریتعالی کو آیات قرآن سے ثابت کر کے آئندہ نمبروں میں امامت کے متعلق خامہ فرسائی کا ارادہ کر رہے تھے کہ نجف اشرف سے المستفسر کا پورا جواب ایک رسالہ کی صورت میں جناب مستطاب سنی الالقاب فضائل مآب فواضل ایاب، العلم العلامۃ المفرد و العلیم الفہامۃ الاوحد نور حدیقۃ الاجتہاد و نور حدقۃ الارشاد الفاضل النحریر و الکامل البارع الباذل بانفاد النظیر سلالۃ السلوۃ الاطائب آقائے آقا السید علی نقی صاحب قبلہ دام فضلہ الراحب نے ارسال فرما دیا اور اب ہم اسی جواب باصواب لاجواب کو اہل نظر کے سامنے پیش کر کے اسلام کے انصاف عام سے غور و تامل کی امید وار ہیں جناب سامی الالقاب چونکہ ان اعتراضات کے جوابات آپ کے قبل بھی اسی عنوان کے تحت میں نوک مدیر قلم فیض رقم فرما کر الواعظ کے سپرد کر چکے تھے لہذا اس جواب کو آپنے اصول دین اور قرآن نمبر ۲ سے موسوم فرمایا ہے والسلام خیر ختام۔

(ناچیز مدیر)

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اصول دین اور قرآن نمبر۲

بجواب رسالہ المستفسر نمبر۱

جنوری ۳۸ء میں جسکو گذرے ہوئے دو سال آٹھ ماہ کا عرصہ ہوا جبکہ جامعہ مبارکہ مدرسۃ الواعظین کے جلسہ لکھنؤ میں ہو رہے تھے جماعت احمدیہ کے سرگرم تبلیغ حسام الدین احمد صاحب احمدی اکبرآبادی کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں شیعی عقائدات کے مطابق حقیقی دین اسلام کے جو اصول خمسہ ہیں انکا انکار کرتے ہوئے علمائے شیعہ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ قرآن مجید سے ان اصول کا ثبوت پیش کریں، جہاں تک معلوم ہوا ہے مدرسہ کی جانب سے اس اشتہار کا جواب جلسہ عام میں دیدیا گیا تھا لیکن مشتہر صاحب نے اس زبانی جواب کو ناکافی سمجھتے ہوئے تحریری جواب کا مطالبہ کیا اور دو تین ماہ کی تاخیر کو بہت زیادہ تصور کرتے ہوئے مکرر تقاضا کی ضرورت سمجھی، انکا خیال تھا کہ انکے اشتہار کی ہر ہر لفظ کوہ گراں اور سد سکندری ہے جسکے مقابل عام شیعیت کی مجموعی طاقت ناکافی ہے، جب ہی تو یوں ارشاد فرماتے ہیں :-

"ایڈیٹر صاحب، ہمیں آپ کو بھی بذریعہ تحریر توجہ دلاتا ہوں خدا کرے کہیں وہی جرأت کر جائیں مگر امید نہیں، انشاءاللہ کل نواب صاحب رامپور کو بھی ایک رجسٹری بھیجتا ہوں دیکھوں وہ کیا جواب دیتے ہیں ورنہ ایک تحریک اور اخباروں کے ذریعہ کر کے انشاءاللہ ایک مستقل ٹریکٹ مفت تقسیم کروں گا، آپ کی طرف سے امید ہے کہ جواب شائع و ذائع ہو جائے"

اللہ اللہ! غرور تفوق اور دعوائے ہمچو من دیگرے نیست بااین ہمہ اشتہار در تو ہو۔ میرے محترم بزرگ مدیر الواعظ نے اپریل ۴۰ء کے پرچہ میں اشتہار کی ہر ہر لفظ کا واضح عالمانہ جواب تحریر فرمایا اور مشتہر کے کسی اعتراض کو تشنۂ تحقیق نہیں چھوڑا جسکے بعد ہی جولائی کے پرچہ میں ہمارا ایک فیصلہ کن مقالہ شائع ہوا جسمیں قرآن، حدیث، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تصریحات سے معترض پر عرصہ بحث کو تنگ

اور نجات کے راستوں کو مسدود کردیا گیا تھا،

سابق زور شور اور جوش و خروش کا مقتضا تو یہ تھا کہ دو تین دن نہیں چار پانچ ہفتہ نہیں چھ مہینہ ایک سال میں اسکا جواب شایع ہوجاتا لیکن دو سال کا زمانہ گذر گیا، صدائے برنخواست "عالم احدیت" شتر خموشاں بنگیا، قوت ایمانی کے ساتھ ساتھ زور قلم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا، اب دو برس کا عرصہ گذرنیکے بعد جبکہ قوت یقین ہوگیا کہ مذکورہ مقالات کے مضامین کا نقش ناظرین کے قلوب سے محو ہوگیا ہوگا اور شاید بعض لاپرواہ اشخاص کے پاس سے الواعظ کا وہ پرچہ بھی گم ہوگیا ہو، لکھنؤ بلکہ ادھر سے سیکڑوں کوس دور صوبہ بنگال کے شہر کلکتہ سے ایک چند ورقہ اشتہار شایع کرنیکی ضرورت سمجھی گئی جس میں جناب مدیر الواعظ کے مقالہ کو موضوع بحث قرار دیتے ہوئے آخر میں بطور تیمن و تبرک ہمارے طویل الذیل مقالہ کے چند جملوں کو نقل کرکے اسکے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے،

میرے خیال میں چونکہ اس قسم کی تحریریں تحقیق حق سے کوسوں دور، صرف سخن پروری اور ذاتی جذبات کی نمائش کا ذریعہ ہوتی ہیں لہذا انکا جواب دینا فضول ہے لیکن صرف اس خیال سے کہ کسی کمزور ایمان رکھنے والے کو غلط فہمی یا کسی طالب حق کے منزل تحقیق تک پہونچنے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو میں اس مضمون کے اہم اجزا پر ایک انتقادی نگاہ ڈالنا چاہتا ہوں،

عدل و امامت کا قرآن سے ثبوت

شایع شدہ سابق مقالات میں عدل و امامت کے قرآنی شواہد کثرت سے پیش کیے جا چکے ہیں لیکن مستفسر صاحب ان تمام بیانات کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ سوال ضروری سمجھتے ہیں کہ "ایمان باللہ ایمان بالرسول، ایمان بالیوم الآخر کی طرح عدل اور اثنا عشری امامت پر ایمان لانے والے کے لئے فرقان حمید میں کوئی آیت بھی موجود ہے" یہ استفہام اگر حقیقۃً استفہام ہو تو اس سے بڑھکر کند ذہنی کیا ہوسکتی ہے کہ جواب سن لینے کے بعد پھر اسی سوال کا اعادہ کیا جائے اور اگر استفہام انکاری ہے تو نا انصافی اور سخن پروری کا پورا نمونہ، لیکن مستفسر کی خاطر سے ہم پھر فہرست آیات قرآنیہ کی پیش کردینگے اور عدل و امامت دونوں سے علیحدہ علیحدہ بحث کرکے اصل حقیقت پر آفتاب سے زیادہ روشنی ڈالینگے،

ایمان باللہ کی تحقیق

قرآن مجید میں ایسی آیتیں کثرت سے ہیں جنمیں ایمان باللہ کی تاکید کی گئی ہے اور اسکو مدار نجات قرار

دیا گیا ہے

(۱) من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون — جو لوگ اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو اُن کے لیے اُنکا اجر اُنکے پروردگار کے پاس ہے اور نہ اُنھیں کوئی خوف ہے، نہ وہ رنجیدہ ہونگے۔

(۲) قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا۔ — تم کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا،

(۳) اٰمن الرسول بما انزل الیہ (من ربہ) والمومنون کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ (بقرہ) — جو کچھ رسول کی طرف اُسکے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا اُس پر وہ ایمان لایا اور مومنین بھی سب کے سب اللہ اور اُسکے ملائکہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے۔

(۴) قل اٰمنا باللہ وما انزل علینا — کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ کہ ہم پر نازل کیا گیا

(۵) یومنون باللہ والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولٰئک من الصالحین (اٰل عمران) — وہ لوگ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور وہی لوگ صالحین میں سے ہیں"

(۶) والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٰئک سوف یاتیھم اجورھم — اور جو لوگ اللہ اور اُسکے پیغمبروں پر ایمان لائے اور اُنمیں سے کسی ایک کے درمیان میں فرق نہیں کیا اُنھیں لوگوں کو عنقریب اُن کا پروردگار اُنکے اجر عطا فرمائے گا۔

(۷) یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوٰة والموتون الزکوٰة والمومنون باللہ والیوم الاخر — جو کچھ تمھاری طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا اُسپر وہ ایمان رکھتے ہیں اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰة ادا کرتے ہیں اور اللہ اور یوم آخر کا یقین رکھتے ہیں۔

(۸) فاٰمنوا باللہ ورسلہ — تو ایمان لاؤ تم اللہ اور اُسکے رسولوں پر

(۹) فاما الذین اٰمنوا باللہ واعتصموا بہ فسیدخلھم فی رحمۃ منہ وفضل — تو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اُسی سے لگے لپٹے رہے تو اللہ اُنکو عنقریب اپنی رحمت و فضل

میں داخل کرے گا

(۱۰) یاایہا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ (نساء) — اے ایمان والو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ۔

(۱۱) فاٰمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ (الاعراف) — تو ایمان لاؤ اللہ اور اُسکے رسول نبی امی پر جو اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے،

(۱۲) ان کنتم اٰمنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا (انفال) — اگر تم اللہ پر اور اُس (غیبی امداد) پر ایمان لا چکے ہو جو ہمنے اپنے بندہ پر نازل کی،

(۱۳) قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر۔ — اور اُن لوگوں سے مقاتلہ کرو جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخر پر۔

(۱۴) لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ والیوم الاخر ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم — جو لوگ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں وہ تم سے اپنے جان و مال سے جہاد کرنے کے موقع پر بیٹھ رہنے کی اجازت نہ مانگیں گے،

(۱۵) واذا انزلت سورۃ ان اٰمنوا باللہ وجاھدوا مع رسولہ استاذنک اولوا الطول منھم (توبہ) — اور جب کوئی سورہ اس بارہ میں نازل ہوا کہ ایمان لاؤ اور اُسکے رسول کے ساتھ جہاد کرو تو اُن میں سے دولتمند لوگ تمسے اجازت طلب کرتے ہیں (بیٹھ رہنے کی)

انی ترکت ملۃ قوم لا یؤمنون باللہ وھم بالاخرۃ ھم کافرون (یوسف) — بیشک میں نے اُس قوم کی ملت و مذہب کو ترک کر دیا جو اللہ پر ایمان نہیں لائے اور آخرت کے بھی منکر ہیں

(۱۶) ولا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر — اور تم کو اُن دونوں زانی و زانیہ کیساتھ خدا کے حکم کے جاری کرنے میں مہربانی و نرمی کا خیال نہ ہونا چاہیئے اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو

(۱۸) انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ (نور) — ایماندار صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

(۱۹) ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (عنکبوت) — اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اُن کو خدا کی راہ میں کوئی تکلیف پہونچی تو اُنھوں نے لوگوں کی تکلیف دہی

کو شل عذاب الٰہی کے قرار دے لیا،

آیت	ترجمہ
(۲۰) فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون (جاثیہ)	تو اللہ اور اُسکی آیتوں کو چھوڑ کر یہ لوگ کس بات پر ایمان لائینگے،
(۲۱) لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ	تاکہ تم لوگ اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُسکی مدد کرو اور اُسکو بزرگ سمجھو،
(۲۲) ومن لم یؤمن باللہ ورسولہ فانا اعتدنا للکافرین سعیرا (فتح)	اور جو شخص خدا اور اُسکے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہمنے کافروں کے لئے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے
(۲۳) انما المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ (حجرات)	مومن تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہیں۔
(۲۴) آمنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ ومالکم لا تؤمنون باللہ والرسول یدعوکم لتؤمنوا بربکم	اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں تمکو اُسنے اگلوں کا خلیفہ قرار دیا ہے اُسمیں سے کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو اور تمکو کیا ہوگیا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تمکو بلا رہے ہیں تاکہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ،
(۲۵) والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم	اور جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے وہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقین و شہداء میں داخل ہیں۔
(۲۶) اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ (حدید)	مہیا کی گئی ہے وہ (جنت) اُن لوگوں کیلئے جو اللہ اور اُسکے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں،
(۲۷) ذلک لتؤمنوا باللہ ورسولہ (مجادلہ)	یہ حکم اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ،
(۲۸) یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم (ممتحنہ)	وہ لوگ تم کو اور رسول کو اس بات پر گھر سے نکالتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے جو تمھارا پروردگار ہے
(۲۹) تؤمنون باللہ ورسولہ (صف)	اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ۔
(۳۰) فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا	تو ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس نور پر جو ہمنے نازل کیا،

(۳۱) ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحاً یکفر عنہ سیئاتہ — اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو وہ اُس سے اُسکی برائیوں کو دور کر دے گا۔

(۳۲) ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ (تغابن) — اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اُسکے دلکی ہدایت کرتا ہے۔

(۳۳) ذلکم یوعظ بہ من یؤمن باللہ والیوم الاخر — ان باتوں سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو۔

(۳۴) ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحا یدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار (طلاق) — اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے تو اللہ اُسکو اُن باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۳۵) قل ھو الرحمن آمنا بہ وعلیہ توکلنا (ملک) — کہدو کہ وہی بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اُسی پر ایمان لائے اور اُسی پر ہمنے بھروسہ کر لیا ہے۔

(۳۶) انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم (حاقہ) — بیشک وہ خدائے بزرگ پر ایمان نہ لاتا تھا۔

(۳۷) فمن یؤمن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رھقا (جن) — جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا وہ نہ نقصان کا خوف کرے گا نہ ظلم کا

(۳۸) وما نقموا منہم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید — اور ان لوگ اُن (مومنین) سے صرف اس بات پر ناخوش ہوئے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے جو غالب اور سزا وار حمد ہے۔

ان تمام آیات میں پیرایہ بدل بدل کر مختلف عنوانوں سے ایمان باللہ کی طرف دعوت دی گئی ہے اور اُس کو مدار نجات بتلایا گیا ہے لیکن قرآن مجید میں کسی جگہ ایمان بتوحید اللہ کا لفظ نہیں ملیگا مثلاً آمنوا بتوحید اللہ، یومنو بتوحید اللہ، الذین آمنو بتوحید اللہ وغیرہ وغیرہ ہمارے مخالف طبقہ میں توحفاظ قرآن کی کمی نہیں اُنکو اپنی محنت و ریاضت کے صرف کرنے کا یہی موقع ہے قرآن سے ایک ہی آیت ایسی نکالدیں جس میں ایمان کے لفظ کا انتساب توحید اللہ کی طرف کر کے تصریحاً ایمان بتوحید اللہ کی دعوت دی گئی ہو لیکن میں ایک ایسے فرقہ سے تعلق رکھتے ہوئے جسکے متعلق اُسکے مخالفین کا یہ بے بنیاد خیال ہو گیا ہے، حافظ قرآن نہیں ہو سکتا صرف اپنے غور و خوض اور تدبر فی القرآن پر بھروسہ کر کے دعوی سے کہتا ہوں کہ قرآن میں کوئی آیت

ایسی نہیں ملسکتی جس میں ایمان کی لفظ کو توحید کے ساتھ منضم کیا گیا ہو

اگر ایمان باللہ کا مفہوم صرف وجود باری تعالیٰ کا اقرار و اعتراف ہے جیسا کہ اُسکے ظاہری معنی پر جمود اختیار کرنیکا اقتضا ہے تو ن توحید کیطرح نہیں تبلاتا، مادیین اور دہریین کہ جو اصل وجود خالق کے منکر ہیں اُنکے سوا تمام فرق عالم کائنات کے لیئے خالق کے وجود کا اعتراف رکھتے ہیں جو کچھ بھی ہے وہ اُسکے خصوصیات واوصاف میں اختلاف ہے ثنویہ و اور نصاریٰ تین مان کر بھی اُسکے وجود کے معترف ہیں اور بت پرست بھی اپنے اصنام کو اُس کی ذات کا مظہر فرض کرکے اُسکی ہستی کا اقرار کرتے ہیں، درصورتیکہ ایمان باللہ میں ذات باری کے وجود کا اعتراف کافی ہو یہ سب مومن باللہ قرار پائینگے اور آیۂ شریفہ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون (سورۂ یوسف) میں الا کو اگر استثنائے متصل فرض کیا جائے جیسا کہ اُسکے ظاہری معنی کا اقتضا ہے تو ن صاف تبلا رہی ہے کہ مشرکین کو ایمان باللہ حاصل ہے،

اس صورت میں ان آیات سے کسی طرح توحید کا رکن ایمان ہونا ثابت نہیں ہوتا، اور چونکہ مستفسر کے نزدیک اصول دین میں سے ہونیکا معیار یہ ہو کہ ایمان باللہ ایمان بالرسول ایمان بالکتاب وغیرہ کی ہیئت ترکیبیہ اور اسی صورت سے جس شئے کے ایمان کا حکم قرآن میں ہو وہی داخل اصول دین ہوسکتی ہے اور اسی لیئے، وہ عدل کے داخل اصول دین ہونے سے منکر ہیں کیونکہ قرآن میں کہیں ایمان بالعدل کی لفظ کہکر اُس کا حکم نہیں دیا گیا ہے تو اس صورت میں اُنکو اپنے اعتقاد توحید سے ہاتھ دھونا چاہیئے اسلیئے کہ قرآن مجید میں کہیں ایمان بالتوحید کی لفظ کا وجود نہیں ہے،

اور اگر ایمان باللہ کا مفہوم ذرا وسیع ہو یعنی وہ صرف وجود باری کے اقرار کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو اُن خصوصیات واوصاف کے ساتھ جو اُسکے شایان شان ہیں ماننا اسکا حقیقی محصل ہے تو اُسکے تحت میں جس طرح توحید مندرج ہوتی ہے اُسی طرح عدل بھی داخل ہے،

اگر آیات الٰہی میں تدبّر کیا جائے تو ایمان باللہ کے یہی دوسرے معنی متعین ہوجاتے ہیں،

سابق معنی کی رو سے ایمان باللہ یہود و نصاریٰ بلکہ عباد اصنام و ثنویہ اور مجوس کو بھی حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ ملک عرب میں نزول قرآن اور اسلامی آغاز کے دور میں زیادہ تر یہود اور عُبّاد اصنام کی کثرت تھی، طبیعیین و دہریین کا وجود شاید النادر کالمعدوم کا مصداق ہو

ایسی صورت میں تابڑتوڑ مسلسل و مبہم آیتوں میں پیرایہ بدل بدل کر ایمان باللہ کی دعوت دینا اور صرف وجود باری تعالیٰ کے اقرار لینے میں اتنا بڑا اہتمام صرف کرنا بالکل بے موقع بے فائدہ اور فضول تحصیل حاصل ہے اور اس صورت میں سورۂ یوسف والی آیت کے کلمۂ الا کو استثنائے منقطع پر محمول

کرنا اگر یہ ہے ذات اگر اوصاف سے جداگانہ ہو تو ذات کا اقرار اوصاف کا انکار کرنے کے ساتھ ممکن ہے لیکن جبکہ اوصاف عین ذات ہوں، خارج میں بس ایک ہستی ہو جو بذات خود تمام آثار کمال کا مصدر ہے جس میں ذات کے ساتھ کسی صفت کے انضمام کو دخل نہیں تو اُسکے اُن اوصاف و خصوصیات میں سے جو اسکی ذات کیلئے ثابت ہیں کسی ایک صفت و خصوصیت کا انکار رکھنے والا درحقیقت اُس مخصوص ذات کا معترف نہیں بلکہ ایک دوسری ذات کا معترف ہے۔

علاوہ اسکے جب شئے ایسی ہو کہ اشارہ حسیہ اسکی طرف ممکن ہو تو اسکے وجود کا اعتراف و اقرار اُسکے اوصاف پر موقوف نہیں حواس ظاہریہ سے اسکا ادراک کرکے اسکے وجود کا اقرار ممکن ہے اگرچہ بعض اوصاف اُسکے معرض انکار میں ہوں۔ لیکن جبکہ ذات ایسی ہو جسکے ادراک سے حواس ظاہریہ قاصر ہوں تو اس صورت میں اسکا ادراک معرفت، ایمان، تصدیق سب کچھ موقوف ہے اس بات پر کہ اُسکے اوصاف کے ذریعہ سے اشارہ کیا جائے اب اگر اُسکے وہ اوصاف جو واقعی ہیں اُنکی تصدیق حاصل ہے تو انہیں اوصاف کے ذریعہ سے اسکی طرف اشارہ ہوگا اور چونکہ یہ اوصاف اُس پر حقیقۃً منطبق ہیں لہذا ایمان و تصدیق و ادراک اسی ذات کا قرار پائیگا لیکن اگر اُسکے اوصاف واقعیہ کا ایمان و ادراک نہیں بلکہ ایسے اوصاف کا عقیدہ ہے جو اُسکی شان قدس و جلال کے خلاف ہیں تو جب اُن اوصاف کے ذریعہ اُسکے موصوف کی طرف اشارہ اور اس موصوف پر ایمان ہوگا تو یہ کسی طرح اُس ذات پر منطبق نہیں ہو سکتا جو اُن اوصاف سے متصف نہیں،

صفات باری تعالیٰ علی التحقیق عین ذات ہیں اور اگر اسکا ثبوت ہم سے مانگا گیا تو ہم خوشی سے اس پر بحث کے لئے طیار ہیں اور وہ اسی ذات کا جو اپنے کمال میں اپنے علاوہ کسی شئے کی محتاج نہیں اللہ نام ہے، صفات کمال کا مسمیٰ لفظ اللہ سے جداگانہ شئے نہیں بلکہ متحد ہیں ایمان باللہ سے لفظ اللہ پر ایمان مراد نہیں بلکہ مسمیٰ واقعی لفظ اللہ پر ایمان مراد ہے، اگر وہ ذات جسکا نام اللہ ہے صفات سے جداگانہ کوئی شئے ہوتی تو صفات کے انکار کرنے کے ساتھ اُس پر ایمان ممکن تھا لیکن جبکہ صفات اُسکا عین ہیں تو کسی صفت کا انکار کرنے کے ساتھ مسمیٰ حقیقی اللہ پر ایمان پر تشریف لے گیا،

اسی طرح چونکہ باری تعالیٰ ایسی ذات ہے کہ اشارہ حسیہ اسکی طرف ممکن نہیں لہذا اُس پر ایمان و ادراک اس امر پر موقوف ہے کہ اُسکے اوصاف کے ذریعہ سے اشارہ کرکے اُسکی ذات مخصوصہ کا ایمان حاصل ہو، اگر اُسکے واقعی اوصاف ثبوتیہ و سلبیہ کے خلاف دیگر اوصاف کا اعتقاد ہو تو چونکہ یہ اوصاف اُس پر منطبق نہیں لہذا کسی طرح یہ ادراک و ایمان اُسکے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا۔ جاہل و دنا فہم عوام بھی

شاید اس مطلب کو سمجھ لینگے کہ اگر باری تعالیٰ ذاتاً واحد، عالم، قادر، حکیم، عادل، جسم وجسمانیات سے منزہ مبرّا ہے تو اگر انسان کو اعتقاد یہ ہے کہ خدا ان ہے جو ایک نہیں بلکہ متعدد ہستیاں رکھتا ہو یا جہل سے متصف ہو یا حکیم وعادل نہیں بلکہ عبث وظلم اس پر صحیح ہے یا جسم وجسمانیات رکھتا ہے تو یہ اعتقاد کسی طرح اس خدا کا اعتقاد نہیں جو یہ اوصاف نہیں رکھتا بلکہ واحد عالم قدیر حکیم وغیرہ ہے یہ اعتقاد ایک طبعزاد وخانہ ساز خدا کا اعتقاد ہے کہ جسکے وجود سے صفحۂ ہستی خالی ہے، ہمارے اس بیان سے یہ امر بخوبی ثابت ہوجاتا ہے کہ ایمان باللہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ باری تعالیٰ کا ان اوصاف کے ساتھ جو اسکے شایاں شان ہیں اعتقاد حاصل ہو اسی صورت سے توحید ایمان باللہ میں داخل اور اسی حیثیت سے عدل ایمان باللہ کا رکن ہے اور اسی اعتبار سے باری تعالیٰ کے تمام اوصاف جو عقلی وسمعی ادلہ سے ثابت ہوجائیں ایمان باللہ کا جز ہیں

قرآن میں عدل وتوحید کا مساوی پلہ

قرآن مجید میں جس طرح خداوند عالم کے لیئے وحدت کو مختلف پیرایوں میں طرح طرح کا لباس پہنا کر ثابت کیا گیا ہو اسیطرح عدل کو بھی بار بار صورت بدل بدل کر پیش کیا گیا ہے اور باری تعالیٰ کے لیئے صفت عدل ثابت کرنے میں پورا اہتمام صرف کیا گیا ہے

جس طرح توحید میں ایجابی اور سلبی دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی قل ھو اللہ احد کہکر اُسکی وحدت کو ثابت کیا گیا ہے اور کبھی لا تقولوا ثلثۃ اور لا الہ الا ھو کہکر تعدد کی نفی کیگئی ہے۔ اُسی طرح عدل میں ان دونوں ایجابی وسلبی پہلوؤں کا لحاظ کیا گیا ہے،

ایک طرف اس صفت کو جملۂ ثبوتیہ کی صورت میں باری تعالیٰ کے لیئے ثابت کیا گیا ہے اور دوسری طرف اُسکے مخالف وصف ظلم کی جناب باری عز اسمہ سے نفی کی گئی ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن میں توحید وعدل کا پلہ مساوی ہے اور جس طرح توحید کا اعتقاد ضروری ہے اُسی طرح عدل کا اعتقاد بھی ایمان باللہ کے تحت میں لازمی ہے

عدل کی حقیقت

کہنے میں تو یہ حسب فی نفسہٖ لفظ اور اُسکے معنی بھی بالکل مختصر ہیں لیکن تنائج وفروع کی حیثیت سے یہ صفت بہت وسیع ہوجاتی ہے۔

عدل کا اعتقاد رکھنے کے ساتھ جس طرح ایک مومن کامل باری تعالیٰ سے ظلم کی نفی کرتا ہے اسیطرح ظلم کے جتنے فروع اور متعلقات ہیں اُنکی بھی ذات احدیت سے نفی کردیتا ہے، ظلم اور بے انصافی کو خدا پر جائز سمجھنے والے اسکے ساتھ بہت سے لوازم کا پابند ہونے پر مجبور ہیں

خدا کا اپنے بندوں کو برے کاموں پر مجبور کرنا اور پھر خود ہی اُن کو سزا دینا، بندوں کو اُن کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا، فرمان بردار بندوں کے ساتھ نا انصافی کرکے اُنکو عمل سے کم بدلا دینا نافرمان بندوں کو اُنکے استحقاق سے زیادہ سزا دینا بندوں پر بغیر قصور کے عذاب نازل کرنا، اپنے احکام کو پہونچائے بغیر اُنکی مخالفت پر عقاب کرنا وغیرہ وغیرہ اور عدل باری تعالیٰ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان تمام افعال و انقصات سے منزہ و مبرا ہے، قرآن مجید نے جس طرح صفت عدل کا نام لیکر اُسے باری تعٰ کے لیئے ثابت اور ظلم کا نام لیکر اُس سے نفی کی ہے اُسی طرح ظلم کے تمام آثار و لوازم کو طرح طرح سے خدا کی ذات سے علیحدہ کرکے عدل کی ایک مجسم تصویر پیش کردی ہے اور یہ تمام آیات جناب باری کے صفت عدل کی دلیل ہیں اگر موقع ہوتا تو ہم ہر آیت کے ذیل میں اُسکی شرح و تفسیر بھی لکھتے جاتے لیکن اختصار کا خیال اور ضیق وقت مجبور کرتا ہے کہ صرف اُنکی فہرست پیش کردیں۔

(وننزل من القرآن ما ھو شفاءٌ و رحمۃ للمومنین)

آیات قرآن کا متفقہ فیصلہ

خدا عادل ہے ظالم نہیں

آیت	ترجمہ
(۱) شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو و الملٰئکۃ و اولوا العلم قائماً بالقسط (آل عمران پ۳)	خدا اور ملائکہ اور تمام صاحبان علم گواہ ہیں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور وہ صفت عدل کے ساتھ قائم و دائم ہے،
(۲) ذٰلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید (آل عمران پ۴)	یہ تو انھیں کاموں کا بدلا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے کر رکھے ہیں اور خدا ہرگز بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے،
(۳) ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ (نساء پ۵)	خدا ہرگز ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا
(۴) وتمت کلمۃ ربک صدقا و عدلا لا مبدل لکلماتہ (انعام پ۸)	تمھارے پروردگار کی بات سچائی اور عدل کے ساتھ پوری اتری، اُسکی بات کو کوئی بدل نہیں سکتا

(۵) قل امر ربی بالقسط (اعراف پ ۸)
کہدو کہ میرے پروردگار نے مجکو عدل و انصاف کا حکم دیا ہے

(۶) ان اللہ لا یظلم الناس شیئا و لکن الناس انفسھم یظلمون (یونس پ ۱۱)
یقین جانو اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں

(۷) وما ظلمناھم و لکن ظلموا انفسھم (ھود پ ۱۲)
ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا مگر خود اُنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

(۸) ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (نحل پ ۱۴)
بے شک اللہ تم کو عدل و انصاف نیکی و احسان کا حکم دیتا ہے۔

(۹) و نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال خردل اتینا بھا وکفی بنا حاسبین (انبیاء پ ۱۷)
ہم قیامت کے دن عدل کی ترازویں کھڑی کرینگے لہذا کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو ہم اُس کو سامنے لائینگے اور ہم سے بڑھ کر کون حساب کرنیوالا ہوسکتا ہے،

(۱۰) ذلک بما قدمت یداک وان اللہ لیس بظلام للعبید (حج پ ۱۷)
یہ اُنھیں کاموں کا بدلا ہے جو تو نے اپنے ہاتھ سے پہلے کر رکھے ہیں اور خدا ہرگز بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں۔

(۱۱) وما اللہ یرید ظلما للعباد (مومن پ ۲۴)
خدا کا ارادہ بندوں پر ظلم کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا

(۱۲) من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام للعبید (حم سجدہ پ ۲۵)
جس نے اچھے کام کیے اپنے نفع کے لیئے اور جس نے برے کام کیئے اُس نے اپنا ہی نقصان کیا اور تمھارا پروردگار لوگوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے

(۱۳) ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید (ق پ ۲۶)
میرے یہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں،

(۱۴) ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید (انفال پ ۱۰)
یہ تو اُنھیں کاموں کا بدلا ہے جو تمھارے ہاتھوں نے پہلے سے کر رکھے ہیں اور خدا ہرگز بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے،

(۱۵) ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (رعد پ ۱۳)
خدا کسی قوم سے اس نعمت کو جو انھیں ہے خواہ مخواہ سلب نہیں کرتا جبتک کہ وہ لوگ خود اپنی نفسانی حالت کو بدل نہ دیں "

(۱۶) ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار (ص پ ۲۳)

کیا ہم اُن لوگوں کے ساتھ جنھوں نے ایمان اختیار کیا اور اعمال صالح کیے اُن لوگوں کا سا برتاؤ کریں جنھوں نے زمین پر فساد برپا کیا یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے مثل بنادیں۔

(۱۷) من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا (جاثیہ پ ۲۵)

جس نے اچھے اعمال کیے اُس نے اپنے لئے کیے اور جسنے بُرے کام کیے اُس نے اپنا ہی نقصان کیا

(۱۸) والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التناھم من عملھم من شیٔ کل امریٔ بما کسب رھین (طور پ ۲۷)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنکی اولاد نے بھی ایمان میں اُنکا ساتھ دیا تو ہم اُنکی اولاد کو بھی اُنکے درجہ تک پہونچادینگے اور ہمنے اُنکے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا ہر شخص اپنے اعمال کے عوض رہن ہے

(۱۹) الا تزر وازرۃ وزر اخری وان لیس للانسان الا ماسعی وان سعیہ سوف یری ثم یجزیہ الجزاء الاوفی (نجم پ ۲۷)

کسی پر دوسرے کے گناہ کا بار نہیں پڑے گا اور انسان کے لئے وہی مقرر ہے جتنی اُس نے کوشش کی ہے اور اُسکی کوشش کا عنقریب ہی جائزہ لیا جائیگا پھر اُسکو پورا بدلا دیا جائیگا

(۲۰) لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (بقرہ پ ۳)

کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اُسکی وسعت بھر

(۲۱) لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت (بقرہ پ ۳)

خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُسکی وسعت بھر اُسکا اچھا کام اُسکے لئے اور بُرا کام اُسی کے نقصان کا باعث ہے۔

(۲۲) واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعھا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی وبعھد اللہ اوفوا (انعام پ ۸)

ناپ اور تول کو عدل و انصاف سے پورا کیا کرو ہم کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو عدل و انصاف کے ساتھ اگرچہ رشتہ دار کے مقابل میں ہو اور خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرو۔

(۲۳) لا نکلف نفسا الا وسعھا (اعراف پ ۸)

ہم کسی کو اسکی وسعت سے زائد تکلیف نہیں دیتے۔

(۲۴) لا نکلف نفسا الا وسعھا ولدینا کتاب ینطق بالحق وھم لا یظلمون (مومنون پ ۱۸)

ہم کسی شخص کو اُسکی وسعت سے بڑھکر تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس لوگوں کے اعمال کی ایک

کتاب ہے جو ٹھیک تبلاتی ہے اور اُن لوگوں پر
بالکل ظلم نہیں کیا جائیگا۔"

(۲۵) لینفق ذوسعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما آتاہ اللہ لا یکلف اللہ نفسا الا ما آتیھا (طلاق پ ۲۸)

وسعت رکھنے والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیئے اور جس کی روزی تنگ ہے، وہ جتنا خدا نے اسے دیا ہے اس سے صرف کرے خدا نے جتنی وسعت دی ہے اسکے مطابق تکلیف دیا کرتا ہے،

(۲۶) ذلک ان لم یکن ربک مھلک القریٰ بظلم واھلھا غافلون (انعام پ ۸)

بات یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ بستیوں کو ظلم و زبردستی کے ساتھ ہلاک کردے درصورتیکہ باشندے انکے بےخبر ہوں،

(۲۷) وما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم واھلھا مصلحون (ھود پ ۲۲)

تمہارے پروردگار کے یہ شایاں نہیں کہ وہ بستیوں کی بستیاں ظلم وستم کے ساتھ اجاڑ دے حالانکہ باشندے انکے نیکوکار ہوں۔"

(۲۸) تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون (بقرہ پ ۱)

یہ وہ لوگ تھے کہ جو گزر گئے اُنکے لیئے اُنکی کارگذاری ہے اور تمہارے لیئے تمہاری کارگذاری اور جو کچھ وہ کرگئے ہیں اُسکی پوچھ کچھ تم سے نہ ہوگی

(۲۹) من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلھا وھم لا یظلمون (انعام پ۸)

جو شخص نیکی کرے گا اسکو اُسکا دس گنا ثواب عطا ہوگا اور جو شخص بری کرے تو اُسکی سزا اُسکے برابر ہی دیجائیگی اور اُنکے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہوگا،

(۳۰) ھل یجزون الا ما کانوا یعملون (سبا پ ۲۲)

جو اعمال انھوں نے کیے تھے اُسی کے مطابق اُن کو جزا دیجائے گی۔

(۳۱) ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ (انعام پ۸)

جو شخص کوئی بُرا کام کرتا ہے تو اُسکا نقصان اُسی کے لیئے ہے اور کسی پر دوسرے کے گناہ کا بار نہیں پڑیگا

(۳۲) من اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا

جو شخص صحیح راستہ پر چلتا ہے وہ اپنے ہی لیئے چلتا ہے اور جو راستہ سے بھٹکتا ہے وہ بھٹک کر اپنا ہی خود نقصان کرتا ہے اور کوئی دوسرے

(بنی اسرائیل پ ۱۵) کے گناہ کا بار نہیں اُٹھا سکتا۔ اور ہمارا کبھی شیوہ نہیں رہا کہ کسی قوم پر عذاب کریں جب تک کہ کوئی رسول اُنکی طرف مبعوث نہ کریں۔

(۳۳) قل لا تسئلون عما اجرمنا ولا نسئل عما تعملون (سبا پ ۲۲) — تم اُنسے کہدو کہ نہ ہمارے گناہوں کی تم سے پوچھ گچھ ہوگی اور نہ تمہاری کارستانیوں کی ہم سے باز پرس

(۳۴) ولا تزر وازرۃ وزر اخری وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربی (فاطر پ ۲۲) — کوئی دوسرے کے گناہ کا بار نہ اٹھا سکیگا اور اگر کوئی گراں بار کسی کو اپنا بار اٹھانے کے لئے بلائے تو اسکے بار میں سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائیگا، اگرچہ اسکا عزیز قریب ہو

(۳۵) ولا تزر وازرۃ وزر اخری (زمر پ ۲۳) — اور کوئی کسی دوسرے کے بار کو نہ اٹھائے گا

(۳۶) فمن اھتدی فلنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا (زمر پ ۲۴) — جو شخص راہ راست کو اختیار کرے اُسنے اپنا ہی نفع کیا اور جو بُری راہ لگے اُسنے اپنا ہی نقصان کیا۔

(۳۷) من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا (جاثیہ پ ۲۵) — جو نیک اعمال کرے تو وہ اُسکے نفع کے لئے ہیں اور جو بُرے کام کرے تو وہ اُسی کے نقصان کا باعث ہیں

(۳۸) وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھدٰھم حتی یتبین لھم ما یتقون — خدا کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی قوم کو بعد اسکے کہ اُن کو صحیح راستہ پر چلا چکا ہے ترک کر دے جب تک کہ اُنکو قابل اجتناب چیزیں نہ بتلا دے

(۳۹) لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ — جو شخص ہلاک ہو وہ حجت تمام ہونیکے بعد اور جس کو زندگانی حاصل ہو وہ بھی بعد اتمام حجت

(۴۰) من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ — جو ایک ذرہ بھر نیک کام کریگا اُسکا انجام دیکھ لے گا اور جو ایک ذرہ بھر بُرا کام کرے گا اُسکو بھی دیکھ لیگا۔

ایک چھوڑ چالیس آیتیں

کیا اب بھی مطالبہ پورا نہیں ہوا؟

قرآن مجید کی ایک آیت بھی اگر کسی چیز کی گواہی دے تو اُس پر ایمان لانا مسلمانوں کا فرض ہے چہ جائیکہ چالیس آیتیں متفقہ طور پر یک زبان و یک آہنگ ہو کر ایک مطلب کو بیان کریں اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ باری تعالیٰ کی نظر میں صفت عدالت کو کتنی اہمیت حاصل ہے

اور وہ کسی طرح راضی نہیں کہ اُسکی طرف ظلم کا توہم بھی ہو سکے وہ تابڑ توڑ مسلسل آیتوں سے اس امر پر زور دیتا ہے کہ خداوند عالم عادل ہے اور اُسکے کاموں میں ظلم کا شائبہ نہیں لیکن افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان پھر بھی اُس پر ظلم کو روا سمجھتے رہے ہمتنفسر صاحب بھی اسی گروہ میں داخل ہیں، اُنکا خیال ہے کہ شیعوں نے عدل کو اپنی عقل محض سے مدار ایمان بنا رکھا ہے اور یہ ان خانہ ساز اصول میں سے ہے اور جن مذہب میں خدا کا عادل سمجھنا ضروری ہو وہ شیعوں کا عقلی اختراعی ہے نہ کہ من عند اللہ" وہ بڑے زور و شور سے سوال کی صورت میں مطالبہ کرتے ہیں "کیا ایمان باللہ ایمان بالرسول، ایمان بالیوم الآخر کی طرح عدل پر ایمان لانے کے لئے قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی موجود ہے؟ کوئی ایک کے بجائے چالیس آیتیں دیکھ لینے کے بعد بھی معلوم نہیں متنفسر کا مطالبہ پورا ہو گا یا وہ پھر یہی سوال کرینگے کہ "کیا عدل پر ایمان کے لئے کوئی آیت قرآن میں ہے؟

اصول دین اور اصول مذہب کی تشریح

توحید و عدل کا اصلی مفہوم

مذکورہ بالا بیانات سے یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ایمان باللہ کے تحت میں خداوند کریم کے تمام صفات کمال کا جو ادلہ قطعیہ سے ثابت ہو جائیں اعتقاد ضروری ہے، اور یہ سب مدار نجات ہیں اور ایک مسلمان حقیقی طور پر اسی وقت مسلمان اور مومن ہو سکتا ہے جب وہ اُن تمام پر ایمان رکھے توحید و عدل اگرچہ ظاہر میں دو مختصر مفہوم ہیں لیکن علم کلام پر عبور حاصل کرنیوالا، اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ یہ دونوں مفہوم باری تعالیٰ کے تمام اوصاف ثبوتیہ و سلبیہ صفات ذات و صفات فعل سب پر حاوی ہیں، یہ دونوں دو سرخیاں ہیں جنکے تحت میں متعدد ابواب مندرج ہیں، توحید کی ذیل میں .... وجود صانع وجوب ذاتی، قدم، علم، قدرت، حیات، ارادہ، نفی شریک، نفی احتیاج، نفی جسم و جسمانیات وغیرہ وغیرہ سب داخل ہیں اور عدل کے تحت میں نفی جبر، نفی ظلم، عدالت اور انصاف اور اُسکے تمام فروع و شعب مندرج ہیں اور چونکہ انھی سب کا اعتقاد بہیئت مجموعی ایمان باللہ کا مرادف ہے اور اسپر تمام اعمال و عبادات کی قبولیت متفرع ہے اس لیے توحید و عدل اپنے مذکورہ بالا وسیع معنی کے ساتھ اصول دین میں داخل ہیں،

وہ چیزیں کہ جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے اگرچہ سب مدار نجات ہیں اور اُخروی فلاح و نجاح اُن کے اعتقاد پر موقوف ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اُنمیں سے ہر ایک کا منکر ظاہری احکام کی رو سے

بھی کافر سمجھا جائے،

حضرت رسالتمآبؐ نے خود فرمایا تھا ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلامی جماعت میں تفرقہ بازی ہوگی اور امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے مگر یہ سب امت نبی میں داخل اور اسلامی جامعہ کے اجزا ہیں لیکن نجات انمیں سے صرف ایک ہی جماعت کیلئے ہے،

یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری صورت میں اسلام ایک وسیع معنی رکھتا ہے جو تمام فرق امت کو شامل ہے ایسی صورت میں ہر وہ عقیدہ کہ جس پر نجات کا انحصار ہو ضروری نہیں کہ اسکا منکر دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو جائے لیکن بعض ایسے اہم عقائد ضرور ہیں جو اسلام کے مخصوص ارکان ہیں اور جنمیں تمام مسلمان برابر سے شریک ہیں کہ انکا انکار کرنے والا شخص اسلامی دائرہ سے بھی خارج ہو جاتا ہے اسی بنا پر ان عقائد میں جو حقیقۃً اصول دین اور مدار ایمان اور معیار نجات ہیں ایک دوسری اصطلاحی نگاہ ڈالکر فرق قرار دیدیا گیا ہے،

وہ عقائد کہ جنمیں تمام مسلمان ناجی اور غیر ناجی سب کے سب شریک ہیں اور جنکے بغیر کوئی شخص ظاہری حیثیت سے بھی مسلمان نہیں ہو سکتا انکا نام اصول دین رکھا گیا ہے اور ان عقائد کہ جنکا بہت سے فرق اسلام نے انکار کیا ہے لیکن حقیقۃً وہ ادلۂ قطعیۃ سے ثابت ہیں اور مدار نجات و ایمان ہیں انکا نام اصول مذہب ہے

اور چونکہ صحیح مذہب ہی دین واقع کا صحیح مصداق ہے اسلئے اُسکے جو اصول ہوں وہی حقیقۃً دین کے اصول ہیں اور ان الدین عند اللہ الاسلام، ورضیت لکم الاسلام دینا، ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین وغیرہ وغیرہ انھیں پر منطبق ہے،

جناب مدیر الواعظ دامت معالیہ کا یہ لکھنا کہ تین اصول دین ہیں یعنی توحید نبوت معاد اور دو اصول مذہب ہیں عدالت امامت اور ان پانچوں کو تغلیباً اصول دین کہتے ہیں،، اسی اصطلاح پر مبنی ہے، ہاں بے شک ہماری تحریر سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ یہ پانچوں تغلیباً نہیں بلکہ تحقیقاً اصول دین ہیں اور تین کو اصول دین، دو کو اصول مذہب کہنا صرف ایک اصطلاحی فرق ہے،

ہمارے اس بیان سے مستفسر کے سوال نمبر ۲ اور نمبر ۳ کا جواب ہو جاتا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں جب مذ دین کے تین ہی اصول ہیں تو پھر شیعوں کو دو اور خانہ ساز اصول عدل اور اثنا عشری امامت کو داخل دین اور شامل ایمانیات کر دینے کا فیصلہ کہاں سے ملگیا اور جس مذہب کے یہ دو اصول ہیں عدل و امامت وہ شیعوں کا عقلی و اختراعی ہے نہ من عند اللہ جیسا کہ دین اسلام من عند اللہ ہے،،

عقل اور اصول دین

مستفسر صاحب جناب مدیر الواعظ کے اس فقرہ سے بہت چراغ پا ہوئے ہیں کہ "اصول دین کی حسن و خوبی و تعیین و معرفت محض عقل پر منحصر اور عقلاً واجب ہے"

وہ چاہتے ہیں کہ اصول دین سب کے سب نصوص قرآنیہ سے ثابت ہوں اور عقل کا قدم درمیان میں نہ آنے پائے لیکن مستفسر سے کون پوچھے کہ اگر عقل نہ ہو تو قرآن پر ایمان لانے کی کیا صورت ہے ؟

حضور والا ! نصوص قرآنیہ سے کسی مطلب کا یقین کرنا موقوف ہے اس امر پر کہ آپ تہ دل سے قرآن کی صحت پر ایمان لے آئیں اور قرآن پر ایمان لانا اس بات پر متفرع ہے کہ رسول کی نبوت اور صدق کا اعتقاد کر لیجئے اور رسول کی نبوت و صدق کا اعتقاد اسی وقت ممکن ہے کہ آپ کسی باشعور و ارادہ قادر و حکیم مطلق ہستی کی الوہیت کا اقرار کر چکے ہوں، آپ اگر خدا کی الوہیت رسول کی رسالت، قرآن کی حقانیت کو خود قرآنی آیتوں سے ثابت کرنا چاہیں تو کیا منطقی حیثیت سے دور نہیں لازم آتا ؟

ایک طبیعی و دہری کے مقابلہ میں جو وجود خدا کا منکر ہے آپ قل ھو اللہ احد پڑھ پڑھ کر دم کیجئے تو کیا نتیجہ ہو سکتا ہے ؟

اور ایک عیسائی کے سامنے جو تثلیث کا قائل ہے لا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیرًا لکم کا ورد پڑھئے تو اس پر کیا اثر ہو گا ؟

اور ایک آریہ کے آگے جو معاد اور حشر اجساد کا منکر ہو کسی حافظ قرآن کو بلا کر پورا سورہ حشر پڑھوا دیجئے تو وہ کب تسلیم کریگا ؟

اور کسی مخالف اسلام کو مناظرہ کے وقت ان الدین عند اللہ الاسلام اور ما محمد الا رسول کہکر قائل کرنا چاہیں تو کیا یہ امر مضحکہ خیز نہ ہوگا

یقین جانیے ! اگر آپ نے خدا کی خدائی رسول کی رسالت، قرآن کی حقانیت کا خود قرآن میں دیکھکر یقین کیا ہے تو آپ کو خود قرآن کا ایمان نہیں ہے اور اپنے اسلام و ایمان پر نظر ثانی کرنا چاہیئے،

خدا نے عقل اسی لیئے دی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے اُسکی اور اُسکے رسول کی معرفت حاصل ہو عقل ہی وہ ہے جو ایک باشعور شخص کو ہاتھ پکڑ کر تحقیق حق کی طرف لیجاتی اور رسول و نبی کی صدق کا یقین دلاتی ہے اگر عقل نہ ہوتی تو انبیاء و رسل کی چیخنے چیخنے آوازیں پڑ جاتیں اور کوئی اُنکی بات بھی نہ سنتا اور اگر سنتا تو اُسپر یقین کرنیکا کوئی باعث نہیں تھا،

میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ سے مستفسر صاحب اپنی زبان سے کبھی نہ نکالینگے کہ اصول دین کو عقل سے نہیں بلکہ نصوص قرآنیہ سے سمجھنا چاہیئے،،

بے شک اگر اصول دین میں سے کوئی امر ایسا ہو جس کی تصدیق پر قرآن مجید کی سچائی کا اعتقاد موقوف نہیں ہے تو اس کو قرآن مجید کی روسے ثابت کرنا صحیح و درست ہے جس طرح اگر قرآن میں کوئی آیت اسکے متعلق نہ موجود ہو لیکن عقل قطعی طور سے اُسکا فیصلہ کرتی ہو تو اسکا ماننا ضروری ہے، عدل کا مسئلہ ایسا ہے کہ اُسمیں عقل اور قرآن دونوں متفق طور پر ناطق ہیں، ایک طرف عقل تبلاتی ہے کہ اگر خدا عادل نہو تو جزا اور سزا اور قیامت و معاد سب باطل ہیں اور چونکہ خدا کامل بالذات ہے، اُسمیں نقص کا شائبہ نہیں لہذا ظلم اُس پر محال ہے، دوسری طرف قرآن مختلف انداز سے خدا کے عادل ہونے کی گواہی دے رہا ہے اور ظلم کی صریحی طور سے نفی کرتا ہے،

لہذا ایک عاقل اور مسلمان شخص کو اسکے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے؟

مسئلہ امامت کی مختصر بحث

امامت کے معنی

امامت کے لغوی معنی تو پیشوائی کے ہیں اور اسی حیثیت سے جماعت میں نماز گذاروں کے مقتدا کو امام کہا جاتا ہے لیکن جناب باری کی اصطلاح میں امامت ایک خاص منصب اور مرتبہ کا نام ہے جس کو وہ صرف اپنے انتخاب سے قابلیت اور استعداد کا لحاظ رکھتے ہوے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے خدائی مناصب و مراتب کی حقیقت تک انسانی فہم و ادراک کہاں پہونچ سکتا ہے دنیاوی سلاطین کہ جنکو اُس بارگاہ قدس و جلال سے کوئی نسبت ہی نہیں اُنکے مقرر کیئے ہوئے منصب اور عہدوں کو دیکھکر ہر شخص یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اُنکے لیئے کوئی خارجی حقیقت اور ماہیت نہیں ہوا کرتی جسکو الفاظ کے ذریعہ سے علحدہ علحدہ بیان کیا جائے بلکہ اُنکا تعدد و تمایز و اختلاف سب نظر سلطان اور اُسکے قرار دادہ اعتبار پر مبنی ہوتا ہے اور اُسی قرار داد کے باعث اُنمیں فوقیت و ماتحتی پیدا ہوتی ہے۔

بے شک آثار اور لوازم کی حیثیت سے ان منصبوں اور عہدوں میں افتراق و امتیاز کا سمجھنا ممکن ہے، امامت، نبوت، رسالت، یہ تینوں منصب جداگانہ ہیں جنمیں قدرت کی طرف سے مراتب و درجات میں تفاوت رکھا گیا ہے، نبی کی حیثیت صرف اُس مخبر کی ہے جو لوگوں کو خدا کی یاد دلائے اُنکو عذاب

الٰہی سے ڈرا کر اور ثواب الٰہی کی طرف بلا کر ایمان کے راستہ کی طرف دعوت دے سکے

اس سے ذرا بلند رسول کا مرتبہ ہے وہ خدا کا سفیر ہے جو اسکی طرف سے احکام کا اجرا کرے قانون نافذ کرے اور اس پر لوگوں کو عمل پیرا بنائے نبی و رسول کی تصدیق اگرچہ لازم اور اسکا اتباع ضروری ہے لیکن اس محدود دائرہ میں کہ جسکے اندر اسکی نبوت اور رسالت کو محدود کیا گیا ہے اور وہ بھی اسی حیثیت سے کہ وہ مخبر صادق اور سفیر ہے، امامت کا درجہ ان دونوں سے ملند ہے، امام کی صورت نہ مخبر کی ہے نہ سفیر کی بلکہ وہ خدا کی طرف سے پیشوائے خلق اور مطاع مطلق بنا کر کھڑا کیا جاتا ہے وہ باری تعالیٰ عزاسمہٗ کی طرف سے ایک نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ لوگ اسکے قدم بقدم چلیں اسکی بات کو سنکر عمل کریں، اسکے طرز عمل کی موافقت کریں اور اسکی اطاعت کو اپنا نصب العین سمجھیں جو شخص نبی یا رسول ہو اسکے لئے امام ہونا ضروری نہیں اور جو امام خلق قرار دیا جائے اسکے لئے نبی یا رسول ہونیکی شرط نہیں ہے، ہاں یہ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ کسی کامل ہستی میں نبوت رسالت، امامت سب کو جمع کردے ۔

جو شخص نبی و رسول ہے لیکن امام نہیں ہے وہ کسی طرح مرتبہ میں اس شخص کے برابر نہیں جس کو امامت عطا کر دی گئی ہے اور اگر ایسا شخص ہے جس میں قدرت نے نبوت و رسالت و امامت جمع کر دی ہے وہ امامت کی حیثیت سے اس شخص کا جو تنہا امام ہو شریک ہوگا لیکن صفات نفسیہ اور فضائل ذاتیہ میں ہو سکتا ہے کہ اس سے مساوی ہو اور ہو سکتا ہے کہ کم ہو لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ وہ امام ہونیکے ساتھ رسول و نبی بھی ہے تو اسکا درجہ و مرتبہ زیادہ ہوگا، کیونکہ اعلیٰ مرتبہ میں مساوی ہونیکے ساتھ کسی کا ادنیٰ درجہ پر فائز ہونا اسکی فضیلت کا موجب نہیں ہو سکتا، جس طرح اگر دو شخص ایسے ہیں جو مولوی فاضل پاس ہیں لیکن ایک نے انہیں سے مولوی یا عالم کا امتحان بھی دیا ہے تو یہ اسکے افضلیت کا باعث نہیں ہو سکتا انگریزی داں اصحاب یوں سمجھ سکتے ہیں کہ دو شخص جو بی اے کے درجہ کی برابر سے سند رکھتے ہوں لیکن ایک انہیں سے کسی نہ کسی طرح علحدہ سے پڑھ کر براہ راست بی اے کے امتحان میں شریک ہو کر کامیاب ہے، تو کیا وہ شخص جو بی اے کے قبل انٹرنس کے درجہ کا سارٹیفکیٹ بھی حاصل کر چکا ہے اس پر فوقیت رکھتا ہے، انبیا و رسالقین میں جہاں تک نظر ڈالی جاتی ہے انکا خط فضیلت نبوت و رسالت کے نقطہ تک منتہی ہو جاتا ہے لیکن ایک ابراہیم خلیل الرحمٰن کی ذات ایسی ہے جس میں مبدأ فیض نے تینوں منصبوں کو جمع کر دیا تھا ۔

نبی و رسول کا مرتبہ تو پہلے ہی سے حاصل تھا کلمات تامات کے امتحان میں کامیاب ہونے پر

امامت کا درجہ بھی عطا ہوا اور انی جاعلک للناس اماما کی سند ملگئی

ہمارے نبی اکرم رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت تمام انبیائے سابقین سے بلا استثنا ثابت ہے لہذا یقینی امر ہے کہ حضرت بھی تینوں منصبوں کے حامل تھے اور رسالت و نبوت کے ساتھ امامت کا درجہ بھی حضرت کو حاصل تھا، اور چونکہ حضرت باری عزاسمہ نے حضرت کو پیشوائے مطلق قرار دیکر کسی کا استثنا نہیں کیا تھا لہذا یہ ماننا لازمی ہے کہ حضرت افضل خلق تھے،

ہمارے مذکورہ بالا بیانات سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ امام کے لیئے پیشوائے خلق اور مطاع مطلق ہونا ضروری ہے اور باری تعالی کی جانب سے اسکے قول و عمل کا اتباع تمام افراد بشر کا فرض ہوتا ہے امام اگر خود نبی و رسول ہو تو مستقل طور پر نبی ہونیکی حیثیت سے تبلیغ احکام شریعت کریگا لیکن اگر امامت کا منصب کسی ایسی ہستی کو حاصل ہے کہ جو اپنے سے افضل رسول و نبی و امام کی موجودگی میں اسکے زیر حکم اور تابع فرمان قرار دی گئی ہے تو اس پیغمبر کی وفات کے بعد اسی ہستی کا پیشوائے خلق ہونا ضروری ہے اور خلافت و نیابت کے لباس میں اس امامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے اور امامت کی اس مخصوص قسم کو ان لفظوں میں بیان کرنا صحیح ہے کہ " ھی الریاسۃ العامۃ الالٰھیۃ خلافۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی امور الدین والدنیا بحیث یجب اتباعہ علی کافۃ الامۃ، اور یہی وہ ہے کہ جس کو نبوت کی فرع کہا جاتا ہے،

اس بیان سے یہ امر واضح ہوگیا کہ امامت کا مفہوم ایک ہی ہے، آثار و لوازم اسکے مختلف ہیں ابراہیم کو جو امامت ملی تھی وہ وہی تھی جو خاتم النبیین کے جانشین و وصی امیر المومنین علیہ السلام اور انکی اولاد کے لیئے ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں بے شک چونکہ ابراہیم خود نبی و رسول تھے لہذا انکی امامت استقلالی حیثیت رکھتی تھی اور ہمارے ائمہ معصومین ع چونکہ خاتم الانبیاء کی شریعت کے حافظ و نگہبان مقرر ہوئے تھے لہذا انکی امامت جانشینی اور خلافت کے عنوان سے تھی، امامت کی حقیقت ایک ہی ہے صورتیں بدلی ہوئی ہیں، اب مفسر کا یہ اعتراض کہ " کیا جناب ابراہیم کو مرتبہ نبوت و خلت پر فائز ہو چکنے کے بعد بھی امامت بمعنی مصطلح جو غیر نبوت ہے عطا ہوئی تھی تو پھر جناب ابراہیم رتبہ نبوت پر ممتاز ہونیکے بعد کس رسول کے خلیفہ بنا دیئے گئے اور کس کی خلافت میں ریاست عامہ دینیہ و دنیویہ ان کو ملی " بالکل بے بنیاد ہو ثابت ہوجاتا ہے،

رہ گیا یہ سوال کہ کیا قرآن مجید میں امامت کا استعمال شیعوں ہی کے اصطلاحی معنی میں ہوا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن میں تو اس لفظ کا استعمال شیعوں کے اصطلاحی معنی میں نہیں ہوا ہے لیکن شیعوں کے

اصطلاحی معنی وہی ہیں جنمیں قرآن کے اندر امامت کا استعمال ہوا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر امامت
کسی خاص منصب اور مرتبہ کا نام ہو تو ابراہیم سے مخصوص طور پر انی جاعلک للناس اماماً کہنے
کے کوئی معنی نہیں، تمام انبیا اپنی اپنی امت کے لیے واجب الاتباع ہوتے ہیں اسمیں ابراہیم کی کونسی خصوصیت
ہے آخر نبوت و رسالت کے حاصل ہونیکے بعد ابراہیم میں کونسی کسر رہ گئی تھی کہ اذا ابتلی ابراہیم ربہ
بکلمات کے مندرجہ کلمات کے ساتھ انکا امتحان لے لیا گیا اور فاتمھن کے نتیجۂ امتحان اور کامیابی پر
انی جاعلک للناس اماماً کی سند عطا ہوئی، اکاب سب جج کو امتحان کے بعد کامیاب ہونے پر
منصف کی کرسی دینا صحیح ہے یا جوڈیشل کمشنر کا عہدہ،

یقیناً کسی مرتبہ پر فائز شخص کو جب امتحان لیکر کامیابی کا انعام دیا جائیگا تو وہ پہلی مرتبہ سے بلند
ہی مرتبہ ہوگا،

اصل و فرع کا فرق کسی کا طبعزاد نہیں اور نہ مطلق امامت کا لازمہ ہے بلکہ مخصوصاً جب امامت
کسی نبی و رسول کے زیر سیادت ہوگی تو اس میں خود بخود فرعیت پیدا ہو جانا ضروری ہے،

امامت عامہ و خاصہ

جس طرح نبوت میں دو مرحلے ہیں جنمیں سے ایک نبوت عامہ ہے اور دوسرے نبوت خاصہ اسی طرح امامت
کی بحث بھی دو حصوں میں منقسم ہے، امامت عامہ اور امامت خاصہ،

امامت عامہ میں عمومی حیثیت سے ثابت کیا جاتا ہے کہ رسول کی عدم موجودگی میں حفظ شریعت
کے لیے ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور یہ کہ امامت مخصوص منصب ہے، جو خدا کی طرف سے قرار دیا جاتا ہے اور
بغیر جعل الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا اور عصمت و اعلمیت و افضلیت وغیرہ اس کے شرائط ہیں۔ امامت
خاصہ کے معنی یہ ہیں کہ مخصوص طور پر نصوص قطعیہ سے اس ہستی کی تعیین کیجاتی ہے جسکو باری تعالیٰ نے امامت
کے لیے منتخب کیا ہے جناب مدیر صاحب الواعظ کے مقالہ میں متعدد آیتیں جو نقل کی گئی ہیں انمیں سے
بعض امامت عامہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں انسے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ امامت ایک مخصوص منصب ہے
جس کے لیے انتخاب خداوند عالم کی جانب سے ہوتا ہے اور وہی جعلنا منھم ائمة وجعلناھم ائمة
ونجعلھم ائمة کی لفظوں میں اپنے انتخاب کا اعلان کیا کرتا ہے، ان آیات کو امامت خاصہ کی دلیل
سمجھ کر یہ اعتراض کرنا کہ ان آیتوں میں جناب موسیٰ اور بنی اسرائیل یا اسحٰق و یعقوب کا تذکرہ ہے ان کو
اثنا عشری امامت سے کوئی تعلق نہیں، عدم تدبر کی دلیل نہیں تو کیا ہے

امامت اور حکم عقل

مستفسر کو اس امر میں پراشش و پیچ ہوا ہے کہ جب اثنا عشری امامت کی تعیین و معرفت شیعوں کی عقل محض پر منحصر اور عقلاً واجب ہے تو پھر باب امامت میں نص خدا اور رسول کو ضروری جاننا چہ معنی دارد؟ لیکن اگر وہ تأمل سے کام لیتے تو اس سوال کا جواب بالکل آسان نظر آتا، بے شک امامت کا ضروری ہونا عقلی دلیل ہی سے ثابت ہے اور عقل قطعی طور سے تبلاتی ہے کہ رسول کی وفات کے بعد شریعت نبویہ کی حفاظت کے لئے ایک امام کا ہونا ضروری ہے لیکن وہ امام کون ہو، اسکی تعیین کے لئے عقل حاکم ہے کہ نص خدا اور رسول کی ضرورت ہے، امام وہی ہو سکتا ہے کہ جو باری تعالیٰ کا انتخاب کیا ہوا اور منصوص من اللہ ہو لہذا عقلی حکم کے رو سے تعیین شخص امام میں نص خدا اور رسول ضروری ہے،

جعل الٰہی اور نص فعلی

صدیاں گذر گئیں متکلمین و مفسرین و ارباب حدیث کے طبقے آئے اور منقرض ہو گئے خلافت کا مبحث بھی ہمیشہ محاذ جنگ بنا رہا اور موافق و مخالف لشکر ہمیشہ ہی صف آرا رہے علمائے شیعہ بیچارے ہمیشہ پکارتے رہے کہ خلافت و امامت کے لئے جعل الٰہی کی ضرورت ہے اور بغیر نص قطعی کے خلافت ثابت نہیں ہو سکتی لیکن علمائے اہلسنت یہی کہتے رہے کہ خلافت و امامت کا جعل الٰہی اور نص خدا و رسول سے کوئی تعلق نہیں، امت خود جس کو چاہے اپنے اختیار سے خلیفہ بنا سکتی ہے،

مستفسر کا ضمیر خود اس عقیدہ کی کمزوری کا معترف تھا لہذا انھوں نے ذرا اخلاقی جرأت کر کے اپنے قدیم اور دیرینہ اعتقاد سے کنارہ کشی کر کے شیعوں کی ہمنوائی اختیار کر لی ہے، وہ رقمطراز ہیں:-

"وہ آیات قرآنیہ اور نصوص فرقانیہ سے اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے کہ امامت للناس اور خلافت فی الارض کا دار مدار جعل الٰہی اور خداوند عالم کے نص فعلی پر ہے، رسول کے قول یا فعل کو عطائے امامت و خلافت میں کوئی دخل نہیں ورنہ جناب ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت میں سے جس کو چاہتے اپنے قول یا فعل سے امام بنا دیتے اور خدائے ذوالجلال سے اپنی ذریت کے لئے استدعائے امامت نہ کرتے"، پھر صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں "آیت ہذا اس امر کی بین شہادت ہے کہ امامت بدون جعل الٰہی ممکن الحصول ہی نہیں اسلئے جناب ابراہیم خلیل اور رسول ہونے کے باوجود بغیر جعل الٰہی اس منصب جلیل پر فائز نہ ہو سکے اور نہ اپنی ذریت میں سے کسی کو اس منصب عظیم پر بلحاظ خود مامور کر سکے بلکہ بارگاہ الٰہی میں اپنی ذریت میں سے امام بنائے

جانے کی التجا کی۔"

پھر صفحہ ۱۰ میں ملاحظہ ہو "خلیفہ فی الارض اور امام للناس وہی ہوتا ہے جسکو خود خداوندعالم بنا تا ہو"
یہ تو حقیقت کے اعتراف کی وہ آوازیں ہیں جنکو بے اختیار خداوندعالم منکرین کے ذہنوں سے
نکلوایا کرتا ہے اور یقیناً مستفسر اس حیثیت سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے بہت صفائی کے ساتھ
اپنے مذہبی روایات سے دستکشی کر کے نصب امام کو جعل اور تعیین باری کا پابند قرار دیا ہے لیکن انھوں
نے اسکے بعد جس وادی میں قدم رکھا ہے وہ پہلے سے زیادہ خارزار اور پرخطر ہے
اُن کا خیال ہے کہ جو شخص کسی نہ کسی طرح تخت حکومت کا مالک بنجائے اور فوج و لشکر وغیرہ اسکے
ہاتھ لگ جائے تو وہی خداوند عالم کی جانب سے مخصوص اور معین ہے خود اسکا لوگوں پر مسلط ہو جانا
اُسکے حقیت کی دلیل اور خداوند عالم کی نص فعلی اور عملی شہادت ہے"
زیر بحث رسالہ میں متعدد جگہ اشارۃً و کنایۃً اس مطلب کو لکھا گیا ہے" یہ فرسودہ عقیدہ کہ بندونکے
افعال خیر و شر سب خدا کی طرف استناد رکھتے ہیں اگر اپنے تمام لوازم و آثار کے ساتھ قبول کیا جائے تو
یقیناً اسکا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں کا کسی شخص کو خلیفہ اور امام بنانا عیناً خدا کا فعل وراسکا عملی جعل ہو لیکن افسوس
ہے کہ وہ عقیدہ کچھ اتنا کم قسمت تھا کہ خود اسکے ماننے والے ہمیشہ تاویل و توجیہ ہی کرتے رہے کیونکہ
اُنکے خیال کی بنا پر ثواب و عقاب بے کار اور جزا و سزا باطل ہو جاتی، شراب پینا اُسکے پینے والے کا کام
نہیں بلکہ خود خداوندعالم کا کام ہے لہذا اس بیچارے کو سزا دینے کا نتیجہ؟
امام کے معنی اگر سلطان جابر ظالم، زبردست متمرد وغیرہ وغیرہ کے ہیں تو ضرور وہ شخص
جسنے بجبر و ظلم قہر و غلبہ مکر و فریب سلطنت دنیا کو حاصل کر لیا ہے خدا کی طرف سے امام خلق ہے اور
خود اُسکا سلطان بنجانا اُسکے امام مجعول من اللہ ہونے کی دلیل ہے، اور اس صورت میں چنگیز خاں
ہلاکو، تیمور، نادر وغیرہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے امام مجعول من اللہ ہوں گے اور موجودہ زمانہ میں جبکہ
اسلامی عثمانی خلافت کا شیرازہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے ہاتھوں بکھر چکا ہے یورپ کے بڑے بڑے سلاطین
خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے امام سمجھے جانا ضرور ہی ہیں،
لیکن اگر امامت صرف جبر و ظلم قہر و غلبہ سے بادشاہ بن بیٹھنے کا نام نہیں بلکہ امام وہ پیشوائے خلق
ہے جسکو خدا نے اپنی جانب سے مقرر فرمایا ہو اور جسکی اطاعت و اتباع کو فریضہ لازمہ بنادیا ہو جیسا
قرآن مجید سے ظاہر ہے تو اُسکی تعیین و تشخیص سلطنت و حکومت کا مالک بن جانے سے نہیں ہو سکتی بلکہ اُسکے
لئے خداوندعالم کے نص قطعی کی ضرورت ہے جو اُسکے رسول کی زبانی قرآن یا غیر قرآن کی صورت میں

امت تک پہونچے۔

اگر امامت کے معنی سلطنت، قہر وغلبہ کے ہوں تو مفسر کو بتلانا چاہیئے ابراہیم کس اقلیم کے بادشاہ بنا دیے گئے تھے اور ان کو کیا قہر غلبہ حاصل تھا، کیا خدا بھی جھوٹ موٹ کی باتیں بناتا ہے کہ ابراہیم کو اپنی نص فعلی سے امامت عطا نہیں کی لیکن خوش کرنے لیئے کہدیا انی جاعلک للناس اماماً یہ امر بھی غور کے قابل ہے کہ جب امامت کے معنی ظاہری سلطنت اور غلبے کے ہیں اور اس بنا پر یزید و ولید بن عقبہ، متوکل و ہارون رشید ایسے ظالم وجابر سلطان بھی خداوند عالم کی طرف سے امام مجعول ہیں تو خداوند عالم کا وعدہ کہ لا ینال عھدی الظالمین کہاں گیا؟!

کیا مستفسر کے نزدیک خدا بھی وعدہ خلاف دغاباز کذاب ہے، نعوذ باللہ من ذالک

نص خدا اور فعل رسول

صـ ۸ امامت کا مدار جعل الٰہی پر ہے رسول کے قول یا فعل کو اعطائے امامت وخلافت میں کوئی دخل نہیں ورنہ خلیل ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت کے لیئے استدعائے امامت نہ کرتے پس اثنا عشری امامت کے باب میں نص رسول کے ضروری جاننے کا مفاد کیا ہے۔

صـ ۹ جب اثنا عشری امامت کے لیئے خداوند عالم کی نہ فعلی شہادت ہے، نہ قولی تو حضرت رسول کی فعلی شہادت کے مختلف افسانے بنانے سے کیا حاصل،،

ان دونوں عبارتوں میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالنبی میں کمزوری کی جھلک پوری طرح موجود ہے مستفسر کا خیال ہے کہ رسول اپنے ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کے تابع ہو کر بات کرتے ہیں اور ان کا طرز عمل مثل معمولی لوگوں کے جذبات کے تحت میں ہوتا ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ پیغمبر کی زبان ترجمان وحی اور ترجمان خدا ہوتی ہے اور ان کا فعل باری تعالیٰ کے منشا کا تابع ہوا کرتا ہے،

معلوم نہیں مستفسر نے جعل الٰہی اور خدا کے نص قولی کے معلوم کرنیکا کون سا ذریعہ قرار دے لیا ہے کیا براہ راست کشف والہام کے ذریعہ سے خداوند عالم کی نص کو معلوم کرنے کے آرزو مند ہیں درحقیقت امامت کا مدار جعل الٰہی پر ہے لیکن جعل الٰہی کے معلوم کرنے کا ذریعہ رسول کا قول یا انکا عمل ہے، مرادات الٰہیہ کا ظہور نبی کی زبان سے قرآن کی صورت میں ہو یا غیر قرآن بہر صورت واجب الاتباع ہے، اور اسی لیئے نص خدا اور نص رسول دونوں کا اعتبار کیا گیا ہے نص خدا سے مراد قرآن اور نص رسول سے مراد حدیث نبوی ہے،

انبیاء ایسے اہم معاملات کو صرف اپنے ارادہ و اختیار سے انجام نہیں دیا کرتے تھے ابراہیم کا اپنی ذریت کے لیئے استدعائے امامت کرنا خود اسکی دلیل ہے، در ایں صورت اگر پیغمبر کسی کے متعلق امامت و خلافت کا اعلان کر دے تو معلوم ہوگا کہ وہی خدا کی جانب سے اس منصب عظیم کے لیئے مقرر ہوا ہے،

حق تعالیٰ سبحانہ نے قرآن مجید میں (وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) فرما کر رسالتمآب کے ہر قول کو مرضی الٰہیہ کا آئینہ بتادیا ہے اور ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ کہکر انکے فعل کو اپنی طرف منسوب کر دیا ہے،

کاش اگر مستفسر کو قرآنی نصوص پر نظر ڈالنے کا موقع نہ تھا تو وہ قادیان کے امام اور مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کے تصریحات پر ایک نگاہ ڈال لیتے :

ملاحظہ ہو کتاب "التبلیغ" مطبوعہ مطبع کوابریٹو سٹیم پریس لاہور باہتمام جماعت احمدیہ نمبر صفحہ طبع اول ۱۰۔۱۱

الا یعلمون ان الذین یرسلون من لدن ربھم لا یحتاجون الی بیعۃ احد ھم من ربھم یتعلمون و کل علومھم یاخذون بہ یبصرون وبہ یسمعون وبہ ینطقون لیکن فیھم روح اللہ فبروحہ یتکلمون وبہ ینورون کل من سلم نظم فطرتہ وبہ یفیضون وبہ یطلعون علی کنوز العلم ویقیمون حجۃ اللہ علی کل من لج بانکار الحق وجحودہ ومن اللہ ینصرون یودع اللہ صدورھم معارف القرآن ویظھرھم علی نوادر وقائع الزمان ویعطیھم شیئا مالا یعطی غیرھم وھم من غیرھم یمتازون

کیا ان لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ لوگ جو اپنے خدا کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں کسی کی بیعت کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ وہ خدا سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہر علم کو اسی سے اخذ کرتے ہیں خدائی علم کے ذریعہ دیکھتے اور اسی کے ذریعہ سنتے اور اسی ذریعہ سے بات کرتے ہیں، خدا کی روح انکے اندر ساکن ہو جاتی ہے پھر تو وہ اسی کی روح کے ذریعہ کلام کرتے ہیں اور اسی کے واسطے سے ہر اس شخص کو جس کی طینت خوب ہے روشنی بخشتے اور اسی کے سبب سے فیض ہو جاتی ہے اور اسی کے واسطے سے علم کے خزانوں پر اطلاع حاصل کرتے اور خدا کی حجت کو ہر اس شخص پر جو حق کے انکار میں پورا زور صرف کرے تمام کرتے ہیں اور خدا کی طرف سے انکی مدد ہوتی ہے خدا انکے سینوں میں قرآنی معارف کو ودیعت کر دیتا اور ان کو زمانے کے انوکھے واقعات پر اطلاع دیتا انکو ایسے شئے عطا کرتا ہے جو انکے غیر کو نہیں ملی اور اسی کے سبب سے وہ اپنے غیر پر امتیاز حاصل کرتے ہیں "

اس صورت میں رسول کے قول یا فعل کو مرضیِ الٰہی سے علاوہ فرض کرنا مستفسر کے لیے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

قرآن سے نصِ رسول کا اعتبار

امامت کا مراجعِ الٰہی پر ہو پھر اس باب میں نصِ رسول کو ضروری جاننے کا مفاد کیا؟ اس کے جواب کی ذمہ داری قرآن پر ہے کیونکہ اس میں صریحی طور سے ارشاد ہوتا ہے۔"

وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراان یکون لھم الخیرۃ من امرھم سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون — کسی مومن اور مومنہ کے لئے جبکہ خدا اور اس کا رسول کسی بارے میں فیصلہ کر دیں یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے معاملہ میں اپنے اختیار سے کام لیں پاک ہے خدا اور بلند ہے اس بات سے کہ اس کا کوئی ساجھی و شریک ہو

دیکھو قرآن نے نصِ خدا کے ساتھ نصِ رسول کا اعتبار کیا ہے، اس میں ہماری اختیار کو کوئی دخل نہیں"

احادیث نبویہ کی توہین

اس موقع پر مستفسر نے بڑی جرأت سے کام لیا ہے وہ تمام احادیث نبویہ کو قصہ و افسانہ جات کا مجموعہ فرض کر کے درجۂ اعتبار سے ساقط قرار دینا چاہتے ہیں"

ملاحظہ ہو صفحہ ۴ "شیعہ قرآنی آیتوں کو فسانوں کے ضمیمہ جوڑ کر اثنا عشری امامت کے لیے نص بنا لینا ضروری جانتے ہیں"

صفحہ ۹ "حضرت رسول کی فعلی شہادت کے مختلف افسانے بنانے سے کیا حاصل کیا ان فسانہ طرازیوں سے یہ صداقت حقہ تبدیل ہو جائیگی الخ"

صفحہ ۱۰ اثنا عشری امامت کو ایمانیات میں داخل کرنیکے لیے فسانوں کے ضمیمے مہیا کرنیکے ساتھ ہی نئے لغت ایجاد کرنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے" رہا غدیری فسانہ سو منطوق آیت تو ہے نہیں لہذا اس کو اثنا عشری امامت کی نص وہی لوگ مانیں گے جو قصے کہانیوں کو نصِ خدا سمجھتے ہیں۔"

صفحہ ۱۲ "کیا شیعہ انہیں افسانوں کو کلام الٰہی سمجھتے ہیں جن کو اثنا عشری امامت کا ماخذ بنا رکھا ہے کیا شیعی ایمان بالکتاب کے معنی یہی ہیں کہ قرآنی آیتوں میں کہانیوں کے پیوند لگا کر ایسی امامت کا اصول ایمان میں داخل ہونا ضروری بنا لیا جائے جسکا کچھ اشارہ بھی قرآن مجید میں نہیں ہے۔"

صلا مشاعرانہ تخیل آفرینیوں اور فسانوی رنگ آمیزیوں سے اگر تمام فرقان مجید کو اثنا عشری امامت کا تہنیت نامہ بنالیا جائے فلاما نو لہ،

مستفسر صاحب قصص اور افسانوں کی لفظ لکھکر احادیث کی وقعت کو کم کرنا چاہتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی قصہ یا افسانہ کو وہ کتنا ہی صحیح اور متواتر کیوں نہ ہو ماننے پر طیار نہیں۔

انکو معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید کے سات ابواب میں سے ایک مستقل باب قصص کا ہے اور اسکے سورتیں سورہ قصص مشہور و معروف ہے،

احادیث کو قصص و حکایات میں داخل کرکے اُنکی وقعت کو گھٹانا سوء تدبر کی دلیل ہے باری تعالی ارشاد فرماتا ہے:۔

فاقصص القصص علیھم لعلھم یتذکرون — اے رسول ان کے سامنے قصے و حکایات بیان کر دشاید اُنکو خدا کی یاد آئے

اور خود اپنی طرف نسبت دیتے ہوئے ارشاد ہوا ہے،

نحن نقص علیک احسن القصص — ہم تمہارے سامنے بہترین قصے و حکایات بیان کرتے ہیں

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے،

منھم من قصصنا علیک و منھم لم نقصص علیک — ان انبیا میں سے کچھ ایسے ہیں جنکا قصہ ہم نے تم سے بیان کیا ہے اور بعض ایسے ہیں جنکا قصہ بیان نہیں کیا

اخبار متواترہ سے جو واقعات و حقائق ثابت ہو چکے ہیں اُنکا صرف افسانہ کہکر انکار کرنا عاجزی اور درماندگی کی علامت ہے،

سلف صالحین اور صدر اسلام سے اسوقت تک کے صحابہ و تابعین تبع تابعین علمائے فقہ و رجال ائمہ حدیث و تفسیر حفاظ و جامعین سنن و صحاح کیا سب قصہ گو اور فسانہ نویس تھے اور جبکہ اُنکے نقل کیے ہوئے اخبار و احادیث کسی وقعت کی نظر سے دیکھنے کے مستحق نہیں تو انکا ذاتی آراء و خیالات کے تحت میں کسی کی خلافت پر اجماع کب قابل قبول ہو سکتا ہے۔

احادیث کے متعلق مرزا صاحب کا خیال

احادیث صحیحہ کے انکار اور اپنے منشار کے خلاف اخبار کو پس پشت ڈالنے کی بنیاد عملی حیثیت سے اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے قرار دیدی تھی لیکن خود اپنی تصریح کے مطابق وہ احادیث

کو حقائق اسلام کا خزانہ دار اور معارف حقہ کا سرچشمہ سمجھتے ہیں اور قرآن کے خلاف نہ ہونیکی شرط کے ساتھ وہ احادیث کو سرآنکھوں پر رکھنے کے لیے طیار ہیں اگرچہ اُنکا عمل قول کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا، وہ اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۳۳ میں رقمطراز ہیں:

انا لا ننظر الی الاحادیث بنظر الاستخفاف والتوہین بل نحن نشکر ائمۃ المحدثین ونحمدھم علی سعیھم ولا شک ان للاحادیث شانا عظیما وھی حاملۃ لتواریخ الاسلام ولاکثر مسائل الدین وجزئیات الشرع ونعظمھا ونعزھا ونقبلھا بالراس والعین ولکنا لا نقدمھا علی کتاب اللہ الامام المھیمن واذا تخالف الحدیث والفرقان فی امر من القصص فنشھد الثقلین انا مع الفرقان ولا نبالی طعن الطاعنین ونعلم ان الخیر کلہ والسلامۃ کلھا فی جعل القرآن معیار المثل ھذہ الاخبار فانہ قانون الصحیح العاصم من الخطاان نعرض کل قصۃ علی القرآن فان کان ذکرھا فی القرآن او ذکر امر یشابھھا فنقبل ونؤمن بہ ونعتقد علیہ وان لم یوجد شبیھہ فی القرآن لا فی ھذہ الامر ولا فی امر اخریٰ بل یوجد فیہ شیٔ یعارضہ فمن الواجبات ان لا نقبل ھذہ القصص الا فی زی التاویل

ہم احادیث کو احتقار و توہین کی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں بلکہ ائمہ محدثین کا اُنکے مساعی پر شکریہ ادا کرتے اور اُنکی حمد وثنا کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ احادیث کا بڑا مرتبہ ہے اور وہ تواریخ اور تب سے مسائل وجزئیات دین کی حامل ہیں اور ہم اُنکی تعظیم اور اعزاز کرتے ہیں اور اُنکو بسر وچشم قبول کرتے ہیں لیکن بے شک ہم اُن کو کتاب خدا پر مقدم نہیں کرتے اور جب حدیث و قرآن میں کسی قصہ کی بابت اختلاف ہو تو ہم تمام جن وانس کو گواہ کرتے ہیں کہ ہم قرآن کے ساتھ ہیں اور طعنہ زنی کرنے والوں کے طعن کی کوئی پروا نہیں کرتے اور یقین رکھتے ہیں کہ خیر و سلامتی پوری اسی میں ہے کہ قرآن کو اُن اخبار کا معیار قرار دیں لہٰذا صحیح اور غلطی سے محفوظ رکھنے والا قانون یہی ہے کہ ہم ہر قصہ کو قرآن کے سامنے پیش کریں، اگر اُسکا ذکر قرآن میں ہو یا کسی ایسے امر کا ذکر جو اُسکے مشابہ اور ہم صورت ہو تو اُس کو قبول کر لیا جائے اور اور اُس پر ایمان واعتقاد رکھا جائے اور اگر اُسکی شبیہ قرآن میں دستیاب نہ ہو اس امت کے اندر نہ پچھلی امتوں میں بلکہ اُنمیں کوئی ایسی چیز پائی جائے جو اُسکے معارض و مخالف ہے تو ضروری یہ ہے کہ اُن قصوں کو تسلیم نہ کیا جائے لیکن کسی تاویل و توجیہ کے لباس میں۔

منصف صاحب کو اس عبارت سے سبق لینا چاہیے اس سے چند باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔

(۱) احادیث تحقیر و توہین سے دیکھنے کے مستحق نہیں بلکہ سر آنکھوں پر رکھنے کے قابل ہیں۔

(۲) ان احادیث میں اسلام کے مستند تاریخی واقعات اور مسائل و احکام دینیہ محفوظ ہیں، (صرف افسانہ جات اور حکایات کا مجموعہ نہیں)

(۳) حدیث اور قرآن میں جب مقابلہ ہو تو قرآن مقدم ہے (دیہ نہ پوچھو کہ پھر آیت ارث اور دیگر قرآنی ادلّہ کے مقابل میں نحن معاشر الانبیاء لانورث ولانورث کی حدیث پر عمل کر کے جناب فاطمہ البتول کو میراث سے کیوں محروم سمجھ لیا گیا؟)

(۴) خبر کی صحت کا معیار یہ ہے کہ جس امر کو وہ بتلاتی ہو خود وہ یا اُسکی مثل و نظیر موجودہ امت میں ہو یا امم سابقہ میں قرآن مجید کے اندر مذکور ہو۔"

(۵) اگر حدیث سے جو امر مستفاد ہے اُسکی نظیر کسی طرح قرآن میں مذکور نہیں بلکہ اُسکے خلاف قرآن کے اندر ہے تو پھر بھی حدیث کو غلط کہکر رد نہیں کر دیا جائیگا بلکہ اُسکی توجیہ و تاویل کیجائے گی، ہمکو اس معیار کے صحت و سقم سے کوئی کام نہیں لیکن صرف اتنا چاہتے ہیں کہ امامت اثنا عشر کے احادیث صحیحہ کو اس معیار پر جانچ کر مستفسر کو دکھلا دیں کہ یہ احادیث صرف تخیلات و افسانہ جات نہیں ہیں۔"

امامت ائمہ اثنا عشر کے قرآنی نظائر

پہلی نظیر ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا (مائدہ پ ۶)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ان میں ۱۲ نقیبوں کو مقرر کیا۔"

امت سابقہ یعنی بنی اسرائیل میں ہدایت کے لیے جناب باری کی طرف سے ۱۲ نقیب مقرر کیے گئے تھے جنکی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و پیمان لیا گیا تھا، امت مرحومہ کو بہت کچھ مشابہت بنی اسرائیل سے حاصل تھی جس کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا کہ لتتبعن بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة حتی انھم لو دخلوا فی جحر ضب لدخلتموہ جس طرح تمام حالات میں اس امت کو بنی اسرائیل کے ساتھ مشابہت رہی اسی طرح خلافت و امامت کے باب میں بھی مطابقت کا لحاظ رکھا گیا اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تصریح کے ساتھ اس نکتہ کو بیان فرما دیا۔"

عن الشعبی عن مسروق قال بینا نحن — مسروق کی زبانی نقل ہے کہ ایک روز ہم

عند ابن مسعود نعرض مصاحفنا علیہ اذ قال لہ فتی ھل عھد الیکم نبیکم کم یکون من بعدہ خلیفۃ قال انک لحدیث السن وان ھذ الشیئ ماسألنی عنہ احد قبلک نعم عھد الینا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم انہ یکون بعدہ اثنا عشر خلیفۃ بعدد نقباء بنی اسرائیل	ابن مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے اپنے قرآنوں کو پیش کرکے تصحیح کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ ایک جوان نے ابن مسعود سے پوچھا آیا تمہارے نبی نے کسی قرار داد کے ذریعے سے بتلایا ہے کہ اُنکے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے ابن مسعود نے کہا کہ تم کمسن ہو، اور یہ سوال ایسا ہے کہ تمہارے قبل کسی نے مجھ سے اس کو نہیں پوچھا تھا، ہاں بے شک ہمارے رسول نے ہم سے یہ عہد و
(مودۃ القربیٰ للسید علی الھمدانی ینابیع المودۃ)	پیمان قرار دیا ہے کہ آپ کے بعد نقبائے بنی اسرائیل کی تعداد
(طبع اسلامبول ص ۴۴۵)	کے موافق ۱۲ خلیفہ ہونگے،

اس قسم کی روایتیں جنمیں خلفائے اثنا عشر کا تذکرہ ہے صحاح و مسانید میں کثرت کے ساتھ ہیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم سنن ابی داؤد، ترمذی، حمیدی وغیرہ میں متعدد الفاظ کے ساتھ اُسکو نقل کیا گیا ہے۔

لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ ویکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش (صحیح مسلم)	ہمیشہ دین قائم رہیگا یہاں تک کہ قیامت آئے اور تمام لوگوں کے رئیس ۱۲ خلیفہ ہونگے جو سب قریش سے ہوں گے،،

دین کے قیامت تک قائم رہنے کی تمہید کے ساتھ افرادِ بشر میں ۱۲ خلفاء ہونے کی خبر دینا صاف طور سے بتلاتا ہے کہ وفاتِ رسولؐ سے روزِ قیامت تک مجموعی مقدار کہ جس میں دین کا قیام وبقاء ہے پورے ۱۲ خلفاء کی خلافت پر منقسم ہے حضوصاً جب اُسکے ساتھ ضمیمہ ملایا جاتا ہے سنن ابی داؤد کی روایت کا کہ

لایزال ھذا الدین عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش	ہمیشہ یہ دین عزت دار رہیگا جب تک کہ ۱۲ خلفاء کا سلسلہ باقی ہو جو سب قریش سے ہیں۔

اور صحیح بخاری اور مسلم کی دوسری حدیث:۔

لایزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش ۔	لوگوں کا دین اُسوقت تک جاری و نافذ رہیگا کہ جب تک ۱۲ خلفاء اُنکے والی ہیں جو سب قریش سے ہونگے

اور تیسری روایت:۔

ان ھذا الامر لاینقضی حتی یمضی فیھم	یہ امر (دین) منقضی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان ۱۲

خلیفۃً کلھم من قریش۔ ۔۔۔ خلفاء گزر نہ جائیں جو سب کے سب قریش سے ہیں

ان اخبار سے صاف ظاہر ہے کہ دین کا قیام و بقا ان خلفاء کے دم تک ہے اور پہلی حدیث میں تصریح ہے کہ دین کا قیام و بقا روز قیامت تک ہے اس سے صریحی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان ۱۲ خلفاء کو وفات رسول سے لیکر قیامت تک کی مجموعی مدت میں موجود رہنا چاہیئے، تاج و تخت کے مالک ظاہری خلفاء کا حساب کیا جائے تو شروع سے لیکر اسوقت تک کی مجموعی تعداد کئی درجنوں تک پہونچتی ہے اور اب تو بالکل مدآں قدح بشکست وآں ساقی نماند" کے مطابق وہ سلسلہ ہی ختم ہوگیا اگر رسول ؐ کے کلام میں سچائی کا جوہر ہونا ضروری سمجھتے ہو تو تم کو یہ اخبار ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی خلافت حقہ کے لیے نص صریح نظر آئینگے"

اور چونکہ ائمہ اثنا عشر کی امامت و خلافت کی نظیر قرآن مجید کے اندر نقبائے بنی اسرائیل کی صورت میں موجود ہے لہذا جناب مرزا صاحب قادیانی کے معیار کے مطابق تم کو اُن اخبار کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے،

دوسری نظیر ولقد اٰتینا موسیٰ الکتٰب وجعلنا معہ اخاہ ھٰرون وزیرا (فرقان پ ۱۹) ۔۔۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُنکے ساتھ اُنکے بھائی ہارون کو وزیر قرار دیا،

قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھٰرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کے نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ ۔ (طٰہٰ پ ۱۶) ۔۔۔ (موسیٰ نے) کہا کہ بارالٰہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان اور میرے زبان کی گرہ کو کھول دے کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے لیے میرے کنبہ میں سے وزیر قرار دے میرے بھائی ہارون کو اُسکے ذریعے سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام میں اُس کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونو کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت کا نگراں رہا ہے خدا نے فرمایا اے موسیٰ ہمنے تمہاری خواہش کو قبول کیا"

ان آیات کی مطابقت سے جب انت منی بمنزلۃ ھٰرون من موسیٰ کی متواتر و متظافر حدیث کو دیکھا جاتا ہے تو علی بن ابی طالبؑ کی وزارت و وصایت مثل آفتاب کے روشن نظر آتی ہے اور چونکہ اُس کی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے تو مرزا صاحب کو بھی اس حدیث شریف کو سر آنکھوں ہی پر رکھنا پڑیگا"

تیسری نظیر ولقد ارسلنا نوحًا وابراهیم وجعلنا فی ذریتهما النبوة والکتاب — ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور اُنکی ذریت میں نبوت وکتاب کو قرار دیا۔

(حدید پ ۲۷)

رسالتمآبؐ کے لیے رسالت ونبوت وامامت تینوں درجہ حاصل تھے لیکن نبوت ورسالت حضرت کی ذات پر ختم ہونے والی تھی اور (ولکن رسول الله وخاتم النبیین) کی مہر نے اُسکی فہرست کو ختم کر دیا تھا مگر امامت کے بقار ودوام کا کوئی مانع نہ تھا، باری تعالیٰ نے امامت کو وصایت وخلافت کی صورت میں رسولؐ کی ذریت کے لیے قرار دیا ائمہ اثنا عشر کے لیے امامت ووصایت کے تمام احادیث مذکورہ بالا آیت سے کمال مطابقت رکھتے ہیں

مذکورہ شواہد ونظائر کو دیکھتے ہوئے مرزا صاحب کے صریحی معیار کے مطابق مستفسر صاحب کو امامت امیر المومنینؑ وائمہ معصومین کے احادیث کو قصہ وفسانہ سمجھنے کا کوئی حق نہیں ہے،

امامت کے متعلق قرآنی ادلہ

پہلی آیت واذا ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین (بقرہ پ ۱) — جبکہ ابراہیم کا اُنکے پروردگار نے کچھ باتوں کے ساتھ امتحان لیا اور اُنھوں نے اُنکو پورا کر دیا تو خدا نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام وپیشوا بناتا ہوں اُنھوں نے کہا اور میری ذریت میں سے، ارشاد ہوا کہ ہاں مگر میرا عہدہ ظالمین تک نہیں پہونچیگا۔

قرآنی محاورہ میں ظالم کا اطلاق عاصی پر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو مستحق عقوبت بنا کر اُس پر ظلم کرتا ہے ملاحظہ ہوں آیات ذیل۔

ومن یتعد حدود الله فاولئک هم الظالمون (بقرہ) — اور جو اللہ کی معین کی ہوئی حدوں سے تجاوز کریں وہی لوگ تو ظالم ہیں،

ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه (طلاق) — اور جس شخص نے اللہ کی معین کی ہوئی حدوں سے تجاوز کیا تو اُس نے یقیناً اپنے نفس پر ظلم کیا،

ولا تمسکوهن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسه — اور اُن (مطلقہ عورتوں) کو تکلیف پہونچانے کے لیے نہ روکو تاکہ (پھر اُنپر) زیادتی کرنے لگو اور جو ایسا کریگا

تو یقیناً وہ اپنے ہی نفس پر ظلم کرے گا،

(بقرہ)

فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون (بقرہ)

تو جو بات اُن سے کہی گئی تھی اُسے اُن ظالموں نے بدل کر دوسری بات کہنی شروع کر دی تب ہمنے اُن لوگوں پر جنھوں نے ظلم کیا تھا اُن کی بدکاری کی وجہ سے آسمانی بلا نازل کر دی،

دخل جنتہ وھو ظالم لنفسہ (کھف)

اور وہ اپنے باغ میں جا پہونچا حالانکہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا،

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ۔ (فاطر)

پھر ہمنے اُن لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جنھیں اپنے بندوں میں سے منتخب کیا کیونکہ اُنمیں سے کچھ تو اپنے نفسوں پر ستم کرتے ہیں اور کچھ اُنمیں سے میانہ رو ہیں اور کچھ اُنمیں سے باذن خدا نیکیوں میں سبقت کرنیوالے ہیں

فمن افتری علی اللہ الکذب من بعد ذلک فاولئک ھم الظالمون (آل عمران)

پھر اُسکے بعد (بھی) جو شخص اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے تو (سمجھ لو کہ) یہی لوگ ظالم ہیں۔

لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون (آل عمران)

(اے رسول) تمہارا اس امر میں کچھ بس نہیں چاہے اللہ اُن کی توبہ قبول کرے چاہے اُن پر عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ضرور ہیں،

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون (انعام)

اور کون اُس شخص سے زیادہ ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے یا اُس کی نشانیوں کو جھٹلائے یاد رکھو کہ ظالم نجات پانے والے نہیں ہیں۔

فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون (اعراف)

پھر جب وہ لوگ اُس نصیحت کو بھول گئے جو اُنھیں کی گئی تھی، تو ہمنے اُن لوگوں کو نجات دیدی جو لوگوں کو بری باتوں سے روکتے تھے اور ان لوگ جو ظالم تھے اُن کو اُن کی بدچلنی کی وجہ سے بڑے عذاب میں گرفتار کر لیا۔

قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا واما

ذوالقرنین نے کہا کہ جو شخص ظلم کرے گا تو ہم اُسکو فوراً سزا دینگے پھر اپنے پروردگار کے سامنے لیجایا!

من آمن وعمل صالحاً فلہ جزاء الحسنیٰ وسنقول لہ من امرنا یسرا (کہف) جائیگا اور وہ اُسے بہت بڑی سزا دے گا اور جو شخص ایمان لے آئیگا اور اچھے کام کرے گا تو اُس کے لئے اچھے سے اچھا بدلہ ہے اور ہم بہت جلد اُسے اپنے کاموں میں سے آسان کام کرنے کو کہیں گے،

معلوم ہوا کہ جو شخص معصیت خدا بجالائے اُسکا ظالمین کی صف میں داخل ہونا لازمی ہے اور جو شخص کسی وقت ظالم ہوگیا اُسکو بنص آلہی امامت کسی وقت پہونچ نہیں سکتی، اسکا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ امامت اُن اشخاص کے لیئے مخصوص ہے جو اپنی حیات کے تمام اجزا میں معصیت خدا سے علٰحدہ رہیں اور ایسی ہی ہستیوں کو معصوم کہا جاتا ہے اور چونکہ عصمت و طہارت کا مرتبہ بنص خدا و رسول بعد رسالتمآب ہمارے ائمہ معصومین کے لیئے ثابت ہے اور اُنکے غیر سے باجماع اُمت منتفی لہٰذا امامت اُنھی کا مخصوص حق ہوسکتا ہے،

اس تقریر سے مستفسر کے اس اعتراض کا جواب ہوجاتا ہے کہ وہ اس آیت میں جناب نے جو من ذریتی کو اثنا عشری امامت کی نص بنائی ہے تو کیا ظالمین کو مستثنیٰ کر دینے کے بعد ذریت ابراہیم کا انحصار صرف انھیں دوازدہ میں رہ جاتا ہے اور ان بارہ کے سوا تمام ذریت ابراہیم ظالمین میں داخل ہے؟ "اسکے علاوہ دیگر اعتراضات مستفسر کے جو اس آیت کے متعلق ہیں اُنکا جواب مفہوم امامت کی تشریح کے سلسلہ میں ہوچکا ہے"

دوسری آیت یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اے رسول تبلیغ کرو اُس چیز کی جو تم پر نازل ہوئی ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو اسکی رسالت کو پہونچایا ہی نہیں۔

ابن حاتم، ابوبکر نقاش، ثعلبی، ابن عساکر، ابن مردویہ صاحب فتح البیان، امام رازی، نیشاپوری مؤرخ حبیب السیر، حافظ ابونعیم، عینی شارح صحیح بخاری، امام واحدی، حافظ سیوطی، نظام اعرج برہان الدین وغیرہ کے تصریحات کے مطابق یہ آیت امامت امیرالمومنین کے متعلق وارد ہوئی ہے۔

آیت صاف بتلا رہی ہے کہ اگر امامت کی تبلیغ نہ ہوئی تو دین بالکل بیکار ہوگیا گویا کوئی حکم پہونچایا ہی نہیں گیا اور اصول دین کے معنی یہی ہیں کہ ایسا عقیدہ ہو جس کے نہ ہونے پر تمام دینی احکام بیکار ہوجائیں اس موقع پر مستفسر کی سمجھ میں بالکل نہیں آیا ہے کہ وہ کیا جواب دیں ما انزل کے کون سے معنی لیئے جائیں کہ وہ امامت امیرالمومنینؑ کی دلیل باقی نہ رہے لہٰذا گھبرا کر کہا ہے کہ وہ اس آیت میں رسول اکرم صلعم کو ما انزل کی تبلیغ کے لیئے مامور کیا گیا ہے جو رسالت کی اصلی غایت ہے، اور ما انزل الی الرسول صرف کتاب حمید اور فرقان مجید ہے

اس عجیب و غریب لطیفہ کی داد دیئے بغیر دل نہیں مانتا، رسول ص ابتدائے زمانہ وحی سے لیکر آخر تک

قرآن کی تبلیغ کرتے رہے اور قرآن کی ایک ایک آیت کو امت تک پہونچایا پھر جبکہ رسول ص کی عمر آخری حدود تک پہنچ گئی تو حجۃ الوداع سے فارغ ہو چکنے کے بعد اب یہ تہدید آمیز خطاب پہونچے کہ اے رسول قرآن کی تبلیغ کرو اور اگر قرآن کی تبلیغ نہ کی تو تم نے کچھ کیا ہی نہیں، کیا رسول نے اب تک قرآن کی تبلیغ نہیں کی تھی کیا قرآن کوئی ایسی چیز تھا کہ ایک دن ایک وقت میں اسکی تبلیغ کا حکم اس تہدید آمیز لہجہ میں دینا پڑا اور پھر لطف تو اس فقرہ میں ہے کہ واللہ یعصمک من الناس کیا رسالتماب کو قرآن کی تبلیغ میں لوگوں کا خوف تھا اور تبلیغ سے لرزاں و ترساں رہ جاتے تھے، اگر قرآن کے معنی مستفسر ہی صاحب کے مذاق کے مطابق بیان کیے جائیں تو اسکا اعجاز تو تشریف لے گیا، ن ایک مہمل بے مدعا غیر مربوط کلام کا مجموعہ ہو جائیگا،

دوسرا اعتراض مستفسر صاحب کا یہ ہے کہ یہ آیت بغیر قصہ و افسانہ جات کے ضمیمہ کے امامت امیر المومنین علیہ السلام کو ثابت نہیں کر سکتی، اسکا جواب سابق میں گذر چکا ہے، اخبار صحیحہ اور احادیث معتبرہ کو قصہ و حکایت کہکر پایہ اعتبار سے ساقط کرنا اسلام کی کوئی اچھی خدمت نہیں ہے

تیسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا

امامت علی کی تبلیغ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ہے اس کو ابن مردویہ اور ابن عساکر اور خطیب اور ابن جریر طبری مورخ نے اور علامہ سیوطی نے درمنثور اور اتقان میں اور صاحب ترجمان القرآن اور صاحب ارجح المطالب اور دیلمی اور حافظ ابو نعیم اور ابن مغازلی اور امام صالحی اور دیگر مفسرین نے نقل کیا ہے جسکے بعد انکار کی گنجائش نہیں، جیسا کہ ہم سابق مضمون میں لکھ چکے ہیں امامت کے اعلان سے پہلے دین ناقص تھا یا کامل ؟ اگر کہو کامل تو قرآن کی تکذیب ہے کیونکہ خدا روز غدیر اکمال دین کی خبر دے رہا ہے اگر کہو کہ ناقص تھا تو معلوم ہوا کہ دین کا ایک جزو امامت ہے اور اسی سے اسکا اصول دین میں ہونا ثابت ہے اس آیت کے جواب میں مستفسر صاحب کو سوائے اس لفظی گرفت کے کچھ بن نہیں پڑا ہے کہ

"الواعظ میں کئی بار جناب خود ہی تصریح فرما چکے ہیں کہ اثنا عشری امامت اصول مذہب تشیع ہے نہ اصول دین اسلام اور آیت ہذا دین اسلام کے متعلق ہے نہ مذہب تشیع کے متعلق پس اثنا عشری امامت جو منجملہ اصول تشیع ہے آیت ہذا سے کیونکر مدار ایمان ہوگی" لیکن اسکا تفصیلی بیان سابق میں گذر چکا ہے اصول دین اصول مذہب سے کوئی مغائر اور جداگانہ چیز نہیں ہیں بلکہ جنکو اصول مذہب کہا جاتا ہے وہ حقیقۃً اصول دین ہیں ۔

مرزا صاحب قادیانی اور خلافت حقہ امیر المومنین کا اعتراف

کتاب التبلیغ صفحہ ۵۶۴ میں مرزا صاحب اپنے مکاشفات و الہامات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

رایت فی منام اخو کانی صرت علیا ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ والناس تینازعوننی فی خلافتی وکنت فیھم کالذی یضام ویمین ویغشاہ ادران الظنون وھو من المبرائین فنظر الیّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی فکنت اخال نفسی اننی منہ بمنزلۃ الابناء وھو من ابائی المکرمین فقال وھو متحنن با علی دعھم وانصارھم وزراعتھم فعلمت فی نفسی انہ یوصینی بصرف الوجہ الخ

میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میں علی بن ابی طالب ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے میرے خلافت کو چھینا چاہتے ہیں اور میں اُنکے درمیان میں مثل ایک مظلوم اور محقر شخص کے ہوں کہ جس پر طرح طرح کے گمان کیے جائیں اور وہ بالکل بری ہو، آنحضرت نبی ؐ نے میری طرف نظر ڈالی اور میں اپنے تئیں خیال کر رہا ہوں کہ حضرت کی اولاد کے بجائے ہوں اور حضرت میرے لیے بمنزلہ آبا کے ہیں حضرت نے مہربانی کے ساتھ فرمایا اے علیؑ اُنکو اُنکے مددگاروں کو اور اُنکی کھیتی باڑی کو چھوڑ دو اُسوقت میں نے اپنے دل میں یقین کیا کہ حضرت مجھکو ان لوگوں سے مونہ پھیر لینے کا حکم دیتے ہیں۔"

اس عبارت سے امیر المومنینؑ کا استحقاق خلافت اور لوگوں کا حضرت سے اُسکو بجبر و ظلم چھینا اور حضرت کا صرف رسالتمآبؐ کی وصیت پر عمل کر کے جدال و قتال سے ہاتھ روکنا صاف ظاہر ہے۔

مری باری آئی

ابھی تک مستفسر صاحب نے جن صفحہ میں جو گہرافشانی کی تھی وہ جناب مدیر الواعظ کے مقالہ سے تعلق رکھتی تھی اور الحمد للہ ہم نے سابقہ بیانات میں ثابت کر دیا کہ جتنے اعتراضات بھی کیے گئے وہ بے بنیاد اور کمزور بادر ہوا تھے، اب میرے مقالہ پر نظر توجہ والتفات کی نوبت آئی،

مستفسر صاحب نے مجھ غریب پر بڑا احسان کیا ہے کہ بادل ناخواستہ چار و ناچار جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے اُسکو تسلیم کر لیا ہے،

طبع زاد کلیہ

مستفسر کو مجھ سے یہ شکایت ہے کہ میں نے اپنے دل سے سوال کی صورت میں یہ کلیہ تراشا ہے کہ "کیا جس چیز پر قرآن میں ایمان کی ہدایت کی گئی ہو یا جس چیز کے کفر پر ملامت کی گئی ہو وہ اصول دین میں داخل ہے اور پھر خود میں نے اس کو اختراع کر کے چند آیتوں کی رو سے نادرست ٹھرایا ہے

لیکن مستفسر کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ کلیہ ہمارا طبعزاد اور دل بخواہ نہ تھا، بلکہ وہ اُنکے ہم خیال ہم مشرب ہم مذاق قادیانی مذہب کے ذمہ دار داعی و مبلغ مرزا حسام الدین صاحب کے اشتہار سے مستفاد تھا اور چونکہ اُسی اشتہار کا جواب دیا جا رہا تھا لہذا اس کلیہ کے بطلان کو واضح کر دینا ضروری تھا اور یہی سبب ہے کہ سابق مشتہر صاحب کو باوجود پورے جوش وخروش کے پھر جواب کی جرأت نہ ہوئی، آپ بھی ہمارے پُر طاقت ادلہ کو دیکھکر اس کلیہ کے بطلان کو اس حد تک تسلیم کر چکے ہیں کہ روادار نہیں وہ آپکے کسی ہم مذہب کی طرف منسوب کیا جائے، ملاحظہ ہو فاضل مشتہر صاحب اپنے اشتہار ۱۴ر جنوری ۲۸ء میں قمطراز ہیں:-

" قرآن کریم نہایت شد ومد سے صرف پانچ چیزوں کا نام لیکر اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے اور وہ پنجتن پاک یہ ہیں توحید رسالت کتب ملائکہ معاد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی انہی پانچ چیزوں کو قرآن کریم نے بتایا ہے اور انہی پانچ باتوں پر آپ کا ایمان تا وفات رہا جس کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اھتدوا لیکن اس ایمان کے خلاف ایمان رکھنے والے کو خدا تعالیٰ نے فقد ضل ضلالاً بعیداً فرمایا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی اور چیزوں پر ایمان رکھے وہ سب کے سب بیکار وحبط ہونگے جیساکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وھو فی الاخرة من الخاسرین لیکن حضرات اثنا عشر صاحبان نص مبین کے خلاف ایمان کو یوں تعلیم فرماتے ہیں توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت، نبی کریم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی فعلی شہادت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کو مسلمان بنایا تو اُسکو آپنے اسی ایمان کی تلقین فرمائی جس کو قرآن کریم نے ظاہر فرمایا ہے اور اس ایمان لانے والے کو بھی سخت ہدایت فرمائی کہ خبردار بجز نبیوں کے کسی غیر نبی پر ایمان نہ لانا "

اس عبارت سے چند باتیں صاف ظاہر ہیں:-

(۱) توحید رسالت کتب ملائکہ معاد یہ پانچ چیزیں مشتہر کے نزدیک اصول دین ہیں کیونکہ ان پر ایمان کا حکم قرآن میں ہے (معلوم ہوا کہ اصول دین کا معیار یہی ہے کہ قرآن میں اُس پر ایمان کا حکم ہو)

(۲) قرآن نے انھی پانچ چیزوں کو تبلایا ہے اور ان کے علاوہ کسی چیز پر ایمان کی ہدایت نہیں کی ہے
(۳) ان پانچ چیزوں پر ایمان کے ساتھ کسی شئے کا اگر انکے علاوہ ایمان رکھے تو اسکے اعمال بیکار ہوجائیں گے
(۴) کسی غیر نبی پر ایمان صحیح و جائز نہیں ہو سکتا،
(۵) نبی کریم نے جب کسی کو مسلمان بنایا تو آپنے مذکورہ بالا اشیا کی ہدایت کی اور ایمان لانے والے کو سختی سے ہدایت کی کہ خبردار بجز نبیوں کے کسی غیر نبی پر ایمان نہ لانا،

ہم نے اشتہار کا جواب دیتے ہوئے امور مذکورہ کا جواب مندرجہ ذیل عناوین سے دیا۔

(۱) ان پانچ چیزوں کو اصول دین ماننا اس بنا پر کہ انکے ایمان کا حکم قرآن میں ہے غلط ہے، اصول دین کا معیار یہ نہیں کہ قرآن مجید میں جس شئے کے ایمان کا حکم ہو وہ اصول دین میں داخل ہو، اس معیار کو باطل ثابت کرتے ہوئے ہم نے انیس آیتیں قرآن کی پیش کی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ قرآن میں بہت سے اشیاء پر ایمان کا حکم ہے جو عامۂ مسلمین کے نزدیک اصول دین سے خارج ہیں،
(۲) یہ درست نہیں کہ قرآن میں انھی پانچ چیزوں پر ایمان کی ہدایت ہے بلکہ متعدد آیات سے انکے علاوہ پانچ چیزوں پر اور ایمان کی ہدایت ہوئی ہے (۱) غیب (۲) آیات الٰہیہ یعنی معجزات و عجائب قدرت (۳) کلمات خدا (۴) عذاب خدا (۵) ملاقات الٰہیہ ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر بعض اکابر مفسرین کی موافقت میں غیب کے معنی امام غائب کے مان لیے جائیں تو معترض کی محنت پر بالکل پانی پھر جائیگا اور امامت اصول دین میں سے ثابت ہو جائیگی، لیکن اسوقت ہم کہتے ہیں کہ اگر غائب کی یہ تفسیر تسلیم نہ کی جائے تب بھی اُسکے عمومی مفہوم کے تحت میں امامت امام غائب داخل ہے اور جس طرح تمام غائب حقائق دینیہ پر ایمان ضرور ہے اُسی طرح امامت امام کا اعتقاد لازم ہے اسی طرح اتممت علیکم نعمتی کی دلیل سے الممت خدا پر اور اس پر ایمان قرآن کے رو سے ضروری ہے"
(۳) قرآن میں یہ نہیں ہو کہ اگر اس سے زیادہ اعتقاد رکھے تو اُسکے اعمال حبط ہونگے بلکہ اگر ان اشیاء میں سے کسی کے اعتقاد کو ترک کرے تو حبط اعمال کا سبب ہوگا، ہم نے مرزا صاحب قادیانی کے تصریحات سے ثابت کیا تھا کہ وہ مذکورہ بالا اشیاء کے علاوہ بھی بعض عقائد پر ایمان رکھتے تھے تو معترض کے معیار پر اُنکے تمام اعمال حبط ہوں گے "
(۴) غیر نبی پر ایمان کا عدم جواز کسی دلیل سے ثابت نہیں اور خود مرزا صاحب کے اقوال سے غیر نبی پر ایمان کا ضروری ہونا ثابت ہے
(۵) احادیث نبویہ سے ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت نے کبھی کسی کو مسلمان بناتے وقت مذکورہ اشیا کی ہدایت

نہیں کی اور نہ یہ ہدایت کی کہ خبر دار بجز نبیوں کے کسی پر ایمان نہ لانا

اب دیکھئے کہ وہ معیار ہمارا طبعزاد تھا، یا آپ کے ہم خیال مشتہر کے اقوال سے مستفاد، ہم کو مستفسر سے پوری ہمدردی ہے اور بے شک یہ معیار اس کا مستحق نہیں کہ وہ انکے یا انکے کسی ہم مذہب کے قلم سے نکلے لیکن کیا کیا جائے لا یصلح العطار ما افسد الدہر۔

بہر حال اس معیار کو جانے دیجئے خود آپکا بیان کیا ہوا معیار کہ اصول دین کے لئے یہ ضرور ہے کہ ان پر صریحی طور سے ایمان کی ہدایت ہو یعنی کہ لفظ ایمان کا استناد انکی طرف کیا گیا ہو ایمان باللہ ایمان بالرسول کی طرح حکم دیا گیا ہو، یہ معیار بھی ہمارے گذشتہ بیان میں باطل ثابت کیا جا چکا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ اس معیار کے مطابق توحید اصول دین سے خارج ہو جائیگی کیونکہ کہیں ایمان بالتوحید کی لفظ قرآن میں نہیں ہے اور اگر اس کو ایمان باللہ کے تحت میں داخل کیا جائے تو عدل بھی اسکے ساتھ ساتھ ایمان باللہ کے تحت میں مندرج ہوگی اور امامت ایمان بما انزل علی النبی کے ذیل میں ہوگی، یقیناً آپ کے بعد کا آنیوالا مشتہر آپکے اس معیار کو بھی ہمارا طبعزاد کلیۃً بتلائیگا اور اسکی صحت سے انکار کریگا ہم اس سے خوش ہیں آپ جو خلاف بھی ثابت ہو جائے اس سے یہی کہکر دلکشی کیجئے کہ ہم نے ایسا نہیں کہا تھا، رفتہ رفتہ حق سے قریب ہو جائیگا انشاء اللہ ایک وقت میں کہہ دیجئے گا کہ ہم نے کبھی نہیں کہا تھا کہ عدل و امامت اصول دین سے خارج ہے، اور یہی ہماری دلی آرزو ہے،

ہمارا معیار تسلیم

کیا خدا کو ظالمین سے محبت ہے مظلوموں سے عداوت ہے

خدا کی عمارت کس کس طرح مسمار کی گئی

ہم نے اصول دین کا معیار یہ ثابت کیا تھا کہ وہ قرآن و حدیث سے جن جن عقائد کا یقین رکھنا ضروری معلوم ہو نیز نظر ڈالئے جن چیزوں پر احکام شرعیۃ کا ہونا اور حقیقی طور سے انپر عمل پیرا ہونا موقوف ہو وہ اصول دین ہیں اور بقیہ اصول دین سے خارج " اس کلیہ سے مستفسر صاحب بہت خوش ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں اور عدل کے اس کلیۃ کی رو سے اصول دین میں داخل ہونیکا بھی بظاہر انکو اقبال ہے کیونکہ اسکے متعلق انھوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے "

امامت کے متعلق ہم نے جو ادلہ پیش کیئے تھے اُنکے متعلق بھی اُنکے پاس کوئی خصوصی ایراد نہیں ہے
لیکن اُنکا صرف ایک بہت بڑا اعتراض ہے جسکی رو سے وہ ان تمام قرآنی ادلہ، احادیث نبویہ سے کنارہ
کشی کرنے پر مجبور ہیں، اُنکا خیال ہو کہ چونکہ ائمہ اثنا عشر ہمیشہ دشمنوں کے ظلم وجور کا نشانہ رہے اور انکی امامت
لوگوں نے تسلیم نہیں کی بلکہ اُنکو طرح طرح کی اذیتیں پہونچائیں یہانتک کہ خاتم السلسلہ حضرت حجتؑ کو پردہ
غیبت میں پنہاں ہونا پڑا لہذا یہ امام نہیں ہوسکتے، امام وہی تھے جنکے ہاتھ مظلوموں کے خون سے رنگین اور
جن کے قیدخانہ بے جرموں سے مملو اور جنکے مکانوں کی دیواریں نجبا سادات کے لہو سے گارا بنا کر طیار
کی جاتی تھیں یعنی خدا کو ظالمین سے محبت ہے کہ وہ لاینال عہدی الظالمین کے وعدہ کے
بالکل برخلاف امامت کے منصب کے لیئے کسی کو اختیار کرسکتا ہے اور مظلوموں سے اُسکو بھی عداوت
ہے کہ وہ اُنکو اس عہدہ پر قرار نہیں دیسکتا،

چنانچہ مستفسر صاحب صفحہ ۹ پر رقمطراز ہیں "سیاق آیت نے انما ولیکم کا تاج اُن الذین امنوا
کو عطا فرمایا ہے جو فان حزب اللہ ھم الغالبون کے حلقے سے ممتاز ہوئے یا اُن درماندگان
دشت مصائب کو جنکی مغلوبیت وبینوائی پر .... اب تک غم کے آنسو بہائے جارہے ہیں" صفحہ ۱۰ "کیا خدا
قادر ذوالجلال کے اہتمام وانتظام کو ارباب تشیع ایسا ہی کنسج العنکبوت سمجھتے ہیں جو انسان ضعیف البنیان
کے ہاتھوں ہباءً منثورا ہوجائے اور کیا شیعوں نے حفظ اسلام کے لیئے جو لابدی عقلاً ضروری ہے
ایسے ہی کو منجانب اللہ مامور مان لینا مدار ایمان بنالیا ہے جو رسول کے بعد مخالفین ومعاندین پر،
نہ مثل رسول کے اپنا تسلط جما سکا اور نہ اسلام کے حق نما آئینہ کو چور چور کردیے جانے سے بچا سکا
اور کیا مدبر السموات والارض علیم وحکیم نے ریاست عامہ دینیہ دنیویہ کا نظم ونسق ایسے کو تفویض کردیا جسکے
زیر سیادت اثنا عشری امامت وخلافت کا سلسلہ ایسا پامال کردیا گیا کہ خاتم السلسلہ کو زاویہ خمول میں چھپ
رہنے کے سوا کہیں مفر نہ ملسکا .... شیعوں کی اس حق کوشی کا مفاد امامت کی روپوشی کے سوا کیا
ہوا، کیا وہ اُن میں سے کوئی بھی سریر آرائے خلافت فی الارض ہوسکا" صفحہ ۱۵ میں ہمارے مضمون کا جواب دیتے
ہوے لکھا ہے "غیبت اور ما انزل کے معنی امامت ایجاد کرلینے سے اگر کام چل سکتا تو اثنا عشری امامت
اس طرح غائب کیوں ہوجاتی کہ تا یوم معاد نوحہ خوانی اور سینہ زنی کیجائے، کیا خدائے قادر ذوالجلال
کی بنائی ہوئی عمارت انسانی ہاتھ مسمار کرسکتا ہے"

ہم سابق میں لکھ چکے ہیں کہ امامت کسی سلطنت ہفت اقلیم اور حکومت جابرہ وقاہرہ کا نام نہیں
ہے بلکہ وہ نبوت ورسالت کے مثل خدا کیجانب سے ایک مخصوص منصب ہے جسکی رو سے تمام افراد بشر پر

انکی اطاعت فرض ولازم ہوجاتی ہے

لوگوں کا اطاعت نہ کرنا اور امام کو گوشۂ انزوا، وخمول میں چھوڑ دینا اُسکے واجب الاتباع اور پیشوائے مطلق ہونے میں قادح نہیں جسطرح کسی نبی یا رسول کی تکذیب اور اُس پر ایمان لانیوالوں کی قلت اُسکی رسالت وامامت کے بطلان کی دلیل نہیں،

انبیاء ورسل کے حالات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ مظلوم ومقہور رہے،

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

افکلما جاءکم رسول بما لاتھوی انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون (بقرہ پ ۱)

جب بھی تمھارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لیکر آیا جو تمھاری نفسانی خواہشوں کے مطابق نہ تھے تو تم نے بعض کی تکذیب کی اور بعض کو قتل کردیا۔

وان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاؤ بالبینات والزبر والکتاب المنیر (آل عمران پ ۴)

اگر یہ لوگ تمھاری تکذیب کریں (تو کوئی بات نہیں) تمھارے قبل بہت سے پیغمبروں کی تکذیب کی گئی جو کھلی کھلی آیتیں اور صحیفے اور روشن کتاب لیکر آئے تھے،

نوح کو اُنکی قوم نے جھٹلایا (اعراف آیت ۵۹ سے ۶۴ یونس آیت ۷۱-۷۳، ہود آیت ۲۵-۳۵ مومنون آیت ۲۳-۲۶ فرقان ۳۷ شعرا آیت ۱۰۵-۱۱۶ قمر آیت ۹ نوح آیت ۱-۲۹) قوم نوح وعاد وثمود اور اُن کے بعد والی قوموں نے جب پیغمبر اُنکے پاس معجزے لیکر آئے تو اُن پیغمبروں کے ہاتھوں کو اُٹھا اُنکے منھ پر۔ اور رو یا اور کہنے لگے کہ جو حکم تم لیکر آئے ہو ہم اسکو نہیں مانتے (ابراہیم آیت ۹) جب کوئی رسول آیا تو لوگوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر ہے یا مجنون (ذاریات آیت ۵۲)

اسیطرح ہود، صالح، لوط، ایوب، شعیب، یونس کے واقعات سے صاف ظاہر ہے یحییٰ کا سر ظلم سے کاٹا گیا زکریا کو آرے سے چیر اگیا، جرجیس کو طرح طرح کی مصیبتیں پہونچا کر قتل کیا گیا، عیسیٰ کو سولی پر لٹکانے کا سامان کیا گیا یہ وہ واقعات ہیں جنسے اسلامی دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے اور مسیح کو بقول عیسائیوں اور قادیانیوں کے سخت ذلت وتوہین کے ساتھ قتل کیا گیا،

خود ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کے قبل کتنی اذیتیں پہونچائی گئیں مااوذی نبی قط کمااوذیت اسی خاتم الانبیاء ہستی کا کلام ہے پھر جب یہ درماندگان دشت مصائب ان تمام مصائب ومظالم کے برداشت کرنیکے بعد نبی ورسل ہوسکتے ہیں تو ائمہ معصومین کے لیے دشمنوں کے مظالم کے باوجود امامت سے کون امر مانع ہے رہ گیا یہ امر کہ یہ حضرات مخالفین ومعاندین پر اپنا تسلط نہ جما سکے اور نہ اسلام کے حق نما

آئینہ کو چور چور ہونے سے بچا سکے تو واضح ہونا چاہیئے کہ خدائی مبلغین کا کام لوگوں پر جبر و قہر تسلط جمانا نہیں ہے انکا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ دعوت الی الحق کر دیں عمل کرنا نہ کرنا امت کا کام ہے

وان تولوا فانما علیک البلاغ (آل عمران آیت ۲۰) — اور اگر وہ روگردانی کریں تو تمہارا فرض تو صرف تبلیغ ہی ہے،

ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا (نساء آیت ۸۰) — اور جنہے روگردانی کی تو ہمنے تمکو انپر نگہبان بناکر نہیں بھیجا۔

فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلاغ المبین (مائدہ آیت ۹۲) — پھر اگر تم نے روگردانی کی تو آگاہ ہو کہ ہمارے رسول پر تو صرف صاف صاف تبلیغ ہی فرض ہے

فان تولوا فانما علیک البلاغ المبین (نحل آیت ۸۲) — پھر اگر وہ روگردانی کریں تو تمہارا فرض تو صرف صاف صاف تبلیغ ہے

وما انت علیہم بجبار (ق آیت ۴۵) — اور تم انپر جبر تو کرتے نہیں،

فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین (تغابن آیت ۱۲) — پھر اگر تمنے روگردانی کی تو ہمارے رسول کا فرض تو صرف صاف صاف تبلیغ ہی ہے

لست علیہم بمصیطر (غاشیہ آیت ۲۲) — کچھ تم انپر مسلط نہیں ہو۔

ان علینا للھدی (اللیل آیت ۱۲) — بے شک ہم پر اچھی بری راہ بتادینا ہی ضروری ہے

اگر ایسا نہ ہوتا تو ان انبیا کی خیر نہیں جن پر ایمان لانے والے انکی امت میں سے قلیل ما ھم کا مصداق رہے،

یہ کہنا کہ وہ کیا خدا کی بنائی ہوئی عمارت کو انسانی ہاتھ مسمار کر سکتا ہے "اور یہ کہ کیا خدا کا اہتمام و انتظام ایسا کنج الکھوت ہے کہ انسان کے ہاتھوں مسمار ہو جائے"، معارف دینیہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے،

بے شک خدا اپنے تکوینی ارادہ و مشیت سے جس چیز کا اہتمام کر دے اسکو دنیا کی کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی لیکن خدا کا یہ دستور نہیں کہ وہ بندوں سے زبردستی اطاعت کرالے اور انکو انکے افعال میں مجبور و مقہور کرے، ان معنوں سے کہ بندوں سے اسکی مرضی کے خلاف افعال سرزد نہ ہوں اسکی بنائی ہوئی عمارتیں ہمیشہ مسمار ہوتی رہیں ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے مفاد کے مطابق اسنے کارخانۂ ایجاد کی بنیاد ہی اس لیئے قرار دی تھی کہ لوگ اسکی عبادت کریں لیکن دنیا آنکھ اٹھا کر دیکھے

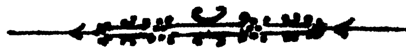
کہ کتنے ہیں جو غرض خلقت کو پورا کر رہے ہیں،

کیا فی صدی ۹۹ اشخاص دنیا میں عبادت الٰہیہ کے تارک اور معاصی کے مرتکب نہیں ہیں یہ کیا ہوا، خدا کی بنائی ہوئی عمارت کیونکر مسمار کی گئی،

انبیاؑ و رسل کے بعثت کی غرض کیا یہی تھی کہ انکی تکذیب ہو اور انکا خون بہایا جائے پھر کیا خدا کی بنائی ہوئی عمارت مسمار نہیں ہوئی؟!

سوویٹ حکومت روسیہ میں جا کر دیکھئے مادیت کا دور دورہ ہے مسجدیں عبادت گاہیں زمین کے برابر اور تمام دینی و مذہبی رسوم بے نام و نشان، خدائے آسمانی سے جنگ کا صریحی اعلان ہو رہا ہے کیا اسکے معنی یہ نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی عمارت مسمار کر دی گئی؟

یہ تو دنیا کی بے انصافی اور کجرفتاری تھی کہ خلق کے نافرمان عاصی بندے تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور وہ افراد کہ جنکو خداوند عالم نے امامت کا لباس مبدأ خلق سے پہنا دیا تھا اور رسولؐ کی زبان سے انکی خلافت و امامت کا اعلان کرا دیا تھا اُن کو طرح طرح کی اذیتیں سہ کر گوشۂ گمنامی میں بسر کرنا پڑی اور آخر مصلحت الٰہیہ کے اقتضا سے ایک وقت معلوم تک کے لیئے لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہو جانا پڑا لیکن خدا کا وعدہ ونمکن لهم فی الارض فان حزب الله هم الغالبون فایدنا الذین امنوا علیٰ عدوهم فاصبحوا ظاهرین ضرور پورا ہوگا، اور دنیا عدل و انصاف سے اسیطرح معمور ہوگی جس طرح وہ ابتک ظلم و جور سے مملو ہوتی رہی ہے (علی نقی النقوی عفی عنہ از نجف اشرف)



گذارش ضروری

یہ جواب باصواب اگرچہ بہت جلدی میں لکھا
گیا ہے مگر انشاء اللہ
اہل انصاف کے
لیے کافی ووافی ہے اگر
اہل نظر غور سے لاحظہ فرمائینگے تو اُن کو تسلیم کر لینا
پڑیگا کہ گو مذہب منصور کے موافق اصول دین کا معیار وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے
اور ادلّۂ عقلیہ کے ساتھ ادلّۂ نقلیہ کے موافق بھی اصول دین وہی ہیں جو اہل حق کے
نزدیک ثابت ہیں اور توحید و نبوت و معاد کی طرح عدل و امامت کا بھی داخل اصول دین
ہونا قرآن مجید سے مثل آفتاب عالمتاب کے واضح و آشکار ہے مگر چونکہ معترض اپنے اعتراض نامہ کو الدیۃ المستفسر
منبر ۱۱ سے موسوم فرماتے ہیں لہٰذا بعید نہیں ہو کہ وہ جواب الجواب کے لیے بھی قلم اُٹھائیں لہٰذا
ممدوح سے یہ التماس بیجا نہ ہوگی کہ اگر ایسا ہو تو جس عبارت پر اُنکو اعتراض ہو یا جو دلیل اُنکے
نزدیک ناکافی ہو اُسکو پورا پورا نقل کر کے محققانہ و متکلمانہ تہذیب و متانت سے اعتراض
فرمائیں تاکہ منصف طبع ناظرین کو غور و انصاف کا پورا پورا موقع مل سکے اور
اس ارشاد کی حقیقت کہ وہ ہمارے اعتراض کا کوئی جواب نہیں
ہوا ،، ناظرین پر بخوبی منکشف ہو جائے اور
طالبان حق حق حقیقت تک
پہونچ سکیں اور عکس
اُسکے مکرر جواب میں نقل
عبارات کی حاجت نہ ہو، والسلام علےٰ
من اتبع الھدیٰ ۱
ناچیز محمد

انجمن [illegible] کی مفید و قابل قدر تصنیفات

فوراً منگا لیجئے قیمتوں میں نہایت رعایت

النجم الثاقب [illegible] تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملۃ [illegible]
مسئلہ امامت و خلافت پر منطقی و محققانہ نظر
قابل دید رسالہ ہے انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے ۳/

الحسن [illegible] شمس العلماء نجم الملۃ مد ظلہ مسئلہ [illegible]
مسئلہ توحید کو نہایت حسن دلائل سے ثابت کیا گیا
ہے عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۳/

خطاب فاصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نائب
مسیحی عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳/

مسالک المحکمہ اردو ترجمہ مناہج المحکم از جناب شمس العلماء
مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ مان پرستوں کے
مذہب کی تحقیق اور انکے خیالات کا رد ۳/

یہودیت و عیسائیت کی پیشگوئیوں سے جناب رسالتمآب
کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر
صاحب [illegible] جناب سلطان العلماء علی اختر صاحب [illegible]
[illegible] مصنفہ جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ
مرحوم [illegible] لیکن عام فہم بحث [illegible]
[illegible]
[illegible] جلد

انسانی [illegible] کی انسانی ۱/
[illegible] غلام الحسنین صاحب
[illegible]

خواجہ غلام الحسنین صاحب

تصدیق رسالت گوتم بدھ کی پیشگوئیوں سے
جناب ختمی مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب
مولوی سید احمد علی صاحب [illegible] بی اے ۲/

اسلام اینڈ دی لائٹ آف شیعزم انگریزی ترجمہ
شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بادشاہ حسین صاحب
بی اے اصول عقائد اسلام کی حقیقت دیگر مذاہب کے مقابلہ
میں نہ صرف دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش فنشن ۱۲/

دی پرافٹ شپ اینڈ دی کیلیفٹ انگریزی ترجمہ النبوۃ
والخلافۃ ترجمہ جناب اے ایچ اے علی صاحب [illegible] جلد انگلش فنشن ۱۲/

دی ٹریجڈی آف کربلا عزاداری پر انگریزی زبان میں
تبصرہ از جناب امیر علی صاحب لیکچرار لکھنؤ یونیورسٹی ۱/

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کا رد
از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ۱/

المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از
جناب مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ۱/

اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ایم اے ۱/

شریعۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب حقہ با دلائل
محکمہ از جناب مولانا السید محمد صاحب ابن سرکار نجم الملۃ جلد ۲/

شریعۃ الاسلام حصہ سوم طہارت صلوٰۃ کے مسائل
مصنفہ جناب سرکار نجم الملۃ مد ظلہ

شریعۃ الاسلام ضمیمہ [illegible]

سیاست علویہ

حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہری میں آپ کے مخالفین کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی تھی اس پر نظر کر کے کم آشنا واقف کوتاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود نہ تھا جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب زنگی پوری تلمیذ حضرت قدوۃ الکاملین مولانا السید محمد ہارون صاحب مرحوم و مغفور زنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے فاضل ممدوح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی اُن سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار مدبر کے دماغ میں نہیں آ سکتی اور انھیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلال و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اسکے مطالعہ سے دریغ نہ کرنا چاہیے

قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۲؍

ملنے کا پتہ

منیجر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

(رجسٹرڈ نمبر ال ۱۰۷۷)

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

زیرِ حمایت حجۃ الاسلام حضرت نجم العلماء مدظلہم العالی

مدیر

حکیم سید قاسم علی رضوی البجنوری (عمدۃ الافاضل)

باہتمام سید اقبال حسین منیجر مطبع

مطبع الاسلام الواعظین پریس لکھنؤ میں چھپکر

دفتر الواعظین لکھنؤ سے شایع ہوا

مقاصد

(۱) مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا۔

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا۔

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی افضلیت

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی احکام اور قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات

(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا

(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل عقلیہ و نقلیہ

(۱۱) فلسفۂ قدیمہ جدیدہ اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام و ازالۂ شبہات

(۱۲) اکتشافات جدیدہ و حقائق اسلام

(۱۳) اخبار علمیہ

قواعد

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ کی آخری تاریخوں میں شائع ہوا کریگا

(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لئے خریدنا ہو گا۔

(۳) نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۴) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے

(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت و ارسال مضامین بنام مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام مینیجر ہونا چاہیئے

(۷) شرح قیمت:- روسا و والیان ملک سے جو رقم فرمائیں عام خریداروں سے دسے ر

پتہ دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ہدایات

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ کر کے مضمون لکھا جائے ورنہ درج الواعظ نہ ہو سکے گا

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں اڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا اختیار ہو گا

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیے جائیں اور عبارات عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارت کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیئے

(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے

(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب مضمون کو ٹکٹ بھیجنا چاہیئے



هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥

سورۂ آل عمران

الواعظ

نمبر   بابت ماہ اپریل سنہ ۳۱ء مطابق ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۹ھ   جلد ۱۰

فہرست مضامین

شذرات

جناب مولوی امداد حسین واعظ ممالک متوسطہ میں

جناب موصوف بعد ختم تعطیل ماہ صیام رخصت ۸ مارچ کو اپنے مکان سے روانہ ہوکر سیونی ہونچگئے جہاں آپکے انتظار میں دو بزرگوار طبابت پیشہ ضلع جالندھر کے رہنے والے ایک کرایہ کے مکان میں موسم سے قیام پذیر تھے ۱۰ مارچ سے ۱۸ مارچ تک ان دونوں صاحبوں سے مسئلہ تقلید اور عصمت انبیا اور شہادت سید الشہدا اور حقوق عباد کے متعلق گفتگو ہوتی رہی یہ دونوں صاحب اگرچہ اثنا عشری تھے لیکن خیالات بعید کمزور تھے، الحمدللہ کہ اس ہفتہ عشرہ کی متواتر تقریروں کے بعد پختگی پیدا ہوگئی اور تمام شکوک رفع ہو گئے،،

۱۷ اور ۱۸ مارچ کو جناب سردار خانصاحب رئیس سیونی نے ایمان جناب ابوطالب اور آباء و اجداد پیغمبر کے متعلق دریافت فرمایا موصوف کو قرآنی اور عقلی دلائل سے کافی طور پر اطمینان دلادیا کہ آباء و اجداد پیغمبر اور جناب ابوطالب موحد و مومن تھے۔

۳۰ مارچ کو جناب سیٹھ الہ بخش صاحب کی جانب سے مجلس وعظ منعقد ہوئی جسمیں حضرات اہلسنت بھی شریک تھے موضوع تقریر حقیت قرآن و اہلبیت اور حقوق عباد تھا جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے اس مہینہ میں کوئی عام جلسہ سیاسی تحریکات کی وجہ سے نہیں ہوا لیکن اکثر حضرات قیام گاہ پر رفقا تشریف لاتے رہے اور برابر مذہبی گفتگو ہوتی رہی جو کافی اثر سے روشناس ہوئی،

جناب مولوی فضل علی صاحب واعظ علاقہ پنجاب میں

جناب موصوف نے یکم مارچ سے آخر ماہ تک جن جن مقامات کا دورہ فرمایا اسکی تفصیل حسب ذیل ہے

رسول نگر عرف رام نگر ضلع گوجرانوالہ ۲ مارچ ۱۹۳۱ء کو رسول نگر ہونچکر ۴ مارچ تک قیام پذیر رہے اور اس قلیل عرصہ میں دو جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جن میں ثابت کیا گیا کہ علوم قرآن معصوم ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتے ہیں اور عمل کی روح مودت اہلبیت ہے دونوں تقریریں کافی اثر سے روشناس ہوئیں اور بعض حضرات کے خیالات بہت کچھ درست ہو گئے مگر غالباً بیری موہوی مصالح اعلان کے مانع ہوئے مدرسہ کیلئے کچھ چندہ پہلے ہوچکا تھا کچھ دوسرے دن اختتام وعظ کے بعد ہوا

اس بستی میں ۹ قادیانی اور ۱۲ عیسائی آباد ہیں اور آریہ سناتن دھرم ہندوؤں کو اپنے میں شامل کرنے کے لیئے کوشاں ہیں اور ایک حد تک کامیاب ہیں، تعلیمی، اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالت معمولی ہے

مسجد اور وقف اور مدرسہ کوئی نہیں صرف ایک امام باڑہ ہے

حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ ۱۴ مارچ کو کیلیاں والا پہنچکر ۱۶ مارچ تک قیام پذیر رہے اور صرف ایک جلسہ وعظ کا بڑی مسجد میں منعقد ہوا جسمیں اہلسنت بتعداد کثیر شریک تھے دور اول اسلام اور اسکے تابعین کے ثبات و تزلزل پر تقریر ہوئی جو بہت مؤثر و مفید ثابت ہوئی پرائیوٹ گفتگو میں علاوہ دفع شکوک و شبہات اور اصلاح مذبذبین کے جناب غلام حسین صاحب اڈیٹر المنیر سے خلفائے ثلثہ اور اہلبیت کے تعلقات پر اور میاں بشیر نذیر حسن صاحب سے بعض اختلافات پر دو دو گھنٹہ تک بحث ہوتی رہی اول الذکر نے تو کسی اثر کا اظہار نہیں کیا مگر آخر الذکر نے مباحثہ کے خاتمہ پر صاف لفظوں میں قبول مذہب حق کا اعلان کر دیا اور فارم پر دستخط کر کے وعدہ فرمایا کہ وہ اپنے مریدوں کو بھی ہدایت فرمائینگے،

اس بستی میں دو سو شیعہ اور تقریباً ستر برادران اہلسنت بیس اہل حدیث ایک قادیانی اور ستر سیالی ذات کے مہتر اور ساٹھ ہندو آباد ہیں تعلیمی حالت بہت پست ہے صرف چند آدمی اردو خواں ہیں مذہبی حالت بھی اچھی نہیں اکثر شیعہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ لیتے تھے اخلاقی حالت بھی معمولی ہے مالی حالت بھی بہت پست ہے صرف تھوڑی تھوڑی زمینداری ہے مسجدیں صرف دو تین ہیں جنمیں سے ایک اب شکستہ ہو گئی ہے اور ایک کھنڈر پڑی ہے۔ امام باڑہ وقف مدرسہ کوئی نہیں،

مدرسہ ڈاکخانہ کوٹ سرا ضلع گوجرانوالہ ۲۰ مارچ کو مدرسہ پہونچکر صرف ایک روز قیام پذیر رہے اور ایک جلسہ وعظ کا منعقد ہوا جسمیں تعویۃ الٰہی اور مرزا صاحب کی ناخدا ترسی پر تقریر فرمائی جو کافی اثر سے روشناس ہوئی اور جناب علی محمد صاحب مرزائی مذہب سے توبہ کر کے مذہب اہل حق میں داخل ہو گئے،

اس جلسہ کے علاوہ محمد حیات صاحب مرزائی سے بھی ایک بے ضابطہ گفتگو ہوئی جسکا مقصد صرف تضیع وقت تھا تاکہ جناب واعظ مرزائیوں کو فہمائش نہ کر سکیں،

اس بستی میں تقریباً ۲۰۰ چار سو شیعہ، بیس برادران اہلسنت تقریباً ۲ قادیانی اور پندرہ ہندو آباد ہیں تعلیمی اور مذہبی حالت بہت پست ہے، اخلاقی حالت معمولی ہے مالی حالت بھی کچھ نہیں صرف دو تین چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں صرف ایک مسجد ہے امام باڑہ وقف مدرسہ کوئی نہیں،

سید نگر ضلع گوجرانوالہ یہاں صرف چند گھنٹہ قیام رہا کوئی جلسہ وعظ منعقد نہ ہو سکا یہاں کی تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے ایک مسجد اور ایک حجرہ موسوم بامام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں تاہم شیعیت رو بہ ترقی ہے،

شادی وال خورد و کلاں ضلع گجرات یہاں ۷ مارچ سے ۹ مارچ تک قیام پذیر رہے صرف ایک جلسہ وعظ کا منعقد ہوا جسمیں موضوع تقریر اسلام اور اُسکے فدائی تھا،

اس جلسہ کے علاوہ مرزائی مبلغ سے مرزا صاحب کے آخری خلیفہ ہونے پر بھی ایک بے ضابطہ بحث ہوئی اور سلسلہ جوابات مسائل اور نماز جماعت کا بھی قائم رہا۔

ان دونوں قریوں بستیوں میں ۲۵ شیعہ اور ۲۰ قادیانی پندرہ سو برادران اہلسنت، پندرہ اہلحدیث پندرہ عیسائی ذات کے مہتر اور ڈھائی سو سکھ آباد ہیں تعلیمی حالت ادنیٰ مذہبی حالت معمولی، اخلاقی حالت متوسط ہے دو مسجدیں ہیں امامباڑہ کوئی نہیں صرف ایک زمین ہے، وقف اور مدرسہ کوئی نہیں، مرزائی اپنی ترقی کے لیئے بہت کوشاں ہیں اُنکے مرکز سے برابر اشتہار آتے ہیں اور چسپاں ہوتے رہتے ہیں،

دوبرجی ڈاکخانہ لالہ پور ضلع گوجرانوالہ - ۱۰ مارچ سے ۱۳ مارچ تک قیام پذیر رہے اور اس قلیل عرصہ میں دو جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں اصحاب رسول اور اُنکی فرد اکمل اور تقویٰ اور معیار عترت پر تقریر فرمائی جو نہایت مفید و مؤثر ثابت ہوئی اور ایک زمیندار صاحب ساکن موضع خاں مسلمان سے نماز میں ہاتھ باندھنے اور کھولنے پر گفتگو ہوئی اور جو سوالات اُنھوں نے کیئے اُسکے جواب دیئے گئے تا اینکہ بالآخر ہاتھ کھولکر نماز پڑھنے پر راضی ہوگئے

اس بستی میں ستر شیعہ اور پانچ سو برادران اہلسنت اور ایک گھر قادیانی اور چالیس عیسائی ہیں جو ذات کے مہتر ہیں تعلیمی اور مذہبی حالت بہت پست اخلاقی اور مالی حالت معمولی ہے صرف ایک مشترک مسجد ہے امامباڑہ وقف مدرسہ کوئی نہیں تاہم شیعیت رو بہ ترقی ہے،

تلہ گنگ ضلع کیمبل پور اٹک - یہاں ۲۰ مارچ سے ۲۳ مارچ تک قیام پذیر رہے اور اس عرصہ میں دو جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں "اسلام اور اُسکے درخشندہ ستارہ"، "اسلام اور زمانہ موجود" موضوع تقریر تھا سامعین محظوظ و متاثر ہوئے اور پرائیوٹ گفتگو میں ایک شخص جو کچھ مذبذب سے شیعہ تھے اپنے شکوک رفع کرتے رہے جنکو جناب واعظ اور جناب حافظ کفایت حسین صاحب جو جناب واعظ سے پہلے یہاں پہونچ چکے تھے، اور جناب احمد شاہ صاحب راولپنڈی نے رفع کردیا

اس بستی میں گیارہ سو شیعہ اور چار پانچ چھپے ہوئے قادیانی آباد ہیں تعلیمی اور مالی حالت معمولی ہے اور اخلاقی حالت متوسط ہے دو مسجدیں ہیں ایک خالص ایک مشترک ایک نو تعمیر امامباڑہ ہے وقف مدرسہ کوئی نہیں ایک انجمن حسینی قائم ہے، ایک پیشنماز جناب آفتاب حسین صاحب قبلہ ساکن ضلع بجنور مستقل طور پر تشریف فرما رہتے ہیں۔ اور بحمدہ تعالیٰ شیعیت رو بترقی ہے شیعہ ملتے فرائض و رسوم کو

بہت امن و امان اور خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہتے ہیں چنانچہ ۲۱ اور ۲۲ مارچ کو نور در عالم افروز کے جلوس بڑی شان و شوکت سے نکالے گئے اور علاوہ جناب واعظ کے جناب حافظ صاحب اور جناب ملک فیض محمد صاحب کھیالوی نے بھی اپنے مواعظ سے مومنین کو مسرور و محظوظ کیا اور جناب واعظ نے ۲۲ مارچ کے موعظہ کے بعد جن جن مومنین میں باہم اختلاف تھا انہیں مصافاۃ کرا دی،

یہاں کے شیعوں کی ترقی دیکھکر بعض متعصب مولویوں نے اہلسنت کو شیعوں کی طرف سے مشتعل کر دیا ہے مگر شیعہ بہرحال امن پسند ہیں،

گوجرانوالہ کی واپسی - چونکہ گوجرانوالہ جناب واعظ کا ہیڈ کوارٹر ہے لہذا وہاں کی ضرورتوں کا خیال کر کے شادی وال سے واپس ہو کر ۱۰/۱۱ مارچ کو اور دوبرجی سے واپس ہو کر بالنعایت ۱۶ مارچ تک وہیں تشریف فرما رہکر اپنے فرائض کو ادا کرتے رہے پھر ۲۳ مارچ کو صبح ۸ بجے لمہ کنگ سے روانہ ہو کر ڈہائی بجے منڈی اسٹیشن پر وارد ہوئے یہاں شام کے قریب ایک مرزائی مبلغ ملگئے جو قادیان سے آئے ہوئے تھے اور اشتہار تقسیم کر رہے تھے چونکہ گاڑی شیخوپورہ دس بجے جاتی تھی نماز مغربین کے بعد کافی وقت مل گیا اور حیات جناب عیسیٰ پر گفتگو ہوتی رہی چند آدمی اور بھی جمع ہوگئے اور گاڑی آجانے پر گفتگو ختم ہوئی، دس بجے شیخوپورہ منڈی سے روانہ ہو کر دس بجے صبح کو گوجرانوالہ پہونچگئے، ۲۶ مارچ کو بھگت سنگھ کی پھانسی کے سلسلہ میں جلوس نکالا گیا جسمیں ایک اہل حدیث بزرگ نے بہت بڑا حصہ لیا تقریر بھی کی سربرہنہ جلوس کے ہمراہ رہے جسکے بعد دو تین حضرات اہلسنت ملاقات کے لیئے آئے انسے کہا گیا کہ مجلس عزا اور جلوس ماتمی سید الشہداء کی تعزیت تو بدعت ہے اور ایک سکھ نوجوان کے لیئے یہ واویلا بدعت نہیں ہے اس استدلال سے لوگ بہت متاثر ہوئے

بہرحال ۳۱ مارچ تک گوجرانوالہ میں قیام رہا جسمیں مسائل فقہیہ بھی بیان فرمائے اور چونکہ موضع لنڈیانی میں مرزائیوں کا زور ہے لہذا وہاں سے آنے والے حضرات کو مرزائیوں کے متعلق اعتراضات نوٹ کرائے بعض لوگوں سے اصول مذہب شیعہ اور مختلف مسائل کے متعلق گفتگو ہوتی رہی

زمان قیام گوجرانوالہ میں علاوہ امور مذکورہ اور اصلاح و تعلیم دینیات اور نماز جماعت اور بیان مسائل وغیرہ وغیرہ کے یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ گو ہمارے بزرگ واعظین تا امکان مناظرہ سے بہت اجتناب کرتے ہیں لیکن بعض مقامات پر کچھ ایسے مجبور ہو جاتے ہیں کہ بجز اقرار کے انکار مناسب نہیں ہوتا چنانچہ ۱۸ مارچ کی سہ پہر کو ایک مرزائی صاحب جو پیغامی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مرزائی جماعت کی طرف سے یہ پیغام لیکر آئے کہ اگر جناب واعظ تحریری مناظرہ کا مطالبہ کریں تو مرزائی حضرات مناظرہ کے لیئے تیار ہیں جسکے جواب میں انسے بتایا گیا کہ مناظرہ کوئی زیادہ مفید چیز نہیں ہے تاہم اگر مرزائی خواہش کریں تو

انکی مبارک خیالات کی اجازت ہے۔ اس جواب کے بعد کوئی آواز نہیں آئی،

۷ مارچ کو موضع لدھیانہ ضلع گوجرانوالہ کے شیعوں کا ایک وفد قریب شام اس غرض سے وارد ہوا کہ وہاں کے بعض سنی صاحب مولویوں نے فریقین میں فساد ڈلوایا ہے یہاں تک کہ فریقین میں شرائط مناظرہ طے ہوکر اسٹامپ لکھا جاچکا ہے ۲۹ مارچ تاریخ مناظرہ معین ہوگئی ہے جس فریق کا مناظر نہ آئے گا اسکو پانچسو روپیہ حرجہ اور خرچہ دینا ہوگا یہ حالت سنکر جناب واعظ نے اپنی شرکت اور مناظرہ کرنا منظور کرلیا گیا ۲۵ تاریخ کو گوجرانوالہ پہونچنے کے بعد معلوم ہوا کہ مناظرہ ملتوی ہوگیا۔

واقعہ یہ ہے کہ جناب واعظ کے مواعظ ومساعی نے اس علاقہ میں کافی اثر پیدا کردیا ہے عالم مناظرہ کی صدا بلند کی جاتی ہے مگر جناب واعظ کا علمی رعب سنکر آواز ہوکر جناب موصوف کی کوششوں کو پرزور شکریہ کا مستحق ٹھہراتا ہے،

جناب مولوی جواد حسین صاحب واعظ ضلع اعظمگڈھ ضلع مظفر گڈھ میں

جناب موصوف نے یکم مارچ سے ۳۱ مارچ تک جن جن مقامات کا دورہ کیا ہے انکی تفصیل حسب ذیل ہے
مبارکپور ضلع اعظمگڈھ یکم مارچ سے ۱۸ مارچ تک جناب واعظ مبارکپور میں تشریف فرما رہے اور اس زمانہ میں جو کارروائیاں آپنے فرمائیں وہ بہت کچھ قابل لحاظ ہیں "مدرسہ باب العلم کے جلسہ تقسیم انعام میں آپکی معرکۃ الآرا تقریر اور اعانت مدرسہ کی ترغیب جسے سنکر اکثر حضرات کا فوراً اعانت فرمانا اور جو ناجائز کوششیں اہل اسلام خصوصاً شیعوں کو بائیکاٹ کرنے اور انکو تجارتی نقصان پہونچانے کی بعض دیوبندی حضرات کی طرف سے کی گئیں تھیں انکے اثرات سے اہل اسلام خصوصاً شیعوں کو بچاکر آپس کی نااتفاقیوں کو اتحاد سے مبدل کرانا مجالس وعظ میں انصار اللہ کے اوصاف بیان کرکے نصرت مذہب کیطرف توجہ دلانا اور اس بات خاص میں آپکی ان تھک کوششیں آپ کو پرزور شکریہ کا مستحق ٹھہراتی ہیں"

یہاں کے مسلمانوں کی مالی حالت باوجود ان کی اکثریت کے ایک عرصہ سے کمزور چلی آتی تھی گذشتہ چالیس برس سے یہاں کے مسلمانوں کو اسکا احساس ہوا اور انھوں نے باتباع اصول تجارت ترقی کرنا شروع کی اور امور خیر کے لئے بھی فی روپیہ ایک معمولی سی رقم نکالنا شروع کی جو یکجا جمع ہوکر مذہب میں باعتبار مردم شماری تقسیم ہوتی رہی گذشتہ پچیس برس سے شیعوں کو اسطرح کی تقسیم سے اپنے نقصان کا احساس ہوا اور انھوں نے اپنی رقم علحدہ کرلی جو رفتہ رفتہ ایک معتدبہ مقدار تک پہونچ گئی اور ۱۳۲۶ء میں جناب واعظ کی ان تھک کوششوں سے مدرسہ "باب العلم" کا افتتاح ہوگیا اور جتنی مخالفانہ کوششیں ہوئی تھیں وہ سب بیکار وعبث ثابت ہوئیں، بعض دیوبندی حضرات کو شیعوں کی تجارتی ترقی کے ساتھ جو ۱۴، ۱۵ برس سے روزافزوں ہوتی چلی جاتی ہے یہ علمی ترقی نہایت ناگوار گذری اور اپنی مخالفانہ کوششوں سے

شیعوں کو بہت کچھ نقصان پہونچانا چاہا مگر یہ تمام کوششیں رائگاں ہو گئیں اور جو کوششیں مسائل شیعوں کو کمزور کرنے اور اُن کو نقصان پہونچانے کے بعض دیوبندی حضرات نے کی تھیں وہ جناب واعظ کی حکمت عملی سے بیکار ہو کر بمصداق مثل مشہور "چاہ کن را چاہ در پیش" انھیں کے لئے مضرت رساں ثابت ہوئیں،

اس موضع میں تقریباً ڈھائی تین سو شیعہ اور چار پانچ ہزار برادران اہلسنت آباد ہیں جن میں تقریباً دو ہزار وہابی، دیوبندی ڈھائی تین سو اہل حدیث اور باقی حنفی اور تقریباً پچاس نفوس فرقہ اسماعیلیہ کے اور باقی سناتن دھرم ہندو آباد ہیں ایک مدرسہ شیعوں کی جانب سے ہے اور ایک مدرسہ اہلسنت کا ہے اور مسجدیں اور امام باڑہ بھی متعدد ہیں

علی پور ضلع مظفر گڑھ ۲۱ مارچ کو مبارکپور سے روانہ ہو کر ۲۲ مارچ کو لکھنؤ پہونچکر ۲۵ مارچ کو پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اور لاہور و شجاع آباد و مظفر گڑھ سے مرور کرتے ہوئے علی پور میں وارد ہوئے اور ۲۸ مارچ کو گھلوان تحصیل علی پور میں ایک مجلس پڑھکر پھر علی پور واپس آئے ۲۹ مارچ کو علی پور میں جلسۂ وعظ منعقد ہوا جسمیں مسئلہ ختم نبوت اور شان نبی پر ۱½ گھنٹہ تقریر فرماکر مدعیان نبوت کے دعوی کو باطل فرمایا مجمع نہایت متأثر ہوا اس جلسہ میں لاہوری جماعت احمدیہ کے مبلغ بھی موجود تھے

جناب مولوی امداد حسین صاحب واعظ ممالک متوسطہ میں

جناب ممدوح نے یکم اپریل سے ۱۳ مئی تک جن جن مقامات کا دورہ کیا اُنکی تفصیل حسب ذیل ہے

سیونی - یکم اپریل سے ۱۴ اپریل تک سیونی میں قیام پذیر رہے اس درمیان میں اگرچہ کوئی جلسہ عام یا خاص منعقد نہیں ہوا لیکن پرائیوٹ صحبتوں میں مختلف مسائل پر مثل مسئلہ امامت و شہادت وغیرہ کے مبارک علی صاحب حنفی اور دیگر اشخاص سے گفتگو ہوتی رہی

رائے پور ۵ اپریل سے ۲۰ اپریل تک ناگپور میں تشریف فرما رہکر ۱۱ اپریل کو رائے پور تشریف لائے جہاں ایک جلسۂ وعظ مسجد میں منعقد ہوا جسمیں جناب واعظ نے مسائل امور معاش و معاد پر تقریر فرمائی

جگدل پور ریاست بستر - ۳ روز رائے پور میں قیام رہا ۱۴ اپریل کو جگدل پور تشریف لائے جہاں جناب مولوی غضنفر علیشاہ صاحب ڈی ایس پی آنکے پیشتر سے ہمراہ تھے ممدوح کی کوشش سے یہاں تک تین جلسہ وعظ کے عام طور پر منعقد ہوئے اور کافی اثر سے روشناس ہوئے،

یہاں کے پوری آبادی حد درجہ کی تاریکی میں مبتلا ہے تعلیم مطلقاً نہیں ہے اُردو تک بھی نہیں جانتے فارسی عربی کا کیا ذکر ہے تقریباً چار پانچسو مسلمانوں کی آبادی ہے مگر رسم و رواج میں

ہندوؤں کے پیرو۔ نماز بھی پڑھتے ہیں دعفلیشمری دیوی کی پوجا بھی کرتے ہیں صرف ایک حصہ کے تاجر شیعہ ہیں جو تقیہ میں بسر کرتے ہیں شاہ صاحب موصوف نے ایک حد تک لوگوں کو بیدار کر دیا ہے ادہر ادہر سے ہی چل کر دس بارہ شیعہ ہو جاتے ہیں ۱۸، ۲۴ ذی الحجہ کو عام محافل منعقد ہونے کی اُمید تھی، غالباً اس مقام پر دو مہینہ جناب واعظ کو قیام کرنا پڑیگا، شاید کہ اتنے زمانہ میں کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو پرائیوٹ صحبتوں میں ایک الہ آبادی ملا فاضل سے بعض مسائل پر گفتگو شروع ہے مسٹر محمد شتاب خاں صاحب سب انسپکٹر سے مسئلہ خلافت و نماز عید پر گفتگو ہوئی جنھوں نے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے امام برحق ہونے کو تسلیم کر لیا ہے گر ابھی خلافت بلا فصل کے متعلق پس و پیش ہے شاید دوسری گفتگو میں یہ بھی صاف ہو جائے،

یہ تمام کوششیں جناب واعظ کی بے حد قابل شکر گذاری ہیں اور ہم تہ دل سے آپکا بہ خلوص شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب مولوی سید اظہار الحسین صاحب ایسٹ افریقہ میں۔

افریقہ کا یہ مشرقی حصہ چار صوبوں یا چار علاقوں میں منقسم ہے رگینا یوگنڈہ، ٹانگانیکا ٹری ٹری، زنجبار اول الذکر تین مقام مقبوضات برطانیہ سے ہیں اور زنجبار کا سلطان اگرچہ عرب ہے لیکن برطانیہ کا ماتحت ہے اور یہ مقام بھی گویا برطانیہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

ان اطراف میں ہدایت و اصلاح مسلمین و مومنین کی ضرورت بہت زیادہ ہے کیونکہ اکثر بلکہ تمام شیعہ خوجہ ہیں جنکا اصلی مذہب اسماعیلی آغاخانی تھا توفیق الٰہی شامل حال ہوئی اور مرحوم ملا قادر حسین صاحب مدراسی اعلی اللہ مقامہٗ کی ان تھک کوششوں سے ان لوگوں میں تشیع کی اشاعت گذشتہ پچاس برس سے شروع ہوئی اور حاجی دیوجی جمال کا ہدایت یاب ہو کر فرائض تبلیغ کا ادا کرنا اسقدر مفید ہوا کہ لوگ رفتہ رفتہ اثنا عشری ہوتے گئے گر افسوس کہ یہ دونوں بزرگ بہت جلد داعی اجل کے مہمان ہو گئے اور ان لوگوں کی جہالت علم سے مبدل نہ ہو سکی تاہم حج و زیارت سے برابر مشرف ہوتے رہے اور علمائے عراق کی خوب خوب خدمتیں کرتے رہے اور ہزار ہا روپیہ خمس و زکوٰۃ کا بھیجتے رہے اور علمائے عراق و ایران و پنجاب بھی ان حضرات کے یہاں تشریف لا کر خوب متمتع ہو لیے گر یہ حضرات زبان کے اختلاف سے کوئی دینی و علمی فائدہ ان لوگوں کو نہ پہنچا سکے تا اینکہ مدرسۃ الواعظین نے ان حالات سے مطلع ہو کر ان لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے سب سے پہلے جناب مولوی سید علی صاحب واعظ کو روانہ کیا جن کی تبلیغ اور ان تھک کوششوں کے حالات الواعظ کی گذشتہ جلدوں میں آپ کے ملاحظہ سے گذر چکے ہیں،، دینی

مدرسوں کا افتتاح، تعلیم و تعلم کا بندوبست، درس و تدریس کا انتظام، اصلاح و ہدایت کا تسلسل یہ سب مولانا کی قابلِ شکر کوششوں کا نتیجہ تھا آخر لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور مدرسۃ الواعظین کی وقعت و عزت اور جنابِ اعظم کی دینی خدمتوں کا سکہ اُن کے دلوں پر نقش ہو گیا جس کے بعد مدرسہ کی امدادی جماعت میں صحنوں نے کوئی تامّل نہیں کیا اور جناب ممدوح کا دورہ نہایت کامیاب ثابت ہوا۔

جناب ممدوح کی واپسی کے بعد جناب مولوی سید سلطان علی صاحب واعظ روانہ کیے گئے اور موصوف نے بھی اپنی امکانی کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر ایک واعظ اتنا بڑا وسیع ملک کہاں کہاں جا سکتے تھے اور کتنا کتنا قیام کر سکتے تھے اور بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو کہاں تک پورا کر سکتے اور کہاں تک مکمل فائدہ پہونچا سکتے تھے آخر کار جناب موصوف کی واپسی کے بعد جناب حاجی محمد جعفر شریف دیوجی نے اس ضرورت کو محسوس کر کے دو واعظوں کی خواہش کی اور یہاں سے جناب مولوی سید اظہار الحسنین صاحب ایسٹ افریقہ کے لیے اور جناب مولوی سید سلطان علی صاحب مڈاگاسکر کے لئے روانہ کیے گئے جو ۹ نومبر ۱۹۳۰ء کو ممباسہ پہونچ گئے اور چونکہ ممباسہ میں قیام کی ضرورت نہ تھی جیسا کہ گذشتہ نمبر میں لکھا جا چکا ہے اور مڈاگاسکر کے جانے میں ماہ صیام کے روزوں کے ضائع ہونے کا کھٹکا تھا لہذا جناب مولوی سید سلطان علی صاحب کمپالا کی طرف بھیجے گئے جہاں اُن کو ایک سال کے لیے روک لیا گیا ہے اور جناب مولوی سید اظہار الحسنین صاحب موضع بگانی کی طرف روانہ کر دیے گئے،

گذشتہ نمبر میں اطلاع دی گئی تھی کہ جناب موصوف بگانی سے تانگا اور زنجبار سے مرور کرتے ہوئے دار السلام واپس آ کر گوما تشریف لے گئے مگر جب جناب مولانا مولوی سید سلطان علی صاحب کمپالا میں روک لیے گئے تو جناب موصوف کو لکھا گیا کہ وہاں سے مڈاگاسکر تشریف لے جائیں چنانچہ موصوف ۱۲ ذی الحجہ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو موانزہ سے روانہ ہو کر ۲ مئی ۱۹۳۱ء کو دار السلام تشریف لائے اور سامانِ سفر درست کر کے ۶ مئی کو بعد زوال دار السلام سے روانہ ہو کر ۴½ بجے شام کو زنجبار پہونچے اور وہاں سے اسی روز روانہ ہو کر ۱۰ مئی کو مڈاگاسکر کے صدر مقام مجونگا پہونچ گئے زنجبار سے روانہ ہوتے وقت جناب حاجی حسین شریف دیوجی نے محمد علی نتھو پریمجی کو تار دیا تھا چنانچہ بندرگاہ پر پہونچتے ہی موصوف بکمال احترام سے استقبال کر کے فرودگاہ تک لے گئے"۔ اثنائے راہ کی زحمتیں کھانے پینے کی دقتیں فرنچ جہاز کا سفر جس میں بجز غیر مسلمین کے مسلم کے ہاتھ سے کھانے پینے کے اشیاء کا ملنا محال دار السلام و زنجبار سے جو ناشتہ جناب حسین بھائی یا حاجی حسین شریف دیوجی نے ساتھ کر دیا تھا اسی پر بسر اوقات آخر وہ کھانا خراب ہو گیا اور ۹ کی صبح کو اُسے کھاتے ہی طبیعت بگڑی جس کا سلسلہ مجونگا پہونچنے تک باقی رہا

ڈاکٹری علاج سے صحت ہوگئی مگر ضعف باقی ہے

بہر حال حصول صحت کے بعد سلسلۂ مواعظ شروع ہوکر ۱۹ر مئی مطابق ۳۰ر ذی الحجہ تک باقی رہا اور چونکہ ۱۱ر یا ۱۲ر مئی کو جہاز کے روانہ ہوجانے کے بعد جناب اغظ کو دو انگی جہاز کا حال معلوم ہوا لہذا باوجود مزید قیام کی رائے نہ ہونے کے مجبوراً مجونگا ہی میں قیام کرنا پڑا اور ۳۰ر ذی الحجہ یوم سہ شنبہ کو رویت ہلال ہوکر ماہ محرم شروع ہوگیا۔

مجونگامیں ایک کاٹھیاواری ملا جناب رضا حسین صاحب مجالس کی خوانندگی اور اطفال کی تعلیم کے لئے ملازم ہیں اور مقامی حضرات بھی ذاکری کرلیتے ہیں اور اس سب کے علاوہ ایک بزرگوار آقا سید محمود نجفی بھی تقریباً ڈیڑھ مہینہ سے یہاں مقیم ہیں جو اکثر تشریف لایا کرتے ہیں اور بدیں وجہ تمام لوگوں سے تعارف و تعلقات قائم ہیں لیکن باایں ہمہ جناب موصوف صرف نماز پنجگانہ اور مجالس میں زیارت پڑھا دیا کرتے مجالس و مواعظ کا تعلق جناب اغظ ہی سے ہے آٹھ بجے شب کو مجلس شروع ہوتی ہے نصف گھنٹہ نوحہ و سلام نصف گھنٹہ ملا رضا حسین صاحب اور انکے بعد ایک گھنٹہ کامل جناب اغظ وعظ فرماتے ہیں دس بجے مجلس ختم ہوتی ہے اور جناب آقائے نجفی زیارت پڑھاتے ہیں ماہ محرم کے بعد جناب اغظ کسی دوسرے مقام پر تشریف لیجائینگے

اس زمانہ میں یہاں کی حالت بہت خراب ہورہی ہے تجارت کی کساد بازاری نے نہایت پریشان کر رکھا ہے بڑے بڑے لکھ پتی سیٹھوں کا دیوالہ ہوگیا اکثر کارخانہ بند ہوگئے دوکانیں نیلام ہوگئیں لوگ مقروض ہیں کاروبار ابتر ہے خام مال جو یہاں سے ممالک یورپ میں جایا کرتا تھا اسکا جانا وہاں کے کارخانے بند ہونے سے موقوف ہوگیا لوگ تباہ ہوگئے ہر شخص متفکر و متردد اور اسی وجہ سے امور مذہبی کی طرف سے بالکل توجہ جاتی رہی نہ نماز سے مطلب نہ شرکت مجالس و مواعظ سے غرض کہ کچھ عجیب حالت ہے جناب اغظ اپنی امکانی کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے جناب حاجی حسین شریف دیوجی زنجبار اور جناب حاجی محمد جعفر حاجی شریف دیوجی مہاسہ بھی حضرات ایسے ہیں جو ہر حیثیت سے دامے درمے سخنے قدمے خدمت مدرسۃ الواعظین کے لئے تیار ہیں اور برابر تیار رہتے ہیں اور انھیں کی وجہ سے واعظین و مبلغین اور مدرسہ کو کامیابی ہوئی اور آئندہ بھی انھیں سے امید ہے خداوند عالم ان حضرات کو بہترین جزائے محسنین کرامت فرمائے

(ناچیز مدیر)

جمع خرچ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ بابت ماہ مارچ ۲۱ء

آمدنی

بقایا ماہ گذشتہ .... سعہ
حال بابت ماہ مارچ ۱۹۲۱ء .... الہ

مستقل

رامپور اسٹیٹ ۱۲

عالیجناب محمد محمود صاحب منیجر دواخانہ شاہ عہ

کمپنی نخاس لکھنؤ

عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس

عالیجناب راجہ سید اکبر علیخانصاحب رئیس پراول

عالیجناب مولوی جرار حسین صاحب جونپور

عالیجناب نواب سید محمد رضا صاحب گھڑیالی ۶

چوک لکھنؤ

عالیجناب سید مجتبیٰ حسن وکیل بستی

رامپور اسٹیٹ

عالیجناب محمد محمود صاحب منیجر دواخانہ شاہ عہ

کمپنی نخاس لکھنؤ

عالیجناب نواب سید علی رضا صاحب والا نگر

عالیجناب سید سجاد حسین صاحب کانپور

عالیجناب سید علمدار حسین صاحب اندوضلع الہ آباد

عالیجناب حسین علی صاحب وکیل ورنگل بادہ دکن عہ

عالیجناب مولوی سجاد حسین صاحب بنارہ ضلع

متفرقات

وصول قیمت تیل ۵

فروخت پھول ۲

آمدنی دیگر شعبہ جات

انجمن موید العلوم

الواعظ

مسلم ریویو

میزان کل آمدنی

غیر مستقل

حسین بخش صاحب ملتان

خرچ

مشاہرہ ملازمین	[illegible]	مصارف انجمن مؤید العلوم	[illegible]
وظائف متعلمین	[illegible]	مصارف الواعظ	[illegible]
صرف دار الآغا	۱۰/۹	مصارف مسلم ریویو	[illegible]
مشاہرہ واعظین	[illegible]		[illegible]
صرف کتبخانہ	[illegible]		

مصارف متفرقہ

متعلق دفتر	[illegible]	رقم پیشگی حوالہ واعظ	[illegible]
خرچ ڈاک	[illegible]	طباعت	[illegible]
مہمانی زائرین وغیرہ	[illegible]	جلسہ سالانہ	[illegible]
سفارت	[illegible]		[illegible]
خرید کتاب برائے متعلمین	[illegible]		

میزان کل خرچ

[illegible] ۱/۶

تتمہ [illegible] ۳/۹

سید عاشق حسین ہیڈ کلرک

مقالات

۱۳۲۹ سال تک ایک ہی تعلیم

دنیا میں کوئی مذہب بجز مذہب شیعہ کے ایسا نہیں ہے کہ جسکے مبلغین نے ۳۲۹ برس تک اسکی تعلیم و تکمیل میں اپنا پورا وقت صرف کیا ہو۔ اور پھر مبلغین بھی کون جو بانی مذہب کی اولاد میں سے بہترین افراد زمانہ اور جن کو موافق اور مخالف سب نے معصوم او محفوظ عن الخطا تسلیم کر لیا ہو، یہ ظاہر ہے کہ گھر کا حال گھر والوں سے زیادہ بیرونی اشخاص نہیں جان سکتے اور اس لیے ان ہی حضرات کی تعلیم بعینہ بانی مذہب کی تعلیم ہو سکتی ہے خصوصا اس لحاظ سے کہ جب ایک بانی مذہب کے بعد تیرہ گواہان عادل ایک ہی امر پر گواہی میں متفق اور متحد ہوں اور کوئی اختلاف آپس میں تمام اصول و فروع دین کے متعلق نہ رکھتے ہوں اور دنیا کی نامساعدت اور اسکے مٹانے میں سلطنت کے پورے زور و قوت کے باوجود بھی ان مذہب ساڑھے تیرہ سو برس تک برابر قائم اور ترقی کرتا رہا ہو اور جب تھوڑی سی آزادی بھی نصیب ہو دنیا کو اپنا گرویدہ بنا لا اور اپنے افراد کو بڑھا رہا ہے یہ سب باتیں اس مذہب کی طبعی قوت اور اصلی عمدگی کی دلیلیں ہیں اور ان سب دعوں کی تصدیق کتب فریقین کے مطالعہ سے بخوبی ہو سکتی ہے ورنہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✽ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اس مذہب کی ابتدا روز دعوت عشیرہ سے ہوئی جبکہ جناب رسولخدا صلعم نے دو بار اپنے اعزا و اقربا کے مجمع میں سوال کیا کہ کون اس مذہب اسلام کی اشاعت میں میرا مددگار اور میرا خلیفہ ہونا قبول کرتا ہے دونوں مرتبہ بجز حضرت علی کے کوئی کھڑا نہ ہوا۔ تب حضرت نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو یہی میرا خلیفہ ہے اسکی بات سنو اور مانو دیکھو تاریخ طبری، اور دیگر کتب معتمدۂ فریقین بس یہی اول نصب خلافت ہے جسکی تجدید وقتا فوقتا ہوتی رہی ہے اور آخر میں ختم بالشان طریقے پر یوم غدیر یعنی ۱۸ ذی الحجہ مطابق ۱۲ مارچ کا اعلان تو سنگ بنیاد مذہب شیعہ ہے جس پر اسکی عالیشان عمارت آجتک باوجود ہتیار حوادث زمانہ و قتل عام اور جلاوطنی اور بیجد مظالم کے قائم ہے۔

جو عنوان اوپر لکھا گیا ہے اسکی توضیح یہ ہے کہ ۲۸ صفر سنہ ۱۱ ہجری سے ہمارے ائمہ کی امامت کا زمانہ شروع ہوتا ہے اور سنہ ۲۵۵ھ میں امام زماں کی ولادت ہوتی ہے جو اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد جلوہ افروز مسند امامت ہو کر بحکم خدا غیبت صغریٰ اختیار فرماتے ہیں اور سنہ ۳۲۹ ہجری تک اپنے سفیروں اور

اور وکیلوں کے ذریعے ہدایت خلق میں مصروف رہکر بحکم خدا غیبت کبریٰ کے پردہ میں مثل آفتاب کے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور ابتک مثل حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ مگر آنکھوں سے پوشیدہ ہیں، اگر حضرت خضرؑ کا ابتک زندہ رکھنا خداوند عالم کا فعل عبث نہیں ہے اور اسمیں کوئی نہ کوئی فائدہ مضمر ہے تو اسی طرح حضرت صاحب الامرؑ کی غیبت بھی بے سود نہیں بلکہ مثل آفتاب کے ہے جو باوجود ابر سے ڈھکے رہنے کے بھی اپنے نور و حرارت سے دنیا کو مستفید کرتا رہتا ہے، اس طرح پر چودہ معصوم کی تبلیغ کا زمانہ ۳۲۹ برس کا ہوا بلکہ اگر تیرہ سال قبل ہجرت کا اضافہ کیا جاتا ہے تو ۳۴۲ سال ہوتے ہیں

جناب رسول خدا کی تئیس سال کی تبلیغ اسلام کے بعد نبوت تو ختم ہو گئی اور اسکا تکملہ بھی یوم غدیر کو اجری نصب خلافت علی سے ہو گیا جس پر ارشاد باری نازل ہوا کہ آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا،

آفتاب نبوت کے غروب کے بعد ماہتاب امامت طلوع ہوا اور مسلسل بلا کسی شکستگی کے یہ سلسلہ علی و فاطمہ کی نسل سے گیارہ اماموں تک قائم رہا اور اس حدیث رسول کی تصدیق ہو گئی جن میں آنحضرت نے اپنے بعد بارہ خلفا کی خبر دی تھی ان میں سے ہر ایک بزرگوار کی تکلیف اپنے زمانہ کی ضرورت سے جداگانہ رہی، چنانچہ امام دوم حضرت حسن علیہ السلام نے کوشش بلیغ فرمائی کہ مصالحت کے ذریعہ سے اُن خرابیوں کو مٹائیں جو بدقسمتی سے بانی اسلام کی وفات کے بعد ہی سے اُنکے دین میں رونما ہو گئی تھیں اور روز بروز بڑھتی جاتی تھیں۔

پہلا دور مصلحت کا تھا دوسرا مصالحت کا، جب اِن دونوں طریقوں کو مؤثر نہ پایا اور اسلام کے مٹنے ہی کی نوبت آئی تو بحکم خدا تیسرا دور قربانی کا آیا اور امام سوم حضرت حسینؑ بن علی ذبح عظیم کے مصداق قرار پا گئے آپکا طریقہ احتجاج الیاذ بردست ثابت ہوا کہ اسلام دوبارہ زندہ ہو گیا اور قیامت تک کے لئے اُسکی بنیادوں میں خون حسین پلا کر بنیانٌ مرصوص سے زیادہ مستحکم کر دیا گیا۔ اسکے بعد چوتھا دور حضرت علی بن الحسینؑ کا تعلیم روحانیات و عبادات کا زمانہ تھا جیسا کہ صحیفۂ سجادیہ اور دیگر مجموعوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے کلمات طیبات میں معرفت اور روحانیت کے دریائے ذخار نظر آتے ہیں۔ آپنے دکھا دیا کہ عبد کو معبود کے سامنے کیسا رہنا چاہیئے، حضرت کی دعاؤں سنے زبور آل محمد کا لقب پایا اور چونکہ مردوں میں صرف آپ ہی واقعۂ کربلا میں بقدرت خدا زندہ بچ گئے تھے جن سے نسل سیادت جاری ہوئی اسلئے آپ کو آدم آل عبا کہتے ہیں، پانچواں دور انکشاف علوم دین کا تھا جو حضرت باقر العلوم کو حصے میں شروع ہوا، چھٹا دور حضرت امام جعفر صادقؑ کا تدوین و تکمیل حدیث و فقہ و دینیات مذہب کا

اور تشریح اصول و فروع شرعیہ کا تھا یہاں تک کہ اس مذہب کو آجتک مذہب جعفری کہتے ہیں دیگر مذاہب اور مذاہب کے شعبوں میں کس قدر اختلافات ہیں یہاں تک کہ نماز سا رکن دین بھی اختلافات سے خالی نہیں ہے لیکن حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے صحابہ کے سامنے دو رکعت نماز بطرز رسول پڑھکر دکھا اور سکھایا کہ نماز کیسے پڑھنی چاہیئے۔ اسکے متعلق ایک طولانی حدیث موجود ہے کہ حضرت نے کیا کیا کیا۔ اس سے بہتر تعلیم نماز کیا ہوسکتی ہے، ساتویں دور میں حضرت موسی کاظم نے مدت العمر قید سلطنت میں گذارنے کے بعد دنیا سے رحلت فرمائی لیکن اس مجبوری میں بھی بذریعہ خطوط وکلا تعلیم و تبلیغ فرماتے رہے آٹھواں دور حضرت امام علی رضا کا تھا کہ حق آل محمد تسلیم کیا گیا اور خلیفہ مامون الرشید نے باوجود امامہ کے انکار شدید کے حضرت کو اپنا ولیعہد سلطنت مقرر کیا۔ دنیا کو ظاہر بظاہر معلوم ہوگیا کہ خلافت حق آل محمد ہے۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء اسکے بعد نواں اور دسواں اور گیارہواں دور حضرت امام محمد تقی (جنھوںنے ۲۸ سال کے سن ہی میں انتقال فرمایا) اور امام علی نقی اور امام حسن عسکری کا ہے جس میں سلسلہ تبلیغ و توضیح و تفسیر قرآن قائم رہا حالانکہ ان تینوں زمانوں میں خلفائے عباسیہ کا ظلم ائمہ اور بنی فاطمہ کے زن اور مرد پر شدید سے شدید تر ہوگیا۔ آیات قرآنی کی تاویل و تفسیر تو ہر زمانے میں ہوتی رہی لیکن گیارہویں امام کے زمانے میں خصوصیت کے ساتھ ہوئی، اور ہنوز موجود ہے حالانکہ یہی بارہ امام اور چودہ معصوم راسخون فی العلم ہیں اور انھیں میں نص قرآن مجید تاویل قرآن کا علم منحصر ہے۔ بارہویں امام کا زمانہ تو نہایت پرآشوب تھا جبکہ دشمنان آل محمد شمع ہدایت کے بجھانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے لیکن سہ

چراغے را کہ ایزد برفروزد کسے کو پف زند ریشش بسوزد

آخر کار خداوند عالم نے امام زمانہ کو لوگوں کی نظروں سے غائب کردیا اور اب آپ کی رجعت کا زمانہ علم الٰہی میں ہے۔"

ماہتاب امامت کے پردہ ابر میں چھپ جانے پر اجتہاد کا دروازہ کھلا اور علمائے امت کا نبیاء بنی اسرائیل کا زمانہ قائم ہوا جبکی روشنی مثل ستارہ ہائے درخشاں کے آسمان پر چھائی ہوئی ہے اور مذہب شیعہ میں مردہ عالم کی تقلید نہیں بلکہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے زندہ عالم کی تقلید واجب ہے مجتہد عصر کو بضرورت وقت حدود شرع کے اندر احکام کے جاری کرنے کا اختیار رہتا ہے اور اس طرح پر یہ مذہب کہنگی اور فرسودگی سے محفوظ ہے، یہ لوگ اپنے امور دین میں امام زمانہ سے فیوض باطنی اور امداد روحانی حاصل کرتے رہتے ہیں اور یہ مقام تعجب کا نہیں ہے کیونکہ جب اکثر درویش الارمولی صوفیوں کا کوسوں سے اپنے مریدوں کی امداد کرنا مانا جاتا ہے اور فخریہ بیان کیا جاتا ہے تو افضل ترین اولاد رسول

کو اس تصرف اور کرامات سے خالی سمجھنے کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے،

واضح ہو کہ بجز امام دوازدہم ادام اللہ بقاءہ کے گیارہوں امام شہید ہوئے ہیں، اول و سیوم تلوار سے بقیہ کو زہر سے جو انکے سیاسی دشمنوں یعنی خلفائے بنی امیہ و بنی عباس نے دلوائے۔ اکثر ان میں سے عرصہ دراز تک قید سلطنت میں رہے جب ناخدائے کشتی کی یہ حالت رہے تو کشتی والوں کا استقلال محض عقائد کی حقیقت کی بنا پر نہ تھا تو کیا تھا مسئلہ تقیہ جو منصوص فی القرآن ہے ان کی بڑی سپر تھی جس نے اس مظلوم مذہب کی بقا میں مدد دی، ایک طرف جہاد کے نام سے ملک گیری اور مذہب سلطنت پھیلایا جاتا تھا، دوسری طرف تقیہ کے ذریعہ سے جان او مذہب حق بچایا جاتا تھا کیا ایسا کلاً غیر سیاسی سچا مذہب اس قابل نہیں ہے کہ اہل تحقیق اسکی کتابیں بنظر انصاف دیکھیں نتیجہ نکالنا انکے اختیار میں ہو وما علینا الا البلاغ

(عبدالبسیل)

(سید محمد خلیل)

انگریزی ترجمہ صحیفۂ کاملہ حصہ دوم

کلام الامام امام الکلام

علی ثانی یا آدم ثالث امام چہارم علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کا کلام بلاغت نظام جو تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق کا مصداق اور مافوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور رابطۂ عبدیت و معبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعا و مناجات کے اعلیٰ طرق کا معلم ہے مدرسۃ الواعظین کے کافی دقت اور روپیہ کے صرف سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہے شائقین کے سخت تقاضے سے پہلا حصہ جو ۳۸ دعاؤں پر مشتمل اور ۱۷۹ صفحہ پر ختم ہوا ہے سال گذشتہ شایع کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ جو ۲۹ دعاؤں پر مشتمل اور (۱۸۰) صفحہ سے شروع ہو کر (۳۹۵) صفحہ پر ختم ہوا ہے امسال شایع کیا گیا ہے حصہ اول کی طرح اس دوسرے حصہ میں بھی ایک صفحہ پر اصل عربی عبارت اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہے جلد او قیمت میں کوئی فرق نہیں دونوں حصوں کی جلد نہایت عمدہ انگلش فیشن اور دونوں حصوں میں سے ہر ایک کی قیمت عہ ہے سکریٹری صاحب انجمن مؤید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

یہ ترجمہ کیسا ہے اور اسکے خصوصیات کیا ہیں ایک مادہ پرست جرمنی اسکو دیکھکر لکھتا ہے کہ "اگر خدا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کتاب میں بتلایا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں،، ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے جلد منگوائیے ایسا نہ ہو کہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے،،



مجلس محققین کے ایک محققانہ مکالمہ کا تحقیقی فیصلہ

سرزمین ایران میں پیدا ہونے والا فرقہ "بہائی" اپنے نشو ونما کے لیے جو کوشش دنیا کی مختلف آبادیوں میں کر رہا ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں تھوڑے عرصہ سے اُس نے ہندوستان میں بھی اپنے قدم جما چاہے ہیں اور قرول باغ دہلی سے وہ ایک رسالہ "کوکب ہند" شائع کر رہا ہے جسمیں اسلام حقیقی کے مقابلہ میں اپنے نشو ونما اور اسلام حقیقی کے پست و پسپا کرنے میں بزعم خود کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا چنانچہ اسی سلسلہ میں اُس نے ایک مضمون "ایک محققانہ مکالمہ" کے عنوان سے جلد ششم نمبر ہفتم میں شائع کیا تھا جسمیں بظاہر ایک فرضی مجیب و سائل کو "مومن و مسلم" کے لفظ سے تعبیر کرکے ان دونوں کی گفتگو سے جو در حقیقت ایک ہی شخص کی طبعزاد ہے) مذہب اسلام کو ایک میعادی مذہب ثابت کرنے کی عبث اور فضول کوشش کرکے بہائی مذہب کو اس زمانہ کے لیے الٰہی مذہب ثابت کرنے کی لاحاصل سعی کی گئی تھی ہمارے بعض احباب لکھیم پور نے آج سے کچھ قبل وہ مضمون رسالہ مذکورہ سے علیحدہ کرکے بغرض جواب ہمارے پاس روانہ کیا تھا جو تعمیل فرمائش کے لیے فاضل مضمون نگار کے سپرد کر دیا گیا تھا مگر افسوس کہ ممدوح کو باوجود جواب لکھ جانے کے بھی ایک طولانی سفر کے درپیش ہوجانے لیعض گئی اگر وجہ سے اسکو ہمارے پاس بھیجنے کا موقع نہ ملا اور ہمکو بھی ممدوح کا نشان معلوم نہ ہوسکنے اور نیز ایک عرصہ کی تحریک کو فراموش کر جانے سے تقاضا کرنے کی نوبت نہ آئی۔ مگر جب کچھ عرصہ کے بعد جناب محرک نے تقاضا کیا اور ممدوح بھی سفر سے واپس تشریف لے آئے تو ہم اس جواب کو ممدوح سے حاصل کرکے پیشکش ناظرین کرتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ عذر مذکور کے دفع ہونیکے بعد بھی، ہماری طولانی علالت اُسکی اشاعت میں مزید تاخیر کا موجب ہوگئی،

(ناچیز مدیر)

باسمہ سبحانہ الحمد

قبل اسکے کہ میں فرضی مجیب و سائل کی تقریروں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں،

(۱) میں اسوقت جس فریضہ کو ادا کرنا چاہتا ہوں وہ اصل وہ نہایت نازک فریضہ ہے، اسلیے کہ ہر شخص

کے کچھ ذاتی عقائد و رجحانات ہوتے ہیں" اگر یہ شخص وہی عقائد و رجحانات کسی اور کے پاس دیکھتا ہے تو خواہ مخواہ اسے اُنکی جانب ایک باطنی کشش ہوتی ہے اگر یہ کشش جذبات قلبیہ کی کمال پاکر عقل و دیانت پر غالب آگئی تو ناممکن ہے کہ انسان کسی فریضہ کو اُس طرح ادا کرسکے جس طرح اُسے ادا کرنا چاہیے چونکہ دنیا میں عموماً ایسی ہی فردیں پائی جاتی ہیں جنکی عقلیں کچھ نہ کچھ جذبات سے متاثر ضرور ہوتی ہیں اسوجہ سے میں بھی اپنے جذبات قلبیہ اور تاثیرات مذہبیہ سے مطمئن نہیں ہوں لیکن تاہم کوشش کروں گا کہ جبتک اس فریضہ کی انجام دہی میں مصروف ہوں جذبات کو دخل انداز نہ ہونے دوں "

(۲) میرا خیال تھا کہ اس محققانہ مکالمہ میں حضرات محققین اپنے اپنے مذہب کی حقانیت پیش کرینگے اور تقریریں تحقیقی شان سے آراستہ ہونگی لیکن تفصیلی نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ ایک جانب سفسطہ کی مشق ہے اور دوسری جانب سے لاعلمی کی نمائش کیجارہی ہے "

(۳) میں اپنے اس فیصلہ میں مومن کے مقام پر بہائی کا لفظ استعمال کروں گا کیونکہ مومن کی زبانی جو اقوال نقل کیے گئے ہیں وہ بہائی صاحب ہی کے اقوال ہیں اور خود جہاں پر اظہار خیال کرنا ہوگا وہاں لفظ میں استعمال کروں گا اور فریقین کی تقریروں کے جن حصوں پر خصوصیت کے ساتھ روشنی ڈالنی مقصود ہوگی انھیں بعینہ اور کہیں ملخصاً عرض کروں گا تاکہ تقریر میں طول نہ ہو،

آغاز تبصرہ

میں جہانتک سمجھتا ہوں بہائی صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ کتاب و شریعت اسلامیہ کا دور ختم ہو گیا اب بجائے سرور کائنات محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جناب بہار اللہ صاحب نوری کی زندگی کو تمام عقیدتمندیوں کا مرکز بنالینا چاہیے اور اس دعویٰ کے اثبات میں چار مقدمے پیش کرتے ہیں "

۱۔ ہر اُمت کے لیے ایک عمر یا میعاد ہوتی ہے

۲۔ جب کسی امت کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو نہ ایک منٹ مقدم ہوسکتی ہے نہ مؤخر "

۳۔ ہر زمانہ یا اُمت کے لیئے ایک کتاب ہوتی ہے

۴۔ بعد ختم میعاد موافق ضرورت زمانہ ترمیم کرکے نئی کتاب مرتب کرلیجاتی ہے "

ان مقدمات کے ثبوت میں وہ حسب ذیل دلیلیں قرآن سے پیش کرتے ہیں ":۔

لکل امۃ اجل — ہر امت کے واسطے اک میعاد ہوتی ہے

فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ — جب اُنکی میعاد آجاتی ہے تو نہ ایک ساعت مؤخر ہوسکتے

ولا یستقدمون	ہیں نہ مقدم
لکل اجل کتاب	ہر زمانہ یا مدت کے لیے ایک کتاب ہوتی ہے

یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب　محو کرتا ہے خدا جو چاہتا ہے اور قائم رکھتا ہے اور خدا کے پاس ام الکتاب (کتابوں کا اصلی ماخذ) ہے"

انھیں دلیلوں سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب ہر امت کے لیے ایک میعاد ضروری ہے تو امت محمدی اور قرآن بھی اسی کلیہ کے ماتحت میعادی اور قابل نسخ ہونگے"

میرے خیال میں اس استدلال کا ہر مقدمہ کمزور ہے۔ میں اسوقت ہر مقدمہ پر وقت اور موقع کا لحاظ کرتے ہوے کچھ کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں"

بہائی صاحب کا پہلا مقدمہ

ہر امت کے لیے ایک میعاد ہوتی ہے اسلیے کہ لکل امۃ اجل

یعنی اس مقدمہ کی اثبات میں جو آیت پیش کی گئی ہے اسکی ایک لفظ میں اشتباہ ہوگیا جس سے مطلب آیہ کہاں سے کہاں پہونچ گیا اور وہ لفظ امۃ کی ہے لفظ امۃ کے بہت سے معانی ہیں۔ منجملہ انکے دو معنی یہ ہیں"

۱۔ گروہ انسان بحیثیت اتباع نبی۔ جیسا کہ تمام لغتوں میں موجود ہے امۃ کل نبی اتباعہ

۲۔ گروہ انسان یا جماعت مردم لیکن اس معنی میں کسی کا اتباع ملحوظ نہیں ہے

لفظ امت قرآن مجید کے اندر اکثر اسی معنی میں استعمال ہوا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس سپ۲ ع۱ اور دوسرے مقام پر ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر سپ۴ ع۲۔ اور ایک مقام پر ہے کلما دخلت امۃ لعنت اختہا سپ۸ ع۱۱

اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ لفظ امت آیہ لکل امۃ اجل میں کس معنی میں استعمال ہوئی ہے اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کے علاوہ کوئی اور معنی مراد نہیں ہیں۔ جو کچھ اشتباہ ہے وہ یہی ہے کہ ان دونوں میں کون سے معنی یہاں مقصود ہیں بہائی صاحب معنی نمبر ۱ سمجھے ہیں اور اسی بنا پر اس آیت کو اثبات منسوخی اسلام کا مقدمہ بنانا چاہتے ہیں اسلیے کہ اس بنا پر محصل آیہ یہ ہوتا ہے، ہر گروہ کے لیے اس حیثیت سے کہ وہ متبع نبی ہے ایک مدت معینہ ہے جسکے بعد وہ اس نبی کا متبع نہ رہیگا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ لفظ امت اس آیہ مبارکہ میں بمعنی نمبر ۲ ہے جسکی دلیلیں حسب ذیل ہیں"

پہلی دلیل آیت کا سیاق و سباق خود شاہد ہے کہ امت کے معنی اس آیت میں محض صنف و قوم کے ہیں چنانچہ پوری آیت یوں ہے

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون ولکل امة اجل فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون (پ ۸ ع ۱۱ س اعراف)

(یعنی اے رسول) تم صاف کہدو کہ میرے پالنے والے نے تمام بدکاریوں کو خواہ ظاہر کیجائیں یا پوشیدہ طور پر۔ اور تمام گناہوں اور مظالم کو جو ناحق کیے جاتے ہیں حرام کردیا ہے اور اس بات کو بھی کہ تم خدا کا کسیکو شریک بناؤ جسکی اُسنے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور اسے بھی کہ تم خدا کے متعلق بے سمجھے بوجھے جو چاہو منھ سے نکالو اور یہ یاد رہے کہ ہر امت کے لیے ایک وقت معیّن ہے جب ان لوگوں کا وقت آجاتا ہے پھر نہ ایک گھنٹہ پیچھے رہ سکتے نہ آگے بڑھ سکتے ہیں

اس آیہ مبارکہ میں کفار کو محرمات الٰہیہ سے اجتناب کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور تہدیداً بالغرض تاثیر کلام اُنکو موت یاد دلائی گئی ہے۔ یعنی گویا یوں کہا گیا ہے کہ یہ یاد رہے کہ تم اس دار دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہ سکتے جسمیں ہر طرح کی تمھیں مہلت دیرکھی گئی ہے بلکہ مدت حیات ختم کرکے اُس قہار و جبار کی بارگاہ میں آنا ضرور ہے جہاں اعمال کے سوا کسی اور امر کی پرسش نہ ہوگی، اسدن کا خیال کرو اور محرمات و منہیات سے باز رہو۔

آگے بڑھکر ذرا اور زور دیا ہے اور عالم نزع کے عبرتناک منظر کی ایسی بے مثل تصویر کشی فرمائی ہے کہ وہ نادیدہ عالم آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

حتی اذا جاءتهم رسلنا یتوفونهم قالوا اینما کنتم تدعون من دون الله قالوا ضلوا عنا وشهدوا علی انفسهم انهم کانوا کافرین قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (پ ۸ ع ۱۱)

یہانتک کہ جب ہمارے بھیجے ہوے (فرشتے) اُنکے پاس روح قبض کرنیکے لیے آئینگے (اور) پوچھینگے کہ جنھیں تم خدا کے سوا پکارتے تھے وہ اسوقت کہاں ہیں۔ تو وہ (کفار) جواب دینگے کہ وہ سب کے سب ہمیں چھوڑکر غائب ہوگئے اور اپنے خلاف آپ گواہیاں دینگے۔ کہ وہ بیشک کافر تھے اُسوقت خدا اُن سے فرمائیگا کہ (اچھا اب) تم لوگ بھی انھیں جانے والوں میں ملجل کر داخل جہنم ہوجاؤ جو تم سے پہلے جن و انس میں سے روانہ ہوچکے ہیں"

ان آیتوں پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہاں امت یا امم بحیثیت اتباع نہیں ہے بلکہ ہر اس گروہ کے متعلق ہے جو دنیا میں موجود ہے اور محصل آیہ یہ ہے کہ ہر قوم کے آبادی کی اک مدت ہوتی ہے جسکے بعد وہ فنا ہو جاتی ہے

دوسری دلیل آیت کے سلسلۂ بالا پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خطاب اُن کفار سے ہے جو کسی نبی کے پیرو تھے ہی نہیں اگر یہاں لفظ امت بمعنی نمبر ۲ ہو تو کلام کا کوئی اثر نہ ہو گا اسلیئے کہ وہ اس امت ہی میں نہیں جسکے احکام بیان کیے جا رہے ہیں ۔

اور جب یہ ثابت ہوا کہ آیت میں لفظ امۃ بمعنی نمبر ۲ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ بھر آیت کو منسوخی مذہب سے بھی کوئی ربط نہیں ہے بلکہ محصل آیہ صرف اتنا ہے کہ ہر گروہ کے لیئے دنیا میں آباد رہنے کی اک خاص مدت معین ہے اور جب یہ مدت آئی نہیں کہ قوم کو بستر لپیٹنا پڑا نہیں ۔

بہائی صاحب کا دوسرا مقدمہ

جب اُمت کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو نہ ایک منٹ کے لیئے موخر ہو سکتی ہے نہ مقدم اسلیئے کہ

فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون

میں یہ آیت بھی آیہ سابقہ ہی کے ذیل میں ہے اور اسی سے مرتبط ہے جیسا کہ میں پوری آیت نقل کر کے گفتگو کر چکا ہوں اس آیت میں بھی ھم کا مرجع وہی گروہ یا جماعت ہے جسمیں اتباع نبی ملحوظ نہیں ہے۔ بلکہ آیت کا صرف اتنا مطلب ہے کہ جب کسی قوم کسی گروہ کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو وہ نہ ایک گھنٹہ کے لیئے آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ لہذا جس مطلب کو بہائی صاحب اس آیت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں آیہ میں اُسے کوئی دخل نہیں ہے

بہائی صاحب کا تیسرا مقدمہ

ہر زمانہ یا مدت کے لیئے ایک کتاب ہوتی ہے اسلیئے کہ لکل اجل کتاب

میں اس مقدمہ کے اثبات میں بھی جو آیت پیش کی گئی ہے اس میں بھی اُسی قسم کا اشتباہ ہوا ہے جیسا کہ سابق میں ہو چکا ہے وہاں لفظ اُمت تھی یہاں لفظ کتاب۔ لفظ کتاب کے بھی متعدد معنی ہیں منجملہ انکے دو معنی یہ ہیں ۔

۱۔ وہ صحیفہ آسمانی جو واقعاً یا کسی گروہ کے خیال میں احکام ربانی پر مشتمل ہو جسے اصطلاح میں کتاب

تشریعی اور عرف میں مذہبی کتاب کہتے ہیں۔

۲- تحریر و نوشتہ و مکتوب مطلقاً جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

بشرت عیالی اذ رایت صحیفۃ ‌ ‌ ‌ اتتک من الحجاج یتلی کتابھا

اور خود قرآن مجید میں ہے۔

ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا — بغیر حکم خدا کوئی شخص مر ہی نہیں سکتا وقت معین تک ہر شخص کی موت لکھی ہوئی ہے،

ظاہر ہے کہ اس آیت میں کتاب سے مراد کتاب تشریعی نہ ہو سکتی ہے اور نہ غالباً کوئی قائل ہوا ہے بلکہ اکثر کا اتفاق اسی پر ہے کہ کتابا منصوب بمصدریت ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے کتب اللہ کتابا موجلا ای لکل حی اجلا و وقتا لحیاتہ و وقتا لموتہ یعنی خدائے عزوجل نے ہر نفس کے لیے یعنی اسکی موت وحیات کے لیے ایک وقت معین (اپنے یہاں) تحریر کر دیا ہے

جناب بہائی صاحب آیۂ لکل اجل کتاب میں کتاب کے معنی تشریعی سمجھے ہیں، حالانکہ یہاں یہ معنی نہیں ہیں بلکہ معنی نمبر ۲ یعنی تحریر و نوشتہ کے ہیں جس کی چند دلیلیں عرض کیجاتی ہیں۔

پہلی دلیل سیاق و سباق آیت ہے، چنانچہ پوری آیت یوں ہے

ولقد ارسلنا من قبلک رسلا وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب (پ ۱۳ ع ۱۲ س ۶ ع ۱۰)

بے شک ہمنے تمھارے قبل بہت سے رسول بھیجے اور انکے لیے بی بیاں اور اولادیں مقرر کیں اور کسی رسول کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ بغیر اذن خدا کے کوئی معجزہ پیش کر سکے ہر مدت کے لیے ایک کتاب ہے محو کرتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے اور قائم رکھتا ہے جسے چاہتا ہے اور اسکے پاس ام الکتاب ہے،

مطلب آیت

یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ پر بہت سے اعتراضات کرتے تھے منجملہ انکے تین اعتراض یہ ہیں۔

۱- اگر یہ نبی ہوتے تو ان کو عورتوں سے اتنا شوق نہ ہوتا بلکہ عورتوں سے بہت پرہیز کرتے

۲- اگر یہ رسول ہوتے تو جو معجزہ ہم طلب کرتے فوراً پیش کرتے لیکن یہ ایسا نہیں کرتے

۳- انھوں نے اکثر نزول عذاب اور ظہور نصرت اہل اسلام کی خبریں دیں اگر یہ واقعی نبی ہوتے تو

ایسا ہو کر رہتا۔ لیکن نہ کہیں عذاب نازل ہوا نہ اہل اسلام کی قوت ظاہر ہوئی"

جواب اعتراض اول لقد ارسلنا من قبلك رسلا وجعلنا لهم ازواجا وذرية یعنی انبیاء بھی بشر ہوتے ہیں کچھ ملک نہیں ہوتے ہیں چنانچہ جناب داؤد کی سو بیبیاں تھیں اور جناب سلیمان کی تین سو منکوحہ اور سات سو کنیزیں تھیں۔ پھر اگر آنحضرت کی چند بیبیاں تھیں تو یہ منافی نبوت کیونکر ہو گیا"

جواب اعتراض دوم ما كان لرسول ان ياتی باية الا باذن الله یعنی کسی نبی کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ بغیر مرضی خدا یا بغیر اجازت خلاق عالم کوئی معجزہ دکھا سکے۔ اتمام حجۃ کے لیے ایک معجزہ کافی ہے۔ تم چاہتے ہو کہ جب دل چاہے بجائے تماشے کے معجزہ دیکھو تو یہ نہیں ہو سکتا۔ جب وہ مناسب سمجھیگا اور اپنے نبی کو اجازت دیگا اُسوقت وہ معجزہ دکھا دینگے،

جواب اعتراض سوم لكل اجل كتاب یعنی ہر امر کے لئے خدا نے اوقات معین کر دیے ہیں جب وہ وقت آجاتا ہے تو وہ امر بھی ضرور حادث ہوتا ہے جس کے لیے وہ وقت معین کیا گیا ہے نہ اس سے قبل ہو سکتا ہے نہ بعد کل امر مرهون باوقاتها۔ پھر اگر وہ امور جنکی خبر آنحضرت نے دی تھی اب تک ظہور پذیر نہیں ہوئے تو گھبراہٹ کا ہیکو ہے ہاں اگر وقت معین کر دیا ہوتا اور وہ وقت گذر جاتا تو یہ اعتراض بیشک بجا ہوتا"

مطلب آیہ واضح ہو جانیکے بعد غالباً کسیکو یہ اشتباہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں کتاب سے کتاب تشریعی مراد ہے اسلئے کہ اُس صورت میں اعتراض سے جواب کو کوئی ربط ہی نہ ہوگا۔ بلکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کتاب سے مراد تقدیر و تحریر مدت ہے،

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر کتاب کے معنی اس مقام پر کتاب تشریعی کے لیے جائیں تو آیت کا کوئی مفہوم ہی نہیں درست ہوتا اسلئے کہ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ لفظ کل اور اجل کے کیا معنی ہیں۔ لفظ کل کے معنی میں دو احتمال ہو سکتے ہیں یعنی ممکن ہے کہ کل افرادی ہو ممکن ہے کہ کل مجموعی ہو۔ یونہیں لفظ اجل میں بھی دو احتمال ہو سکتے ہیں، ممکن ہے کہ ہر جزو زمان مراد ہو مثلاً منٹ دو منٹ۔ اور ممکن ہے کہ مخصوص مدتیں مراد ہوں مثلاً دو ہزار سال وغیرہ۔ بنا بریں معنی آیت میں چار احتمال ہوتے ہیں"

۱۔ ہر ایک آن کے لیے ایک آسمانی کتاب ہے،
۲۔ ہر مدت مخصوص کیلئے ایک کتاب ہے
۳۔ جمیع ازمنہ کے لیے ایک ہی کتاب ہے

۴۔ جمیع آجال مخصوصہ کے لیئے ایک ہی کتاب ہے
ظاہر ہے کہ معنی نمبر ۱ کا ثبوت دینا تو خیر کوئی سنجیدگی کے ساتھ تجویز بھی نہیں کر سکتا۔ اور معنی نمبر ۲ کہ جو غالبؔ مقصود اہل بہا رہیں اسیلئے کہ جناب بہا رقائل ہیں کہ ہر کتاب آسمانی کی مدت تقریباً ایک ہزار سال ہے چنانچہ فرماتے ہیں :۔
"کتاب الٰہیہ در راس ہزار سنہ او ازید او اقل تجدید شود و تغییر یابد (ایقان مطبوعہ نولکشور ۱۹۰۸ ص)"
تو یہ بھی صحیح نہیں ہے اسیلئے کہ اگر یہ کلیہ ہر زمانہ کے لیے بنایا گیا ہے یعنی زمانہ گذشتہ ہو یا آئندہ تو چاہیئے تھا کہ دنیا کو جتنے ہزار برس ہوتے ہوں اتنی ہی آسمانی کتابیں موجود ہوں، حالانکہ زمانہ گذشتہ کی ہزاروں کتابوں کا تو کیا ذکر ہے سیکڑوں بھی نظر نہیں آتیں ؎
اب رہے معنی سوم و چہارم تو اس کی توضیح آئندہ آتی ہے ذرا صبر کیجیئے ۔

بہائی صاحب کا چوتھا مقدمہ

میعاد معیّنہ کے ختم پر کتاب سابق میں حسب ضرورت زمانہ ترمیم کر کے خدا ایک نئی کتاب مرتب کر لیتا ہے اس لئے کہ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہٗ امّ الکتاب
ہیں۔ اس آیۂ مبارکہ کو بھی کتاب تشریعی اور اسکے نسخ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ مطلب آیہ جو خود جناب رسالتمآبؐ اور دیگر معصومینؑ سے مروی ہے اور الفاظ بھی شہر ہیں ن یہ ہے "
"جناب باری کے پاس دو لوحیں ہیں ایک کا نام لوح محو و اثبات ہے جسمیں امور آئندہ جو سارے عالم میں ہونے والے ہیں مشروط حیثیت سے درج کیے جاتے ہیں شلاً اگر زید لوگوں سے حسن سلوک پیش آئیگا تو اسکی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور اگر بداخلاقیاں برتیں تو صرف پچاس سال زندہ رہے گا اور دوسری کا نام لوح محفوظ ہے جسمیں ن واقعی اور طے شدہ امر لکھا ہوتا ہے جو یقیناً ہوگا یعنی مثلاً اگر زید حسن سلوک سے پیش آنے والا ہے تو اُسمیں زید کی عمر ساٹھ ہی سال لکھی ہوگی، ان دونوں لوحوں کا فائدہ کیا ہے ؟ اس جگہ پر یہ بحث بیکار ہے ،
پہلی لوح میں ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے یعنی پہلے کچھ لکھد یا جاتا ہے اور بعد کو حسب مصلحت اُسے مٹا کر اُس جگہ پر کوئی اور حکم درج کر دیا جاتا ہے لیکن لوح محفوظ جو اصل کتاب ہے اسمیں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا، جناب باری نے اس آیت میں اسی امر کا ذکر فرمایا ہے پیغمبروں پر جو کتابیں نازل فرمائیں ہیں انسے اس آیت میں کوئی بحث نہیں ہے، لہذا یہ مقدمہ بھی مثل مقدمات سابقہ ثابت نہ ہوا ،

انھیں مقدماتِ مذکورہ بالا کے بعد بہائی صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہر اُمت کے لیئے ایک میعاد مقرر ہوتی ہے لہذا اُمت محمدی اور قرآن بھی اس کلیہ کے ماتحت میعادی اور قابل نسخ ہونگے،

میں نتیجہ کی صحت کا مدار مقدمات پر ہے جب وہی صحیح نہیں تو نتیجہ کیونکر صحیح ہوگا اگر ایک مقدمہ بھی غلط ہو اور شکل میں کوئی نقص رہ جائے تو قاعدہ کے موافق نتیجہ صحیح نہیں ہوا چہ جائیکہ تمام مقدمات مخدوش ہوں اور یہاں تو بعد تحقیق معلوم ہوا کہ کوئی مقدمہ بھی صحیح نہیں پھر بہائی صاحب کا یہ دعویٰ رفسوخی اسلام و قرآن، کیونکر صحیح ہوسکتا ہے

بہائی صاحب کے مقدمات پر ایک دوسری نظر

گو بہائی صاحب کا استدلال مقدمات کے ساتھ ہی ساتھ ختم ہوگیا مگر اب میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اُنکے یہ مقدمات صحیح فرض کرنے کے بعد بھی اُن کو اپنے مقصد میں کامیابی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ میرا خیال یہ ہے کہ اُن کو اب بھی کامیابی نہیں ہوسکتی۔

بہائی صاحب کے اس مقام پر دو دعوے ہیں جنکو اُنھوں نے چار مقدموں کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہا ہے اگر انھوں نے اپنے ہر ایک دعوے کو مع اسکی براہین کے الگ الگ کرکے بیان کیا ہوتا تو اگرچہ طول ضرور ہوتا لیکن ناظرین کو مقدمات سے نتیجہ نکالنے میں بہت آسانی ہوتی مگر انھوں نے چاروں مقدمہ ایک ساتھ بیان کرکے اکٹھا دونوں نتیجہ نکالے جس سے فی الجملہ ذہن میں اغتشاش پیدا ہوجاتا ہے لہذا میں صرف بنظر سہولت ناظرین اُنکے ہر دعویٰ کو مع دلیل علیحدہ علیحدہ دیکھنا چاہتا ہوں۔

بہائی صاحب کا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ اُمت محمدی کی عمر تمام ہوگئی لکل امۃ اجل واذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون ط

میں بہائی صاحب کا یہ دعویٰ اُنکے مفروضہ معانی کے فرض کرنے کے بعد بھی ثابت نہیں ہوسکتا

۱۔ اسلیئے کہ اگر آیۂ لکل امۃ اجل، میں امت سے مراد وہی جماعت ہے جو تابع نبی ہو تو بھی بہائی صاحب کا دعویٰ ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ اُس کے لیئے کوئی مُدت معین تو ہے نہیں کہ اتنے دنوں کے بعد وہ امت منسوخ ہوجائے گی اور دوسری امت آجائے گی لہذا یہ احتمال ناممکن نہیں ہے کہ امت محمدی کی مُدت وہی ہو جو حیات دنیا کی ہے یعنی جو وقت دنیا ختم ہوگی اُسیوقت اُمت محمدی بھی ختم ہوجائے گی، اور یہ احتمال محض احتمال ہی نہیں ہے بلکہ بہت سی حدیثیں اس مطلب کا اعلان کررہی ہیں۔

۲۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امت محمدیہ کے لیئے بھی ایک مدت معینہ ہے لیکن وہ مدت آخری ساعت دنیا

کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی اس لیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاتم النبین ہونا صریح آیت قرآنی سے ثابت ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور عقل کا قطعی فیصلہ ہے کہ خاتم الانبیاء کا دین اکمل ادیان ہے اور اکمل ادیان منسوخ نہیں ہو سکتا جس کی دلیلیں حسب ذیل ہیں :-

دین خاتم الانبیاء کے اکمل ادیان ہونے کی دلیلیں

۱۔ یہ امر اپنے مقام پر ثابت و محقق ہے کہ درجہ ختم نبوت منتہائے ترقی امکانی ہے اور جو شخص اس درجہ پر فائز ہوگا وہ اکمل افراد انسانی ہوگا جیسا کہ حکمائے اسلام کے اقوال سے ثابت ہے شیخ نے الٰہیات شفا میں لکھا ہے کاد یصیر ربا انسانیا بکاد ان تحل عبادتہ بعد عبادۃ اللہ یعنی اگر کوئی انسان رب ہو سکتا ہے تو وہی انسان ہے قریب ہے کہ اس کی عبادت بعد اطاعت خلاق عالم جائز ہو جائے جناب میر باقر داماد نے اس عبارت کو اپنے اکثر تصانیف میں سنداً وارد کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص اکمل افراد ہوگا وہی اکمل ادیان کا متحمل اور مستحق ہو سکتا ہے اور خداوند عالم ظالم نہیں ہے لہذا اکمل ادیان دین خاتم الانبیاء ہی ہو سکتا ہے قبل ختم نبوت تو ترمیم و تنسیخ کی گنجائش تھی بھی لیکن بعد ختم نبوت تو ترمیم ناممکن ہے لہذا اگر یہ دین بھی کامل نہ ہوا تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ خدا نے کوئی کامل دین بھیجا ہی نہیں اور اسے کوئی عقل سلیم تسلیم نہیں کر سکتی لہذا ماننا پڑے گا کہ آخری دین ایسا مکمل دین ہوگا جس سے زیادہ کوئی مکمل دین نہیں ہو سکتا اور جب یہ ثابت ہوا کہ خاتم الانبیا کا دین اکمل ادیان ہوگا اور آنحضرت کا خاتم الانبیاء ہونا مسلم ہے تو اسلام کا اکمل ادیان ہونا واضح ہے چنانچہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے :-

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ۔ آج میں نے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا

۲۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ دین اسلام اکمل ادیان ہے تو ظاہر ہے کہ اگر یہ دین منسوخ ہوگا تو دو صورتوں سے خالی نہیں یا دنیا بھی ختم ہو جائے گی یا باقی رہے گی اگر دنیا بھی ختم ہو جائے گی تو یہی ہمارا مقصود ہے ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ آخر عمر دنیا تک اسلام باقی رہے گا اور اگر کہا جائے کہ اسلام منسوخ اور دنیا باقی تو میں دریافت کروں گا کہ اس کے بعد پھر کوئی شریعت ہوگی یا نہیں اگر کہا جائے کہ ہوگی تو میں عرض کروں گا کہ جناب باری کی عادت ہے کہ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں یا ترک کر دینے کا حکم دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی دوسری آیت بھیجدیتے ہیں ، لہذا اس سے بہتر یا ایسی ہی شریعت

مقرر فرمائے گا مگر اسمیں چند خرابیاں ہیں :-

۱- شریعت اسلام اکمل شرائع نہ رہے گی حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے

۲- یہ جدید شریعت دنیا میں کیونکر رائج ہو گی اگر بذریعہ انسان تو نبوت ختم نہ ہوئی حالانکہ آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا محقق و مسلم ہے اور اگر بذریعہ جن و ملائک تو مقصود نبوت حاصل نہ ہو گا کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے ولوجعلناہ ملکا لجعلناہ بشرا ۱ اگر ہم ملک کو نبی مقرر کرتے تو اُسکو بھی بشر ہی بنا کر بھیجتے اور اگر کہا جائے کہ کوئی شریعت نہ ہوگی تو دنیا بغیر دین الٰہی اور حجت خدا ایک ساعت بھی نہیں رہ سکتی،

بہائی صاحب کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہو گیا اور اب اُس کی کوئی ضرورت باقی نہیں ہے لکل اجل کتاب

میں ہم فرض کرتے ہیں کہ لکل اجل کتاب کے وہی معنی ہیں جو آپ لینا چاہتے ہیں یعنی ہر مدت کے لیئے ایک کتاب تشریعی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ آیہ یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب کا تعلق بھی انہیں کتب تشریعیہ سے ہے مگر کیا اسکے بعد یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ کتب سابقہ نہ بوجہ طول زمان کی وجہ سے بہت زیادہ قابل ترمیم تھیں لہذا انھیں بالکلیہ منسوخ کر دیا گیا اور قرآن مجید کے احکام ایسے مکمل تھے کہ ہر زمانہ میں معمول بہ ہو سکتے ہیں اس لیئے بالکلیہ منسوخ نہیں ہوئے البتہ بعض احکام جو محدود زمانہ کے لیئے تھے وہ اُس زمانہ کے ختم ہونے کے بعد منسوخ ہو گئے مگر چونکہ اُن کی مقدار بہت قلیل تھی لہذا اسی کتاب میں فی الجملہ ترمیم کر دی گئی یعنی اُن احکام کو منسوخ کر کے دوسرے احکام اُن کی جگہ درج کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے اس کتاب کو مکمل کر دیا گیا چنانچہ قرآن موجودہ میں ناسخ اور منسوخہ دونوں طرح کی آیتیں موجود ہیں اگر قرآن کو بالکلیہ منسوخ کرنا مقصود ہوتا تو کتب سابقہ کی طرح اسمیں بھی ناسخ و منسوخ آیتیں نہ ہوتیں، بعض کے نزدیک کچھ آیتیں منسوخ التلاوۃ بھی تھیں جو نکال ڈالی گئیں اور جو فقط منسوخ الاحکام تھیں وہ باقی رکھی گئیں اور دوسری قابل عمل آیتیں اُنکی جگہ ثبت کر دی گئیں، لیجیئے یمحوا اللہ مایشاء ویثبت بھی صادق آگیا اور پھر قرآن کا منسوخ ہونا بھی ثابت نہ ہوا،

علاوہ اسکے لفظ کل آیہ لکل اجل کتاب میں دو صورتوں سے خالی نہیں ہے یا افرادی ہے یا مجموعی، اگر افرادی ہے تو چاہیئے تھا کہ آج دنیا میں لاکھوں تشریعی کتابیں موجود ہوتیں اسلیئے کہ مثلاً ہر ایک گھنٹہ کو اجل کہہ سکتے ہیں لہذا اس آیہ کریمہ کے موافق ہر ایک گھنٹہ کے لیئے ایک آسمانی کتاب لازم ہے اور اسکا باطل ہونا واضح ہے اور اگر لفظ کل مجموعی ہے تو ابتدائے خلقت عالم سے آخر عمر دنیا تک صرف ایک ہی کتاب ہونا چاہیئے اسلیئے کہ اس بنا پر معنی آیت یہ ہوئے کہ کل مجموع آجال کے لیئے صرف ایک کتاب ہے جو ہر زمانہ میں

کام آئے گی۔ لیجئے آیت تو بالکل آپکے خلاف نکلی آپ نسخ ثابت کرنا چاہتے تھے اور یہاں عدم نسخ ثابت ہوا اور اگر آپ کہیں کہ کل تو افراوی ہے مگر مراد اس سے ہزار دو ہزار سال کی مدتیں ہیں تو میں عرض کرونگا کہ صحف انبیاء کے علاوہ تشریعی کتابیں قرآن کے قبل صرف تین ہی ہیں حالانکہ خلقت دنیا کو دس ہزار برس سے کم نہیں ہوئے پھر ان کتابیں جو ہر جہت سے باعتبار قرآن ناقص تھیں گو اُس زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت کامل تھیں وہ تو کئی کئی ہزار برس تک نافذ العمل رہیں اور قرآن مجید سی کامل کتاب اتنی جلد منسوخ ہونے کے قابل سمجھ لی جائے عقل سلیم قبول نہیں کرتی،

یہاں تک تو بہائی مقدمات اور نتیجہ مقدمات کے متعلق اپنے ذاتی خیالات تھے مگر اب میں ذرا مسلم صاحب کے جواب اور مومن (بہائی صاحب) کے جواب الجواب پر بھی ایک سرسری نظر کرنا چاہتا ہوں اور اسکا خلاصہ آپکے سامنے پیش کر کے اپنے خیالات کو ظاہر کرتا ہوں:-

مسلم - ہمکو تسلیم ہے کہ ہر اُمت کی کتاب کی ایک مدت ہوتی ہے جس کے بعد نئی امت اور نئی کتاب آجاتی ہے اور پہلی اُمت و کتاب منسوخ ہو جاتی ہے لیکن چونکہ امت محمدی اور قرآن مجید کی مدت ہی تا قیام قیامت ہے لہذا اب آئندہ کسی دین یا کتاب کی گنجائش ہی نہیں،

میں - مسلم صاحب کی محض لاعلمی یا انتہائے نیک بختی ہے کہ بہائی صاحب کی دلیلوں میں انھیں کوئی گنجائش کلام نظر نہیں آتی اور ان لکل امۃ اجل کو اثبات مدعا کے لئے کافی سمجھتے ہیں حالانکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ دلیل کو دعوی سے مطلقاً ربط نہیں مگر خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ اس مقدمہ کے تسلیم کرنے کے بعد جو بات کہی ہے وہ معقول ہے،

بہائی - جب کلیۃً میعاد کو تسلیم کر لیا گیا تو اس میعاد کا تعین خود قرآن یا حامل قرآن کی جانب سے ہونا چاہیے ورنہ ہر امت کہہ سکتی ہے کہ ہماری اور ہماری کتاب کی میعاد دنیا کے آخری دن تک ہے چنانچہ یہودی اور عیسائی بھی اپنے اپنے مذہب کے متعلق یہی کہتے ہیں۔

میں - تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ کسی مذہب کی منسوخی کا معیار یہ ہے کہ وہ یہ کہکے رخصت ہو جائے کہ میری مدت ختم ہو گئی اگر کہیں ایسا ہوتا تو آج عیسائیوں اور مسلمانوں میں منسوخیت دین عیسوی پر اتنی نزاعیں کاہیکو ہوتیں اور صریح آیتیں انجیل کی پیش کی جاتیں، جناب بہائی صاحب کسی مذہب کی منسوخی کا معیار یہ ہے کہ کسی نبی برحق کی بعثت کا ثبوت ہو جائے اور وہ کہے کہ دین سابق منسوخ ہو گیا جسکے بعد اُس مذہب کے ماننے والے ہزار دعوی کریں لیکن نبی برحق کے مقابلہ میں کوئی سماعت نہ ہوگی

اسکے علاوہ اگر ہر کتاب میں مدت کا ہونا ضروری ہو تو شاید آپ اس امر کو بھی ضروری سمجھیں کہ آخری

امت کو یہ بھی بتادیا جائے کہ یہ آخری امت ہے لیجئے قیامت کا علم مدتوں پہلے ہوگیا کہ خاتمہ امت پر قیامت قائم ہوجائیگی۔ حالانکہ علم قیامت مخصوصات جناب باری سے ہے

مسلم اس کتاب وسنت میں موجود ہے کہ یہ اُمت آخری اُمت ہے۔ جسکے دلائل یہ ہیں :۔

پہلی دلیل لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

میں مسلم کی یہ دلیل بہائی صاحب کے اول کی لعینہٖ نظیر ہے اس آیت کو بھی مدعیٰ سے کوئی ربط نہیں ہے لہذا اسکے متعلق کوئی بحث کرنی محض تضیع اوقات ہے لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ بہائی صاحب کی بھی یہ زیادتی ہے کہ آیت ہائے مدعیٰ کو اسلئے ثابت کرتی ہے کہ لکل امۃ اجل و لکل اجل کتاب و العالم متغیر جس سے معلوم ہوا کہ شرائع وکتب الٰہیہ کا بدلتے رہنا ہی سنت جاریہ الٰہیہ ہے

میں گذارش یہ ہے کہ اگر سنت اس امر پر جاری ہوئی ہے کہ شریعت وکتاب منسوخ ہوجائے عام اس سے کہ کوئی دوسری شریعت وکتاب آئے یا نہیں تو مسلمانوں کا اسمیں کوئی نقصان نہیں ہے اسلئے کہ ختم دنیا کے ساتھ وہ بھی اسلام وقرآن کو ختم کئے دیتے ہیں، اور اگر اس امر پر جاری ہوئی ہے کہ بعد میں دوسری شریعت وکتاب بھی ضرور آئیگی تو یہ سنت عالم کو قدیم بنادیگی حالانکہ اہل تناسخ کے علاوہ اسکا کوئی قائل نہیں۔

دوسری دلیل ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں :۔

میں بیشک یہ دلیل مثبت مدعیٰ ہے، اور التزاماً اس امت کے آخری امت ہونے پر دلالت کرتی ہے

بہائی صاحب کا جواب

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت خاتم النبیین تھے اور دور نبوت آپ پر ختم ہوگیا۔ لیکن خدا کی قدرت تو ختم نہیں ہوئی ہے نہ اک نئی شان سے اپنی سلطنت اور احکام کا اجرا فرماتا ہے کل یوم ھو فی شان اہل بہا حضرت بہاء اللہ کو نبی یا رسول اللہ نہیں کہتے بلکہ خدا کا مظہر امر موعود امم مصلح عالم جانتے ہیں اور اس دور کو ایک نیا دور سمجھتے ہیں اور اس دور کو قرآن مجید میں اجل اللہ اور اس ظہور کو لقاء اللہ فرمایا ہے من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت (العنکبوت)

میں ۔ میں اس مقام پر ناظرین کی پوری توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اسلئے کہ سابق کی تمام بحثوں کی جان یہی مقام ہے بہائی صاحب نے اسی مضمون کے لیے ساری تمہیدیں کی تھیں۔ بہائی صاحب نے فرمایا ہے کہ لیکن خدا کی قدرت تو ختم نہیں ہوئی ہے میں کہتا ہوں کہ دور شریعۃ و وصایت تو ختم ہوا ہی نہیں، قدرت کیا ختم ہوتا۔ مگر

ہاں اب یہ فرمائیے کہ کیا ثبوت قدرت نسخ اسلام ہی پر موقوف ہے، ہزاروں اور لاکھوں امور روزانہ اُس کے دست قدرت سے انجام پاتے ہیں کیا یہ ثبوت قدرت کے لیئے کافی نہیں ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں، ”نبوت ختم کر کے نئی شان سے احکام کا اجراء فرمایا ہے“، یہ دور تو ہی دور رسالت ہے، کوئی نئی شان نہیں ہے، انبیاء سابقین کے بعد برابر اُنکے اوصیاء ہوتے رہے ہے اسکے بعد آپ فرماتے ہیں ”اور اسلیئے کہ کل یوم هو فی شان“، اسمیں چند باتیں قابل گذارش ہیں“۔

۱۔ اگر شان کا ثبوت اسی پر موقوف ہے کہ سابق کی کوئی چیز باقی نہ رہے تو آپکے خیال میں افلاک بھی معدوم، شمس و قمر بھی مفقود ہو گئے ہونگے، اسلیئے کہ اگر یہ مثل سابق اپنی حالت پر باقی رہگئے تو کل یوم هو فی شان کا ثبوت کیونکر ہوگا

۲۔ اگر کل یوم هو فی شان میں اسقدر عموم ہے تو لن تجد لسنة الله تبدیلا کے خلاف ہوتا ہے اسلیئے کہ اتنا تو یقینی ہے کہ کچھ سنن الٰہیہ ضرور ہیں۔ جنمیں تبدیلی ناممکن ہے، اور جناب باری فرماتا ہے لو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا

۳۔ بندوں کو اُنکے مصالح و مفاسد سے آگاہ کرنا اور اپنی رضا و ناراضی سے مطلع کرنا یقینًا سنت الٰہیہ ہے جو ابتدائے عالم سے جاری ہی پھر اسمیں کیونکر تغیر ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ارسال رسل کی بھی تو یہی شان ہے پھر آنحضرت پر نبوت کیونکر ختم ہو گئی تو میں عرض کرونگا کہ سنت الٰہیہ کا تغیر قبل قیامت نہیں ہو سکتا۔ یہ کہ ہو وہی ہی گا نہیں یہ چیزیں ابدی ہیں اور آنحضرت پر نبوت کا ختم کرنا لن تجد لسنة الله کے منافی پر ہوا ہے اسلیئے کہ ہمیشہ انبیاء کے بعد انکے اوصیاء ہوا کیئے ہیں اگر آپ پر نبوت اسنے دونوں قبل ختم نہ کر دیجاتی تو اوصیاء مع اپنے جمیع لوازم حیات کے کب اور کیونکر آسکتے تھے، اور شریعۃ کے ختم ہونیکا کوئی داعی موجود نہیں ہے،

۴۔ کل یوم هو فی شان کے اگر وہی معنی ہیں جو آپنے لیئے ہیں تو یہ ارشاد ہو کہ بعد اسلام (جو آپکے خیال میں ایک ہزار برس کے بعد ختم ہو گیا) اور ولادت جناب بہاء الله کے درمیان میں کیا شان تھی اسلیئے کہ اُنکی ولادت ۱۲۳۳ میں ہی۔ گر یہ کہیے کہ زمانہ فترت تھا تو اولًا تو فترت بے اصل و بےمعنی ہے اسلیئے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ شریعۃ کا ہر زمانہ میں ہونا ضروری ہے۔ باقی رہی حجۃ خدا تو اس سے بھی ایک سکنڈ کے لیئے زمین خالی نہیں ہو سکتی۔ اگر میں اسکے عقلی دلائل عرض کروں تو بہت طول ہوگا صرف اتنا اشارہ کرتا ہوں کہ خدا کامل بالذات ہے اور اسکا اصلی مقصد کاملین ہی کو خلق کرنا ہے اور تمام اشیاء عالم مخلوق بالتبع ہیں ایسی صورت میں اگر حجۃ خدا ہی نہ ہے تو زمین و آسمان شمس و قمر بلکہ دنیا کی کوئی شئے باقی نہیں رہ سکتی حالانکہ یقینی اور ہمیں معلوم ہوا کہ حجۃ خدا ہر وقت موجود رہیگا اب میں نقلی دلائل پیش کرتا ہوں جو صریح اور مختصر ہیں۔

عن ابی حمزۃ عن ابی جعفر قال قال واللہ ماترک اللہ ارضاً منذ قبض اللہ ادم الا وفیھا امام یھتدی بہ الی اللہ وھو حجۃ علی عبادہ ولاتبقی الارض بغیر امام حجۃ للہ علی عبادہ (اصول کافی)

بروایت ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا حضرت نے کہ خدا کی قسم جس دن سے خدا نے حضرت آدم کو اپنی بارگاہ میں بلالیا اُس دن سے آجتک زمین کو خالی نہیں چھوڑا اور ہر زمانہ میں ایک ایسا امام اُسمیں موجود رہا جس سے لوگ راہ خدا کی ہدایت پائیں اور وہی اللہ کے بندوں پر اُسکی حجت ہے اور نہ باقی رہے گی زمین بغیر ایسے امام کے جو اللہ کے بندوں پر اُسکی حجت ہو۔

اسحاق بن عمارۃ عن ابی عبداللہ قال سمعتہ یقول ان الارض لاتخلو الاوفیھا امام کیما ان زاد المومنون شیئاً ردھم وان نقصوا شیئاً اتمہ لھم (کافی)

اسحاق بن عمارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زمین کبھی امام سے خالی نہیں رہے گی تاکہ اگر مومنین کسی شئے کو بڑہا دیں تو انھیں زیادتی سے باز رکھے اور اگر کسی شئے کو کم کردیں تو اُسے اُنکے لیئے پورا کرے۔

وفی الاخبار الکثیرۃ لو لم یکن فی الارض الا اثنان لکان الامام احدھما۔ (اصول کافی)

اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ اگر زمین میں صرف دوہی آدمی رہ جائینگے تو ایک ان دونوں میں کا امام ہوگا۔

ثانیاً یہ کہ اگر میں تسلیم بھی کرلوں کہ فترت کوئی شئے ہے جب بھی امر خالی از اشکال نہیں اسلیئے کہ۔ اول تو یہ پرانی شان ہے بارہا فترت ہوچکی ہے نئی شان نہ ہوئی (دوم) فترت دو نبیوں کے درمیان میں ہوتی ہے اور آپ حضرات بہار کو نبی نہیں سمجھتے۔

۵۔ آج جناب بہاء اللہ کے انتقال کو مدت ہوگئی آپکے قول کی بناپر خدا جانے اب کس شان میں ہوگا اسلیئے کہ اُسکی شان تو ہر روز بدلتی رہتی ہے پیر اب آپکا بہائی رہنا پہلے غلطی، اُسکے بقار کی فکر کرنا دوسری غلطی اور لوگوں کو اُسکے لیئے دعوت دینا تیسری غلطی ہوگی

۶۔ وہ نئی شان کیا ہے۔ آپ بارہا نئی شان کا ذکر کرتے ہیں اور اُسکی توضیح نہیں فرماتے گو ہمیں معلوم ہے جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں لیکن بہتر تھا کہ آپ اپنا دلی مقصد خود بیان کرتے۔ اچھا لیجیئے میں کسیقدر واضح کرتا ہوں تاکہ کم از کم لوگ کچھ تو سمجھ جائیں کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔

بہائیوں کا مذہب

میں جہاں تک سمجھتا ہوں بہائیوں کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء اسلئے آتے تھے کہ بذریعہ احکام و شرائع اس راہ کی تعلیم دیں جس پر چلنے سے سالک (راہرو) خدا تک پہونچ جائیں، یہ سلسلہ خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ (صلواۃ اللہ علیہ و آلہ) پر ختم ہو گیا اسلئے کہ آپکے بعد خود خدا نے جناب بہاء اللہ میں ظہور فرمایا اور عالم میں جلوہ گر ہو گیا، اب لوگ خدا تک پہونچ گئے کسی نبی یا شریعۃ کی ضرورت نہیں رہی، چنانچہ جناب بہاء اللہ نے قزوین میں جو خطبہ پڑھا تھا اسمیں اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ احکام شرعیۃ اٹھ گئے اب نہ کوئی شئے واجب ہے، نہ حرام۔ بلکہ خود ماہ صیام میں عید منائی اور لوگوں کو محفل رقص و سرود کا حکم دیا۔

اہل بہاء کا خیال ہے کہ قرآن میں بھی اس ظہور کا ذکر ہے جیسا کہ ہمارے بہائی صاحب نے بھی پیش کیا ہے اصل عقیدہ تو ان حضرات کا یہی ہے لیکن چونکہ سمجھتے ہیں کہ دنیا یک بیک جناب بہاء کی پرستش کے لیے آمادہ نہ ہوگی اسلیئے وہ ابتدا اگر کچھ مجمل اور مبہم الفاظ سے انکا تعارف کراتے ہیں جن سے کوئی واضح مفہوم ذہن میں نہیں آتا۔ یا حسب موقع و مصلحت صیوبیت یا مہدیت یا صرف مصلحیت کے دعوی کرتے ہیں۔ یا سب کو مخلوط کر کے ایک ہی ذات پر منطبق کرنا چاہتے ہیں

اس موقع پر مجھے اس مذہب کا پوری طرح جائزہ لینا چاہیئے تھا لیکن چونکہ یہ احتمال ہے کہ ہمارے بہائی صاحب اس عقیدہ ہی کے اقرار میں اسوقت مصلحت نہ سمجھتے ہوں اور انکار کر بیٹھیں تو میری ساری گفتگو بیکار ہو جائیگی اس جہت سے میں صرف انھیں امور سے بحث کرنا چاہتا ہوں جو انکے بیان میں آگئے ہیں،

جناب بہاء اللہ کے مظہر امر ہونے کا تو میں مطلب ہی نہ سمجھا اسلیئے کہ بہائی صاحب کی تقریر میں اسکے کچھ ہی بعد موجود ہے کہ امر کے معنی شریعۃ کے ہوتے ہیں لیکن جناب بہاء اللہ مظہر شریعۃ ہیں اسکے کیا معنی کیا کوئی شریعۃ اب بھی باقی ہے جسکے وہ مظہر ہیں بہرحال جبتک کہ آپ اس لفظ کے مفہوم کو واضح نہ کریں کوئی گفتگو کرنا بے محل ہے ؛

البتہ آپکا یہ دعوی کہ موعود امم اور مصلح عالم ہیں قابل غور ہے لیکن آپنے اس دعوی پر کوئی دلیل کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جس سے کے معقول یا نامعقول ہونے پر غور کیا جاتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہل بہاء ایسا جانتے ہیں کسی کے خیال پر تو پہرا نہیں بیٹھایا جا سکتا جسکا جو دل چاہے سمجھے حتیٰ کہ اگر دن کو رات سمجھے تو کوئی کیا کر سکتا ہے ہاں اگر استدلال کریگا تو اسکے کمزوریوں پر درشتی ڈالی جا سکیگی ،

بہرحال جن لوگوں نے جناب بہاء اللہ کے اخلاق کا مطالعہ کیا ہے وہ تو شاید قیامت تک آپ کی

معصومیت کے قائل نہ ہوں گے اگر ہمیں اپنے دوست کی دل آزاری کا خیال نہ ہوتا تو مہذب الفاظ میں عرض کرتے
لیکن بصورت معرفت اعتراض کرنا ہے کہ آپ حضرات انکی عصمت کے بھی قائل ہیں لیکن آپ کو عصمت کے معنی
میں یہ تصرف کرنا پڑا کہ اولی الامر جو کام کرے اگرچہ وہ برا کیوں نہ ہو اچھا ہو جاتا ہے
باقی رہ گئی آیہ مکان یوجوا لقاء اللہ تو اُسکے متعلق یہ کہدینا کہ اسی ظہور کے متعلق ہے یہ بھی ایک
دعویٰ بلادلیل ہے نہ جانے آپ کو کوئی وحی ہوئی یا کیونکر معلوم ہوا۔ بہرحال ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب بہائی کے
وجود سے پہلے جو معنی اخذ اکو (منہ دکھانے) یا رخدا سے ملاقات کرنے کے لئے جاتے تھے وہی معنی اب بھی مراد
ہیں۔ یعنی بعد فنا رعالم بروز حشر اُسکے عام دربار میں حاضر ہونے کا ذکر اس آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے۔ ہاں اگر
کل یوم ھو فی شان میں یہ بھی داخل ہے کہ جس لفظ کے جو معنی سابق میں تھے وہ علی حالہ باقی نہ رہینگے
تو ممکن ہے کہ آیت کے اب کچھ اور معنی ہو گئے ہوں لیکن اس صورت میں کتاب اقدس (تصنیف جناب بہاء اللہ)
سے استدلال میں بھی اشکال ہوگا اسلئے کہ اُنکی تصنیف کو بھی کئی سال ہو گئے "

مسلم صاحب کی تیسری دلیل حلال محمد حلال و حرام محمد روز قیام تک حلال و
حلال وحرام محمد احرام الی یوم القیام حرام ہیں

میں مجھے معلوم نہیں کہ مسلم صاحب نے یہ حدیث کہاں سے پیش کی ہے۔ ان لفظوں میں مجھے کوئی حدیث
اب تک نہیں ملی ہے ہاں یہ حدیث جن لفظوں میں مشہور و زبان زد عوام و خواص ہے وہ لفظیں یہ ہیں حلال
محمد حلال الی یوم القیامۃ و حرام محمد حرام الی یوم القیامۃ اسکے بعد وہ تمام بحثیں بیکار
ہیں جو اس حدیث کے متعلق کی گئی ہیں۔ یعنی قیام سے روز قیام قائم آل محمد اور قائم آل محمد سے جناب
بہاء اللہ کا مراد لینا "

اگر جناب بہائی صاحب کو میری اس گذارش سے اطمینان نہ ہوا ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ بہائی
صاحب کوئی ایک ہی حدیث اس مضمون کی ہمارے سامنے نکالدیں اور ہم نے جس معنی کو اختیار کیا ہے ہم
اُسکے ہم معنی متعدد حدیثیں پیش کر سکتے ہیں "

شریعت محمدی تا قیامت باقی رہیگی

حدیث سے

عن ایوب ابن الحر قال سمعت ابا عبد اللہ ایوب بن حر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت
ان اللہ ختم بنبیکم النبیین فلا نبی بعدہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

وختم بکتابکم الکتب فلا کتاب بعدہ ابداً (اصول کافی طبع نولکشور صفحہ ۱۷۷)

بلاشبہ اللہ نے تمہارے نبی پر نبیوں کو ختم کر دیا اب کوئی نبی آنحضرت کے بعد نہ ہوگا اور تمہاری کتاب پر کتابوں کو ختم کر دیا اب کوئی کتاب قرآن کے بعد قیامت تک نازل نہ ہوگی۔

حدیث معراج میں ہے:۔

فقال موسیٰ یا محمد ان امتک اخرالامم واضعفہا۔ (عماد الاسلام کتاب النبوۃ صفحہ ۲۲)

پھر حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے محمد آپکی امت تمام امتوں میں آخری امت ہے اور تمام امتوں سے ضعیف ہے۔

حدیث طویل الذیل میں ہے:۔

انہ الخاتم والوارث والعاقب والحاشر حقا فلا نبی بعدہ وعلی امتہ تقوم الساعۃ (عماد الاسلام کتاب النبوۃ صفحہ ۱۱۹)

بلاشبہ آنحضرت خاتم و وارث و عاقب و حاشر ہیں اب کوئی نبی بعد آنحضرت کے نہ آئے گا اور حضرت ہی کی امت تمام امتوں میں آخری امت ہے اسی پہ قیامت قائم ہوگی

اس حدیث نے تمام حدیثوں کو پوری طرح واضح کر دیا۔

قال النبی الحلال ما احل اللہ علی لسانی الی یوم القیمۃ والحرام ما حرم اللہ علی لسانی الی یوم القیمۃ

فرمایا پیغمبر اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حلال وہی ہے جسکو اللہ نے میری زبانی روز قیامت تک کے لیے حلال فرمایا ہے اور حرام وہی ہے جسکو اللہ نے میری زبانی روز قیامت تک کے لیے حرام فرمایا ہے (بحار جلد ۷ باب الفضائل)

و در حدیث موثق فرمود کہ پیغمبران اولے العزم کہ شریعتہا بکیسر نسخ کنندہ شریعتہائے گذشتہ بودند پنج کس بودند نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد و شریعت محمد نسخ کنندہ ہمہ شریعتہا است۔

(حیاۃ القلوب جلد دوم طبع نولکشور صفحہ ۲۶۰)

بہائی مگر قرآن مجید میں تو اس امت کی میعاد ایک ہزار سال ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون (سورہ سجدہ آیت ۵)

تدبیر کرتا ہے (خدا) امر کی آسمان سے زمین کی طرف پھر اٹھ جائیگا امر ایک دن میں خدا کی طرف جسکی مقدار ایک ہزار برس ہے تمہارے شمار کے موافق۔

اس آیت میں بجز لفظ امر کے اور کسی لفظ میں گنجائش کلام ہی نہیں اور امر کے معنی بھی واضح ہیں یعنی یہاں امر شریعت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ جاثیہ میں ہے ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر یونہیں اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر میں بھی امر کے معنی شریعت ہی کے ہیں اولو الامر

کے یہاں تو صاحب امر کھلی اصطلاح ہے۔ اب مصل آیت یہ ہوا کہ جناب باری شریعت محمدی کی تدبیر کرتا رہا ہے اور شاید تدبیر گزر رہنے کے بعد ایک ہزار برس کے اندر اٹھا لیگا

میں اسمیں شک نہیں کہ بہائی صاحب سفسطہ بازی میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں ابتدا سے ابتک برابر آیتیں پیش کرتے جاتے ہیں اگر قرآن پر نظر نہ ہو تو بعض مقام پر انسان کو خیال پیدا ہو جائے کہ اِس پیچ و کھنے ہیں۔ اگر میں سمجھا کہ بہائی صاحب خود بھی ان مغالطوں میں گرفتار رہیں تو میں ان سے لکھتا کہ ان آیتوں کو کچھ اوپر سے پڑھ لیا کیجئے تاکہ معلوم ہو جایا کرے کہ سلسلۂ کلام کیا ہے یہ آیہ کس امر کے متعلق ہے لیکن میرا خیال ہے کہ شاید وہ ہندوستان کی تعلیمی حالت کا ان سفسطوں کے ذریعہ سے اندازہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے کہ جو شخص قرآن سے وہ آیتیں ڈھونڈھ نکالتا ہے جنکے ذریعہ سے ناواقفوں پر امر کو مشتبہ کر سکے وہ اتنا نہیں جانتا کہ قرآن کے اندر لفظ امر متعدد معانی میں آیا ہے دین کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ ثم جعلناك علیٰ شریعۃ من الامر میں ہے اور اسکے علاوہ اور معانی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً

ودّ کثیر من اهل الکتاب لو یردونکم من	(اے مسلمانو!) اکثر اہل کتاب (یہود) اپنے دلی حسد
بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند	کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر کافر
انفسهم من بعد ما تبین لهم الحق فاعفوا	بنالیں بعد اسکے کہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے پس
واصفحوا حتی یاتی الله بامره ان الله علی	تم معاف فرماؤ اور درگذر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا
کل شیء قدیر	حکم نازل کرے بیشک خدا ہر امر پر قادر ہے

یہاں پر امر کے معنی عقاب یا حکم جہاد کے ہیں ہرگز کوئی دین یا شریعت مراد نہیں ہے بلکہ مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ اسوقت درگذر کرو عنقریب ہم حکم جہاد نازل کرنے والے ہیں اسوقت تم اُن سے سمجھ لینا یا ہم ہمتیں اُن پر مسلط کر دینگے اسوقت خبر لے لینا۔

بالجملہ آیہ یدبّر الامر من السماء کا صحیح مطلب بارتباط آیہ ما قبل و ما بعد سمیت یہ ہے کہ خدا ہی نے زمین و آسمان اور جو چیزیں اُنکے درمیان ہیں چھ روز میں پیدا کیں اور خدا ہی زمین سے آسمان تک کے ہر امر کا منتظم ہے پھر یہ سارا انتظام عالم یا بندوبست اسدن جس دن کی مقدار تمھاری شمار سے ہزار برس ہوگی (روز قیامت) اُسکے بارگاہ میں پیش ہوگا۔ وہ مدبر و منتظم ظاہر و پوشیدہ امور سے واقف ہے ہر شے پر غالب و رحیم ہے اور اُسنے جو چیز بنائی ہے خوب بنائی ہے،

یہاں کسی شریعت کی مدت حیات کی تعیین و تشخیص سے کیا واسطہ ہے وہ اپنی قدرت و عظمت کا اظہار فرما رہا ہے، یا کسی شریعت کی میعاد بتا رہا ہے آیت میں ہزار سال کا ذکر آیا ہے، سمجھ لیا گیا کہ لوگوں کا امتحان لینے کے لیے ہی کافی ہے

یہ تو اپنا خیال تھا اگر مسلم صاحب نے کیا جواب دیا ہے اُسے بھی سنئیے

مسلم۔ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ یہ آیت شریعت محمدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی دوسری امت کی بابت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ امر کے معنی کچھ اور ہوں،

میں۔ پہلے میں عرض کر چکا ہوں کہ مسلم صاحب کی جانب سے ہر مقام پر لاعلمی ہی کی نمائش ہوتی ہے چنانچہ اس مقام پر بالکل واضح ہے

بہائی۔ آپ اس مقام پر دو ہی عذر پیش کر رہے ہیں۔

(۱) ممکن ہے کہ امر کے معنی شریعت کے نہوں بلکہ کچھ اور ہوں۔

(۲)۔ آیت کسی دوسری شریعت کے بارہ میں نازل ہوئی ہو

میں آپکو موقع دیتا ہوں کہ امر کے جو معنی آپ چاہیں لے لیں آپ کو اختیار ہے مگر ہر حالت میں نتیجہ یہی نکلیگا کہ امت محمدی کی عمر ایک ہزار سال کی ہے حالانکہ آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ تیرہ سو برس کے اپنے مسلمہ معنی کے خلاف کوئی دوسرے معنی قرار دیں اور دوسرے عذر کے متعلق یہ گذارش ہے کہ آیت تین حالت سے خالی نہیں۔

۱۔ یا تو یہ آیت عام ہے یعنی ہر شریعت زمانہ تدبیر ختم ہونے پر ہزار سال کے اندر اٹھالی جاتی ہے۔

۲۔ یا یہ کہ آیت خاص شریعت محمدی کے لئے ہے ان دونوں صورتوں میں ہمارا مقصود حاصل ہے

۳۔ تیسری شکل یہ ہو سکتی ہے جو آپ نے پسند کی ہے کہ ممکن ہے کہ دوسری امت یا شریعت کی بابت ہو مگر مشکل یہ ہے کہ اس آیت کی مخاطب امت محمدی ہی ہے۔

میں امر کے معنی بتا دیئے اور اُس سے کسی طرح بہائی صاحب کا مقصود حاصل نہیں ہو سکتا باقی رہی اصطلاح اولی الامر وہ اپنی جگہ پر درست ہے اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ آیت کو کسی امت سے تعلق ہی نہیں بلکہ آیت روز قیامت کے متعلق ہے آیت میں یوم عروج امر کی مقدار بتائی گئی ہے یعنی وہ دن جس میں عروج امر ہوگا اسکی مقدار ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر ہوگی آیت سے یہ امر ظاہر نہیں ہوتا کہ کتنی مدت کے بعد عروج امر واقع ہوگا فقط یہی بات مذکور ہے کہ اسکا وقوع جس دن میں ہوگا اسکی مقدار اہل دنیا کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگی لہذا یہ کہنا کہ عروج امر ایک ہزار سال کے بعد ہوگا بالکل غلط ہے بہائی صاحب نے آیت کا ترجمہ جن الفاظ میں کیا ہے وہ ہمارے اس دعا کی مؤید ہیں نیز ان کا یہ قول کہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا امر کی تدبیر کرتا ہے اور زمانہ تدبیر ختم ہونے پر ایک ہزار برس میں اُٹھا لے گا ان کے دعا کے بالکل خلاف ہے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ زمانہ تدبیر ختم ہونے پر ایک ہزار برس میں اٹھا لے گا یعنی اُس دن کی مقدار جس میں اٹھائیگا ایک ہزار برس کے برابر ہوگی اور آیت

کا مفہوم بھی یہی ہے لیکن آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زمانہ تو ہیر ایک ہزار برس میں ختم ہوگا اور جب تک اس کو ثابت نہ کیا جائے حصول مدعا غیر ممکن ہے۔"

آخر میں بہائی صاحب یہ حدیث پیش کرتے ہیں:-

ان صلحت امتی فلها یوم وان فسدت فلها نصف یوم وان یوما عند ربك كألف سنة مما تعدون

ہم نے اس حدیث کو بہت تلاش کیا لیکن کہیں دستیاب نہ ہوئی بحار الانوار باب الغیبت کا حوالہ دیا گیا ہے اگر لفظ غیبت بالکسر ہے تو بحار میں باب الغیبت سے ہی نہیں اور اگر بالفتح ہے تو گو بحار میں کوئی باب باب الغیبت کے نام سے موسوم نہیں ہوتا ہم کتاب رجعت و غیبت میں جہاں جہاں احتمال ہو سکتا تھا ہم نے دیکھ لیا یہ حدیث نظر نہ آئی بہائی صاحب کو چاہیے کہ پورا حوالہ دیں تاکہ اس حدیث پر غور کیا جا سکے آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ مجلس محققین میں ایسی بے سر و پا باتوں سے آئندہ احتراز کیا جائے اور جو بات لکھی جائے تحقیقی شان لیے ہوئے ہو۔

(سید محمد عمید محمد آبادی)

مسئلہ خلافت کا فیصلہ ترکی نقطہ نظر سے

۲۸؍ شوال ۱۳۴۱ھ کو مشہد مقدس کے نادیٔ بلخ میں بتقریب افتتاح قونصل خانہ عثمانی جو تقریر قونصل ممدوح نے ارشاد فرمائی تھی اور جس کا ترجمہ جناب شیخ نبی بخش صاحب ہندی نے محترم معاصر شیعہ لاہور کے لیے ارسال فرمایا تھا جو ۴ اپریل ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے اس کا ضروری اقتباس ہدیہ ناظرین ہے امید کہ نہایت دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ قونصل ممدوح نے حمد و صلوٰۃ اور قرآن مجید کی جامعیت اور آیہ اعتصام حبل اللہ کا حوالہ دیتے ہوئے باوجود اسلام کی عالمگیر اخوت اور مسلمانوں کے خدا و رسول اور کتاب و قبلہ و دین کی وحدت کے اسلامی فرقوں کے حدوث اور ان کے باہمی اختلاف پر افسوس فرما کر جن الفاظ سے خاص مسئلہ خلافت پر روشنی ڈالی ہے اور خلافت شکنی کے بیجا الزام کا جواب دیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:-

صاحبان بصیرت پر مخفی نہیں کہ یہ تمام فرق مختلفہ جو اسلام کے دین واحد میں حادث ہوئے ہیں ان سب کا مبدا و منشا یا ہوائے نفسانی ہے یا حب دنیا چنانچہ صدر اسلام میں صرف ایک فرقہ یعنی اسلام تھا ضمناً تمہارے جوش میں ہم کو لوگ بدنام کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ نوجوان ترکوں نے مسند خلافت کو توڑ کر دین اسلام کی کمر توڑ دی ہے اور خود قید مذہب سے آزاد ہو گئے ہیں ہم خداوند متعال کو شاہد حال کر کے کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ہرگز قید مذہب سے آزاد نہیں ہوئے ہیں بالکل مذہبی ہیں البتہ ہم نے مسند خلافت بیجا کو جو اسلام حقیقی کے لیے زہر

اب صفحہ ۴۰ دیکھیے

اطلاعات وانتقادات

شیعہ جامع مسجد سادات گنج لاہور شیعی دنیائے ہند میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ہوں جو جناب شریعتمآب شمس العلماء سرکار علامہ حائری دامت برکاتہم کے نام نامی سے واقف نہ ہوں۔ ممدوح نے لاہور سے کچھ فاصلہ پر سادات گنج میں دار الشریعۃ کی تعمیر فرما کر وہیں سکونت اختیار فرمائی ہے چونکہ وہاں کوئی مسجد جمعہ و جماعت اور عیدین کے لیئے موجود نہ تھی اس وجہ سے ایک جامع مسجد کا تعمیر کرنا ضروری تھا جو زیر اہتمام سکرٹری صاحب شیعہ مشن لاہور تیار ہوگی جس کے لیئے ایک وسیع قطعہ زمین حاصل کر لیا گیا ہے، مومنین لاہور نے ایک ہزار روپیہ اس کے مصارف کے لیئے جمع کر دیا ہے اور ابھی تک چندہ کی فہرست کھلی ہوئی ہے جس کی تعداد رسالہ الحافظ میں برابر شایع ہوتی رہتی ہے اگر آپ بھی خدا کا گھر بنانے والوں کی فہرست میں اپنا نام لکھانے کے خواہشمند ہوں تو امکانی امداد سے دریغ نہ فرمائیے اور اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر جناب منشی محمد علی صاحب شیعہ پریس دفتر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور امین ادارۂ مذکورہ کے نام روانہ فرما کر انصار اللہ کی جماعت عالیہ میں شامل و داخل ہو کر ثواب عظیم اور اجر جسیم کا استحقاق حاصل فرما لیجیے۔

شیعہ کالج کی نو تعمیر عمارت اس کالج کی تعمیر کے متعلق جو خلفشار قوم میں مچا ہوا تھا اور جو اختلافات مقام تعمیر کے متعلق رونما تھے بالآخر وہ اس عمارت کے تیار ہو جانے کے بعد ختم ہو گئے جو رائے اس عمارت کی خوبی و عمدگی کی بابت سرکاری تعلیمی بورڈ کے انسپکٹروں نے ظاہر فرمائی ہے وہ بہت کچھ اطمینان بخش ہے جناب آنریری جائنٹ سکرٹری صاحب شیعہ کالج نے جو نقل معائنہ ہمارے پاس بغرض اشاعت روانہ فرمائی ہے وہ بلفظہ حسب ذیل ہے:-

نئی عمارت میں جماعتوں کے لیئے عالیشان کمرے ہیں ان کمروں میں خوش نما روشنی ہے، تختہ ہائے سیاہ کے مقام ٹھیک طور پر متعین کر دینے میں نہایت احتیاط کی گئی ہے تاکہ طلبہ کی نشست میں بجز تقسیم کے کوئی غلطی ممکن نہ ہو سکے، گذشتہ معائنہ سے کالج کی جدید عمارات کی تعمیر شروع کی گئی تھی اور اب وہ تقریباً مکمل ہیں، کمرے کشادہ خوب روشن اور ہوادار ہیں اور ان صوبجات یا کسی دوسرے مقام کے کمروں کا مقابلہ نہایت کامیابی کے ساتھ کر سکتے ہیں، ایک عالیشان ہال ایک عمدہ لائبریری اور سائنس کے واسطے کافی جگہ و گنجائش ہے

پروانۂ جنت یہ رسالہ وضو کا چھوٹا سا رسالہ ہے جو انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور کے رسالہ دستی ہدایت نامہ کے جواب میں جناب اختر صاحب نے محققانہ عنوان سے تحریر فرمایا ہے اور جعفریہ ایسوسی ایشن لاہور نے افادۂ اہل

اسلام کے لیے شایع کیا ہے صرف ۰/ کا ٹکٹ بھیجکر دفتر جعفریہ ایسوسی ایشن سے بلاقیمت طلب فرماکر ملاحظہ فرمائیے،

دائرہ مذکور نے اپنے دستی ہدایت نامہ میں جو بے سر پا خلاف تحقیق مگر متعصبانہ اعتراضات عزاداری مظلوم کربلا کے متعلق کیے ہیں اُن کا مسکت جواب دیا گیا ہے اور فی الحقیقت احقاق حق میں کوئی امکانی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہر جواب بحوالہ کتب معتمدہ محققانہ شان سے لکھکر خوب داد تحقیق و تدقیق دی ہے خداوند عالم فاضل مصنف کو بہترین جزائے حسنین اور ناظرین کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے،،

یادگار رسول یہ بھی ۱۷ صفحہ کا مختصر سا رسالہ ہے جو عزاداری امام حسین کے استحسان و جواز بلکہ استحباب کے اثبات اور دفع شبہات و اعتراضات کے لیے انجمن محمدیہ چھپرہ ضلع سارن کی جانب سے شایع کیا گیا ہے عام اہل اسلام کی خدمت میں بلاقیمت حاضر کیا جاتا ہے اور شیعوں کے لیے ۲/ قیمت معین کر دی گئی ہے جناب سید مظفر حسین صاحب سکریٹری انجمن محمدیہ محلہ دہیاواں چھپرہ ضلع سارن سے طلب فرمائیے اور چونکہ یہ انجمن انہیں خدمات کے لیے قائم کی گئی ہے اور ضروری موضوعات پر آئندہ شایع کرتی رہیگی لہذا اس انجمن کی امکانی اعانت میں بھی تامل نہ فرماکر اجر عظیم اور ثواب جسیم کا استحقاق حاصل فرمائیے۔

سچا مومن اس مادہ پرست زمانہ میں مادیت کی ترقی اور روحانیت کا اضمحلال کوئی مخفی بات نہیں ہے اور اس ترقی و تنزل نے عقائد مسلمین کے تحفظ کو جس حد پر پہونچا دیا ہے وہ بھی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے جناب شریعتمآب علامہ فہامہ حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ فی العالمین جناب السید محسن الحسینی الشامی زین فضلائہ السامی نے انہیں حالات کو پیش نظر رکھکر ایک رسالہ اعتقادیہ موسوم بہ در ثمین تحریر فرماکر اسلام کی ایک نمایاں خدمت ادا فرمائی تھی مگر چونکہ وہ رسالہ عربی زبان میں تھا اس لیے اردو داں حضرات اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے جناب فیضمآب عالی القاب استاد الواعظین صدر المتکلمین نادرۃ الزمن جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ پرنسپل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ نے اس رسالہ کو سلیس اور بامحاورہ اردو کا لباس پہنا کر اس کے فائدہ کو عام و تام کر دیا اور ضروری مقامات پر تحریر حواشی سے کہیں اجمال کو تشنۂ تفصیل نہیں چھوڑا چونکہ جناب ممدوح کا زور قلم اور آپکی ادبیت محتاج تعارف نہیں ہے لہذا ہم صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپکو تحفظ عقائد کی ضرورت ہے تو اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ فرمائیے ۸۰ صفحہ کا حجم ۲۰×۳۰/۱۶ پیمانہ کا سفید کاغذ لکھائی چھپائی بھی اچھی مقامی قیمت ۵ر غیر مقامی ۵۰ر مدیر سہیل یمن لکھنؤ سے طلب فرمائیے،

عقلا میں ایک بد نما داغ تھا اپنی قوت ایمانی سے اُسکو پاک و صاف کر دیا ہے اور ہم ایسے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، جب ہم نے نور عقل سے اس بات کو دیکھا کہ خلافت رسول کا حقدار وہ منتولہ شخص ہو سکتا ہے جسمیں مانند حضرت ختمی مرتبت منبع خلق عظیم موجود ہو اور اسکے تمام افعال مطابق قرآن کریم ہوں اور بعد حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوائے حضرت علی بن ابی طالب امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کے، اور کوئی شخص ان صفات سے موصوف نہیں ہوا اس لیئے از روئے حقیقت اور صحیح معنوں میں خلیفہ رسول بعد از رسول بجز امیر المومنین علی بن ابیطالب کے اور کوئی نہ تھا سو ہمنے اس زمانہ روشنی میں جبکہ ہر مخالف و موافق نور عقل سے آراستہ ہو کر حق و باطل میں امتیاز کامل دیتا ہے اپنے لیئے یہ بات ایک عار سمجھی کہ ہم بدوں وجود فرزندان حضرت خاتم الانبیا کسیکو خلافت رسول کی مسند مقدس پر جلوہ افروز کریں اور اپنی لیاقت کو زمرۂ عقلا میں برباد کریں، دیکھو معاویہ خلیفہ رسول تھا اب اُسکو لوگ کیا کہتے ہیں اور اُسکے بعد اسکا بیٹا یزید خلیفۂ رسول اور مسند خلافت پر جلوہ افروز تھا اور اسکو اہل جہاں کیا کہتے ہیں، اللہ اکبر ذہنیت مردم بھی عجیب و غریب ہے کہ یزید فرزند رسول کو بھوکا پیاسا بلا وجہ شہید کر دے اور پھر آل رسول کو شہر بشہر تشہیر کر کے ان کی تذلیل کرے اور لوگ اسکو خلیفۂ رسول تسلیم کریں اسی طرح خلفائے بنی عباس کی خلافت تھی کہ ایک طرف آل رسول اور سادات کو دیواروں میں چنواتے تھے اور دوسری طرف خلیفۂ رسول و امیر المومنین کہلاتے اس لیئے جب ہم نے بدقت اس مسئلہ پر غور و فکر کی کہ آخر یہ خلافت اسلام وہی خلافت نہیں ہے جس نے دین اسلام اور ذریت رسول کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اب وہ مسند خلافت ہمارے ہاتھوں میں ہے اور ہمارے اقتدار میں ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اسکو برقرار رکھیں اور چاہیں تو اُسکو مٹا دیں سب ہماری عقل نے ہمکو یہی مشورہ دیا کہ اب وہ زمانہ جہالت و ضلالت گذر چکا ہے اس لیئے اس خلافت بے معنی کا وجود بھی نہیں ہونا چاہیئے لہٰذا ہمنے خلافت کی مسند کو اپنے سے دور کر دیا ہے اسلیئے ہم حقیقی مسلمان ہیں ہم رسول کی اور رسول کی ذریت کی حرمت کو جانتے ہیں ہمکو لوگ کہتے ہیں کہ ہمنے خلافت کو توڑ کر گویا دین اسلام کی کمر کو توڑ دیا ہے حقیقت میں یہ بات نہیں ہے بلکہ ہمنے مسند خلافت بے حقیقت کو اُٹھا کر گویا دین اسلام کو از سر نو زندہ کرنا چاہا ہے واللہ الموفق

(زیبعد حینہ وزیر باد دولت ترکیہ)

انجمن مؤید العلوم و ادارہ التالیف مدرسۃ الواعظین کے مفید و قابل قدر تصنیفات

فوراً منگائیے قیمتوں میں زبردست رعایت

النبوۃ والخلافہ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملۃ قبلہ صدر انجمن مسئلہ خلافت پر انتقادی اور محققانہ نظر قابل دید رسالہ ہے انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۴ر

الموحد رشحہ قلم شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ صدر انجمن مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا ہے عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۳ر

خطاب فاصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمۂ جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نائب صدر انجمن عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳ر

مسالک الحکماء اردو ترجمۂ مناہج الحکماء جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ مادہ پرستوں کے مذہب کی تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۳ر

ید بیضا توریت کی پیشنگوئیوں سے جناب رسالتمآب کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر صاحب تبصرہ جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ ۲ر

رد التناسخ مصنفۂ جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم مسئلہ تناسخ پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث وید و ویدوں کی قدامت کا ابطال آریوں کی مایۂ ناز کتابوں کا شکست جواب ار

انسانی قربانی ویدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر

ویدمت قربانی ... وید سے قربانی کا جواز از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر

تصدیق رسالت گوتم بدھ کی پیشنگوئیوں سے جناب ختمی مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید احمد علی صاحب ہانی بی اے ۲ر

اسلام اینڈ دی لائٹ آف شیعزم انگریزی ترجمہ شریعۃ الاسلام حصۂ اول ترجمۂ جناب بادشاہ حسین صاحب بی اے اصول عقائد اسلام کی حقیقت دیگر مذاہب کے مقابلے میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش فنش ۱۲ر

دی پرافٹ شپ اینڈ دی کیلیفٹ انگریزی ترجمہ النبوۃ والخلافہ ترجمۂ جناب مولوی لقا علی صاحب اعظم جلد انگلش فنش ۱۲ر

دی ٹریجڈی آف کربلا عزاداری پر انگریزی زبان میں تبصرہ از جناب امیر علی صاحب لیکچرار لکھنؤ یونیورسٹی ار

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کا رد از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از جناب مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ایم اے ار

شریعۃ الاسلام حصۂ اول اصول و عقائد مذہب کا بادلائل تذکرہ از جناب مولانا السید محمد صاحب ابن سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۲ر

شریعۃ الاسلام حصۂ دوم طہارت صلوۃ کے مسائل مصدقۂ جناب سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۲ر

شریعۃ الاسلام ضمیمہ مستورات کے متعلق ضروری احکام اور دیگر مفید باتیں

سیاست علویہ

حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہری میں آپکے مخالفین کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی ہے اُسپر نظر کر کے اکثر ناواقف کوتاہ نظر لوگ اس شبہہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود نہ تھا جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیئے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیئے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب زنگی پوری تلمیذ حضرت قدوۃ الکاملین مولانا السید محمد ہارون صاحب مرحوم ومغفور زنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے فاضل ممدوح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق و اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی اُن سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار مدبر دماغ میں نہیں آسکتی اور انھیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلال و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اسکے مطالعہ سے دریغ نہ کرنا چاہیئے

قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۲ر

ملنے کا پتہ

منیجر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ



هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ
سورۂ آل عمران

الواعظ

نمبر ۵و۶ بابت ماہ مئی و جون ۳۱ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۴۹ھ و محرم ۵۰ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

تذکرہ

جناب مولوی مرزا یوسف حسین صاحب علاقہ پنجاب میں

نمبر ۱ جلد ۹ بابت ماہ اکتوبر ۳۶ء میں جناب ممدوح کی کارگذاری ۱۲ مئی ۳۶ء تک کی ہدیۂ ناظرین ہوچکی ہے آج ۱۳ مئی سے آخر دسمبر ۳۶ء تک کی کارروائی ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

موضع یوسف شاہ ۱۳ لغایت ۱۷ مئی ۳۶ء تک مبتلائے تپ شدید رہکر ۱۸ مئی ۳۶ء کو یوسف شاہ روانہ ہوئے جہاں اُسی روز ایک جلسۂ وعظ منعقد ہوا جسمیں ۲ گھنٹہ تک خصوصیات یوم غدیر بیان فرماکر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

اس موضع میں شیعہ نسبتہ زیادہ آباد ہیں اور برادران اہلسنت کی آبادی مختصر ہے اسکی علاوہ اور کسی فرقہ کا وجود نہیں ہے سید خادم حسین شاہ صاحب یہاں کے نمبردار ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف مدرسہ کوئی نہیں ہے لہذا تعلیمی حالت واضح ہے ضروریات مقامی میں وعظ و تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے۔

سیال ضلع میانوالی۔ ۱۸ مئی کو اختتام وعظ کے بعد ہی موضع بھل ضلع میانوالی میں واپس آکر اُسی شبکو دریاخاں پہونچے اور کسی سواری کے دستیاب نہ ہونے سے شب بھر دریاخاں میں بسر کرکے صبح کو بھکر سے مرور کرتے ہوئے ۲۰ مئی کو موضع سیال پہونچ گئے ۲۱ مئی کو جلسۂ وعظ منعقد ہوا جسمیں ۱½ گھنٹہ تک معیار عترت پر تقریر فرماکر حاضرین کو محظوظ و متاثر فرمایا۔

اس موضع میں بجز چند آریوں کے باقی لوگ مسلمان ہیں جنمیں نصف شیعہ ہیں اور نصف سُنّی اور سنیوں میں نصف حنفی ہیں نصف اہل حدیث، مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے صرف ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے، ایک انجمن بنام انجمن اصلاح المومنین قائم ہے، وقف، مدرسہ کوئی نہیں لہذا تعلیمی حالت واضح ہے، غلام محمد خاں، دوست محمد خاں علی محمد شاہ، نذر حسین صاحبان یہاں کے مشہور حضرات ہیں

علی پور گھاوان۔ ۲۱ مئی کو جلسۂ وعظ کے ختم ہوتے ہی فوراً موضع بھکر چلے آئے اور شب وہیں بسر کرکے صبح کو وہاں سے روانہ ہوکر علی پور پہونچگئے جہاں ۲۲ مئی سے ۲۶ مئی تک تشریف فرما رہے اور چار موعظہ ارشاد فرمائے یہاں سُنّی، شیعہ، مرزائی غرضکہ ہر فرقہ کی طرف سے ایک مشترک جلسہ تھا ہر مذہب کے علما بلائے گئے تھے ہر روز دو جلسہ ہوتے تھے، جناب واعظ کی پہلی تقریر ۲۳ مئی کو دوسری جلسہ میں ہوئی موضوع تقریر اتفاق و اتحاد تھا، دوسری تقریر ۲۴ مئی کو دوسرے جلسہ میں ہوئی موضوع تعلیمات اسلام کے خوبیاں نہیں

آج اثنائے وعظ میں ایک قادیانی نے چند اعتراض پیش کیئے اور باوجود اسکے کہ اُن کو روکا گیا اور کہا گیا کہ یہ موقع اعتراض کا نہیں ہے مگر وہ ساکت نہ ہوئے بالآخر دو گھنٹہ تک مباحثہ ہوتا رہا اور وہ ناکامی کے ساتھ خاموش ہوئے، تیسری تقریر جناب واعظ کی ۲۵ مئی کو دوسرے جلسہ میں ہوئی جسمیں موضوع تقریر سیرت نبی تھا چوتھی تقریر ۲۶ مئی کو بعد ظہر وعظ کے موضوع پر ہوئی اور یہ تمام تقریریں کافی اثر سے روشناس ہوئیں تمام حاضرین محظوظ ہوئے

اسی دوران میں کریم بخش صاحب سکریٹری انجمن حسینیہ نے فرمائش کی کہ ایک پمفلٹ مدرسۃ الواعظین کے نام سے مثل مرزائیوں کے پمفلٹ کے، تیار کر دیا جائے جسے ممدوح اپنے خرچ سے ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شایع کریں گے چنانچہ وہ فوراً تیار کر دیا گیا

اس موضع میں بھی بجز چند آریوں کے باقی سب مسلمان ہیں جنمیں شیعوں کی تعداد قریب نصف کے ہوگی. مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے ایک مسجد ہے ایک امام بارہ ہے ایک انجمن بنام اصلاح المومنین قائم ہے وقف، مدرسہ کوئی نہیں ہے لہذا تعلیمی حالت واضح ہے

شملہ ۔ ۲۶ مئی کو اختتام وعظ کے بعد ہی بجانب شملہ روانہ ہو کر ۲۸ مئی کی سہ پہر کو وہاں پہونچگئے ۲۹ جون ملاقات مومنین اور پمفلٹ کی کاپی دیکھنے میں گذر گئی ۳۰ جون مطابق یکم محرم سے ۱۲ جون تک سلسلہ مواعظ جاری رہا اس مختصر قیام میں ۲۵ جلسہ وعظ کے تبتیوں اور ہندوستانیوں کے امام باڑوں اور راجہ میر توکل حسین صاحب کے صاحبزادہ کے جائے قیام اور مقام سنجولی میں یعقوب علی تبتی ٹھیکہ دار اور غلام مہدی صاحب تبتی کے مکان اور متصل اسٹیشن ایک غریب کے مکان اور کوہ جاکو پر مرزا نواب حسین صاحب کے مکان اور اہل سنت کی خواہش سے انکی ایک مسجد پر منعقد ہوے جنمیں موضوعات تقریر اطاعت خدا محبت اہل بیت وجود باری تعالیٰ، سیرت نبی، شان علی بن ابی طالب اور دیگر ضروری مباحث تھے کسی جلسہ میں ایک گھنٹہ سے کم تقریر نہیں ہوئی اور ہر تقریر کافی اثر سے روشناس ہوئی،

۸ جون عاشور محرم کا روز تھا جسمیں بڑی شان و شوکت سے کم از کم ۸۰۰۰ ہزار آدمیوں کے مجمع کے ساتھ جلوس نکالکر بڑی بڑی بازاروں میں گشت کرایا گیا اور خاص خاص مقامات پر چند چند منٹ توقف کر کے ۸ تقریریں کی گئیں جنمیں تبلیغ کی شان کو بتایا اور سمجھا گیا"

یہ مقام بوجہ اپنی شہرت کے محتاج تعارف نہیں ہے موسم گرما میں یہاں کے شیعوں کی آبادی تقریباً ۵۰۰ ہو جاتی ہے حنفی سنی اور اہل حدیث بھی اکثر ہیں قادیانی بھی چند نفر موجود ہیں عیسائیوں اور آریوں کی تعداد کافی ہے تعلیمی اور مالی اور اخلاقی حالت اچھی ہے مذہبی حالت اوسط درجہ کی ہے شیعوں کی خاص کوئی مسجد نہیں ایک امام باڑہ ہے اور ایک انجمن بنام انجمن حیدریہ قائم ہے وقف اور مدرسہ بھی کوئی نہیں

ہر مذہب کے مشنری کام کر رہے ہیں

بنی شاہ بالا تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا ۔ ۲۳ جون کو شملہ سے روانہ ہو کر ۲۵ جون کو بنی شاہ بالا پہونچکر ۲۴ جون تک تشریف فرما رہے جسمیں تین جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں اطاعت خدا و رسول اور اطاعت اولی الامر پر تقریر فرمائی اور اسکے علاوہ اکثر حضرات مسائل دریافت کرتے رہے

یہاں بجز شیعوں کے کوئی دوسرا فرقہ آباد نہیں ہے تعلیمی اور اخلاقی حالت اچھی نہیں ہے کیونکہ یہاں کوئی وقف اور کوئی مدرسہ نہیں ہے مذہبی حالت اوسط درجہ کی ہے مالی حالت البتہ اچھی ہے دو مسجدیں ہیں ایک امام باڑہ ہے

چک ۳۷ ڈاکخانہ چوکی بھاگٹاں والا ضلع سرگودہا ۔ بنی شاہ بالا سے ۲۵ تاریخ روانہ ہوئے اور اُسی روز چک ۳۷ پہونچکر ۳۰ جون تک وہاں تشریف فرما رہے اور اس اثناء میں تین جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں موضوع اطاعت پر تقریر فرمائی،

اس مقام پر شیعوں کی آبادی نسبتہ زیادہ ہے حنفی سنی بہت کم بلکہ کوئی نہیں ہے اہل حدیث اکثر ہیں باقی اور کوئی فرقہ نہیں ہے ۔ مذہبی حالت اچھی ہے تعلیمی اور اخلاقی اور مالی حالت اوسط درجہ کی ہے ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں اہل حدیث کے مشنری کام کر رہے ہیں"

ضلع سرگودہا ۔ یکم جولائی کو چک ۳۷ سے سرگودہا پہونچکر امام باڑہ میں قیام کیا جہاں تین روز کے قیام میں صرف ایک جلسہ وعظ کا حسب تحریک کربلائی غلام محی الدین صاحب خزانچی انجمن جعفریہ امام باڑہ میں منعقد ہوا جسمیں موضوع تقریر شان علی بن ابی طالب تھا،

اس ضلع میں تخمیناً ۵۰۰ شیعہ اور ۱۰۰۰ برادران اہل سنت حنفی اور ۵۰۰ اہل حدیث اور ۲۰ قادیانی اور چند نفر عیسائی آباد ہیں آریوں کی تعداد معلوم نہیں شیعوں میں کربلائی غلام محی الدین صاحب ایک مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہر مذہب کے مشنری کام کر رہے ہیں

جلال پور ننگیانہ ۔ ۴ جولائی کو سرگودہا سے روانہ ہو کر ننگیانہ پہونچکر میاں محمد علی صاحب کے مکان پر تین روز مقیم رہے جسمیں تین جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے ۵ جولائی کو غنا کی حرمت پر ۶ جولائی کو ضرورت عمل پر، ۷ جولائی کو قرآن و عترت کے اتحاد پر تقریریں فرمائیں جس سے حاضرین نہایت متاثر ہوئے،

اس مقام پر شیعوں کی کل تعداد ۲۰ نفر اور سنیوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے جنمیں صرف ایک

اہل حدیث ہیں اور میاں سلطان علی، میاں سردار علی، میاں عبدالعلی، میاں روشن علی یہاں کے مشہور لوگوں میں ہیں مالی حالت اچھی ہے تعلیمی و مذہبی اور اخلاقی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے ایک مدرسہ فرقانیہ ہے جس میں طلبہ قرآن مجید حفظ کرتے ہیں وقف کوئی نہیں ہے

مجتبہ ڈاکخانہ داڈھی - ، جولائی کو جلال پور سے روانہ ہو کر شکو ۹ بجے مجتبہ تشریف لائے ۸ جولائی کو ۱½ گھنٹہ طہارت اہلبیت پر موعظہ فرمایا۔

یہاں بھی شیعوں کی کل تعداد ۲۰ نفر اور سنیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے باقی اور کوئی فرقہ یہاں نہیں ہے شیعوں میں سید سلطان علی شاہ صاحب ایک مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے،

موضع حسین شاہ - ۹ جولائی کو مجتبہ سے روانہ ہو کر حسین شاہ تشریف لائے مگر بوجہ بارش کوئی جلسہ منعقد نہ ہو سکا،

اس موضع میں کوئی ۳۰ آدمی شیعہ ہیں اور چند عدد برادران اہلسنت اور ان کے علاوہ اور کوئی فرقہ نہیں ہے، سید مرید حسین شاہ صاحب یہاں ایک مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے،

شاہ پور شہر - ۱۱ جولائی کو حسین شاہ سے روانہ ہو کر شاہ پور پہونچے اور وہاں ۲۰ جولائی تک قیام پذیر رہے جس میں ۹ جلسہ موعظہ کے خاص شاہ پور میں منعقد ہوئے، جن میں طہارت اہل بیت پر نہایت مؤثر تقریریں ارشاد فرمائیں۔

اس شہر میں ۲۰۰ شیعہ اور ۴۰۰۰ حنفی اور ۳۰۰ سو اہل حدیث آباد ہیں آریوں کی تعداد معلوم نہیں اور ان کے علاوہ اور کوئی فرقہ نہیں ہے شیعوں میں مخدوم سید غلام حیدر شاہ صاحب، سید غلام محمد شاہ صاحب نمبردار، سید غلام شبیر شاہ صاحب مشہور لوگوں میں ہیں، مذہبی حالت اچھی ہے تعلیمی اخلاقی مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں دو مسجدیں ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں، حنفی اہل سنت اور اہل حدیث کے مشنری کام کر رہے ہیں

حویلی شہانی ڈاکخانہ ساہی وال بمقام شاہ پور سے ۱۸ میل ہے ۲۰ جولائی کو شاہ پور سے روانہ ہوئے اور اسی روز وہاں جلسہ منعقد ہوا جس میں ۱½ گھنٹہ شان امامت پر نہایت مؤثر تقریر

فرماکر اسی روز شاہ پور واپس آئے

اس بستی کے تمام باشندہ شیعہ ہیں کوئی دوسرا فرقہ یہاں نہیں ہے تعلیمی اور مذہبی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے

کوٹلہ شیرازیاں ضلع جہلم ڈاکخانہ احمد آباد اسٹیشن وڈو کہار تحصیل پنڈ دادنخان ۲۱ر جولائی کو شاہ پور سے روانہ ہوکر کوٹلہ پہونچکر ۲۵ر جولائی تک مقیم رہے اور اس اثنا میں دو جلسہ وعظ کے ۲۳ اور ۲۵ر جولائی کو بڑی مجمع کے ساتھ منعقد ہوئے جنمیں طہارت اہل بیت پر نہایت موثر تقریریں ارشاد فرمائیں،

یہاں کی تمام آبادی شیعہ ہے کسی دوسرے فرقہ کا یہاں وجود نہیں ہے۔ سید محمد حسین شاہ صاحب اور سید صادق حسین شاہ صاحب یہاں کے مشہور لوگوں میں ہیں۔ مذہبی اور اخلاقی حالتیں اچھی ہیں تعلیمی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں شیعوں کی تین مسجدیں ہیں ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے،

کالاباغ ضلع میانوالی - ۲۶ر جولائی کو کوٹلہ سے روانہ ہوکر کالاباغ پہونچے اور دو روز کے قیام میں دو جلسہ وعظ کے ۲۷ اور ۲۸ر جولائی کو منعقد ہوئے جنمیں طہارت اہل بیت پر نہایت مؤثر تقریریں ارشاد فرمائیں ؏

یہاں ۲۰۰ شیعہ، ۵۰۰ حنفی اہل سنت، ۳۰۰ اہل حدیث اور چند نفر آریہ آباد ہیں شیعوں میں سید تصدق حسین صاحب اور سید نواز محمد رمضان صاحب مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک امام باڑہ ہے ایک مسجد ہے وقف و مدرسہ کوئی نہیں ہے، ہر مذہب کے مشنری کام کر رہے ہیں ؏

دانڈھا الکڑان والا - ۲۹ر جولائی کو کالاباغ سے روانہ ہوکر دانڈھا تشریف لاکر دو روز قیام پذیر رہے جس میں دو جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں طہارت اہلبیت پر نہایت مؤثر تقریریں ارشاد فرمائیں ؏

یہاں کل ۱۰۰ نفوس شیعہ اور چند حضرات اہلسنت آباد ہیں اور انکے علاوہ کسی دوسرے فرقہ کا وجود نہیں ہے اور شیعوں میں محمد یار صاحب ٹھیکہ دار نمک تراشی ایک مشہور بزرگ ہیں، تعلیمی حالت کچھ نہیں ہے مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد شیعوں کی اور ایک امام باڑہ ہے وقف مدرسہ کوئی نہیں ہے،

علی پور گھلوان ضلع مظفرگڈھ ۳۰ جولائی کو ڈانڈا سے روانہ ہوکر ۳۱ جولائی کو علی پور پہونچگئے اور یکم اگست سے یہاں کے سالانہ جلسے شروع ہوگئے جو ہر روز تین مرتبہ منعقد ہوتے تھے یکم اگست کو پہلے جلسہ میں آیات قرآن مجید سے شیعوں کے اصول دین دو گھنٹہ کی تقریر میں ثابت فرمائے اور اسی روز کے تیسرے جلسہ میں اصلاح قوم پر ۱½ گھنٹہ تقریر فرمائی ۲ اگست کو دوسرے جلسہ میں نصف گھنٹہ خلافت آئمہ پر تقریر فرمائی۔ ۳ اگست کو پہلے جلسہ میں ۲ گھنٹہ خلافت آئمہ پر تقریر فرمائی جلسوں میں چار چار ہزار آدمی سے کم کا مجمع نہ ہوتا تھا۔ جناب واعظ کی تقریریں نہایت توجہ سے سنی گئیں اور کافی اثر لیا گیا۔

یہاں کل ۲۰ نفوس شیعہ آباد ہیں اور برادران اہلسنت نسبتہً بہت زیادہ ہیں اہل حدیث اہل قرآن کوئی نہیں ۱۰ نفوس قادیانی اور چند عیسائی ہیں آریوں کی تعداد کافی ہے شیعوں میں سردار رنگو خان صاحب دیلدار سردار رسول بخش خاں صاحب کریم بخش خانصاحب مشہور لوگوں میں ہیں تعلیمی اور مذہبی حالتیں اچھی ہیں اخلاقی اور مالی حالتیں غنیمت ہیں ایک مسجد شیعوں کی اور ایک امام باڑہ اور ایک مدرسہ اور ایک انجمن بنام انجمن حسینیہ قائم ہے وقف کوئی نہیں آریہ سماج اور جماعت احمدیہ لاہور و قادیان اور اہلسنت کے مشنری بڑی زور سے کام کرتے ہیں

مبارکپور تحصیل احمد پور شرقی ریاست بہاولپور ۷ اگست کو علی پور سے روانہ ہوکر مبارکپور پہونچے یہاں ایک عظیم الشان جلسہ ہونے والا تھا جسکی تاریخیں ۸ لغایت ۱۰ اگست مقرر تھیں جسمیں مولانا سید محمد صاحب اور مولانا سید محمد سبطین صاحب بھی مدعو تھے ۹ اگست کو دوسرے جلسہ میں دو گھنٹہ تک جناب واعظ نے طہارت اہل بیت پر تقریر فرمائی جو نہایت مؤثر ہوئی۔

یہاں شیعوں کی تعداد اقل قلیل ہے اور برادران اہلسنت و جماعت قریب ایک لاکھ کے آباد ہیں جنمیں اکثر اہل حدیث ہیں اور چند نفوس آریہ بھی ہیں ان کے علاوہ اور کوئی فرقہ نہیں ہے شیعوں میں اللہ بچایا شاہ صاحب ایک مشہور بزرگ ہیں شیعوں کی ایک قلیل آبادی میں انکے حالات تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی کا اندازہ اگرچہ بہت مشکل ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ نہ انکی کوئی مسجد ہے نہ کوئی امام باڑہ ہے نہ وقف نہ مدرسہ تاہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب پر نہایت استقلال سے قائم ہیں اور اپنے ہمسایہ مشنریوں کے اثر سے متأثر نہیں ہوتے

کھاڈو کلاں ۱۰ اگست کو مبارکپور سے روانہ ہوکر ۱۱ اگست کو کھاڈو کلاں تشریف لائے ۱۲ اگست کو جلسہ وعظ منعقد ہوا جسمیں ۲ گھنٹہ تک اطاعت رسول پر تقریر فرماکر حاضرین کو متأثر کیا

ڈیرہ اسماعیل خان - ۱۲ راگست کو اختتام وعظ کے بعد ہی کماوڑ کلاں سے روانہ ہو کر شب کو دریا خاں پہونچے اور ۱۳ کی صبح کو دریا خاں سے روانہ ہو کر سہ پہر کو ڈیرہ اسماعیل خاں پہونچگئے جہاں ۱۴ راگست سے ۲۴ راگست تک مقیم رہکر وہاں کے جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس میں صلاح قوم اور طہارت اہلبیت پر اور ۲۴ راگست کو محلہ جوڑی گراں میں موضوع مذکور پر نہایت موثر تقریر فرمائی

(نوٹ) کماوڑ کلاں اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے حالات حسب سابق ہیں لہذا ترک کیے گئے،

لکھنؤ کی واپسی - ۲۴ راگست کو جناب واعظ کی والدۂ معظمہ کی سخت بیماری کا تار پہونچا جسے دیکھکر فوراً لکھنؤ چلے آئے اور ۲۸ راگست سے ۱۷ راکتوبر ۳۰ء تک زیر رخصت رہ کر ۱۸ راکتوبر کو دورہ پر روانہ ہوئے

ضلع سلطانپور یوپی - ۱۸ راکتوبر کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر سلطان پور تشریف لے گئے ۱۹ راکتوبر کو صبح وشام دو جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں ہر مذہب کے لوگ شریک تھے صبح کے جلسہ میں ۹ بجے سے ½۱۱ بجے تک ضرورت عمل اور شان اہلبیت پر نہایت موثر تقریر فرمائی جس سے تمام حاضرین متاثر ہوئے اور چند حضرات نے مدرسکی امداد کا وعدہ کیا،

یہاں کی آبادی کے حالات تو کچھ معلوم نہ ہو سکے مگر عام حالات کا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ تعلیمی حالت کمزور ہے اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں شیعوں کی صرف ایک مسجد ہے اور ایک انجمن بنام انجمن عباسیہ قائم ہے مگر امام باڑہ اور وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے تعلیم و تبلیغ کی ضرورت ہے،

احمد پور شرقی ریاست بہاولپور - ۲۰ راکتوبر کو سلطان پور سے لکھنؤ آکر ۲۱ راکتوبر کو پنجاب کی طرف روانہ ہو گئے اور ۲۳ راکتوبر کو احمد پور پہونچکر ۲۷ راکتوبر تک مقیم رہے یہاں اس زمانہ میں عظیم الشان جلسہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں جس کی تاریخیں ۲۴ لغایت ۲۶ راکتوبر ۳۰ء مقرر تھیں اطراف وجوانب سے مختلف واعظین و ذاکرین اور مبلغین تعداد کثیر تشریف لائے ہوئے تھے - ۲۴ راکتوبر کو پہلے جلسہ میں ½۲ بجے تک جناب واعظ نے خصوصیات اسلام پر تقریر فرمائی جس سے تمام حاضرین نہایت متاثر ہوئے اور بے انتہا داد دی سب نے، ۲۵ راکتوبر کو دوسرے جلسہ میں ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک مہر نبی کی شان پر تقریر فرمائی ۲۶ راکتوبر کو ۱۱ بجے سے ½۱ بجے تک محاسن اسلام پر تقریر فرمائی یہ تقریر اسقدر پسند کی گئی اور اسدرجہ موثر ہوئی کہ شب کو پھر جناب واعظ کو مجبور کیا گیا اور ممدوح نے ۱۰ بجے شب سے ۱ بجے تک رسول اور آل رسول کے حقیقی مراتب پر تقریر فرمائی جلسہ مذکور میں ہر مذہب کے لوگوں نے کافی اثر لیا اکثر لوگوں کے بعض عقائد تبدیل ہو گئے بعض حضرات نے انجمن موید العلوم کی ممبری کا وعدہ فرمایا اور کافی تعداد میں

انجمن کی کتابیں فروخت ہوگئیں،

اس مقام پر کل ۲۵ نفوس شیعہ ہیں باقی آبادی کی تعداد معلوم نہیں شیعوں میں حکیم غلام محمد صاحب شعرانی اور مولوی رحیم بخش صاحب اچھی شہرت رکھتے ہیں تعلیمی اور مالی حالتیں بہت کم زور ہیں مذہبی حالت اچھی ہے ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے ایک انجمن بنام انجمن صادقیہ قائم ہے جس کے سکرٹری حکیم صاحب مذکور ہیں وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے

ریاست بہاولپور - ۲۷ اکتوبر کو بہاولپور پہونچکر مخدوم غلام عباس صاحب کے پاس ڈاک بنگلہ میں قیام کیا اور موصوف کے معاملہ میں غور وفکر و سعی کرتے رہے

یہ دونوں مقام (احمد پور و بہاولپور) نوابصاحب بہاولپور کی حکومت میں ہیں اور حکام وقت شیعوں سے کافی تعصب برتتے ہیں مگر شیعہ مذہبی رسوم میں آزاد ہیں نصف آبادی یہاں کی حنفی ہے اور دو ثلث اہل حدیث ہیں معدودے چند عیسائی ہیں اور تقریباً ۵۰ نفوس شیعہ ہیں سید حسن علی شاہ صاحب اور سید علمدار حسین شاہ صاحب یہاں کے مشہور لوگوں میں ہیں تعلیمی حالت اچھی ہے مذہبی حالت اوسط درجہ کی ہے اخلاقی اور مالی حالت اچھی نہیں ہے شیعوں کی کوئی مسجد نہیں صرف دو امام باڑہ ہیں وقف اور مدرسہ بھی کوئی نہیں ہے۔ اہل حدیث اور حنفیوں کے مشنری بے قاعدہ کام کر رہے ہیں۔

ملتان بیرون حرم - بہاولپور سے ۳۱ اکتوبر کو روانہ ہوکر ملتان پہونچے جہاں چار روز کے قیام میں صرف ایک جلسہ وعظ کا منعقد ہوا جسمیں شان علی بن ابی طالبؑ پر نہایت مؤثر تقریر ارشاد فرمائی اور تمام زمانہ قیام میں مدرسہ باب العلوم کے متعلق صلاح و مشورہ ہوتے رہے مولانا سید زین العابدین صاحب نے وعدہ فرمایا کہ مدرسۂ مذکور جناب سرکار صدر الشریعہ کی سرپرستی میں کھولا جائیگا اور اسکا نظم و نسق سرکار ممدوح ہی کے ہاتھ میں رہے گا۔

اس قدیم شہر میں ایک ثلث شیعہ ایک ثلث حنفی ایک ثلث اہل حدیث، ۱۰ نفر اہل قرآن چند قادیانی چند عیسائی آباد ہیں آریہ کوئی نہیں، اسماعیلی فرقہ کی تعداد معقول ہے

مخدوم حسین بخش صاحب مخدوم حسن یوسف صاحب مخدوم مرید حسین صاحب مشہور حضرات ہیں تعلیمی حالت اچھی ہے مذہبی حالت اوسط درجہ کی ہے اخلاقی اور مالی حالت اچھی نہیں ہے مسجدیں صرف پانچ ہیں اور امام باڑہ کافی تعداد میں ہیں مدرسہ باب العلوم کا افتتاح زیر غور ہے، انجمن شباب الشیعہ قائم ہے، ہر مذہب کے مشنری کام کر رہے ہیں!

جلالپور پیروالا ضلع ملتان شہر ملتان سے ۱۴ نومبر کو روانہ ہوکر جلال پور تشریف لے گئے ۱۶ نومبر کو جناب مولوی جواد حسین صاحب مبلغ مدرسۃ الواعظین بھی وہاں پہونچ گئے اور باہمی مشورہ سے طے پایا کہ اگر دیوان صاحب مدرسہ کی امداد کریں تو مولانا ئے موصوف علی پور اور جلال پور دونوں مقاموں پر کام کریں۔ ۱۷ نومبر کو نماز جمعہ کے بعد ضرورت عمل پر مختصر سا موعظہ ہوا، ۱۴ نومبر کو بعد نماز جمعہ ۱½ گھنٹہ تک شان علی بن ابی طالب پر تقریر فرماتے رہے جو نہایت توجہ سے سماعت کی گئی۔

اس مقام پر شیعوں کی تعداد اقل قلیل ہے اکثر آبادی حنفی اہل سنت کی ہے باقی آبادی اہل حدیث کی ہے دیوان محمد غوث شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں تعلیمی حالت کچھ نہیں مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں معمولی ہیں، دو مسجدیں ہیں ایک امام باڑہ ہے، وقف اور مدرسہ کوئی نہیں اہلسنت اور اہل حدیث کے مشنری کام کر رہے ہیں،

دوران قیام میں متعدد اہل سنت نے تشریف لاکر اعتراضات کیے جنکے شافی جوابات دیئے گئے اور اُن حضرات سے جواب الجواب بن نہ پڑا مکرر آنے کا وعدہ کرکے چلے گئے اور پھر نہ آئے

ریاست بھاولپور۔ ۱۵ نومبر کو جلال پور سے واپس ہوکر بھر بھاولپور تشریف لاکر ڈاک بنگلہ میں مخدوم غلام عباس شاہ صاحب کے پاس قیام فرمایا اور دو روز کے قیام میں معاملہ مذکور کے لئے امکانی سعی کرتے رہے

یہاں آجکل سُنّی شیعہ میں سخت فساد ہے اور مقدمات حکام تک پہونچ چکے ہیں

علی پور گھلواں ضلع مظفر گڈھ۔ ۱۸ نومبر کی شب کو بھاولپور سے روانہ ہوکر علی پور تشریف لے گئے۔ ۲۰ نومبر کو شب کے وقت سردار رسول بخش خاں صاحب کربلائی و مشہدی کے دولتخانہ پر ۱½ گھنٹہ موعظہ فرمایا۔

ریاست بھاولپور۔ علی پور میں موعظہ ختم کرکے اُسی شب کو صبح سے پہلے روانہ ہوکر ۲۲ نومبر کو پھر بھاولپور تشریف لائے اور معاملہ مذکورہ کے لیئے کافی سعی فرمائی جس سے کامیابی کی امید معلوم ہوتی ہے

ڈیرہ غازی خاں۔ ۳۰ نومبر کی شب کو بھاولپور سے روانہ ہوکر ڈیرہ غازی خاں پہونچکر ۷ دسمبر تک تشریف فرما رہے یکم دسمبر کو ۱½ گھنٹہ شان امامت پر موعظہ فرمایا اور اسی روز سید غلام سرور شاہ صاحب صدر انجمن شباب الشیعہ کے دولتخانہ پر ایک گھنٹہ شکر منعم پر تقریر فرمائی،

یہاں ۵۰۰ شیعہ ۲۰۰۰ حنفی ۲۰۰ اہل حدیث و قادیانی آباد ہیں اور انکے علاوہ کسی اور فرقہ کی

تعداد معلوم نہیں ہو سکی شیعوں میں قاضی محمد حسن شاہ صاحب، قادر داد خانصاحب سکریٹری انجمن حیدریہ، خواجہ عطا حسین صاحب مشہور حضرات ہیں تعلیمی اور اخلاقی حالت معمولی ہے مذہبی حالت اچھی ہے مالی حالت خراب ہے دو مسجدیں ہیں دو امام باڑہ ہیں ایک مدرسہ حیدریہ قائم ہے وقف کوئی نہیں ہے۔ حنفی اور اہل حدیث اور قادیانی اور آریہ مشنری کام کر رہے ہیں

قائم والا ڈاکخانہ چوٹی ضلع ڈیرہ غازی خاں۔ ۳ر دسمبر کو ڈیرہ غازی خاں سے روانہ ہو کر قائم والا تشریف لے گئے اور ۶ دسمبر تک سردار خاں محمد خاں کھوسہ ذیلدار کے مہمان رہے ۴ دسمبر ملاقات مومنین اور تذکرہ مسائل میں گذری ۵ دسمبر یوم ولادت امیرالمومنین میں بڑی شان سے جلسہ منعقد ہوا جسمیں جناب واعظ نے ۱ گھنٹہ عظمت بیت اللہ پر تقریر فرمائی۔ پھر ۶ دسمبر کو دوسرا جلسہ منعقد ہوا جسمیں ۱ گھنٹہ شان ولادت و عظمت مولود پر نہایت موثر تقریر فرمائی اور چونکہ تقریریں پنجابی زبان میں کی گئیں لہذا سب سمجھ گئے اور مسرور ہوئے۔

یہاں کی اکثر آبادی شیعہ ہے حضرات اہلسنت قلیل ہیں اور تھوڑے سے آریہ ہیں سردار خاں محمد خاں سردار دوست محمد خاں صاحبان یہاں کے مشہور حضرات ہیں اور سب حاجی و زائر و باعمل اور علاقہ بھر کی روشنی کے موجب ہیں شیعوں کی تعلیمی حالت اوسط درجہ کی ہے مذہبی حالت بہت اچھی ہے اخلاقی حالت بھی اچھی ہے مالی حالت بہت درست ہے ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف و مدرسہ کوئی نہیں۔

موضع بند دوانی۔ ۷ر دسمبر کو اس موضع میں پہونچکر ضرورت شکر نعمات خدا پر موعظہ فرمایا یہ موضع قائم والا سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے جسمیں شیعہ بہت کم اور سنی تنبشہ زیادہ ہیں اور انکے علاوہ اور کوئی دوسرا فرقہ نہیں ہے علی خان بلوچ یہاں کے مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی و مالی حالت بھی قابل ذکر نہیں نہ کوئی مسجد ہے نہ امام باڑہ ہے نہ وقف ہے نہ مدرسہ ہے۔

قائم والا کی واپسی۔ ۸ دسمبر کو قائم والا واپس آئے آج بجز ذکر مسائل کے کوئی موعظہ تو نہیں ہوا مگر ایک سنی المذہب جس پر قادیانی کافی اثر ڈال چکے تھے اپنے شکوک رفع کر کے صراط مستقیم کا رہرو ہو گیا جسکو تہبت سے رسالہ بلا قیمت دیے گئے۔

کوٹ چھٹہ۔ ۹ دسمبر کو قائم والا سے روانہ ہو کر بستی میموری میں تشریف لائے لیکن یہاں کے دیگر ذاکرین کی خواندگی میں تاخیر ہو جانے سے کچھ ارشاد نہیں فرمایا اور اُسیوقت وہاں سے کوٹ چھٹہ روانہ

ہو گئے لیکن وہاں بھی دیر میں پہونچنے سے دوسری روز کے لئے موعظہ ملتوی رہا اور ۱۰ دسمبر سے ۱۴ دسمبر تک ۴ موعظہ طہارت اہلبیت پر ارشاد فرمائے اور علاوہ اسکے ایک مرزائی ڈاکٹر اور بعض حضرات اہلسنت نے کچھ اعتراضات کیئے جنکے شافی جوابات دیئے گئے اور انکو جواب الجواب کی جرأت نہوئی:

میموری میں شیعہ بہت کم اور اہلسنت لبنسبۃ زیادہ ہیں دیگر فرقوں کا حال معلوم نہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی و مالی حالات بھی نامعلوم ہیں ایک مسجد ہے ایک امام بارہ ہے وقف و مدرسہ کوئی نہیں ہے،

کوٹ جٹھہ میں ۱۵ شیعہ ہیں سنی نسبتہ زیادہ ہیں کچھ اہل حدیث بھی ہیں اہل قرآن کوئی نہیں صرف ۳ شخص قادیانی اور چند اشخاص آریہ ہیں شیعوں میں سید طالب حسین شاہ ماسٹر غلام حسین لکھن شاہ صاحبان مشہور حضرات ہیں تعلیمی اور اخلاقی اور مالی حالتیں معمولی مذہبی حالت اوسط درجہ کی ہے ایک مسجد ہے ایک امام بارہ ہے وقف و مدرسہ کوئی نہیں اہلسنت اہل حدیث مرزائی اپنے اپنے مشن کی کاموں میں مصروف ہیں مگر شیعوں پر کوئی اثر نہیں بلکہ جو لوگ پہلے مخفی تھے انھوں نے بھی اپنے مذہب کو ظاہر کر دیا اور بعض مناظروں میں شیعوں کی کامیابی انکی تقویت کا باعث ہو گئی ہے

موضع حسالا - ۱۵ دسمبر کو کوٹ جٹھہ سے روانہ ہو کر موضع حسالا میں تشریف لائے اور ۱۶ دسمبر تک سید امیر حسین شاہ صاحب کے مہمان رہے ۱۶ دسمبر کو وقت سہ پہر جلسہ منعقد ہوا جسمیں دو گھنٹہ زبان پنجابی میں قرآن و اہلبیت پر تقریر فرمائی حاضرین نہایت متأثر ہوے،

اس موضع میں صرف دو شخص شیعہ ہیں باقی حضرات اہلسنت وجماعت ہیں اور انکے علاوہ اور کوئی فرقہ نہیں ہے تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی حالات کا اندازہ بھی بوجہ قلت کچھ نہیں ہو سکتا صرف ایک مسجد اور ایک امام بارہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں،

کوٹ جٹھہ کی واپسی - اختتام وعظ کے بعد ۱۶ دسمبر کو موضع حسالا سے پھر کوٹ جٹھہ کو واپس آکر ۲۰ دسمبر تک قیام پذیر رہے اور اس اثنا میں دو جلسہ وعظ کے بیان معراج کے لیئے منعقد ہوئے پہلا جلسہ ۱۸ دسمبر کو بوقت شب منعقد ہوا جسمیں کافی آرائش اور چراغاں کیا گیا اور جناب واعظ نے ایک گھنٹہ معراج پر تقریر فرمائی۔ دوسرا جلسہ ۱۹ دسمبر کو سہ پہر کے وقت منعقد ہوا اس جلسہ میں بھی ۲½ گھنٹہ معراج پر تقریر فرمائی اور قرآن مجید اور فلسفہ سے اسکا ثبوت دیا حضرات اہلسنت بھی تشریف فرما تھے اور مرزائی بھی موجود تھے جنکی کافی روکی گئی مگر باوجود اعلان کسی کو اعتراض کی جرأت نہیں ہوئی

ہزارہ - ۲۱ دسمبر کو کوٹ جٹھہ سے روانہ ہو کر ہزارہ تشریف لائے اور دو روز قادر بخش خاں

صاحب نمبردار کے دولت خانہ پر قیام فرمایا، ۲۲ ر دسمبر کو جناب موصوف نے جلسہ وعظ منعقد کیا جسمیں ۱/۲ ۱ گھنٹہ عبادت کی ضرورت اور اہلبیت رسول کی عبادت پر تقریر فرمائی جس سے اہل سنت نہایت متاثر ہوئے

اس بستی میں صرف ایک گھر خانصاحب موصوف کا شیعہ ہے باقی حضرات اہل سنت ہیں اور انکے علاوہ اور کسی فرقہ کا وجود نہیں ہے خانصاحب موصوف کی تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی و مالی حالتیں آپکے مہمان نوازی اور باصرار جناب واعظ کو طلب کرکے جلسہ وعظ منعقد کرنے سے واضح ہیں لیکن باایں ہمہ نہ کوئی مسجد ہے، نہ امام باڑہ نہ کوئی وقف ہے نہ مدرسہ۔

جام پور۔ ۲۳ دسمبر کو ہزارہ سے روانہ ہوکر جام پور تشریف لے گئے یہاں ۲۴ ر دسمبر کو جلسہ ولادت باسعادت امام حسین علیہ السلام منعقد ہوا جسمیں ۱/۲ ۱ گھنٹہ حضرت کے حالات ولادت اور فضائل بیان کیے گئے۔

۲۵ ر دسمبر کو دوسرا جلسہ منعقد ہوا جسمیں ایک گھنٹہ طہارت اہلبیت پر تقریر فرمائی۔

ان جلسوں کے علاوہ ہر مذہب کے حضرات کافی تعداد میں آتے رہے اور متاثر ہوتے رہے جسکا نتیجہ کچھ نہ کچھ ظاہر ہوکر رہے گا۔

اس موضع میں تقریباً ۲۰ نفوس شیعہ ہیں باقی حضرات اہلسنت ہیں جنمیں اکثر اہل حدیث ہیں قادیانی اور عیسائی

اور آریہ معدودے چند ہیں اہل قرآن کوئی نہیں شیعوں میں سید غلام حسن شاہ محمد خاں تیواری مستری فتح محمد صاحبان مشہور حضرات ہیں تعلیمی حالت کمزور، مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالت اوسط درجہ کی ہے ایک مسجد ہے ایک وقفی کربلا ہے ایک انجمن بنام انجمن عباسیہ قائم ہے جس کے حالات کچھ اچھے نہ تھے جناب واعظ نے اثنائے وعظ میں اسکے قائم و برقرار رکھنے اور اسکی اعانت و امداد کرنے کی تحریک فرمائی اور اسیوقت اسکے لیئے کچھ چندہ بھی فراہم ہوگیا مدرسہ کوئی نہیں۔ اہل سنت اہل حدیث مرزائی آریہ سب مشنری کام کررہے ہیں لیکن شیعوں پہ کوئی اثر نہیں ہے۔

بستی علی شاہ۔ ۲۷ دسمبر کو جام پور سے روانہ ہوکر علی شاہ تشریف لائے ۲۸ کو مقامی ضروریات انجام دیے ۲۹ ر دسمبر کو جلسہ وعظ منعقد ہوا جسمیں قرآن مجید اور شان اہلبیت پہ دو گھنٹہ پنجابی زبان میں تقریر فرمائی

اس بستی میں اکثر حضرات شیعہ ہیں اور اہل سنت اور اہل حدیث تھوڑے تھوڑے ہیں۔ انکے

علاوہ اور کسی فرقہ کا وجود نہیں ہے۔ حاجی سلطان عالم شاہ صاحب کربلائی و مشہدی یہاں کے شیعوں میں مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی و مالی حالتیں کچھ معلوم نہیں ہوسکیں جو کچھ بھی ہوں مگر پھر بھی ایک مسجد ہے دو امام باڑہ ہیں جس سے ایک دفعہ مدرسہ کو ملی نہیں ہے

اس علاقہ کے لوگ اگرچہ پہلے بالکل بے حس اور بے عمل تھے مگر جناب واعظ کی تقریروں سے احساس بھی پیدا ہوا اور مائل بعمل ہو گئے اور ایک مولوی صاحب جو دوسری بستی سے آئے مجھے صراط المستقیم حق شناسی تک ہو چکے ہیں،

جناب مولوی محمد لقا علی صاحب واعظ حیدری حیدرآباد دکن میں

جناب ممدوح ایک عرصہ سے جو ان تھک کوشش مدرسۃ الواعظین کے لئے حیدرآباد میں کر رہے ہیں اور جس سرگرمی سے فرائض تبلیغ ادا فرما رہے ہیں وہ گذشتہ نمبروں میں درج ہو کر ملاحظہ ناظرین سے گزر چکی ہیں۔ حال میں جو تازہ اطلاعات حیدرآباد سے وصول ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح کا اثر روز افزوں بڑھتا جاتا ہے اور تمام اکابر و علماء آپکی کافی قدر دانی فرما رہے ہیں اور ہر طرح کی ہمدردی میں ہر امکانی کوشش کے لئے آمادہ ہیں چنانچہ ۹ جولائی ۱۹۳۱ء کو ایک جلسہ زیر صدارت عالیجناب نواب سر امین جنگ بہادر ایم اے، ال ال ڈی، کے سی ایس آئی، سی ایس آئی صدر المہام صرف خاص ہر اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے دولتخانہ پر انتہائے عظمت و شوکت سے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر منعقد ہوا جو اپنی نوعیت میں سرزمین دکن پر سب سے پہلا جلسہ تھا، ہر محکمہ کے اعلیٰ افسر اور سکریٹری اور منتخب جاگیر دار اور بعض یوروپین صاحبان مثلاً نواب لطف الدولہ بہادر، نواب معین الدولہ بہادر، نواب سر سالار جنگ بہادر، سر اکبر حیدری، ججان ہائیکورٹ، ممبران کونسل، علمائے اہلسنت صدر دار الترجمہ ماہرین زبان عربی و فارسی و اردو، حکام ضلع، کوتوال شہر، افسران فوج، مسٹر ۔۔۔ سکریٹری و ممبر، مسٹر اسپنڈ اعلیٰ پروفیسر زبان انگریزی عثمانیہ یونیورسٹی غرضکہ ہر طبقہ کے معزز اور اعلیٰ تعلیمیافتہ حضرات کو دعوت دی گئی تھی،

جلسہ گاہ کی آرائش

شاہی خیمہ نصب تھا جسکے نصف حصہ میں جلسہ تھا سامعین کی نشست کے لئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں وسط میں جناب صدر اور جناب واعظ کے لئے ایک پُر تکلف تخت پود کر یہاں رکھی ہوئی تھیں، خیمہ کے دوسرے نصف حصہ میں پشت کی جانب چائے پانی کے واسطے میزیں اور کرسیاں

نہایت تکلف سے آراستہ تھیں، عورتوں کے لیئے پردہ میں بیٹھکر کلچر سننے کے لیئے علیحدہ خیمہ نصب تھا اور اُسی میں اُنکے لیئے چارپائی کا بند وبست تھا،

جلسہ کا آغاز

۴½ بجے سے مہمانوں کی آمد شروع ہوئی سرامین جنگ بہادر مہمانوں کا استقبال کرکے جلسہ گاہ میں لاکر بٹھاتے تھے چونکہ موٹروں کی کثرت تھی اسوجہ نمبر دیدیے تھے اور ہر موٹر اپنے مقام پر باقاعدہ کھڑا تھا،

۵ بجے سرامین جنگ بہادر نے سر مہاراجہ یمین السلطنت بہادر کو صدارت کے لیئے تجویز کیا اور مولوی صاحب ممدوح پلیٹ فارم پر طلب کیے گئے،

مولوی صاحب ممدوح کی تقریر کا خلاصہ

آپنے اسلام کی قدامت اور اُس کی رواداری پر ایک مبسوط ومفصل تقریر میں واضح فرمایا کہ اسلام تمام بنی نوع انسان کو رواداری اور رفع اختلافات کی تعلیم دیتا ہے اور جیسے رواداری کی تعلیم اسلام نے دی ہے ویسے تعلیم دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دی۔

آپنے یہ بھی فرمایا کہ تمام انسانی برادری دو حصوں میں منقسم ہوسکتی ہے پابندان مذہب اور لامذہب پابندان مذہب چاہے اپنا کچھ نام رکھیں لیکن اگر وہ مسلم نہیں تو ہرگز پابند مذہب نہیں ہیں اس لیئے کہ جو کوئی خدائے بزرگ وبرتر کو اپنا خالق وحاکم مانے اور اُس کے حکم کی تعمیل کے واسطے آمادہ نہیں ہے وہ ہرگز پابند مذہب نہیں کہا جاسکتا بلکہ ایسا شخص باغی ہوگا اور اگر وہ تعمیل حکم باری کے لیئے تیار رہے تو وہ مسلم ہے اور بس"

اسلام جدید مذہب نہیں ہے مخالفین اسلام نے اسکی عمر کل تیرہ سو سال کی بتاکر اپنی دعاوی پیش کردیے حالانکہ وہ سب غلط ہیں اسلام ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اوّل بشر حضرت آدم ابوالبشر ہیں جن کے مختلف نام مختلف مذاہب نے اپنی اپنی زبان میں رکھ لیئے ہیں اگر یہ مسلم نہ تھے تو قدرت کاملۂ الہیہ پر حرف آتا ہے کہ پہلا ہی نقش مخالف حکم بنایا آج حضرت آدم موجود نہیں ہیں جن سے اُن کا مذہب دریافت کیا جائے اور کوئی صحیح تاریخ بھی اُس زمانہ کے لوگوں کی نہیں ہے جس سے کچھ پتہ چلے کہ آدم کا مذہب کیا تھا مگر آدم کے ہزاروں برس بعد حضرت نوح یہ کہتے ہوئے تشریف لاتے ہیں وامرت ان اکون

من المسلمین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح سے پہلے مسلمین موجود تھے۔ اگر دنیا کا کوئی تاریخ دان حضرت آدم کا مذہب اسلام کے سوا کچھ اور بیان کرنے کی جرات رکھتا ہو تو میں بلاخلاف بیان کرے میں اسکی تاریخ دانی کی قدر کرتے ہوئے بے چون وچرا تسلیم کرلوں گا لیکن آدم کو ابوالبشر اور پیغمبر مان کر انکو مخالفت کنندۂ باریتعالی ماننا صریح نادانی ہے لہذا حضرت آدم کو مسلم ماننا پڑے گا میری اس دعوی کی تائید ذیل کے آیات قرآن مجید سے ہوتی ہے :۔

ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحًا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ہ — بلاشبہ اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراھیم اور آل عمران کو تمام عالم میں سے انتخاب کرلیا

چونکہ خداوند عالم نے اپنے تمام مخلوقات کو اپنی اطاعت وفرماں برداری کے واسطے خلق فرمایا اور تمام مخلوقات سے مخصوص لوگ منتخب فرمائے لہذا حضرت آدم اور حضرت نوح اور آل ابراھیم وآل عمران یقینًا مطیع وفرماں بردار یعنی مسلم تھے"

ربنا واجعلنا مسلمین لک ہ — پروردگار اہم دونوں باپ بیٹوں کو اپنا فرماں بردار بنادے

یہ دعا حضرت ابراھیم کی ہے جو حضرت ابراھیم واسماعیل دونوں کو دعویدار اسلام ثابت کررہی ہے

انکنتم مسلمین ہ — حضرت موسیٰ اپنی قوم سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تم مسلمان ہو تو میرا کہنا مانو۔

واشھد بانا مسلمون ہ — حضرت عیسیٰ اپنے حواری سے مدد طلب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے اسلام کا گواہ رہنا،

وانا اول المسلمین — حضرت رسول کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں پہلا مسلمان ہوں

آیات مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ جتنے انبیاء اور ادیان توم خدا کی طرف سے دنیا میں آئے وہ سب کے سب مسلم تھے :

اب رہی رواداری تو اسکا بھی جو سبق اسلام نے دنیا کو سکھایا ہے وہ اظہر من الشمس ہے خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے :۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب — اور خدا ہی کی عبادت کرو اور کسی شئے کو اسکا شریک نہ کرو اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور اپنے

بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخوراo — اپنے مصاحبوں اور مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ نیکی کرو بلاشبہ اللہ متکبر اور شیخی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اس آیت پر دختر گرامی قدر حضرت ختمی مرتبت کا عمل تاریخ عالم میں آپ ہی اپنی نظیر ہے مسلمان فارسی کا آنا اور صاحبزادوں کو روتا ہوا اور جناب معصومہ کو مصروف آسیا سائی پاکر پوچھنا کہ آپکی کنیز فضہ کہاں ہے اور معصومہ کا یہ جواب کہ آج اسکا یوم الراحت ہے اسقدر اسلام کی رواداری کو ثابت کررہا ہے وہ کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے، اسلام کسی کے عمل کو کم وقعتی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنونo — بلاشبہ جو لوگ کہ ایمان لائے اور جو لوگ کہ یہودی اور نصرانی اور لامذہب ہیں ایں ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لایا اور اچھے عمل کیے اُن سب کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور اُنپر کوئی خوف و ہراس نہیں ہے۔

الغرض یہ تقریر دلپذیر تقریبا ایک گھنٹہ جاری رہی اور کمال توجہ سے سنی گئی اور دوران تقریر میں ہر طرف سے پسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ حاضرین میں بعض حضرات ایسے بھی تھے جنھیں یہ معلوم نہ تھا کہ ہندوستان میں کوئی ادارہ مدرستہ الواعظین بھی ہے ان حضرات نے مدرستہ الواعظین کو اس امر پر مبارکباد دی کہ اُس نے مولوی صاحب ممدوح سے واعظ کو محاسن اسلام واضح کرنے کی خدمت پر مامور کیا ہے

جناب صدر کی اختتامی تقریر

مولوی صاحب ممدوح کی تقریر کے خاتمہ پر جناب صدر نے حاضرین کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ آپ حضرات نے تو شاید کبھی کوئی ایسی تقریر سنی ہو گر میں تو بے تکلف کہتا ہوں کہ مینے کبھی ایسی بے مثل تقریر نہیں سنی۔

مولوی صاحب کا شکریہ

اختتامی تقریر کے بعد جناب مولوی صاحب ممدوح کا شکریہ ادا کیا گیا اور تمام اعلیٰ افسران و امراءٗ

روساء نے جناب ممدوح کے پاس آکر اظہار مسرت کیا اور مہاراج بہادر نے فی البدیہہ یہ شعر نظم فرما کر تمام حاضرین کو سنایا :-

کیا خوب کہا لقا علی نے اے شاد اسلام جو سچ پوچھو رواداری ہے

دوسرے روز ایک گرامی نامہ مہاراجہ بہادر کا جناب مولوی صاحب ممدوح کو بایں الفاظ وصول ہوا :-

جناب مولانا مولوی لقا علی صاحب حیدری السلام علیکم ۔ کل کی تقریر آپ کی بےمثل تھی کل کا مجمع اتفاق سے ایسا تھا کہ سب خدا کے ماننے والے تھے اگر ایسے بھی ہوتے جو نعوذ باللہ منکر ہوتے تو وہ یقیناً خدا کے قائل ہو کر اُس محفل سے برخواست کرتے ۔ اس فقیر نے فی البدیہہ دو مصرع کہے تھے جنکو آپنے سنا تھا وہاں سے مکان آکر اُن مصرعوں پر دو مصرع اور چسپاں کر دیے ۔ اور اسکے علاوہ ایک رباعی اس مضمون پر اور لکھی ہر دو درج ذیل ہیں :- یقین ہے کہ پسند کریں گے ۔

رباعی

ایمان ہمارا طاعت باری ہے انکار کرے کوئی تو ن اری ہے
کیا خوب کہا لقا علی نے اے شاد اسلام جو سچ پوچھو رواداری ہے

ایضاً

مسلم ہے وہی بس جسے ہے فرماں بردار کافر ہے وہی کرے جو اُس سے انکار
ہندو ہو کہ ملت کے یہ جھگڑے ہیں عبث توحید کا ملے شاد ہے کافی اقرار

امید بلکہ یقین ہے کہ ابھی چند جلسہ اور اسطرح کے منعقد ہوں گے ، نواب عثمان یار الدولہ بہادر نے مدرسہ جاگیرداران اور فوجی مدرسہ میں تقریر کا وعدہ لیا ہے ، نواب سر سالار جنگ بہادر نے بھی اپنے محل پر ایک جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے جسمیں صاحب رزیڈنٹ بہادر صدارت فرمائیں گے اور انگریزی میں تقریر ہوگی ۔ نواب لطف الدولہ بہادر بھی آمادہ ہو رہے ہیں اور جناب مولوی صاحب ممدوح مدرسہ کے کام کو آگے بڑھانے کی انتہائی جد و جہد فرما رہے ہیں جلسوں اور تقریروں کے علاوہ پرائیوٹ صحبتوں میں بھی تبلیغی فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کر رہے ہیں اور اعتراضات کے جوابات اس خوبی سے دے رہے ہیں کہ معترض کو جواب الجواب کی جرأت نہیں ہوتی ۔

حق یہ ہے کہ جناب واعظ ممدوح کی ان تھک کوششیں آپکو انتہائی شکریہ کا مستحق ثابت کر رہی ہیں اور ہم آپکی اُن جان توڑ محنتوں پر پرخلوص مبارکباد دیتے ہیں (ذاکر حیدر مدیر)

جمع خرچ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ بابت ماہ اپریل ۱۹۳۱ء

آمدنی

بقایا آخر مارچ ۱۹۳۱ء .... الف ۱۱ عـہ

آمدنی ماہ اپریل ۱۹۳۱ء .... صہ ۱۱ عـہ

مستقل

عالیجناب شیخ اللہ بخش صاحب بونی چھپاؤ عـہ

عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس عـہ

رامپور اسٹیٹ امار

عالیجناب سید محمد رضا صاحب لکھنؤ عار

عالیجناب محمد محمود صاحب منیجر شاہ کمپنی لکھنؤ عـہ

عالیجناب سید محمد مجتبیٰ حسین صاحب وکیل لہنی عـہ

عالیجناب محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ متولیہ لعـہ

وقف غلام حسین خاں صاحب مرحوم کیرانہ ضلع مظفر نگر

عالیجناب محمد بہادر صاحب جج کریم نگر حیدرآباد دکن عـہ

صہ ۱۱ عـہ

غیر مستقل

عالیجناب مرزا ببّن صاحب رکیبور عـہ

عالیجناب رضا حسین صاحب وکیل انبالہ عـہ

عالیجناب چودہری سردار علیخاں صاحب صر

کورٹ سرا ضلع گوجرانوالہ

عالیجناب سکریٹری صاحب انجمن انصار المسلمین شملہ عـہ

عالیجناب سکریٹری صاحب انجمن امامیہ منصوری عـہ

عالیجناب سید حسین صاحب پیشکار سوا عار

عالیجناب سید رضا حسین صاحب وکیل انبالہ صر

بذریعہ مولوی فضل علی صاحب

عالیجناب محمد رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل انبالہ عـہ

عالیجناب ابوالحسن عسکری صاحب کلرک انبالہ عار

عالیجناب ابوشوکت علی صاحب انبالہ عار

عالیجناب سید ذاکر حسین صاحب انبالہ ۸ر

عالیجناب ابولطیف حسین صاحب انبالہ عار

عالیجناب حکیم احمد حسین صاحب انبالہ عار

عالیجناب احمد حسین صاحب ملازم ڈاکخانہ ضلع گوجرانوالہ عار

عالیجناب محمد رمضان صاحب نگر بزر ضلع گوجرانوالہ عار

عالیجناب اعجاز حسین صاحب وکیل ضلع گوجرانوالہ عار

عالیجناب شمس الدین صاحب ٹھٹھیاں ضلع گوجرانوالہ عہ
عالیجناب میراں بخش صاحب قریشی ضلع گوجرانوالہ ۸/
عالیجناب آغا علی احمد صاحب کنسٹبل علی پور ضلع گوجرانوالہ ۸/
عالیجناب بدر الدین صاحب سید نگر ضلع گوجرانوالہ ۸/
عالیجناب سید ابن حسین صاحب سید نگر ضلع گوجرانوالہ ۸/
عالیجناب چودہری خاں محمد صاحب کوٹ بہاگا صہ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب سائیں حیات حسین صاحب رسول نگر صہ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب ملک شاہ صاحب رسول نگر ضلع گوجرانوالہ ۸/
عالیجناب خادم حسین شاہ صاحب رسول نگر ضلع گوجرانوالہ صہ
عالیجناب اکبر شاہ صاحب رسول نگر ضلع گوجرانوالہ عہ
عالیجناب نواب شاہ صاحب رسول نگر ضلع گوجرانوالہ عہ
عالیجناب لال دین صاحب زرگر رسول نگر عہ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب سید غلام صاحب بستی شاہ جہان ۸/ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب خدا بخش صاحب عرب رسول نگر عہ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب شیخ لال دین صاحب رسول نگر ۲/ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب حاکم شاہ صاحب رسول نگر ضلع گوجرانوالہ ۸/

عالیجناب کرم داد صاحب تہولی رسول نگر عہ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب غلام حسین صاحب رسول نگر عہ ضلع گوجرانوالہ ۸/
عالیجناب منشی اللہ دتا صاحب رسول نگر ۸/ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب ماسٹر محمد شریف صاحب رسول نگر ۸/ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب شیخ کرم دین صاحب کیلیاں والا ضلع گوجرانوالہ للعہ
عالیجناب برکت علی شاہ صاحب جعفری عہ ضلع گوجرانوالہ
عالیجناب سردار شاہ صاحب دوبرجی ضلع گوجرانوالہ صہ
عالیجناب انجمن حسینی تلہ گنگ ضلع کیمبل پور عہ
عالیجناب میر باد علی صاحب انبارہ صہ
عالیجناب حاجی حسین صاحب اسسٹنٹ سکریٹری حسین آباد مبارک لکھنؤ عہ
عالیجناب نواب نوازش علیخاں صاحب لاہور ۱/
عالیجناب سید مرتضیٰ حسین صاحب سوراناں ضلع بستی ے
عالیجناب مقصود حسین صاحب سکریٹری انجمن آلہ آباد عہ
عالیجناب سید مہدی حسین صاحب حسین آباد جیلا ضلع پلاموں عہ

عالیجناب بخش حسین صاحب بڑائچ
عالیجناب سردار عبدالصمد خانصاحب لشاپور
بذریعہ مولوی عدیل اختر صاحب
عالیجناب سید بنیر حسین صاحب ممبر کونسل

آمدنی متفرقات

واپسی زاد سفر واعظ از مولوی اظہار الحسنین صاحب
واپسی رقم درج شدہ
قرض از الہ آباد و بنیک بذریعہ ریاست

آمدنی شعبہ جات

انجمن مؤید العلوم
الواعظ
مسلم ریویو

میزان کل تقایا و حال

خرچ

تنخواہ ملازمین	ادائے تقایا جلسہ سالانہ منعقدہ جنوری ۱۳۳۱ء	
وظائف متعلمین	ادائے قرض جو ماہ نومبر و دسمبر ۱۳۳۰ء میں لیا گیا	
دار الاقامہ	ترجمہ صحیفہ کاملہ	
مشاہرہ واعظین	آمد کتب انگریزی برائے مسلم ریویو بذریعہ دہلو	
سفر خرچ	اردو شارٹ ہینڈ ممبر لیجسلیٹو کونسل بنگال کی خدمت میں بھیجا گیا۔	
کتبخانہ		
عمارت	متعلق دفتر خرچ ڈاک وغیرہ	

انجمن مؤید العلوم ۔۔۔ ۱۲ماصہ ۔۔۔ مسلم ریویو ۔۔۔ ۱۲ماعہ
الواعظ ۔۔۔ ۱۲ماعہ

میزان کل خرچ ۔۔۔ صہ
تتمہ ۔۔۔ ۴ر۹

اعلماعہ
۷ر۹

سید عاشق حسین ہیڈ کلرک مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
مرزا عابد حسینخاں آنریری جنرل سکریٹری مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

جمع خرچ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ بابت ماہ مئی ۱۹۳۱ء

آمدنی

بقایا آخر اپریل ۱۹۳۱ء .... اعلماعہ
آمدنی ماہ مئی ۱۹۳۱ء .... الماعہ ۷ر۹

مستقل

وقف ریاست محمود آباد ۔۔۔ صمار
عالیجناب محمد محمود صاحب منیجر شاہ کمپنی ۔۔۔ عہ ر
رامپور اسٹیٹ ۔۔۔ امار
عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس ۔۔۔ عہ
عالیجناب سید مجتبیٰ حسن صاحب وکیل بستی ۔۔۔ عہ
عالیجناب سید احسین صاحب جونپور ۔۔۔ عہ

عالیجناب سکریٹری صاحب پراونشل شیعہ کانفرنس ۔۔۔ مار ۱۴
عالیجناب مسر اعتنا و علیصاحب ۔۔۔ صہ
عالیجناب اشرف حسین صاحب لاہور ۔۔۔ ۱۴ماعہ
عالیجناب سردار عبد الصمد خاں صاحب ۔۔۔ مار
عالیجناب حکیم شیر لزی صاحب متصل پیش سیوتی ۔۔۔ عہ
وصول قیمت ٹکٹ بذریعہ مولوی ممتاز حسین صاحب واعظ ۔۔۔ ماعہ
عالیجناب عابد علیخاں صاحب اوریر خلیل آباد ۔۔۔ عار
عالیجناب نواب خاں صاحب نمبردار موجیانوالہ ضلع گجرات ۔۔۔ عہ ۲ر
عالیجناب شریف حسین صاحب کرنال ۔۔۔ ماعہ

۔۔۔ ۸

غیر مستقل

عالیجناب سکریٹری صاحب شعبہ تبلیغ ۔۔۔ صہ ر
عالیجناب سردار عبد الصمد خاں صاحب پشاور ۔۔۔ عہ

اسماعہ ۔۔۔ ۸ر

آمدنی شعبہ جات

انجمن مؤید العلوم	للعہ	مسلم ریویو	[illegible]
الواعظ	سے		

میزان کل تقابلی حال

[illegible]

خرچ

مشاہرہ ملازمین	[illegible]	طباعت ٹکٹ اعانتی	سے
وظائف	[illegible]	دارالاقامہ	[illegible]
دارالاقامہ	[illegible]	متعلق دفتر	[illegible]
مشاہرہ واعظین	[illegible]	جلسہ سالانہ	[illegible]
سفر خرچ	[illegible]	انجمن مؤید العلوم	[illegible]
کتبخانہ	[illegible]	الواعظ	[illegible]
قیمت و جلد کتب انگریزی مرسلہ قاسم علی	[illegible]	مسلم ریویو	[illegible]

جبراج برائے مسلم ریویو از بمبئی
مکرر اندراج ہو گیا تھا خارج کیا گیا۔ [illegible]
خرچ ڈاک [illegible]

میزان کل خرچ [illegible]

تمام

[illegible]

سید عاشق حسین ہیڈ کلرک مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
مرزا عابد حسین خان جنرل سکریٹری مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ترجمۂ قرآن مجید بزبان انگریزی

کسی ایک زبان کی کسی کتاب یا عبارت کا دوسری زبان میں مطلب خیز ترجمہ کرنا اور مصنف یا متکلم کے اصل مقصود اور عبارت کے اصل مفہوم کو اس خوبی سے ادا کرنا کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اُسکے لطائف و محاورات کے ساتھ اُس زبان کے وہ الفاظ ادا کیئے جائیں جو اصل الفاظ کے ہم وزن ہوں اور ترجمہ اُسی زبان کی ایک مستقل کتاب معلوم ہو جسقدر دشوار ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں،

ضرورت تھی کہ انگریزی زبان بولنے والوں کے لیئے ایک ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جو صفات مذکورۂ بالا سے متصف ہونے کے ساتھ اسلامی نقطۂ نظر سے کافی اور اصل مفہوم کے لحاظ سے قوم کے بہترین اعتماد کا صحیح معنوں میں مستحق ہو، مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی نظر انتخاب نے اِس ضرورت کے پورا کرنے کے لیئے فاضل یاذل فیلسوف کامل عالم السنہ مغربیہ و مشرقیہ جناب شیخ بادشاہ حسین صاحب بی اے کو منتخب کیا اور ممدوح نے اِس زحمت کو رحمت سمجھکر جس محنت و جانفشانی سے ترجمہ فرمایا ہے اور جیسا دیباچہ اور تفسیری فٹ نوٹ تحریر کرکے ایک بڑے اسلامی فرض کو ادا کیا ہے وہ اس کے دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے شائقین کے اصرار سے صرف سورۂ بقر کا ترجمہ ۳۶۲ صفحہ پر شائع ہوا ہے جسکا ہدیہ بہ لحاظ کاغذ ۲ روپیہ ۳ ہے سکرٹری صاحب انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے طلب فرمایئے اور باقی حصے جو زیر طبع ہیں اُنکی اشاعت کا انتظار کیجیئے۔

انگریزی ترجمہ صحیفۂ کاملہ حصۂ دوم

کلام الامام امام الکلام

علی ثانی یا آدم ثالث امام چہارم حضرت علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب کا وہ کلام بلاغت نظام جو تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق کا مصداق اور مافوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور رابطۂ عبدیت و معبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعا و مناجات کے اعلیٰ ترین طریق کا معلم ہے مدرسۃ الاعظین کے کافی وقت و روپیہ کے صرف سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہو رہا ہے شائقین کے سخت تقاضے سے پہلا حصہ جو ۲۸ دعاؤں پر مشتمل اور ۱۷۹ صفحہ پر ختم ہوا ہے سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ جو ۲۹ دعاؤں پر مشتمل ہے اور ۱۸۰ سے شروع ہو کر ۳۶۵ پر ختم ہوا ہے امسال شائع کیا گیا ہے حصۂ اول کی طرح اس دوسرے حصے میں بھی ایک صفحہ پر اصل عبارت عربی اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہے جلد اور قیمت میں کوئی فرق نہیں دونوں حصوں کی جلد نہایت عمدہ انگلش فیشن اور دونوں حصوں میں سے ہر ایک کی قیمت عہ ہے، سکرٹری صاحب انجمن مؤید العلوم سے طلب فرمایئے

یہ ترجمہ کیسا ہے اور اسکے کیا خصوصیات ہیں ایک مادّہ پرست جرمنی اسکو دیکھکر لکھتا ہے کہ اگر خدا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کتاب میں بتایا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں، جلد منگوایئے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

حجابِ غیبت کے اسرار

حضرت حجت کے وجودِ مسعود اور اس زمانہ میں اُنکی زیارت کے امکان کا ثبوت

پیشین گوئی بھی دلیل وجود ہو سکتی ہے

نمبر ۱

واضح ہے کہ میرے نزدیک ماہیت مطلقہ اور اُسکا وجود خارجی دو علحدہ چیزیں نہیں ہیں گو قدمائے متکلمین میں باہم اختلاف ہے مگر میرے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں کیونکہ ان دونوں کو علحدہ فرض کرنے سے بڑی عقلی شناعتیں لازم آتی ہیں جیسا کہ شرح مقاصد، و شرح مواقف، و شرح جدید تجرید اور اُسکے حواشی قدیمہ و جدیدہ میں تفصیلاً مرقوم ہے اس لیے میں بذات خود صرف جعل بسیط کا قائل ہوں اور یہی میرا مذہب ہے اور جعل مرکب کا منکر ہوں، یہ مقام ان مباحث کی تفصیل کا نہیں ہے میں نے اپنی کتاب مذہب عقل کی پہلی جلد میں ان مباحث کو مفصلاً اور مشرحاً لکھدیا ہے تفصیل مقصود ہو تو اُسے ملاحظہ فرمائیے،

بہرکیف قدمائے متکلمین کا یہ خیال کہ ہر ممکن لذاتہ واجب لغیرہ ہے مجھے اس سے اختلاف ہے کیونکہ جب ہر ممکن لذاتہ مقتضی وجود خارجی کا نہیں ہے تو وہ کسی حالت میں واجب لغیرہ نہیں ہو سکتا ہاں نظراً الیٰ ذاتہٖ جائز الوجود ہو سکتا ہے "

اور جب یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا چاہیئے کہ معمولی انسانوں کی ہستی کا ثبوت یعنی اُن کے وجود کا یقین بظاہر اسی میں منحصر معلوم ہوتا ہے کہ وہ حواس خمسۂ ظاہریہ میں سے کسی حاسہ سے محسوس ہوتے ہیں مگر غور و تعمق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ہستیاں بنی نوع انسان میں ایسی بھی ہیں جنکا وجود حواس خمسۂ ظاہریہ سے محسوس ہونے کے علاوہ دلیل عقلی سے بھی قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے دلیل عقل سے ہماری مراد وہ دلیل ہے جس کے خلاف فرض کرنے سے کوئی محال عقلی لازم آتا ہو، اور اس صفت میں وہ کل ممکنات سے متحاد و ممتاز ہیں "

ایسے وجود اور ایسی ہستیاں دو قسموں میں منقسم ہیں ایک وجود معین و منسوب و موسوم دوسرے وجود غیر معین و غیر منسوب و غیر موسوم پہلی قسم سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا وجود ہو جس کے نام و نسب و حالات

خاصہ کی تصریح بھی دلیل عقل سے معلوم ہوئی ہو مگر دوسری قسم کے لیے تصریح نام و نسب و حالات خاصہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ ایسی ہستیوں کا وجود اجمالاً بدلیل عقل معلوم ہونا ضرور ہے مثلاً ان انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کا وجود و بجود اور ان کی بعثت جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پیشتر گذرے ہیں جن کا وجود تو بدلیل عقل معلوم ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکے خلاف فرض کرنے سے گوناگون محالات عقلیہ لازم آتے ہیں مگر انکے نام و نسب و حالات خاصہ کی تشخیص و تعیین کا بدلیل ہونا کچھ ضروری نہیں کہ فلاں شخص ہو اور فلاں شخص نہ ہو کوئی دلیل عقل ہمکو مجبور نہیں کرتی کہ جو کام ان حضرات معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے ہوا وہ دوسروں سے ناممکن تھا جن اختیار و سوء اختیار انسان کے فاعل مختار ہونے پر منحصر ہے خداوند عالم بغیر استحقاق کسیکو یہ منصب عطا نہیں فرماتا جبتک کہ انسان اپنے حسن اختیار سے اپنے کو اسکا مستحق نہ ثابت کردے جیساکہ مینے اس مسئلہ کی تشریح اپنی کتاب مذہب عقل میں ایسے عنوان سے کر دی ہے جس سے زائد تصور میں نہیں آسکتی ۔

اصل یہ ہے کہ کسی شئے کے وجود کا ثبوت اُسکے مشاہدہ پر منحصر نہیں ہے مشاہد مقدسہ حضرات انبیاء اور ائمہ یا لندن و امریکہ کو ہمنے مشاہدہ نہیں کیا مگر اُنکے وجود کا یقین مثل اپنے وجود کے ہمیں حاصل ہے معلوم ہوا کہ سمعی شہادت بھی بعض اوقات عینی شہادت کی قائم مقام ہو جاتی ہے جو اذعان یقین کے اعتبار سے مختلف ہوتی رہتی ہے ایک صورت تو یہ ہے کہ اُس شئے کا مشاہدہ خود ہمنے نہ کیا ہو مگر اُس کی شہادتیں اس کثرت سے بہم پہونچی ہوں کہ اُسمیں کسی کو شک و شبہہ کی گنجائش نہ ہو اور کسی کو مجال انکار باقی نہ رہے مثل وجود مشاہد مقدسہ انبیاء و ائمہ یا امریکہ و لندن کے ایک صورت یہ ہے کہ کسی واقعہ کا ذکر بطور پیش خبری کے کسی ایسی کتاب میں لکھا ہو جو اس واقعہ سے صدہا سال پیشتر لکھی گئی ہو اور اس واقعہ کا ثبوت و وقوع بالکل اسی طرح صدہا سال کے بعد لوگوں کے مشاہدہ میں آیا ہو تو جو لوگ اُنکے مشاہدہ کرنے والوں کے بعد پیدا ہونگے اُنکو بھی ویسا ہی یقین اسکے وقوع کا ہوگا جیساکہ اُنسے پیشتر مشاہدہ کرنے والوں کو ہوا تھا ۔

یہ مقام غور ہے کہ کسی واقعہ کا وقوع بالکل اُسی طرح جس طرح کہ صدہا سال پیشتر کسی کتاب میں درج تھا بنظر حالات زمانہ و حالات مردم بغیر دست قہر الٰہی کے ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ میں پیشین گوئی کو ایک خاص قسم کا معجزہ مستقلہ کسی نبی یا امام کا قرار دیتا ہوں ۔

حکمائے فرنگ نے اگرچہ علم النفس میں عجائب و غرائب تحقیقات سے تو لے دیا کہ نفس انسانی کے عجائبات دریافت کر لیے ہیں اور اُن امور کا انکشاف کر لیا جو چند سال پیشتر داخل معجزات و کرامات سمجھے جاتے تھے و حالانکہ یہ سب ایسا سمجھنے والوں کی جہالت کے کرشمہ تھے ۔ اگر پیشین گوئی کو وہ بھی قوائے دراکہ نفس انسانی

کے احاطہ سے باہر سمجھتے ہیں"

سوسائٹی فار سکینکل رسرچ کے ارکان جو یورپ کے سب اکابر حکمائے یورپ ہیں اُن سب کا اتفاق ہے کہ نفس انسانی ہر قسم کے ترقیات علمی اپنے قوائے عقلی کے ذریعہ سے جو منجانب فطرت اسمیں ودیعت ہیں کر سکتا ہے مگر پیشین گوئی سے بالکل عاجز و قاصر ہے اور عقل انسانی بعد غور و فکر اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ تمام عالم کا سلسلہ کسیوقت میں مطیع و منقاد کسی شخص کی پیشین گوئی کا نہیں ہو سکتا جبتک کہ دست قدرت الٰہی اس سلسلہ کو اسی صورت میں ڈھال دے جسکی پیشین گوئی کی گئی تھی اور اسکا وقوع بھی بالکل اور بعینہٖ اسی نہج سے ہو جیسا کہ پیشین گوئی کا مقتضا تھا"

اس معاملہ میں طول زمان و قصر زمان واقعات کا کوئی اعتبار نہیں ہے جس طرح صدہا برس پیشتر کسی واقعہ کی پیشین گوئی نہیں ہو سکتی اسی طرح کل جو بات ہونے والی ہے اُسکو بھی کوئی نہیں جان سکتا لاتدری نفس ماذا تکسب غداً و لا تدری نفس بای ارض تموت میں اسی کلیہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے"

اسی کے ساتھ یہ بھی مد نظر رہنا چاہیئے کہ جب ایک جز کسی پیشین گوئی کا وقوع پذیر ہو تو باقی اجزا کا بھی وقوع پذیر ہونا ضروری ہے خواہ جلد خواہ بدیر اسلیئے کہ جب وضع و اختلاق کسی پیشین گوئی کا محال عقلی قرار پایا تو اُسکے باقی اجزا بھی وضعی نہیں ہو سکتے ہاں یہ بات اور ہے کہ انسان بے حیائی سے ایسی پیشین گوئی وضع کرے جسمیں اُسکی کوئی ذاتی غرض یا نفع متصور ہو اور ظہور اُسکا ایسے زمانہ اور ایسے وقت میں ظاہر کرے جنکی تصدیق محض اعتقادیات سے متعلق ہو جیسے یوم عاشورہ کے فضائل اور اُس روز روزہ رکھنے اور اہل و عیال پر نفقہ کے وسیع کرنے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے اور خضاب کرنے اور اُس روز کو یوم عید قرار دینے کے ثواب حسنات کی وضعی روایتیں جن کی وقاحت و بے شرمی میں نے اپنے قصیدہ لامیۃ العقد میں واضح کر دی ہے اور میرے فرزند ارجمند حکیم فاضل و فیلسوف کامل مسٹر بادشاہ بی اے و ام عزہ و علاہ نے اپنے ایک مضمون خاص میں قواعد حسابیہ و ریاضیہ سے اُسکے بطلان و وضعیت کو اظہر من الشمس و ابین من الامس کر دکھایا ہے اور حقیقت وہ شرح ہے حدیث میثم تمار رضی اللہ عنہ کی جو انھوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے سُنی تھی کیونکہ وہ حضرت کے راز دار اور خواص اصحاب سے تھے"

یہ تو میں نے مطلق کتاب کا ذکر کیا جسمیں بیش از وقوع کسی واقعہ کی پیشین گوئی کی گئی ہو مگر میری حیرت کی اُسوقت کچھ انتہا نہیں رہتی جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جو روایتیں مذہب شیعہ کی مؤید ہیں وہ ایسی کتاب میں پائی جاتی ہیں جسکا لکھنے والا یقیناً شیعوں کا مخالف بلکہ انکے مخالفین کا رئیس اعظم و صدر معظم تھا اور وہ روایتیں اُسکے

کے عقیدہ کے بالکل خلاف اور مذہب شیعہ کے بالکل موافق اور اُسکی حقانیت کی ثبت ہیں ایسی روایتوں کو مصنف مذکور نے کیوں اپنی کتاب میں درج کیا؟ اسکا جواب بجز اسکے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اُس نے ان روایتوں کو علی وجہ الاعتقاد نہیں بلکہ حالت بیم و رجا میں تحریر کیا ہے یہ روایتیں اُسکے عقیدہ کے تو ضرور خلاف تھیں اور اسلئے اُسے راوی کے اشتباہ یا غلطی کا خیال ہو سکتا تھا مگر ان روایتوں میں کوئی سقم نہ پاتا تھا اور نہ کوئی قدح کر سکتا تھا بلکہ غالباً صحیح سمجھتا تھا آخر کار مجبور ہو کر اُس نے ان روایتوں کو اپنے ذخیرہ میں درج کر دیا کیونکہ اگر وہ ان روایتوں کو صحیح نہ سمجھتا تو بغیر تنبیہ درج نہیں کر سکتا تھا اور من حدث بحدیث وھو یری انہ کذاب فھو احد الکذابین کی وعید سے بچ نہیں سکتا تھا۔ وہ تو اس حالت بیم و رجا میں اُن روایتوں کو لکھ گیا اور دست قہر الٰہی نے اُس کے بعد ایسے مخالفین کو اُنکے حذف و اسقاط سے روک دیا وللہ الحمد علی ذلک۔

بہرکیف ایسی پیشین گوئی جب وقوع پذیر ہوئی اور ہو کر رہی اور زمانہ والوں نے اسکا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر لیا تو اس کی روایت کے صحیح ہونے میں اسی طرح کوئی شبہ نہ رہا جس طرح انسان کو اپنی ہستی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا مگر ایسی ہستیاں نوع انسان میں بہت کم ہیں اور میں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بجز حضرات چہارده معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے تاریخ نوع انسان میں از آدم تا ایندم اور از ایں دم تا قیامت کوئی فرد ایسی نظر نہ آئے گی جسکا وجود بلحاظ نام و نسب و حالات خاصّہ بدلیل عقل معلوم ہو اور اُسکے خلاف فرض کرنے سے گوناگون محالات عقلیہ لازم آئیں۔

ہماری اس تقریر سے کوئی عقل کا دشمن یہ خیال کرے کہ جب پیشین گوئی کا وقوع مستلزم اس امر کا ہو کہ دست قہر الٰہی واقعات عالم کے سلسلہ کو اُس پیشین گوئی کے مطابق ڈھال دیتا ہے اور اس سے اُسکا حتمی الوقوع ہونا لازم آتا ہے تو فرضاً امام حسینؑ کی شہادت بھی حتمی الوقوع قرار پائی اور شمر و یزید کا وجود بھی حتمی و ضروری قرار پایا پھر حضرت حجت عجل اللہ سلطانہ کے وجود اور ان ظالمین کے وجود میں کیا فرق ہے؟ بات یہ ہے کہ علم الٰہی سے کسی شئے کا وقوع لابدی نہیں ہو جاتا نہ علم الٰہی علت کسی واقعہ کے وقوع کی ہو سکتا ہے بلکہ انسان فاعل مختار ہے اُس کے اعمال و افعال میں علم الٰہی کو کوئی مداخلت نہیں ہے اسلئے اُن کا وقوع انسان کے حسن اختیار و سوء اختیار سے ہوتا ہے ہاں علم الٰہی اُس پر قبل از وقوع واقعہ محیط ضرور ہوتا ہے لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ لا فی الارض ولا فی السماء اس سے معلوم ہوا کہ شمر و یزید کا وجود بہ سبب علم الٰہی کے لازمی نہ تھا نہ امام حسین کی شہادت میں علم کو کوئی دخلیت تھی مگر پیشین گوئی ضرور حق و صدق ہوئی جو منجانب جناب احدیت تھی۔

الغرض ان حضرات چہاردہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے یوں تو ہر فرد منجانب اللہ مبعوث

ومنصوص تھی اور نہیں ہے ہر ایک کا وجود علاوہ محسوس بحواس خمسہ ہونے کے بدلیل تمام لابدی وضروری تھا مگر ان میں
حضرت حجت عجل اللہ سلطانہ کا وجود ذیجود از بس مایۂ حیرت اصحاب عقول ہے جسکو ہم دوسرے نمبر میں کسیقدر
تشریح کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں "

نمبر ۲

میرا روئے سخن اس مضمون میں حضرات اہل سنت وجماعت کی طرف نہیں ہے بلکہ سنی نما نواصب
اور سنی نما خوارج کی جانب ہے جنکی بے حسی اور بے شرمی اور ضد وتعصب کسی توضیح کا محتاج نہیں ہے حقیقی
سنی حضرات ان نسبے بمراحل بعید ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انکو ہوا بھی حقیقی سنیت کی نہیں لگی ہے حقیقی سنی کم از کم
ذی ہوش اور صاحب عقل ضرور ہوتے ہیں اور دشمنی اہلبیت میں سرشار نہیں ہوتے جیسا کہ اس زمانہ کے
سنی نما نواصب وخوارج سرشار نظر آتے ہیں، میں ان سنی نما نواصب وخوارج سے پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی شخص
عالم وجود اور نوع انسانی میں کوئی ایسی فرد پیش کرسکتا ہے جسکی ولادت باسعادت کے قبل وبعد ایسا انقلاب
واضطراب رونما ہوا ہو جیسا کہ حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کی ولادت کے قبل وبعد ظاہر ہوا شیعوں کا ذکر نہیں غیر
شیعہ مسلمانوں میں سلفاً عن سلف وخلفاً عن خلف اسی مہدیت کی پیشین گوئی کی بنا پر کہ مہدی اسلام میں کوئی
مہدی پیدا ہونے والا ہے، ایسا انقلاب واضطراب پیدا ہوا کہ جدید سلطنتیں قائم ہوگئیں اور قدیم سلطنتیں
روبہ انحطاط ہوکر قریب قریب نیست ونابود ہوگئیں، خلفائے فاطمیین اور ان کے نام نہاد شیعہ ملوک قرامطہ
جنھوں نے خلفائے بنی عباس کا ناک میں دم کر رکھا تھا اور وہ انھیں اپنے خطوط ومراسلات میں بڑے بڑے
القاب وآداب تعظیمی سے یاد کرتے تھے جس کے لیئے ابو اسحاق صابی کی انشا کا مطالعہ کافی ہے جو حال ہی
میں مصر وبیروت میں شایع ہوئی ہے، ان کے علاوہ آل تومرت یا آل عبد المومن مغرب میں کتنے زمانہ تک
سلطنتیں کرچکے ہیں یا ہندوستان میں فرقہ مہدویہ جس کے ہاتھوں سلاطین آل تیمور یعنی ہمایوں و اکبر کے زمانہ
میں کیا کیا فتنہ اٹھ چکے ہیں تاریخ عبد القادر بدایونی اور دیگر کتب اسکے مطالعہ کے لیے کافی ہیں، یہ سب اتباع
سید محمد جونپوری کے تھے اور سلاطین نظام شاہی دکن تک اس حلقہ میں داخل وشامل تھے اور یہ فرقہ زور پکڑ رہا
تھا یہاں تک کہ شاہ طاہر فاطمی النسل سے حکیم بزرگ بحر العلوم کی برکت دعا سے برہان نظام شاہ والی دکن کے
لڑکے کو شفا ہوئی اور برہان نظام شاہ بھی ایک خواب دیکھکر اسی شب جمعہ کو تپ محرقہ سے صحت پاکر شاہ طاہر
کے ہاتھوں پر مذہب مہدویت سے تائب ہوکر شیعہ اثنا عشری ہوگیا اور پھر مذہب تشیع نے تمام دکن کو احاطہ
کرلیا، برہان نظام شاہ کے تشیع کا واقعہ نہایت عجیب وغریب ہے اور تاریخ فرشتہ میں تفصیل مرقوم اور بہت
بڑی دلیل حقیقت مذہب شیعہ کی ہے مگر ہندوستان اب بھی مذہب مہدویت سے خالی نہیں ہے اور مہدی

سنوسی یا مہدی سوڈانی اور اُسکے حروب و معاملات سلطنت برطانیہ کے ساتھ تو ابھی کل کی بات ہے، اور مہدی قادیانی کے فتنے سے تو اب بھی پنجاب بھرا پڑا ہے، ان کل فتنوں کا سبب میرے نزدیک مہدی علیہ السلام کی نسبت پیشین گوئی کی شہرت اور مسلمانوں کی نیت کا فساد اور خود غرضی ہے کہ ہر شخص مدعی مہدویت ہونے لگا مہدی کی نسبت پیشین گوئی کے اجمال شدید سے یہ فتنہ پیدا ہوئے اور بدنیتی اور خود غرضی نے اس فتنہ کی آگ میں اور ہوا دی اور دے رہی ہے ؛

یہ حال تو غیر شیعہ مسلمانوں کا ہے اب شیعہ مسلمانوں کا حال سنئیے، نوبختی شیعہ اور اُنکا فتنہ شیعوں میں ایک حد تک اسی اجمال کا نتیجہ تھا، اسی اجمال نے قدیم زمانہ میں بھی ایک شورش پیدا کر دی تھی چنانچہ کیسانیوں کا فتنہ کچھ کم عظیم نہ تھا انکو مختار رضی اللہ عنہ اور جناب سید اسمٰعیل حمیری اور بشار بن مبرد تک اس آئینے سے نہ بچ سکے اور حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ اور اُنکے تفصیلی حالات سے دنیا اب بھی واقف ہے حالانکہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ میں پیشین گوئی بہت کچھ تفصیل کے ساتھ مع تصریح نام و نسب و القاب و حلیہ مبارک اس کثرت کے ساتھ مشہور ہے اور اُنکے ذخائر روایات اور نیز سنیوں کے ذخائر روایات میں موجود ہے کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجمال اس پیشین گوئی کا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جانب سے نہ تھا بلکہ راویوں کے سوء حفظ اور بے پروائی کا نتیجہ تھا آنحضرت ایسا اجمال نہ فرما سکتے تھے کیونکہ ایسا اجمال جو منشاء ضلالات و حروب و معاملات ہو آنحضرت کی طرف سے محال عقلی ہے جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ سب راویوں کی جہالت اور سوء فہم و بے پروائی کا نتیجہ تھا اور ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس آخری زمانہ میں بابی فتنہ کی بنیاد اور اُسکے عظیم الشان شر و فساد کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں گذرا اور اُسکا انشعاب بہائی اور ازلی فرقوں میں جنکے فتنوں سے اب بھی دنیا پر ہے کوئی مخفی بات نہیں ہے، ان فرقوں کی بنیاد محض خود غرضی اور بدنیتی اور ناخدا ترسی پر رہی اور ہے ان میں سے کسی کی نیت بخیر نہ تھی ورنہ یہ فتنہ پیدا ہی نہ ہوتے ؛

حضرت حجت عجل اللہ سلطانہٗ کی بابت پیش خبری کا یہ حال تھا کہ زمان ولادت باسعادت سے پیشتر یا قریب تمبارہ فرقہ مختلف عقائد کے شیعوں میں پیدا ہو گئے تھے، جیسے کتاب الآراء و الدیانات جناب علامہ نوبختی علیہ الرحمہ کی دیکھی ہے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حجت عجل اللہ سلطانہٗ کی نسبت شیعوں کے تشتت و تفرق کا یہ حال اُنکے زمانہ کے قریب ہی پیدا ہو گیا تھا۔ بابی فرقہ کی جو عظیم الشان پیشین گوئی امیر المومنین ع نے فرمائی تھی جسے صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ میں تحریر فرمایا ہے اُسکا ظہور خاقان مبرور سلطان شہید ناصر الدین شاہ قاجار مرحوم و مغفور کے زمان سلطنت میں ہوا اور اُس خاقان والا شان

نے اگرچہ پورا تو نہیں مگر پھر بھی ایک حد تک اُسکا استیصال کردیا۔"

اب میں ان سنی نما نواصب و خوارج سے پوچھتا ہوں کہ بھلا جس پیشین گوئی کا یہ حال ہو کہ اُس سے اتنے انقلابات عالم میں اور اتنے آشوب مسلمانوں میں پیدا ہو گئے ہوں اُسکی صحت و حقیقت میں کیا کلام ہو سکتا ہے پیش خبریاں ہزاروں ہوئیں مگر ایسی پیش خبری جیسے حضرت حجت عجل اللہ سلطانہ کے بارہ میں ہوئی اسکی نظیر اسلام میں نہیں کسی مذہب میں ہوئی ہو تو بتایئے۔؟

نمبر ۳

میرا عربی مضمون "التسهیل الیافی علی المهدی القادیانی" اس خاص موضوع میں نہایت طویل بسیط لکھا گیا تھا مگر افسوس کہ دست برد زمانہ سے ضایع ہو گیا صرف ایک حصہ اُسکا الریاض علیگڈھ میں شایع ہوا باقی شایع نہ ہو سکا، مشہور رسالہ البیان لکھنؤ کے کارپردازوں کو اُسکا شایع ہونا البیان میں گوارا نہ ہوا محض اس بنیاد پر کہ اُسمیں مینے فربری راوی صحیح بخاری کی قدح کردی تھی فربری کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری ہے ابن ابی یعلی کے طبقات الحنابلہ سے مینے اپنی خاص سند سے اصل مصنف کی اسناد سے فربری کا یہ قول روایت کیا تھا کہ وہ کہتے تھے کہ صحیح بخاری کو بخاری سے نوّے ہزار آدمیوں نے سُنا تھا مگر صرف میں زندہ ہوں اور سب مر گئے صحیح بخاری سی مشہور کتاب اور اُسکا راوی صرف ایک فرد یعنی فربری کچھ عجیب چیستاں ہے، نوّے ہزار آدمی صحیح بخاری کو اُس کے مولف سے سنیں اور سب مر جائیں کوئی باقی نہ رہے صرف ایک فربری زندہ بچے جسقدر خلاف قیاس بات ہے واضح ہے اسکا راز شیعوں میں جناب علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ نے اپنی "کتاب المثالب" میں اور سنیوں میں قزوینی نے اپنی کتاب "عجائب البلاد" میں جو حال ہی میں یورپ میں طبع ہوئی ہے کھولدیا ہے اور مینے اپنی کتاب کشف الغشاۃ کی دوسری جلد کی پہلی قسم میں بتفصیل تمام اپنے ذاتی اسانید سے جو میرے ثبت خاص موسوم بہ میم عجاج فی اسانید السراج میں مذکور ہیں نقل کردیا ہے محض اس بنا پر کہ فربری سے خلاف قیاس باتیں کرنے والے شخص کا راوی بخاری ہونا اور صرف اُسی کی روایت پر اس کتاب کی روایت کا منحصر ہونا اُسکے اعظم قوادح سے ہے جس سے ساری کتاب سرے سے مشکوک ہوجاتی ہے اور اُسکا اعتبار سرے سے ہبآءً منثورًا ہوجاتا ہے۔

اس خاص لطیفہ کو بخیال طول اسی مقام پر ترک کرکے اصل مطلب کی طرف عود کرکے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ آشوب اسلام میں قبل ولادت باسعادت حضرت حجت عجل اللہ سلطانہ مچا ہوا تھا تو اہل انصاف غور کریں کہ کیا ایک فرضی انسان کے لئے ایسی پیش خبری اسلام میں وضع ہو سکتی ہے؟ کوئی

ذی ہوش تو اسکا جواب اثبات میں نہیں دے سکتا نہ یہ بات عقل میں آسکتی ہے کہ کسی انسان نے کسی زمانہ
میں پیشین گوئی وضع کی ہو اور اُسکی پیروی میں ہزاروں انسانوں نے اسی قسم کی دوسری پیش خبریاں مع تصریح
نام و نسب وحالات غیبت ورجعت وضع کر لی ہوں اول تو اس شخص یا اُن اشخاص کا اسمیں کوئی نفع متصور نہیں
ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو کچھ ضرر ہی متصور ہو سکتا ہے پھر دوسروں کو اُسکی تقلید کی اس وضع واخلاق میں کیا
ضرورت تھی پھر للقائم غیبتان کی پیش خبری بھی اُسی کے ساتھ وضع کر لی گئی ہو پھر سنی شیعہ کی دو متضاد
گروہ اسکی روایت میں متفق بھی ہوں پھر اتفاق سے یہ پیش خبری ایک واقعہ کی صورت بھی اختیار کر لے اور واقعاً
غیبت صغریٰ کے ختم ہونے کے بعد غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہو جائے، پھر کچھ لوگ خواہ مخواہ اس فرضی شخص کے
فرضی نائب بھی بن جائیں اور فرضی طور پر اُسکی سفارت کا کام کرتے رہیں پھر اس سلسلہ سفارت ونیابت میں باہمی تنازع و تشاجر بھی پیدا ہو۔
اور ایک ذی ہوش گروہ ان لوگوں کا امتحان بھی صدور معجزات سے کرے یعنی جس طرح انبیا اور ائمہ کا امتحان
لیا جاتا ہے اُسیطرح ان نائبوں کا بھی امتحان لیا جائے اور بعض اُنمیں سے اس امتحان میں پورے بھی اتریں
اور باوجود صدور معجزات کے نہ وہ پیغمبر تسلیم ہوں نہ امام مانے جائیں بلکہ معمولی علما سے بھی اُن کا درجہ کچھ بلند
نہ مانا جائے، پھر اُن کا زمانہ بھی ختم ہو جائے اور اُنمیں جو سب سے آخری نائب ہوں اپنے مرنے کی پیشین گوئی بھی
کرے اور ختم نیابت وسفارت کا اپنی ذات پر اعلان کر دے اور غیبت صغریٰ کے اختتام کا نوٹس بھی دیدے
اسکے بعد پھر کوئی نیابت وسفارت بھی نہ کرے، کیا ایسے واقعات فرضی ہو سکتے ہیں کیا یہ سب باتیں سر
سے بے اصل ہو سکتی ہیں یا ایک فرضی انسان سے چسپاں کی جا سکتی ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ یہ امور جو بیان
کیے گئے کیا یہ وہ باتیں ہیں جنکا ثبوت کسی ذی عقل کے لیے دشوار ہے کیا کوئی ذی ہوش شیعوں کی تاریخ اور
مذہبی عقائد واعمال وزیارت کی کتابوں کو دیکھکر اس امر کا یقین نہیں کر سکتا کہ شیعہ ایک ہزار چورانوے
سال سے ان واقعات کو تاریخی اہمیت دے رہے ہیں اور کیا بحیثیت واقعات ان کو داخل عقائد نہیں سمجھتے
اور ان رسوم پر اُن کا تعامل نہیں ہے، کیا واقعات مذکورہ میں شک کرنا روز روشن میں شک کرنے
کے برابر نہیں ہے اس سے بڑھکر کیا ثبوت ان واقعات کا ہو سکتا ہے کہ یہ سب تاریخی واقعات ہیں جنمیں مثل
دیگر تاریخی واقعات کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں نکل سکتی ہاں شیعہ فرقہ خدانخواستہ دنیا سے معدوم ہو جائے تو
اُسوقت ان واقعات میں شک وشبہ کی گنجائش پائی جا سکتی ہے اسمیں شک کرنے والوں کا علاج یہی ہے
کہ اُن سے خود اُن کی ہستی کا ثبوت طلب کیا جائے، میں لکھتا ہوں کہ یہ وہ قرائن ودلائل ہیں جن سے ایسے
رفیع المنزلت انسان کا وجود مثل وجود واجب تعالے شانہٗ کے تہا مانا پڑے گا کیونکہ جبتک اس قسم
کی پیش خبری مورد عصمت سے سرزد نہ ہو اُسکا مطابق واقع ہونا ضرور محال عقلی ہے اور جب اُسکا صدور وقوع

عصمت سے لابدی ہوا تو اسکا منجانب اللہ ہونا ضروری ہوا اور جو کچھ ہوا وہ فعل خداوندی تھا بشر کا دخل واختیار اسمیں کیا ہو سکتا ہے اور جب فعل خداوندی قرار پایا تو اسکا واجب عقلی ہونا ضرور ہوا جس کے خلاف فرض کرنے سے گوناگوں محالات عقلیہ کا لزوم لابدی ہے اس لیئے ماننا پڑے گا کہ کل ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اس خاص صفت کے اعتبار سے ضروری الوجود ضرور ہیں سب پر طرہ تو یہ ہے کہ بعض وہ متضاد گروہ سنی وشیعہ میں شیعہ تو قاطبۃ ایک ہزار چورانوے برس سے اس اعتقاد پر جمے ہوئے ہیں اور سنی اگر کلاً موافق نہیں ہیں تو جزءً ضرور موافق ہیں شیعہ لکھتے ہیں کہ حضرت پیدا ہو چکے اور سنی لکھتے ہیں کہ پیدا ہوں گے مگر پھر بھی انہیں سے ایک بڑا گروہ طبقۂ محدثین و مؤرخین اور مشاہیر و معاریف عرفا اور متصوفین کا شیعوں کا ہم خیال وہم اعتقاد ہے یہ عجیب چیستاں ہے جسکا حل اسوقت تک نہیں ہو سکا مؤرخین اہلسنت میں بلاذری صغیر اور محدثین میں محمد بن طلحہ شافعی اور زمرۂ عرفا و مشائخ صوفیہ میں شیخ محی الدین ابن العربی کے کتب تاریخ بلاذری اور مطالب السؤل اور فتوحات مکیہ سے) دنیا اب بھی خالی نہیں ہے امام عبدالوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر اور طبقات کبریٰ اب بھی دنیا سے ناپید نہیں ہیں، ہمنے مشتی نمونہ از خروار ے واندکے از بسیارے ان حضرات کے نام لکھدیے اور استیفاء تام کل علمائے اعلام اہلسنت کا جو سلفاً عن سلف وخلفاً عن خلف اس اعتقاد پر جازم بلکہ مشاہدہ وزیارت اور غیبت کبریٰ میں حصول شرف ملازمت کے مدعی ہیں میری کتاب عبرات العین علی مصاب الحسین معروف بہ مقتل ابن عیش کی پہلی جلد کے ملاحظہ پر موقوف ہے جسمیں ہمنے ان سب کے اسماء مع انکے عیون الفاظ و عبارات کے بذیل اثبات صحابیت بابا رتن بن ساہوک بن جکدریں کر بال بن جیپال ہندی رضی اللہ عنہ وبضمن رد کلام شیخ المشائخ شمس الدین ذہبی تحریر کر دیے ہیں ہمارے دعوی کی حقیقت اور اسکا صدق میری اس کتاب سے ظاہر وآشکار ہے مگر افسوس کہ وہ کتاب اسوقت تک شایع نہیں ہوئی لہذا جناب فردوس مآب طاب ثراہ کی استقصار الافحام کی زیارت یا ینابیع المودۃ خواجہ کلان قندوزی بلخی کی کتاب مشہور کا مطالعہ انشاء اللہ کافی ووافی ہے، الغرض سنیوں کی ایک جماعت کثیرہ اس معاملہ میں شیعوں کی ہمزباں ہے۔،،

نمبر ۴

میری ناقص معلومات کے دائرہ میں جس بزرگوار کو سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ سنیوں کے کتب احادیث اور انکے ذخائر روایات میں جو احادیث ونصوص امامت ائمہ اثنا عشر کے ان کی سندوں کے ساتھ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماثور ہیں انکو تلاش کرکے ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیا جائے وہ جناب امام عالم رئیس الشیعہ شیخ ابو الحسن محمد بن احمد بن شاذان قمی علیہ الرحمہ تھے جنھوں نے ایک مخصوص کتاب

اس موضوع خاص میں تصنیف فرمائی تھی جسکا نام ایضاح دفائن النواصب رکھا تھا مجھے اس کتاب کی زیارت کا ابھی تک اتفاق نہیں ہوا مگر اسکا پتہ مجھے کتاب الاستنصار سے ملا جو میرے شیخ المشائخ امام عالم فقیہ شیخ ابوالفتوح محمد بن علی بن عثمان کراجکی کے تصنیفات سے ہے اور وہ جناب بلاواسطہ جناب ابوالحسن محمد بن احمد بن شاذان علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں اور انکے شاگرد ہیں اور جناب ممدوح کے علاوہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے بھی شاگرد ہیں اور اُن سے بھی روایت کرتے ہیں اور میں اپنی ذاتی سند سے کتاب الاستنصار کو اُن سے روایت کرتا ہوں، یہ بزرگوار جناب شیخ الطائفہ کے ہم عصر تھے اور میں اپنے شیخ الاجازہ جناب مجلسی ثانی علیہ الرحمہ کی قوت اجازت سے جو میری ثبت خاص موسوم بہ مجاج فی اسانید السراج اور کتاب تقریب الاسناد الی حجج رب العباد میں مندرج ہے اس کتاب کو روایت کرتا ہوں وللہ الحمد علیٰ ذالک"

اور اسی طرح جناب امام علامہ ثقہ ثبت حاکم الحدیث امام جرح و تعدیل جناب شیخ احمد بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن عیاش ابن ابراہیم بن ایوب ابوعبداللہ الجوہری رضی اللہ عنہٗ ہیں جو جناب ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ کے طبقہ کے ائمہ حدیث سے تھے اور نجاشی علیہ الرحمہ نے ان کا ترجمہ اپنے رجال میں تحریر فرمایا ہے اور مجھے اُن کی کتاب مقتضب الاثار کی روایت کا استحقاق بحمد اللہ اُنھیں سے حاصل ہے،

دیکھو ان قدماء ائمہ شیعہ رضی اللہ عنہم کی کتابوں کی کیا حالت تھی اسمیں شک نہیں کہ یہ حضرات جلہ ائمہ و علمائے شیعہ سے تھے مگر تورع و احتیاط کا روایت حدیث اور اُسکے تحمل میں یہ حال تھا کہ جناب ابن عیاش رح نے صریحاً ایک مبسوط حدیث نص امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام میں بہ تصریح نام و نسب و حالات خاصہ وکیع ابن الجراح بن ابوسفیان رواسی کے نسخہ میں جو اُن کے شیخ ابن عتاب کے پاس موجود تھا بچشم خود ملاحظہ فرمائی یہ مبسوط حدیث وکیع نے عبداللہ بن عمر کر بسند خود روایت کی تھی اور اپنے نسخہ میں درج کر دی تھی اور ابن عتاب اس نسخہ کی روایت بہ واسطۂ ابراہیم بن عیسیٰ القصار وکیع بن الجراح سے کرتا تھا ابن عتاب نے جب وکیع کے سارے نسخہ کی روایت کرنے کی اجازت دیدی تھی مگر اس حدیث خاص کی اجازت نہ دینا تھی نہ دی ابن عیاش علیہ الرحمہ مجبور ہو گئے اور اس حدیث کی نقل تک اپنی کتاب میں درج نہ فرمائی یہ کیوں محض اسلیے کہ اُسکو ایک قسم کی خیانت یا سرقہ حدیث کی صورت تصور فرماتے تھے حالانکہ وجادہ بھی ایک قسم روایت کی ہے اگرچہ ادون ہے،

اب اسی کے مقابلہ میں امام بخاری کے تورع کو دیکھو اُنکے استاد علی بن مدینی کی کل مایۂ و بضاعت ایک کتاب تھی جو علم رجال و نقد حدیث و جرح و تعدیل میں اُنھوں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کرکے

لکھی تھی اور اُسے ایک جوہر نفیس سمجھ کر کسیکو نہ دکھاتے تھے اور بخاری صاحب اُس کی تاک میں رہتے تھے انجام کار علی بن مدینی کو ایک سفر درپیش آیا اور امام صاحب نے علی بن مدینی کی صاحبزادی کو کچھ دے دلا کر ایک شب کے لیئے اُس کتاب کو حاصل کر لیا اور متعدد کاتب بٹھا کر پوری کتاب کی نقل کرالی جب علی بن مدینی سفر سے واپس آئے اور یہ راز فاش ہوا تو اپنی بیٹی کی اس ناشائستہ حرکت سے اسقدر ملال ہوا کہ وہ بیمار ہو گئے اور بالآخر اسی صدمہ میں انتقال فرمایا"

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا، ابن عیاش علیہ الرحمہ کی وہ احتیاط اور امام بخاری کا تورع ابن عیاش علیہ الرحمہ کو باستثنا ایک حدیث کے وکیع کے باقی کل نسخہ کے روایت کرنے کی اجازت حاصل تھی صرف ایک حدیث کے روایت کرنے کی اجازت نہ تھی حالانکہ وہ اُسے بچشم خود دیکھ چکے تھے اور وجادۃً روایت کر سکتے اور اپنی کتاب میں نقل فرما سکتے تھے مگر شدت احتیاط سے ایسا نہ کیا اور صرف اپنی کتاب میں اس واقعے کے ذکر پر اکتفا فرمائی حالانکہ وکیع ابن الجراح کی پوری سند ابن عمر تک اس حدیث میں موجود تھی، راقم السطور کہتا ہے کہ مجھے انتہائے افسوس اس امر کا ہے کہ جناب ابن عیاش علیہ الرحمہ نے اس فرط احتیاط کی وجہ سے ہم لوگوں کو وکیع کی سند سے قیامت تک کے لیئے محروم کر دیا اور اسطرح ایک خاص فائدۂ عظیمہ اور دلیل خاص للامت ائمۂ اثنا عشر علیہم السلام کی تصریح اسما و انساب و حالات ہم لوگوں کے ہاتھ سے جاتی رہی"

وکیع بن الجراح کے روایات سے تمام بخاری بھرے اور وہ اتباع تابعین سے ہے اور نافع عن ابن عمر سے روایت کرتا ہے زمانہ ہارون الرشید میں تھا اور وہ اسے قتل کیا چاہتا تھا مگر سفیان ثوری کی سفارش سے بچ گیا، حضرت امام موسیٰ کاظم ع کا زمانہ تھا باقی ائمہ علیہم السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور یہ حدیث ابن عمر درج نسخہ وکیع ابن الجراح ہو چکی تھی یہی دلیل اس حدیث کے صحیح بلکہ اصح ہونے کی کیا کم ہے افسوس کہ ابن عتاب نے ابن عیاش علیہ الرحمہ کو اس حدیث کے روایت کرنے کی اجازت نہ دی جسکا انھیں خود بھی بہت افسوس رہا مگر حسن اتفاق سے وہی حدیث شریف جو وکیع کے نسخہ میں ابن عیاش علیہ الرحمہ نے ملاحظہ فرمائی تھی وہ ایک دوسرے شیخ الحدیث امام اہلسنت ابو الحسن ثوابہ ابن احمد موصلی وراق حافظ نے اپنی ذاتی سند سے جسمیں وکیع کا نام تک نہیں ہے جناب ابن عیاش علیہ الرحمہ سے روایت کر دی چنانچہ ابن عیاش علیہ الرحمہ اپنی کتاب مقتضب میں اس واقعے کے بعد ثوابہ موصلی کی حدیث نقل فرما کر تحریر کرتے ہیں "ودد ابنی ان ابن عتاب اذن لی و کان حدثنی بہ" روایت ابن عتاب کی بہتر تھی اگر وہ اُسی مجھ سے بیان کر دیتے

بہر حال میں ثوابہ موصلی کی وہ حدیث جسکا یہ حصہ ہے جناب ابن عیاش علیہ الرحمہ کی کتاب مقتضب الاثر جزو اول کے نسخے سے پوری نقل کرتا ہوں چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

حدثنا ابو الحسن ثوابة بن احمد الموصلي الوراق الحافظ قال حدثني ابو عروبة الحسن بن محمد بن ابي معشر الحراني قال حدثني موسى بن عيسى بن عبد الرحمان الافريقي قال حدثنا هشام بن ابي عبد الله الدستوائي عن عمرو بن شمر عن جابر بن يزيد عن ابي جعفر محمد بن علي عليه السلام قال حدثني سالم بن عبد الله بن عمر عن ابيه عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان الله تعالى اوحى الي ليلة اسري بي يا محمد من خلفت في الارض وهو اعلم بذلك قلت يا رب اخي قال يا محمد علي بن ابي طالب قلت نعم يا رب قال يا محمد اني اطلعت الى الارض اطلاعة فاخترتك منها فلا اذكر حتى تذكر معي انا المحمود وانت محمد ثم اني اطلعت اطلاعة اخرى فاخترت منها علي بن ابي طالب فجعلته وصيك فانت سيد الانبياء وعلي سيد الاوصياء ثم اشتققت لهما اسما من اسمائي فانا الاعلى وهو علي يا محمد اني خلقت عليا وفاطمة والحسن والحسين والائمة من نور واحد ثم عرضت ولايتهم على الملائكة

بیان کیا مجھ سے ابو الحسن ثوابہ بن احمد موصلی کاغذی حافظ نے کہا انھوں نے کہ بیان کیا مجھ سے ابو عروبہ حسن بن محمد بن ابی معشر حرانی نے کہا انھوں نے کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن عیسیٰ بن عبد الرحمان افریقی نے کہا انھوں نے کہ بیان کیا مجھ سے ہشام بن ابی عبد اللہ دستوائی نے عمرو بن شمر سے جابر بن یزید سے ابی جعفر محمد بن علی علیہ السلام سے فرمایا حضرت نے کہ بیان کیا مجھ سے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے کہا انھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میری جانب وحی فرمائی کہ اے محمد زمین میں کسکو اپنی جگہ چھوڑ کے چلا کہ وہ خوب جانتا تھا عرض کی میں نے کہ اپنے بھائی کو فرمایا کہ اے محمد علی بن ابیطالب کو میں نے عرض کی کہ ہاں اے میرے پالنے والے فرمایا کہ اے محمد میں زمین کی طرف پہلی مرتبہ متوجہ ہوا تو اسمیں سے تمکو منتخب کیا پس جب میرا ذکر کیا جائیگا تو تمہارا بھی ذکر کیا جائیگا میں محمود ہوں تم محمد ہو پھر دوسری مرتبہ زمین کی طرف متوجہ ہوا تو اسمیں سے علی کو منتخب کیا اور انہیں تمہارا وصی مقرر کیا تم انبیا کے سردار ہو اور علی اوصیا کے سردار ہیں پھر اپنے ناموں میں سے میں نے ایک نام ان کے لیے مشتق کیا میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے اے محمد میں نے علی و فاطمہ اور حسن و حسین اور باقی ائمہ کو ایک ہی نور سے پیدا کیا پھر ان کی ولایت کو ملائکہ کے

فمن قبلها كان من المقربين ومن
جحدها كان من الكافرين يا محمد لو
ان عبداً من عبادي عبدني حتى
ينقطع النفس ثم لقيني جاحداً لولايتهم
ادخلته ناري ثم قال يا محمد اتحب
ان تراهم قلت نعم قال تقدم امامك
فتقدمت امامي فاذا علي بن ابيطالب
والحسن والحسين وعلي بن الحسين و
محمد بن علي وجعفر بن محمد وموسى
بن جعفر وعلي بن موسى ومحمد
بن علي وعلي بن محمد والحسن بن علي
والحجة القائم كانه كوكب دري
في وسطهم فقلت يا رب من هولاء
فقال هولاء الائمة وهذا القائم
يحل حلالي ويحرم حرامي وينتقم
من اعدائي يا محمد احبه فاني
احب من يحبه۔

قال الشيخ ابو عبد الله بن عياش
وكنت قبل كتابتي هذا الحديث
عن ثوابة الموصلي رايته في نسخة
وكيع بن الجراح التي كانت عند ابي بكر
محمد بن عبد الله بن عتاب حدثنا
بها عن ابراهيم بن عيسى القصار الكوفي
عن وكيع بن الجراح رايتها في اصل
كتابه فسالت ان يحدثني بها فابى

سامنے پیش کیا جس نے اُسے قبول کر لیا ان مقربین
میں داخل ہوا اور جس نے اُسکا انکار کیا ان کافرین
میں شامل ہوا اے محمد اگر میرے بندوں میں سے
کوئی بندہ اسقدر میری عبادت کرے کہ نفس اُسکا
منقطع ہو جائے پھر مجھ سے اس حالتمیں ملاقات کرے
کہ انکی ولایت کا منکر ہو تو میں اُسکو جہنم میں داخل
کر دوں گا پھر فرمایا کہ اے محمد تم اُن سبکو دیکھنا چاہتے
ہو عرض کی میں نے کہ ہاں فرمایا کہ آگے بڑھو جب میں
آگے بڑھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ علی اور حسن اور حسین اور
علی بن الحسین اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد اور موسیٰ
بن جعفر اور علی بن موسیٰ اور محمد بن علی اور علی بن محمد اور
حسن بن علی سامنے کھڑے ہیں اور حجت قائم مثل ایک
ستارۂ درخشندہ کے اُنکے درمیان میں ہیں عرض کی میں نے
کہ پروردگار یہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ ایمہ ہیں اور یہ قائم
ہے جو میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام
کرے گا اور میرے دشمنوں سے انتقام لے گا اے محمد
اس سے اور اسکے چاہنے والوں سے محبت رکھو"

فرمایا شیخ ابو عبد اللہ بن عیاش نے کہ میں نے اس
حدیث کو ثوابہ موصلی سے لکھنے کے قبل وکیع بن الجراح
کے اُس نسخہ میں دیکھا تھا جو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن
عتاب کے پاس تھا جسے اُس نے مجھ سے بتوسط ابراہیم
بن عیسیٰ قصار کوفی وکیع بن الجراح سے روایت کر کے
بیان کیا تھا میں نے اُسے وکیع بن الجراح کی اصل کتاب
میں دیکھکر ابن عتاب سے سوال کیا کہ وہ اس حدیث
کو بھی مجھ سے بیان کر دے مگر اُس نے انکار کیا اور

وقال لست احدث بهذا الحديث عداوة ولهذا حدثنا ما سواه ومن فروع كتاب اخرج فيه احاديث وكيع بن الجراح ثم حدثني به بعد ذلك ثوابه بروايته ابن عتاب اعلی لو کان حدثني به

اپنی عداوت وناصبیت کی وجہ سے کہا کہ میں اس حدیث کو بیان نہ کروں گا حالانکہ اس حدیث کے علاوہ تمام حدیثوں کو بیان کر دیا تھا اور نیز اُس کتاب کی حدیثوں کو بھی بیان کر دیا تھا جسمیں اُس نے وکیع بن الجراح کی حدیثوں کو اخراج کیا تھا پھر بعد اسکے اُس حدیث کو مجھ سے ثوابہ نے بیان کر دیا مگر بروایت ابن عتاب کی اعلیٰ تھی اگر وہ اُس حدیث کو مجھ سے بیان کر دیتا،

میں لکھتا ہوں کہ خیریت گذری کہ ابن عتاب نے اس حدیث شریف کو وکیع کے نسخہ سے ساقط نہیں کر دیا جیسا کہ اس زمانہ کے لوگ باوجود برکات پریس کے حذف و اسقاط میں کوئی تأمل نہیں کرتے،

بہر کیف یہ حال ہے تورع و احتیاط کا ان اساطین شیعہ کے جسکا نمونہ عرض کیا گیا سارے کتب ان حضرات کے اسی قسم کے احادیث عامہ سے پر ہیں مگر جب ان حضرات کے تورع و احتیاط کا یہ حال تھا تو ہمیں ان حضرات کا تشیع کیا نقصان دہ ہو سکتا ہے اور بحمد اللہ یہی حال اس زمانہ کے علماء و مصنفین شیعہ کا بھی ہے کہ وہ ہمیشہ مرویات خصم سے بنار استدلال کو قائم کرتے ہیں اور اسی قسم کے تورع و احتیاط کے خوگر ہیں، مگر یہ احادیث عامہ جو ایسی کتابوں میں مرقوم ہیں انمیں یہ امر نظر انداز نہ ہونا چاہیے کہ گو یہ احادیث ائمہ شیعہ کی کتاب میں مندرج و مروی ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ یہ احادیث اُن مشائخ عامہ کے ذخائر روایات میں مثل نسخہ وکیع بن الجراح کے جسکا ذکر ابھی مرقوم ہوا مندرج تھے انھیں کتب سے شیخ اپنے راوی کو روایتًا کو سناتا تھا اور لفظ اخبرکم سے اُس حدیث کی سند کا آغاز کرتا تھا یا راوی اپنے شیخ کی کتاب اسکے سامنے پڑھتا تھا اور شیخ اسکی تصدیق کرتا تھا یہی صورت قدیم زمانہ میں تحمل حدیث کی مروج تھی اور قس علیٰ ہذا صاعدًا فصاعدًا یہاں تک کہ تابعی تک اُس کی روایت درجہ صعودی میں پہونچ جاتی تھی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ احادیث اُس زمانہ کے تابعین اور تبع تابعین اور اتباع تبع تابعین کے ذخائر روایات میں درج ہو جاتی تھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کتابیں ائمہ علیہم السلام کی ولادت باسعادت سے بہت پیشتر مرقوم ہو چکی تھیں جیسا کہ مقتضب الآثار اور استنصار وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفین کے مشائخ عامہ کی کتابیں اگر صدہا سال نہیں تو اُس سے بہت قریب زمانہ میں مدون ہو چکی تھیں اور کم سے کم یہ ہے کہ کل ائمہ علیہم السلام پیدا نہیں ہوئے تھے مگر وقوع امر موافق اُن پیش خبریوں کے ہو کر رہا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ان ائمہ علیہم السلام کے ضروری الوجود اور حقیت امامت اور منصوص من اللہ و من الرسول ہونیکا ہو سکتا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

ظہور حق یا دست قہر آلہی کا ظہور اسکو کہتے ہیں کہ گو اس زمانہ میں کتب مذکورہ بالا یا دیگر ذخائر روایات

عامہ تک ہمارا دسترس نہیں ہے مگر الحمد للہ کہ ہم ان کتب کے محتاج نہیں ہیں مشائخ عامہ اہل حدیث کے تصنیفات سے اب بھی زمانہ خالی نہیں ہے جنمیں وہ روایات جو اُن کتب میں مندرج تھیں مثل مناقب خطیب خوارزم اور مناقب ابن مغازلی و خصائص حافظ محمد بن علی بن ابراہیم نطنزی و فرائد السمطین حموینی شافعی شیخ الاسلام ذہبی یا ابن الفتی عامی و کفایۃ الطالب حافظ محمد بن مسلم گنجی شافعی اور کتاب العمدہ ابن بطریق ونصر بن علی جہضمی شیخ امام بخاری اور فصل الخطاب خواجہ پارسا بلخی و عقد الجمین حافظ ابن ابی الفوارس اور اربعین حافظ اسعد بن ابراہیم حنبلی اور مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی وغیرہ وغیرہ کے والحمد للہ علیٰ تلک النعمۃ الجلیلۃ مگر یہ حال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک تھا اب حضرت حجت عجل اللہ سلطانہ کا زمانہ اس سے زیادہ عجیب و حیرت انگیز ہے کیونکہ جسقدر آپ کا وجود ذیجود اور آپکا منصوب من اللہ ہونا ضروری تھا اُسیقدر محیّر العقول شاخسانے آپکی ذات فیض آیات اور آپ کے وجود مسعود کے متعلق لگا دیئے گئے ہیں میں انکی طرف اس مقام پر اجمالاً اشارہ کروں گا تفصیل کے لیئے میری کتاب مذہب عقل مطالعہ طلب ہے جسمیں میں نے بخلاف اپنے پیشرو متکلمین و علمار انار اللہ برہانہم کے حضرت حجت عجل اللہ سلطانہ کے مسئلہ ضرورت وجود اور غیبت و رجعت پر زیادہ تفصیل سے نظر ڈالی ہے وکفانی بذالک شرفا و فخراً

نمبر ۵

واضح رہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام تک جتنے معصوم ہوے اُن سب تک رسائی رعیت کی کسی نہ کسی طرح ممکن تھی کیونکہ وہ علاوہ اپنے ضروری الوجود ہونے کے حواس خمسہ سے محسوس بھی ہوسکتے تھے مگر اب ایسا امام آنیوالا تھا جسکے لیئے علاوہ ضروری الوجود ہونے کے حواس خمسہ سے محسوس ہونا ضروری نہ تھا امام حسن عسکری علیہ السلام تک جتنے امام ہوئے وہ سب اپنے ماسبق امام کی اولاد ہولیکے باستثنا حسنین علیہما السلام کے جو ایک ہی باپ کے بیٹے تھے اور دو نوں معصوم تھے اور یکے بعد دیگرے منصب امامت سے سرفراز ہوئے خیر یہ تو ایک قضیۂ اتفاقیہ تھا جو ایسا ہوا میں تو ائمہ معصومین علیہم السلام میں سے ہر معصوم کا اپنے ماسبق امام کی اولاد میں ہونا اسکو بھی قضیۂ اتفاقیہ سمجھتا ہوں کیونکہ جناب احدیت جلت اسمائہ عالم الغیب ہے اور ساتھ ہی اس کے عادل مطلق بھی ہے اُسکی بارگاہ میں جنبہ داری کا گذر نہیں ہے اسے علم مطلق حاصل تھا کہ اُسکے مخلوقات میں کون ایسا ہوگا جو اپنے تئیں مستحق اس منصب عظیم امامت کا اپنے اعمال و افعال سے ثابت کرنے والا ہوگا کیونکہ اگر استحقاق کا لحاظ نہوتا تو دیگر افراد انسانی کی حجت (العیاذ باللہ) خدا پر تمام ہوجاتی کہ ہمیں کیوں اس منصب عظیم سے محروم رکھا گیا اور کیوں اس فرد خاص کو بلا استحقاق یہ منصب سپرد کیا گیا حسن اتفاق سے ان ائمہ اثنا عشر علیہم السلام میں سب امام باستثنا امام حسن عسکری علیہ السلام کے کثیر الاولاد ہوے مگر جناب احدیت جلت اسمائہ بوجہ اپنے عدل کامل کے اُن حضرات کی اولاد میں سے اُسی بزرگ کو یہ منصب عظیم

عطا فرمایا جو اپنے تئیں مستحق اس منصب عظیم کا ثابت کر دے چنانچہ میرا خیال ہے کہ عدد ائمہ کا انحصار جو بارہ میں اسی وجہ سے ہوا کہ پروردگار عالم کو اپنے مخلوقات میں استیعاب نظر سے بجز ان بارہ کے تاقیام قیامت کوئی ایسا انسان نظر ہی نہ آیا جو اپنے تئیں اس منصب عظیم کا مستحق ثابت کر دے گا ورنہ انحصار عدد ائمہ بارہ میں فی الواقع ترجیح بلا مرجح ہوتی جو جناب احدیت سے حکیم علی الطلاق ہے محال عقلی تھی، اس مسئلہ کو بھی میں نے اپنی کتاب مذہب عقل میں شرح و بسط سے واضح کر دیا ہے،

الغرض یہ بھی ایک قضیۂ اتفاقیہ تھا کہ ان ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کی کل اولاد ایسی نہ ہوئی جو اپنے تئیں اس منصب عظیم کا مستحق ثابت کرتی بجز ایک فرد واحد کے جو امام ہوا اور سلطان مطلق رعیت خداوندی کا قرار پایا لیکن اسی کے ساتھ یہ نکتہ بھی قابل نظر انداز ہونے کے نہیں ہے کہ جہاں جناب احدیت حکیم مطلق و عادل برحق ہے وہاں منعم مطلق بھی ہے اُس نے اپنے اُن بندوں کو جو اپنے تئیں اتنے بڑے منصب عظیم کا مستحق ثابت کرنے والے تھے علاوہ اس سلطانیت مطلقہ کے جو انہیں اسکے بندوں پر حاصل ہونے والی تھی قبل انکے وجود ظاہری کے اپنے فرط انعام سے انوار مطلق خلق فرمایا اور وہ حضرات انوار مطلق ہونے کی حالت میں یعنی خلقت عالم شہود کے قبل حجب واستار عالم انوار میں عبادت الٰہی سے غافل نہ تھے بلکہ ہزار وہزار بلکہ لاکھوں سال قبل از خلقت ظاہری اُسکی عبادت میں مشغول و مصروف رہے اور یہی اُنکی غذائے روح تھی جس پر اُنکی نشو ونما موقوف تھی، خداوند عالم اپنے انعام واکرام کی بارش اُن پر فرماتا رہا اور امور عجیبہ وغریبہ مثل انبیاء اولی العزم علیہم السلام کے از قبیل ارہاص واسیس اُنکی ولادت کے قبل ظاہر ہوتے رہے تا اینکہ حالت حمل ووضع حمل بھی اُن عجائبات سے خالی نہ رہی اور انبیائے اولی العزم اپنے اپنے زمانوں میں اُنکے متعلق پیشین گوئیاں اور پیش خبریاں فرماتے رہے جس میں نام ونسب کی تصریح بھی از بس ضروری تھی آخر اس انعام خداوندی کی کوئی حد بھی ہو سکتی ہے؟،

بہرحال ائمہ بارہ وہ گانہ یکے بعد دیگرے سلطنت خداوندی میں کارفرما رہے اب بارہواں امام آنے والا ہے جس کے بعد کوئی امام ہونے والا نہیں ہے لہذا اُسکو تا قیام قیامت زندہ رہنے کی ضرورت تھی اسکے لئے جناب احدیت کو خاص انتظام فرمانے کی ضرورت ہوئی اور اُسکی بقائے حیات کے لیئے خاص اہتمام کرنا پڑا کیونکہ رعیت کے تمرد وسرکشی کا حال خداوند عالم کو معلوم تھا اور کشف غطا خلاف مصلحت الٰہی تھا کہ وہ قہراً ظاہر نظام اس حجت خداوندی تک اُنکے شر وفساد کا ہاتھ ہمیشہ کے لیئے کوتاہ فرما دیتا کہ وہ زندہ وسلامت بھی رہے اور کسی ظالم کے شر وفساد سے اُسکو کوئی گزند وآسیب بھی نہ پہونچے اُسکی تدبیر بجز اسکے اور کیا ہو سکتی تھی کہ وہ نظر مردم سے نہان ہو جائے اور جناب احدیت اُسکو حجاب غیبت میں محجوب بنا دے

مگر اس طرح کہ کار ہدایت و امامت میں جو اُسکا خاص کام علاوہ نظم عالم کے ہے اُسمیں کوئی نقصان بھی نہو اور خود وہ بھی مفسدین کے شر و فساد سے محفوظ رہے رہا یا تو خود مختار ہمیشہ ہی سے ہے اور سوء اختیار ہمیشہ ہی سے اُسکا شیوہ رہا ہے اور شیطان کو بھی مہلت مل چکی ہے وہ اپنے حرکات سے کب باز آسکتا ہے اُس کی رو سے رعیت کے سوء اختیار میں اور بھی اضافہ ہوتا رہے گا دنیا ظلم و جور سے بھرتی چلی جائے گی یہاں تک کہ اسمیں ظلم و جور کی گنجائش ہی نہ رہے گی اسوقت سلطنت خداوندی کا دور شروع ہوگا اسلیئے کہ اگر اب بھی نہ شروع ہو تو جناب احدیت جلت اسماءہٗ کی حکمت و عدالت پر دوسرا الزام عائد ہو جائے جو اُسکی شان خداوندی کے منافی ہے، ایکدم سے سلطنت خداوندی کا دور شروع ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ وہ ایک مدت محدود کے لیئے نہیں ہوسکتی لامحالہ ابدالآباد کے لیئے ہونا چاہیئے اور قبل اسکے غیبت و رجعت کا زمانہ ختم ہو جانا چاہیئے،

رجعت کا مسئلہ بھی ایک ضروری مسئلہ ہے اور اُسکی ضرورت و حکمت بھی واضح و آشکار ہے صرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے جس کے لیئے کتاب مذہب عقل کا مطالعہ کافی و وافی ہے"

(باقی آئندہ)



جدید جامع المعارف پر تعقب اور توضیح

حدیث غدیر جسقدر مشہور بلکہ متواتر ہے اور جسقدر صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین اور تابعین تبع تابعین نے اسکی روایت کی ہے اور جن جن محدثین و علمائے اہل سنت نے اس حدیث کو اپنے اپنے صحاح و مسانید میں اخراج کیا ہے اور جن جن علماء اعلام نے اپنے اپنے مستقل تصنیفات میں جنکی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے) اس حدیث کے طرق کثیرہ پر روشنی ڈالکر اسکے تواتر کو تسلیم کیا ہے وہ ناظرین کتب مذکورہ سے مخفی نہیں ہے مگر اس تعصب کو کیا کہا جائے جو کتب مذکورہ کی طرف سے چشم پوشی کرنے اور ایسی متواتر حدیث کے انکار پر آمادہ کردے، اگلے زمانوں میں بھی کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں جنھوں نے اس حدیث پر متناً یا سنداً کلام کیا ہے لیکن اصل حدیث کے انکار یا اُسکو موضوع کہنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی بخلاف اس زمانہ کے جس میں اصل حدیث ہی موضوع اور شیعوں کی گڑھی ہوئی بتائی جاتی ہے کتاب مستطاب عبقات الانوار میں حضرت فردوس مآب اعلی اللہ مقامہٗ نے اس موضوع پر قدر کفایت سے بھی بہت زیادہ روشنی ڈالکر حق تحقیق و تدقیق کو اسطرح ادا فرمایا ہے کہ اُس سے زیادہ ہمارے تصور میں

نہیں ہوسکتا لیکن ان ایک مبسوط و مفصل کتاب کے عوض کیر دل چاہتا تھا کہ اسکا خلاصہ کردیا جائے
مگر ہمیں اتنی مہلت ملتی نہیں اور نہ کسی دوسرے بزرگوار کو اسکا خیال آتا تھا اسیکے جناب مدیر النجم تفسیر کے
تبلیغ میں داد تحقیق دیتے ہوئے اس حدیث کو موضوع اور شیعوں کی گڑھی ہوئی قرار دیکر اپنے سابقین
سے بھی آگے سبقت لے گئے اور اس امر کی ضرورت لاحق ہوئی کہ انکا جواب باصواب دیکر اصل حقیقت
کو بے نقاب کردیا جائے آخر قوم کے فخر اور ملت حقہ کے مایہ ناز جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب
قبلہ دامت برکاتہم نے اس ضرورت کی طرف متوجہ ہوکر دونوں ضرورتوں کو پورا کردیا کتاب مستطاب
عبقات کا بقدر ضرورت خلاصہ بھی کردیا اور مدیر النجم کی قابل جواب عبارتوں کو پورا پورا نقل فرماکر اُن کا جواب
بھی دیدیا اور جواب بھی ایسا کہ جس کے بعد کسی با انصاف کو اُس کے جواب الجواب کی جرأت نہو نجزاھم
اللہ عنا خیر جزاء المحسنین ۔

مدیر النجم نے اپنی عادت کے موافق اپنے رسالہ یا مضمون کی ابتدا میں جو الزامات شیعوں پر
عائد کیے تھے یا حدیث غدیر کے علاوہ جن مشہور احادیث و روایات کو غلط ثابت کرنے کی سعی لاحاصل
کی تھی یا جن الفاظ قرآن مجید کی جو تفسیر خلاف مزعوم مدیر شیعوں نے کی ہے یا جن الفاظ سے جو مراد
لی ہے اُسکو خلاف لغت عرب بتلایا تھا اُن سب کا مرتباً جواب دیتے ہوئے اصل حدیث غدیر کی طرف
توجہ فرماکر اُسکی تواتر کو اس طرح ثابت کردیا ہے کہ اہل انصاف کو جائے کلام باقی نرہے گی ہم اپنے
ناظرین سے اسکے ملاحظہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں بلکہ ہماری دلی خواہش ہے کہ کوئی اسلامی کتب خانہ اور کوئی اسلامی کلب اس سے
خالی نرہے پورے چھ جز کا رسالہ قیمت ۱۲؍ دفتر سہیل پیں وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے طلب فرمائیے

(ناچیز مدیر)

البدایہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل قدر رسالہ ہے جسمیں بچوں ہی کو سمجھانیکی کوشش
کی گئی ہے اور انھیں کی سمجھ کا اندازہ کرکے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین اور کلمۂ اسلام و ایمان
کو سمجھایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اصل کو چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور
دوسرے باب میں فروع دین میں سے ہر فرع کے معانی و مطالب بیان کرکے ہر ایک کو تفصیل سے عملی عنوان
پر سمجھایا ہے اور ان سب مطالب کو ۲۲/۲۰ کے بلوامی کاغذ پر جلی قلم سے ۱۶ صفحوں میں ادا کیا ہے قیمت
فی رسالہ ۱؍ علاوہ محصول فی ۱۲ رسالہ مع محصول علاوہ فیس رجسٹری وی پی عہ

(ناچیز مدیر الواعظ)

قوم کے نام سرکار سید الشریعہ دامت برکاتہ کا مکتوب

آج جبکہ کفر وضلالت کی گھٹائیں چار جانب سے امنڈ رہی ہیں گمراہی اور لامذہبی کا سیلاب نہ رشور سے طوفان کی طرح آرہا ہے اسلام کو نیست ونابود کردینے کی کوششیں بڑے اہتمام سے ہورہی ہیں؛ مذہب کا نام دنیا سے مٹا دینے کی جدوجہد میں اجتماعی قوت فراہم کی جارہی ہے اور اسلام حسرت بھری نگاہوں سے اپنے ناصروں اور مددگاروں کی طرف دیکھ رہا ہے،

مدرسۃ الواعظین تمام عالم میں ایک واحد مرکز ہے جو حق کی نصرت وحمایت اور باطل سے مجاہدہ میں مشغول ہے اور ہر چہار طرف کے حملات کا دفاع کررہا ہے،

مدرسۃ الواعظین کو قائم ہوئے ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ آج ہندوستان اور بیرون ہند تمام مقامات پر اور مخالف وموافق ہر ایک زبان پر اسکے تذکرے سنائی دیتے ہیں اور ہر شخص اسکے خدمات کا معترف ہے، یہ سب کچھ حقانیت کی قوت اور حضرت معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے روحانی برکات کا نتیجہ ہے جنکی سرپرستی وحمایت میں یہ ادارہ اشاعت وتبلیغ اسلام کا فرض ادا کررہا ہے لیکن جہاں اسکے خدمات کا بالعموم اعتراف اور اسکے کارناموں کا عام استحسان خدام ادارہ کی روح کو بالیدہ کرنے والا ہے وہاں اسکے دائرہ عمل کی روزافزوں وسعت نے ناقابل برداشت زحمات ومشکلات بھی پیش کردیے ہیں

مدرسۃ الواعظین دنیا کی ان اقوام کے مقابل آپکے مذہبی خدمات انجام دے رہا ہے جنکے پاس سلطنتوں کے خزانوں کی کنجیاں موجود ہیں اگر تمام ہمدردان مذہب اپنی اجتماعی قوت سے اسکی نصرت نہ فرمائیں گے اور اسکو اپنی توجہات کا مستحق نہ سمجھیں گے تو ادارہ کی بقا ناممکن ہے۔ مدرسۃ الواعظین۔ ہمدردان دین کے ایثار وکرم کی امید پر ہی قائم کیا گیا تھا اور ابتک جو کچھ ہوا اور ہوسکا اسی امید کے سہارے پر توقع تھی کہ دین ومذہب کا سچا درد رکھنے والے خود بخود اسکی طرف متوجہ ہوں گے اور اوس کی ضروریات کو محسوس فرمائیں گے اس وقت تک اَلنَّوَالُ قَبْلَ السُّؤَالِ (سوال سے پیشتر عطا) کے مضمون کے مطابق افراد قوم کی ذہانت وذکاوت احساس اور عالی نفسی پر اعتماد کرتے ہوئے دست سوال دراز نہیں کیا گیا صرف ادارہ کے خدمات کے اظہار واعلان پر اکتفا کی گئی اور اسی کو سوال کا مرادف خیال کیا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ مدرسۃ الواعظین حامیان تبلیغ اور ہمدردان مذہب کی توجہ وعنایت کا جس حد تک مستحق تھا اس حد کی توجہ وعنایت کی مثالیں بہت کم نظر آسکیں اور بجائے اسکے کہ خدام تبلیغ کی حوصلہ افزائی کیجاتی حالات ہمت شکن نظر آئے جنکے اسباب معلوم نہیں کیا ہیں۔ نہ معلوم وہ مذہب جس کے لیے کل تک

حضرات معصومین علیہم السلام اور اُنکے نقش قدم پر چلنے والوں نے اپنی جان و مال و اولاد ہر محبوب سے محبوب چیز کو قربان کر دینے میں کبھی دریغ نہیں کیا آج اپنی تنہائی مظلومیت اور بیکسی کے باوجود دستگیری حمایت کا مستحق نہیں رہا۔ یا ہمارا مذہبی جوش و خروش ختم ہو گیا۔ ہماری روح ایمانی سلب ہو گئی اور ائمہ طاہرین کی تبیع و تاسی سے ہم نے کنارہ کشی اختیار کر لی اور روز و شب اُنکی مبارک سیرتوں کے تذکرہ اب ہمارے قلوب پر اثر ڈالنے میں کامیاب باقی نہیں رہے؟ یا مدرسۃ الواعظین نے ابھی آپکے مذہب کی کوئی تسلی بخش خدمت انجام نہیں دی اور اسکے خدمات آپکی نظر میں کسی قدر و عزت کے قابل ثابت نہیں ہوئے؟ اور اگر ایسا نہیں ہے لہٰذا مذہب کی عظمت و جلالت قلوب میں موجود ہے اور آپ پیشوایان دین کے نقش قدم پر گامزن ہیں اور مدرسۃ الواعظین کے خدمات کا آپکو اعتراف ہے اور فی الحقیقت آپ اُسکے وجود کو اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مفید اور ضروری خیال کرتے ہیں تو پھر اُسکے استحکام و ترقی کے لئے ایثار کرنے میں دریغ کیوں ہے اُسکی حمایت و دستگیری میں انتظار کس بات کا ہے؟ مدرسۃ الواعظین جہانتک پہونچ چکا ہے اپنی موجودہ حالت کو باقی رکھنے اور اس سے آگے قدم بڑھانے کیلئے افراد قوم کی ہمت و ایثار و قدر دانی کا منتظر اور جمود و غفلت و بے اعتنائی سے دست برداری کا امیدوار ہے اب اُسکے مشکلات اس قابل نہیں ہیں کہ اُن سے چشم پوشی اختیار کی جائے مجکو امید ہے کہ قبل اسکے کہ افراد قوم اپنی بے التفاتی کی بدولت کف افسوس ملنے کی نوبت آنے دیں ہر ہمدرد تبلیغ اپنے نفس کا محاسبہ کریگا کہ آج تک اُس نے مدرسۃ الواعظین کی کیا خدمت انجام دی اور اسکے استحکام و ترقی کی سعی میں کیا حصہ لیا؟ اگر ہمدردان مذہب اپنا فریضہ محسوس فرما کر تھوڑا تھوڑا ایثار کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں تو بہت آسانی سے ادارہ کی زحمات و مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور مدرسۃ الواعظین اپنے مستقبل میں پہلے سے بہتر خدمات پیش کرنے کی قابل ہو جائیگا دیگر مصائب و آلام کے علاوہ میرے لئے اپنی پیرانہ سالی کا عذر ہی کیا کم تھا کہ اب ضعف بصارت نے مجکو بالکل از کار رفتہ بنا دیا میں اب لکھنے پڑھنے سے قریب قریب قاصر ہوں بہزار مشکل چند سطریں تحریر کی ہیں جنکو ہمدردان مدرسۃ الواعظین میرے مشکلات کی ایک طویل داستان تصور فرمائیں گے بسر دست اس ادارہ کی مالی مشکلات ایک گونہ ہلکی کرنے کے لئے یہ سہل اور آسان طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مدرسہ کی جانب سے چار آنہ ایک روپیہ اور پانچ روپیہ والے اعانتی ٹکٹ جاری کیے گئے ہیں جنکو دردمندان قوم و ملت کے فیاض ہاتھوں تک پہونچانے کی مبارک خدمت اس ادارہ کے مقرر کردہ ”واعظین“ کے سپرد کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے متعلقہ حلقہ میں ہر شہر، قصبہ اور دیہات میں جا کر ان ٹکٹوں کے ذریعہ سے جملہ حضرات مومنین سے اعانت حاصل کریں مجھے قوی امید اور کامل وثوق ہے کہ ہر مقام کے ہمدردان قوم و ملت اس مقصد کے کامیاب بنانے میں دل و جان سے سعی و کوشش فرمائینگے اور واعظین کو ہر طرح کی امداد پہونچا کر داخل حسنات ہوں گے۔ خداوند عالم بحق حضرات معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین میری اس آواز میں تاثیر اور ہمدردان مدرسۃ الواعظین کو توفیق ایثار کرامت فرمائے اور جنکو ابھی تک دلچسپی پیدا نہوئی ہو اُنکے قلوب میں اس دینی مرکز کا درد پیدا کرے آمین نجم الحسن تعلیمہ

مدرسۃ الواعظین کے محترم بانی و مؤسس کا ماتم

مہاراجہ سر محمد علی محمد خاں صاحب بہادر بالقابہم والی ریاست محمود آباد کی وفات حسرت آیات

انا للہ و انا الیہ راجعون

افسوس تیسری محرم ۱۳۵۰ھ تک جس ذات والا صفات کے لئے عالم تشیع میں ہر کہہ ومہہ کے دست دعا درگاہ شافی مطلق میں بلند ہوں وہ دفعۃً چوتھی محرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۳۱ء کو اپنی زندگی کے ایام معینہ ختم کرکے اس طرح ہم سب سے جدا ہو جائے کہ پھر تا قیام قیامت اُسکے ملنے کی امید باقی نہ رہے اس دائمی مفارقت کی سنانی ہے جو سنسنی عام طور پر پیدا ہو گئی ہے الفاظ اسکی تصویر کشی سے قاصر ہیں کل تک جس نام نامی کے ساتھ ادام اللہ اقبالہٗ لکھا کرتے تھے اُسکے لئے رحمہ اللہ کا لفظ لکھتے ہوئے قلم کا سینہ چاک ہوا جاتا ہے، افسوس کیسی گرانقدر ہستی اور مایۂ ناز وجود ذیجود ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا اور کیسا جلیل الشان فخر قوم اپنی قومی بہی خواہی وہمدردی اور اپنے قومی و مذہبی ایثار اور اپنی اسلام نوازی و علم پروری کی یاد ہمارے مضطرب دلوں میں چھوڑ کر راہی ملک عدم ہو گیا، ہم کبھی اُس ذات والا صفات کو نہیں بھول سکتے اور نہ اُسکے جود و ایثار کا یتیم یالشان نمونہ کاملہ (مدرسۃ الواعظین) کبھی ہمارے دلوں سے اُس کی یاد کو محو ہونے دیگا اتنے بڑے عظیم الشان ادارہ کا قائم کرنا اور سات ہزار روپیہ سالانہ کا گرانقدر وظیفہ بذریعہ ایک جائداد موقوفہ کے دائمی طور پر اس کے لئے مقرر کر کے قوم کے سپرد کر دینا اور تمام افراد قوم وملت کو اُسکی شرکت واعانت وہمدردی کی دعوت دینا یا یوں کہئے کہ تمام قوم کو قومی و مذہبی ایثار کا ایسا نہ بھولنے والا سبق پڑھانا آپ ہی کی ذات والا صفات سے مخصوص تھا۔

یہ ادارہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۱۹ء کو مہاراجہ مرحوم کی اسلام نوازی و علم پروری کا نمونہ کاملہ بنکر قائم ہوا اور ۱۹۲۳ء میں بذریعہ ایک عام اپیل کے آپنے اسکو قوم کے سپرد کر دیا اور اپنی حیثیت اس ادارہ میں ایک معمولی ممبر کی زیادہ نہیں رکھی اور دیکھتے رہے کہ قوم اپنے توجہات کو اس ادارہ کی طرف کسقدر مبذول کرتی ہے، الحمد للہ کہ یہ اپیل رائگاں نہیں ہوئی اور قوم نے اسکی طرف متوجہ ہو کر اسکو ایک قومی ادارہ تسلیم کر لیا مگر افسوس کہ جب یہ ادارہ ترقیاں کرتا ہوا اس حد تک پہونچا کہ اسکی صدا حدود ہندوستان سے نکلکر یورپ وامریکہ اور چین وجاپان اور جنرائڈ اسٹیٹ

شلنٹ اور بلاد عرب و عجم تک پہونچنے لگی اور آپ مقصد اعلیٰ کی تکمیل کے دن آئے جس کے لیئے یہ ادارہ قائم ہوا تھا تو اُن مرحوم کو چار ناچار داعی اجل کی آواز پر لبیک کہنا پڑی۔

۴ر جون ۱۸۷۸ء کو محمود آباد میں آپکی ولادت ہوئی چار پانچ برس کے سن میں آپکی تعلیم شروع ہوئی اور جیسا کہ امرا اور رؤسا کے ہونہار لڑکے علوم و کمالات میں غیر معمولی ترقی کرتے ہیں ویسا ہی آپ بھی نوما نوما ترقی کرتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں عربی فارسی انگریزی میں غیر معمولی مہارت حاصل کر لی پھر شاعری کی طرف توجہ فرمائی اور اُسے بھی ایک اچھی حد تک پہونچا دیا لیکن ہمارے علم میں آپکی شاعری مذہبی نقطہ نظر سے نہیں ہٹی اور تمام اصناف شعر میں سے آپنے صرف مرثیہ گوئی و مرثیہ خوانی ہی تک اپنی شاعری کو محدود رکھا، ۲۲ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد امیر الدولہ نصیر الملک راجہ محمد امیر حسن خان بہادر کے سی آئی، ایف سی یو والی ریاست محمود آباد کے قائم مقام ہوئے اور ۲۸ سال زیب مسند ریاست رہکر ۵۳ سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم کی عمر میں راہی ملک عدم ہوگئے

آپکے اوصاف و اخلاق و عادات بحیثیت ایک رئیس قوم کے نہایت سبق آموز ہیں۔ آپ کا خلق آپکی تہذیب، متانت، سخاوت، غربا پروری، بیر چشمی، مہمان نوازی علم پروری علمی قابلیت انکسار، تواضع ملنساری، تعلیمی دلچسپی ہمیشہ آپکی یاد کو ہمارے دلوں میں تازہ رکھے گی، کوئی ایسی تعلیم گاہ نہ تھی جو آپکی سخاوت سے بہرہ اندوز نہ ہو مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو آپنے ایک لاکھ روپیہ عطا فرمایا، لکھنؤ یونیورسٹی بھی آپکے جود و ایثار سے محروم نہ رہی اور آپنے اُسے بھی گرانقدر عطایا مرحمت فرمائے، یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے آپنے ایک عالیشان بورڈنگ بھی تعمیر کرادی جو آجتک محمود آباد ہوسٹل کے نام سے قائم اور طلبہ کو فائدہ پہونچا رہی ہے کالون تعلقدار ہائی اسکول اسلامیہ اسکول مسلم ہائی اسکول، مسلم گرلس اسکول لکھنؤ کالون ہائی اسکول محمود آباد آپ ہی کی بدولت قائم ہیں، کتنی طلبہ کو بغرض حصول تعلیم ولایت بھیجا کتنوں ہی کو ہندوستان میں تعلیمی وظائف مرحمت فرمائے اور بالآخر رشتہ الواعظین کی بنیاد ڈالکر دینی و دنیاوی کامیابی کا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا،

مذہبی معاملات میں بھی آپ ہمیشہ گہری دلچسپی سے کام لیتے رہے مساجد معابد کے معاملات میں آپ کو حد درجہ کا انہماک تھا مجالس عزا تعزیہ داری کے مراسم پورے خلوص سے ادا کرتے تھے، ہزارہا اشخاص آپکی بدولت شرف حج و زیارت سے مشرف ہوگئے اور جب خود بنفس نفیس زیارت عتبات عالیات کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں بھی عظیم الشان یادگاریں قائم کر کے واپس ہوئے حضرت حر کا روضہ تعمیر کرا دیا، زائرین کے لئے متعدد مکانات وقف فرمائے، محمود آباد کی عزاداری ضرب المثل عزاداری ہے، مرحوم خواہ کہیں ہوتے مگر ۲۹ ذالحجہ کو ضرور محمود آباد پہونچ جاتے اور عزاداری کے مراسم

انجام دیتے تھے، ہر سال ایک نیا مرثیہ ضرور نظم فرماتے تھے اور اپنے ایک داروغہ کے امام باڑہ میں اسکو پڑھتے تھے جس کے سننے کے لیئے لکھنؤ اور دیگر مقامات کے مشہور مرثیہ گو حضرات تشریف لیجاتے تھے روز عاشور جبتک تعزیہ دفن نہ ہو جاتے اُسوقت تک کربلا سے واپس نہ ہوتے تھے،

سیاسیات میں بھی آپکی اعلیٰ قابلیت تمام طبقات میں مسلّم تھی ملکی خدمات آپکے ضرب المثل تھے اور ہر کہ و مہ اُسکا معترف تھا سنہ ۱۹۲۰ء میں جب اس صوبہ میں اصلاحات کا نفاذ ہوا اور ایگزیکٹیو کونسل قائم ہوئی تو آپ ہی اُس صوبہ کے پہلے ہوم ممبر مقرر ہوئے اور سنہ ۱۹۲۵ء تک نہایت قابلیت سے کام کیا، سنہ ۱۹۲۱ء میں گورنمنٹ کی جانب سے کے، سی، ایس، آئی کا خطاب ملا سنہ ۱۹۲۵ء میں سی ایس، آئی ہوئے سنہ ۱۹۲۳ء میں مہاراجہ کا خطاب ملا، اودھ چیف کورٹ کے قیام میں آپنے نمایاں حصہ لیا،

فسادات کانپور کے بعد لکھنؤ میں قیام امن کی کوشش جس سے یہ شہر فتنہ و فساد کی آگ سے محفوظ رہا آپکے ملکی خدمات کی آخری قسط تھی افسوس صد افسوس !!

سال بھر سے مہاراجہ کی صحت اچھی نہ تھی فالج کا ایک ہلکا سا حملہ بھی ہو چکا تھا مگر پھر بھی یہ گمان نہ ہوتا تھا کہ مرحوم اسقدر جلد ہم سے جدا ہو جائیں گے حسب دستور ۲۹ ذی الحجہ کو لکھنؤ سے محمود آباد تشریف لے گئے ۳۰ کو جناب مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نے مجلس پڑھی جسمیں مہاراجہ صاحب شریک تھے ۱۳ محرم روز جمعہ کے دو پہر کو سینہ میں بائیں جانب ایک شدید درد اٹھا مگر ڈاکٹری علاج سے تھوڑی دیر میں حالت درست ہو گئی دس بجے شب کو ڈپٹی شیخ حبیب اللہ صاحب اور کنور بہادر شاہ صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور مہاراجہ صاحب سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی ساڑھے بارہ بجے پھر سینہ میں درد اٹھا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی !!

یہ خبر وحشت اثر کوئی معمولی خبر نہ تھی جس کی اشاعت میں رات کا تاریکی دہ حائل ہو سکتا فوراً تمام محمود آباد میں ایک کہرام مچگیا سیکڑوں تار بیرونجات کو روانہ کر دیئے گئے صبح ۷ بجے جنازہ ایہز ہائی نس کا ولیعہد بہادر مع اپنے چھوٹے بھائی کے سر برہنہ ساتھ ساتھ تھے شبیہ کربلا میں پہونچکر عالیجناب شمس العلماء مولانا السید ابن حسن صاحب قبلہ نے اپنے سامنے غسل دلوایا آخری لباس (کفن) زیب تن کرایا، دس بجے دن تک احبا و اعزا کی ایک کثیر تعداد جمع ہو گئے ۱ بجے جناب مولانا ئے ممدوح نے ۱۵، ۲۰ ہزار آدمی کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اور شبیہ روضہائے حضرت ابو الفضل العباس اور نجف اشرف اور کربلائے معلے کے گرد طواف کرا کر آسمان فتوت و کرم کے اُس ضیا بار آفتاب کو زیر زمین نہاں کر دیا احبا، اعزا، اعمال ریاست ملازمین رعایا برایا کے اُس کثیر التعداد مجمع کی گریہ و زاری اور آخری دیدار کے اشتیاق میں تھا کا

اضطراب اور بیقراری ایک عجیب عبرتناک منظر پیش نظر کر رہی تھی سچ یہ ہے کہ عاشورِ محرم کے قبل ایک دوسرے عشرہ کے آثار نمایاں تھے شیعوں میں یہ دستور ہے کہ کیسا ہی کوئی بزرگ عشرہ محرم میں دنیا کو الوداع کہے لیکن امام کے سوم کے قبل اسکے سوم کی رسم ادا نہیں کی جاتی اسی عام دستور کے موافق آپکے سوم کے رسم بھی امام کے سوم کے بعد ادا کی گئی جسمیں بیشمار آدمیوں کا مجمع تھا اور اسکے قبل و بعد ہزارہا تعزیتی تار آگئے اور اکابر و عمائد قوم کے علاوہ وائسرائے ہند، گورنر یوپی، سرہارکورٹ بٹلر (مقیم لندن) مہاتما گاندھی اور دیگر معززین ملک نے تعزیتی پیغامات آپکے جانشین عالیجناب راجہ محمد امیر احمد خانصاحب بہادر کے نام روانہ کیے سیتاپور، لکھنؤ، لکھیم پور، علیگڈھ، الہ آباد، وغیرہ میں دوکانیں بند کر دی گئیں، لکھنؤ کے جملہ سرکاری دفاتر اور عدالتیں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ، کلکتہ کارپوریشن وغیرہ مہاراجہ صاحب کے غم میں بند کر دی گئیں ایصال ثواب کے لیے محمود آباد کی مقامی انجمن حیدری نے بہت بڑے پیمانہ پر قرآن خوانی اور مجلس غم منعقد کی جسمیں راجہ صاحب بہادر مع اپنے چھوٹے بھائی کے شریک تھے اور اسکے علاوہ بھی جابجا قرآن خوانی و مجالس و جلسہ ہائے تعزیت منعقد ہوئے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں بھی ۱۵ صفر ۵۰ھ کو ایک مجلس بغرض ایصال ثواب بہت بڑے پیمانہ پر منعقد ہوئی جسمیں جناب شمس العلما مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نے ذاکری فرمائی،

ہندوستان کا ذکر نہیں بیرون ہند کی اسلامی انجمنیں بھی اس غم میں اہل ہند کے ساتھ شریک ہوئیں اور انھوں نے بھی تعزیتی رزولیوشن پاس کیے چنانچہ جمعیت اسلامیہ بغداد کے معتمد اعلی جناب آغا ذوالفقار علیصاحب دام مجدہ اپنے نامہ کرم مورخہ ۶ رجون ۳۱ء میں حسب ذیل رقم طراز ہیں:-

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب دام عنایتکم

السلام علیکم- براہ کرم مندرجہ ذیل اپنے اخبار گہربار میں طبع فرماکر جمعیت ہذا کو شکریہ کا موقع دیں والسلام-

خادم الملت

آغا ذوالفقار علی معتمد اعلی جمعیت اسلامیہ بغداد

جمعیت بغداد کی مجلس منتظمہ منعقدہ ۶ رجون ۱۹۳۱ء میں منجانب ممبران جمعیت مندرجہ ذیل رزولیوشن مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد کی وفات حسرت آیات پر پاس ہوا ہے:-

مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد کی بیوقت موت پر یہ جمعیت دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے اور ان خدمات جلیلہ کی جو مرحوم نے ملت اسلامیہ کے لیے انجام دیں معترف ہے۔ دعا ہے کہ خداوند عالم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے خاندان ریاست کو صبر جمیل اور قوم کو مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

اب ہم اس مضمون حسرت مشحون کو جس کا بہت سا مواد اخبار سرفراز مورخہ ۲۰ جون سنہ ۳۱ع کے ایک مضمون نوشتہ جناب سید ہادی حسین صاحب رضوی محمود آبادی بی اے سے اقتباس لیا گیا ہے مداح آل محمد جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر دام کمالہ کی ایک تاریخ پر ختم کرتے ہیں جو اخبار سرفراز مورخہ ۱۱ جون سنہ ۳۱ع میں طبع ہوئی تھی ،، ا۔

اٹھے جہان سے محمد علی محمد خاں | رئیس صاحب اعزاز سرمہا راجا
اندھیرا چھا گیا ہر سمت ملک و ملت میں | چراغ عمر ہوا گل چلی جو باد فنا
وہ دل کہ جس پہ رہا اعتماد روحانی | اسی نے قافلہ عمر رواں کا لوٹ لیا
وہ دل کہ جس سے نشاط و الم کا تھا احساس | اسی نے دیدیا آخر جواب جان فرسا
وہ دل جو مملکت صدر میں تھا صدر نشین | ہوا دیار فنا کا امیں و راہنما
وہ دل کہ جس پہ تھی موقوف رہنمائی قوم | زبان شمع لحد کی طرح خموش ہوا
وہ دل کہ جس میں تھی قبر حسین ابن علی | پس فنا اب بنے جواب کرب و بلا
ہوا ہے آئینہ حسن عمل کا آخر کار | وہ دل کہ جس میں تھی پوشیدہ حب شیر خدا
وہ دل جو قافلہ آرزوئے ایمان تھا | اندھیری رات میں منزل کے پاس جا کے لٹا
طریق عمر میں جو دل رواں تھا صورت خضر | تھکا ہارا تو نبضوں کے ساتھ خود بھی رکا
علی پرست خیالات کیا ہی کام آئے | کہ دفعۃً ہوا نور خدا کا نظارا
سواد شب میں اوڑھا جبکہ تجلیوں کا نور | عدم کے راستہ کو دل کی آنکھ سے دیکھا
وفور غم سے دہائی ہوئی ریاست میں | ہر اک زبان پہ تھا ہائے اے مہاراجہ
ہوئی وفات محرم کی چوتھی رات کو آہ | غم حسین بنا خضر جنت الماوی
اتارا قبر میں جب اُس بزرگ ہستی کو | نظر کے سامنے آیا ائمہ کا جلوا
ہر ایک تار کفن دے رہا تھا بوئے بہشت | درود پڑھ کے جو رکھی گئی تھی خاک شفا
جہاں میں کیوں نہ جگہ اپنی شان کی پاتے | رئیس قوم رئیس ائمہ کے شیدا
عدم میں پائی امارت امیروں کے قرین | خدا کے حکم سے جو وقت ترک کی دنیا

لکھا یہ خامۂ محشر نے مصرع تاریخ
مقام پاک ارم کا خدا نے راج دیا
سنہ ۱۳۵۰ ہجری

(زلہ چین مدیر)

کیا حسین ابن علی کے داعی و قاتل شیعہ تھے

کیا واقعہ کربلا کی ذمہ داری شیعوں ہی پر عائد ہوتی ہے

کیا کوئی شیعہ ایسے غدر و مکر کے بعد بھی شیعہ رہ سکتا ہے

لفظ شیعہ لغۃً بمعنی تابع و ناصر ہے جو شخص جسکا تابع اور پیرو اور جسکا حامی و ناصر ہو وہ اُسکا شیعہ ہے، انہیں معنوں میں یہ لفظ قرآن مجید میں بھی متعدد مقام پر آیا ہے وان من شیعتہ لابراھیم ھٰذا من شیعتہ وھٰذا من عدوہ کما فعل باشیاعھم من قبل اور انہیں معنوں سے ائمہ اہلبیت کے ماننے والوں کو بھی شیعہ کہتے ہیں، کسی زمانہ میں تو یہ لفظ بمقابلۂ تابعین علی کے تابعین معاویہ کے لیئے بھی استعمال ہوتا رہا اور شیعیان علی اور شیعیان معاویہ زبان زد خاص و عام رہا لیکن زمانہ مابعد میں شیعیان علی کو مورد ظلم و ستم بنانے کے لیئے یہ لفظ انہیں سے مخصوص کر دیا گیا اور تشیع کو ناقابل عفو جرم قرار دیکر جو ظلم و ستم اُنپر توڑے گئے اُنکے لیئے صفحات تاریخ کی سطریں آجتک لباس سیاہ پہنے ہوئے ہیں اور اب تو اس لفظ نے تابعین آل رسول کے لیئے کچھ ایسی خصوصیت پیدا کرلی ہے کہ گویا یہ لفظ ان معنوں میں حقیقت ہوگیا ہے ادہر لفظ شیعہ زبان سے نکلا اور فوراً ہی ذہن ان معنوں کی طرف منتقل ہوگیا اور جس شخص کے لیئے یہ لفظ استعمال کیا گیا تھا وہ تابع و مطیع آل رسول اور ائمہ اہلبیت سمجھ لیا گیا وکفاھم بذلک شرفاً وفخراً مگر اس فخر و شرف کا بقا اتباع آل رسولؐ اور پیروی و نصرت ائمہ اہلبیت کے بقا پر موقوف ہے، ادہر انسان نے اس اتباع و نصرت سے ہاتھ اٹھایا اور فوراً ہی یہ فخر و شرف اُس سے سلب ہوگیا یہ میراث پدری نہیں ہے کہ باپ کے خلاف رفتار کرنے کے بعد بھی بیٹے سے سلب نہ ہوسکے۔

کچھ شک نہیں کہ جن اہل کوفہ نے امام ہمام کو خط لکھ لکھ کر بلایا تھا وہ سب کے سب بظاہر شیعیت کے مدعی تھے اگرچہ حقیقت واقعیہ بالکل اسکے خلاف تھی درحقیقت شیعہ اتنے ہی تھے جتنے کربلا پہونچکر حضرت سے ملحق ہوگئے باقی سب مکار و غدار و دہوکہ باز تھے مگر چونکہ اُسوقت تک وہ سب اپنی نامعلوم ذاتی مصلحتوں سے شیعوں میں مخلوط تھے اور کوئی امر خلاف تشیع اُنسے ظاہر نہ ہوا تھا لہذا باعتبار ظاہر شریعت کے اُن کی دعوت کا قبول کرلینا حضرت پر واجب تھا کیونکہ اُن خطوط میں سے بعض خطوط میں یہ بھی تحریر تھا کہ اگر باوصف وجود انصار کے آپ اس طرف قدم رنجہ نہ فرمائیں گے تو عنداللہ جواب دہ اور گناہگار ہوں گے (بقیہ ملاحظہ ہو)

لیکن اسپر بھی حضرت نے اکتفا نہیں فرمائی بلکہ مزید اطمینان کے لیے اپنے معتمد چچازاد بھائی مسلم بن عقیل سلام اللہ علیہ کو دریافت حالات کیلیے کوفہ روانہ کیا اور جب انکی جانب سے یہ اطلاع وصول ہوئی کہ اسّی ہزار آدمی میرے ہاتھ پر آپکی بیعت کر چکے ہیں اُسوقت حضرت نے کوفہ کا ارادہ فرمایا لیکن ہنوز حضرت کوفہ پہونچنے نہ پائے تھے کہ ان لوگ موقع پاکر اپنے عہد و پیمان ظاہری سے منحرف ہو گئے بیعت کرکے بیعت شکنی کے مرتکب ہوے حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑدیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے اور اُن کی اور انکی لاش کی بیحرمتی کو آنکھوں سے دیکھتے رہے اور کچھ نہ کیا اور اُسکے بعد جو کفر آمیز حرکات انسے سرزد ہوئے وہ کفار سے بھی نہو سکتے تھے اب سوال یہ ہو کہ کیا ان لوگ بفرض تشیع اس کو غدر اور بغاوت امام اور مقتضائے تشیع کی مخالفت کے بعد بھی شیعہ رہ سکتے تھے اور شیعہ لکھے جانے کے مستحق ہو سکتے ہیں ؟

انسان کے نفسانی حالات و عقائد کا تا دم آخر یکساں رہنا کچھ ضروری نہیں ہو۔ اختلاف خواہشات اور تغیر حالات اور غلبہ ہوا و ہوس کی وجہ سے حالات و عقائد کا بدل جانا یا بفرض محال عقائد کا بدستور باقی رہنا اور غلبۂ خواہشات کی بناپر اعضاء و جوارح سے خلاف ضمیر حرکات کا سرزد ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے عہد رسول کے بعد کی تاریخ ہمارے دعوی کی شہادت کے لیے کافی و وافی ہے

مقتضائے عقائد کی مخالفت اُنکے تغیر اور بقا دونوں میں یکساں ہے تغیر عقائد کے بعد اُنکی مخالفت کی جائے گی تو بھی حکم ارتداد عاید ہوگا اور بقائے عقائد کے ساتھ اُنکی مخالفت ہوگی اور قلب و زبان متحد نہ رہینگے تو بھی یہ عذر نہ مانا جائیگا کہ ہمارا دل اُنھیں عقائد سے وابستہ ہے بلکہ زبان قلب کی ترجمان سمجھی جائیگی"

یہ ایک واقعہ ہے کہ اہل کوفہ نے جب حضرت کو طلب کیا ہے بلکہ جبتک حضرت مسلم نے امام کو عریضہ لکھکر اہل کوفہ پر اپنے اطمینان کو ظاہر کیا ہے اسوقت تک کوئی امر مقتضائے تشیع کے خلاف اُنسے ظہور پذیر نہ ہوا تھا کیونکہ اسوقت تک اُنھیں کوئی موقع اظہار انحراف کا ہاتھ نہ آیا تھا، ابن زیاد کے کوفہ پہونچنے کے بعد اُنھیں پورا پورا موقع ملگیا دنیاوی طمع نے انکی آنکھوں پر پردے ڈالدیے غلبۂ خواہشات سے مغلوب ہو کر مقتضائے تشیع کی کھلی کھلی مخالفت کرکے بظاہر بھی شیعان علی کے زمرہ سے بالاعلان خارج اور شیعان یزید میں خوشی خوشی داخل ہوگئے دکھناھم بذالک ھوانا وخسرانا

اب اس کے بعد یہ لکھنا کہ قاتلان حسین شیعہ تھے جسقدر عقل و فہم سے بعید ہے وہ اہل عقل سے مخفی نہیں ہے اور یہ عجیب لطیفہ ہے کہ شیعہ تو ایسے منحوس اور غدار و مکار لوگوں کو اپنی برادری میں داخل نہیں سمجھتے اور بالاعلان کہتے ہیں کہ وہ اس غدر و مکر کے بعد شیعہ تو شیعہ مسلمان بھی باقی نہیں رہے اور ہمارے معترض اُنکو زبردستی شیعوں کی برادری میں داخل کرکے شیعوں پر طعن کرتے اور لکھتے ہیں کہ

شیعوں ہی نے حسین کو قتل کیا اور اب وہی اس ندامت میں پچتا پچتا کر رو رہے ہیں لیکن یہ طعن جتقدر خلاف واقع ہے وہ ناظرین واقعات پر ظاہر و باہر ہے

بھلا کوئی شیعہ اپنے اُس امام کو جس کی پیروی و متابعت اور نصرت و حمایت اُس پر واجب ہو اس بیدردی سے قتل کر کے شیعہ باقی رہ سکتا ہے اور کوئی شیعہ ایسے باغیوں اور مرتدوں کو اپنا سالفی اور ہم مشرب سمجھ سکتا ہے؟ معترضین کی زبان اُنکے بس میں ہے جو چاہے کہیں مارنے والے کا ہاتھ پکڑ سکتے ہیں کہنے والے کی زبان نہیں پکڑ سکتے لیکن ہمارے نزدیک اسلام و ایمان اور صحابیت و شیعیت سب کا دار و مدار آغاز و انجام اور قلب و زبان کے اتحاد پر مبنی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے نزدیک تعریف صحابیت میں فقط من ادرک صحبۃ النبی کافی نہیں ہے بلکہ الفاظ مذکورہ کے بعد مع الایمان و مات علیہ کا اضافہ بھی ضروری ہے

بہر حال اگر اُن کو بفرض محال شیعہ بھی تصور کر لیا جائے تو جس طرح کوئی سنی شیعہ ہو کر سنی اور کوئی شیعہ سنی ہو کر شیعہ نہیں رہ سکتا اور نہ ایسے رجعت پسند کو سنی یا شیعہ کہہ سکتے ہیں اسی طرح اُن غداروں اور مکاروں اور امام مفترض الطاعت پر بغاوت کرنے والوں کو بھی اُنکے ابتدائی حالات ظاہری کے لحاظ سے شیعہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ اپنی ان کفر نوازیوں کے بعد شیعہ کیسے مسلمان بھی باقی نہ رہے تھے "

شیعہ اس ندامت میں نہیں روتے کہ حسین کو شیعوں ہی نے قتل کر ڈالا بلکہ وہ اپنے رسول و ائمہ کی تاسی کے علاوہ اس حسرت میں روتے ہیں کہ کاش ہم لوگ روز عاشور موجود ہوتے تو اُن مرتدوں اور باغیوں کو اُنکے ارتداد و بغاوت کا مزا چکھا دیتے، شیعوں کا دل پتھر نہیں ہے دل ہے جسکا ذرہ ذرہ مند کے درد اور مصیبت زدہ کی مصیبت اور مظلوم و بیکس کی مظلومی و بیکسی سے متأثر ہو جانا خلاف فطرۃ نہیں بلکہ عین بمقتضا فطرۃ ہے، شیعہ فطرۃ کا مقابلہ نہیں کرتے بلکہ جب فطرۃ انھیں رلاتی ہے تو وہ بے تکلف روتے ہیں اور اپنے دل سے مجبور ہو جاتے ہیں ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر آئے کیوں ؏ روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں رلائے کیوں

اور اگر استصحاب حال کے یہی معنی ہیں کہ حالت سابقہ سے انحراف ثابت ہونے پر بھی حکم سابق بحال رہے گا جس طرح کہ بعض اصحاب رسول پر آنحضرت کی رحلت کے بعد حالت سابقہ سے انحراف کرنے کے بعد بھی صحابیت کا اطلاق کیا جاتا ہے تو شیعوں کو بھی ان مکاروں اور غداروں اور باغیوں پر اطلاق تشیع کی اجازت دینے میں کوئی تأمل نہ ہوگا بشرطیکہ ہمارے معترضین اُن لوگوں کو بھی زمرۂ مسلمین میں داخل مان لیں جن کو آج تک اہل "ق" کا خطاب دیا جاتا ہے واذ لیس فلیس۔

حضرت رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی جو انقلاب عالم اسلام میں رونما ہوا اور اہلبیت رسول باوصف استحقاق

جس طرح اپنے حق سے محروم کیے گئے یا بالفاظ دیگر جن اصول موضوعہ کے ماتحت سلطنت اسلامیہ انکے ہاتھوں سے نکالی گئی۔ یہ کسی ماہر تاریخ سے مخفی نہیں ہے۔ مجھے اسوقت کوئی باب مناظرہ کا کھولنا نہیں ہے اور نہ میں خلافت اسلامیہ کے متنازع فیہ مسئلہ کو چھیڑنا پسند کرتا ہوں بلکہ میرا مقصود اس مقام پر صرف اسقدر ہے کہ بہرحال سلطنت اسلامیہ جن حضرات کے ہاتھوں میں پہونچی تھی وہ بنی امیہ کی کارستانیوں اور بنی ہاشم کے ساتھ انکی عداوتوں سے ناواقف نہ تھے وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت رسول کے زمانہ میں جسقدر غزوات و سرایات واقع ہوے وہ سب اسی خاندان کے اثرات اور اسی گھرانے کی کوششوں کے نتایج تھے اور جو اذیتیں حضرت رسول کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے پہونچیں اور نشو و نمائے اسلام میں جسقدر یہ لوگ حارج و مانع ہوئے اور بنی ہاشم کے مٹا دینے میں جو سعی نامشکور ان لوگوں سے ظہور پذیر ہوئی وہ یقیناً انکے پیش نظر تھی اور اس امر کے باور کرنے کے کافی وجوہ موجود تھے کہ اگر یہ خاندان سلطنت اسلامیہ میں دخیل و شریک اور مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط ہو اور اپنی اوس پستی کے بعد جو اُسے زمانہ رسول میں پہونچ گئی تھی اُس رفعت پر پہونچ جائیگا تو بنی ہاشم کے نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اپنی کوشش کا فروگذاشت نہ کریگا اور امن عام سخت خطرہ میں پڑ جائیگا مگر افسوس کہ اُسوقت کی سیاسی مصلحتیں عاقبت اندیشی پر غالب آئیں اور بنی امیہ شریک سلطنت کر لیے گئے پہلے ابوسفیان کی اولاد شام کی گورنر بنائی گئی اور پھر تدریج خلافت رسول بھی اُسی خاندان تک منتہی ہو گئی اور جس شوریٰ کی فریاد امیرالمومنین نے خطبہ شقشقیہ میں فیا للہ و للشوریٰ کے درد انگیز لہجہ میں کی ہے اسکا انجام بنی امیہ کے اُس کامل اقتدار کی صورتمیں نمودار ہوا جسکا پہلا منظر میدان صفین میں اور دوسرا منظر کربلا کے میدان میں آشکار ہوا اور واقعہ کربلا کی ذمہ داری کا حال منکشف ہو گیا اگر بنی امیہ کو یہ کامل اقتدار نہ حاصل ہوتا تو نہ حضرت معاویہ مدعی خلافت ہوتے نہ معرکہ صفین درپیش آتا نہ امیرالمومنین مسجد کوفہ میں شہید ہوتے نہ حسن کو زہر دیا جاتا نہ یزید کا استخلاف عمل میں آتا نہ حسین اس ظلم و ستم سے شہید کیے جاتے "

لعن یزید کے ممنوع ہونے کی وجہ کو لئلا یرتقی الی الاعلیٰ فالاعلیٰ کے الفاظ میں بیان کرنا جسقدر معنی خیز ہے اور واعظ پر مقتل حسین اور صحابہ کے باہمی جھگڑوں کے تذکرہ کی حرمت کا فتویٰ اور اُسکی توجیہ میں فی نہ عیبہ بعض الصحابہ کا ارشاد جس احتیاط پر مبنی ہے وہ اہل عقل سے پوشیدہ نہیں ہے،

یزید ابن معاویہ نے حسین کو کیوں قتل کیا؟ اسلیے کہ وہ اُسکی بیعت نہ کرتے تھے اچھا تو پھر اُسکو بیعت لینے کا کیا حق تھا؟ اسلیے کہ وہ امام وقت تھا مگر اُسکو امام کسنے بنایا تھا؟ اُسکے باپ میاں نے، اچھا تو حضرت معاویہ کو یہ اقتدار کہاں سے حاصل ہوا کہ وہ مدعی خلافت رسول بھی ہو گئے اور یزید کو بھی اُنھوں نے خلیفہ بنا دیا؟ بس اسکو تو نہیں رہنے دیجئے اور کچھ نہ کہیے نہ سنیے،

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را ۔۔۔ دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

(ناچیز مدیر)

راولپنڈی کا عشرہ محرم الحرام

امسال راولپنڈی کا عشرہ محرم الحرام بڑی دھوم دھام، تزک و احتشام اور کمال رونق عزاداری ماتم سے بخیریت گذرا۔ پولیس و حکام کا انتظام قابل تعریف تھا سواد یگر امور کے سب سے زائد قابل ذکر مولانا جعفر حسین صاحب قبلہ فاضل حدیث لکھنؤ یونیورسٹی کی تقاریر تھے۔ آپ تمام صفات سے جو کہ ایک مقرر یا واعظ میں ہونی چاہئیں متصف تھے۔ آپکی تقاریر کا قریباً ہر جملہ جہاں ایک طرف دقائق و معارف کے لبریز سمندر سے موتی بکھا در کرتا تھا تو دوسری طرف ملاحت ظرافت و لطافت کی چاشنی سے بھی مومنین کے دلوں کو بیحد محظوظ کر رہا تھا بلکہ اثناء تقریر کا یہ عالم تھا کہ لحہ بہ لحہ صلواۃ کے سربلند نعروں سے ماتم سرا گونج رہا تھا اور انصاف اسکا مقتضی ہے کہ ہم کہدیں کہ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ ہر کہ ومہ آپکی قادر الکلامی و قوت بیانیہ کا لوہا مان جائے گا۔ یہ آپکے موعظہ حسنہ ہی کا سبب تھا کہ باوجود ممانعت علماء اہلسنت حضرات کھنچے چلے آتے تھے اور اثر پذیر ہوکر جاتے تھے، ع

"اللہ کرے علم ترا اور زیادہ"

لاکھ لاکھ شکر ہے کہ چند حق پسند ہستیوں نے آپکے موعظہ سے متاثر ہوکر تمسک بالثقلین ہونیکا اعلان بھی کردیا۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم قبلہ نجم الحسن صاحب و سبط حسن صاحب جیسی مایۂ ناز اور ناخدائے قوم ہستیوں کو سلامت رکھے جنکے زیر نگرانی مدرسۃ الواعظین میں قوم کے نونہال نشو و نما پاتے ہیں اور پروردگار عالم قوم میں احساس پیدا کرے تاکہ وہ مدرستہ کی دامے درمے قدمے امداد کرکے قوم کی کشتی کو پار لگانے میں ممد ثابت ہوں آمین

(احقر العباد)

(سید یوسف علیشاہ نقوی البخاری)

(پریذیڈنٹ انجمن امامیہ)

(الواعظ) صوبہ پنجاب میں مخالفین عزاداری کی جانب سے جو کوششیں اس مقدس اسلامی یادگار کے محو کرنے میں ہوتی رہتی ہیں اُن کا مقتضا تو یہ تھا کہ پنجاب اس حسینی یادگار کے قائم رکھنے سے دست کش ہوجاتا مگر نتیجہ بالکل معکوس برآمد ہوا اور ہوگا اور جسقدر اسکے روکنے میں کوششیں کی گئیں اسی قدر اسکو فروغ ہوتا گیا اور ہوتا رہے گا اور یہ یادگار ہمیشہ قائم و باقی رہکر اپنے آثار ظاہر کرتی رہے گی اور جن پاکیزہ روحوں کو خداوند عالم توفیق دیگا وہ صراط مستقیم تک پہونچتی رہیں گی۔"

(مدیر)

ریاست رامپور کا محرم

ریاست رامپور کا شاندار محرم ہندوستان میں خاص شہرت رکھتا ہے چنانچہ اس سال ریاست کی جانب سے محرم کا اہتمام ابتدائے ذی الحجہ سے شروع ہوگیا تھا ۲۹ ذی الحجہ کو ضریح مبارک نہایت شاندار طریقہ سے امام باڑہ سرکاری تک لائی گئی ریاست کی تمام فوج رسالہ توپ خانہ فرسٹ انفنٹری وسکنڈ انفنٹری گوڑکھا پلیس گارد کے علاوہ پلیس کے سوار دپیادے بھی جلوس میں شریک تھے، اس سال کا جلوس تمام سالہائے سابق سے کئی حصہ زیادہ اور خوشنما تھا،

ضریح مبارک کے سامنے تمام اہل اسلام کا مجمع تھا ریاست کے عہدہ داران و باشندگان کے علاوہ قریب قریب کے شہروں کے اصحاب بھی مشتاق ہو کر آئے ہوئے تھے، لکھنؤ، شاہجہانپور، بریلی، بدایوں، مرادآباد، امروہہ، سہارنپور تک کے لوگ موجود تھے،۔ حضور انور دام اقبالہم وملکہم کے ساق پا میں دانہ نکل آیا تھا اور صبح ہی کو ڈاکٹر انصاری صاحب نے اسکا اپریشن کیا تھا مگر پھر بھی حضور پرنور دام اقبالہم وملکہم نہایت جرأت و استقلال کے ساتھ قلعہ معلےٰ کے پھاٹک پر سیاہ لباس عزا میں تشریف لائے اور ضریح مبارک کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا تمام شرکا حضور پرنور دام اقبالہم وملکہم کے اس جوش وجرات پر مدح سرا تھے۔

امام باڑہ اور مجالس کا اہتمام نہایت اچھا تھا جسکے لیئے مسٹر سید بشیر حسین صاحب بہادر زیدی بار ایٹ لا ہوم منسٹر قابل صد شکریہ ہیں۔ سید اولاد حسین پبلسٹی افسر

(الواعظ) ۳۰ ذی الحجہ سے ۹ محرم تک برابر مجالس منعقد ہوتے رہے جسمیں جناب مولانا السید اولاد حسین صاحب واعظ دربار صوبی نے اپنے دلدوز بیانات سے حاضرین کو شاداب فرمایا اور ۹ محرم کے بعد جناب شمس العلماء مولانا المولوی السید سبط حسن صاحب قبلہ نے بھی حسب الطلب حضور پرنور ادام اللہ ملکہم واقبالہم رامپور تشریف لیجا کر اپنے پرتنویر بیان سے سامعین کو استفاضہ کا موقع مرحمت فرمایا اور آپکی ویسی ہی قدر شناسی کی گئی، جیسی کچھ امید ہو سکتی تھی حق یہ ہے کہ جس طرح جناب ممدوح کے بیان کی مدح وثنا کے لیئے ہمارے پاس ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جن سے حق مدح وثنا ادا ہو سکے اسی طرح حضور پرنور ادام اللہ ملکہم واقبالہم کی قدردانی وقدرشناسی کی ستائش بھی ہمارے امکان سے خارج ہے حضور موفور السرور نے جناب ممدوح کے لیئے سو روپیہ ماہوار کا وظیفہ معین فرماکر اپنی علم پروری اور علم نوازی کا ان بین ثبوت دیا ہے جس کا قوم کی ہر فرد کو اعتراف ہے، اور ہر کہ ومہ اسکے شکریہ میں رطب اللسان ہے۔"

(مدیر)

صبح اسلام

(مشارق الانوار)

سر داد و نداد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

اسلام نفس پرستی اور دین فروشی کی گھنگھور گھٹاؤں میں گھرا اور اُسکی کشت عمل پر استبداد کے بادل گرجنے شروع ہوئے صاعقہ نخوت چمک کر اوسکے فنا کردینے کی خبر دینے لگے صدر و مذہب میں غیر معمولی اندھیر ہوگیا بلکہ کبر و غرور نے اپنی تاریکی سے دن کو ن طویل رات بنا دیا جسکی سحر ہونیکی امید نہ تھی حسین ع کی مظلومیت نے آفتاب کیطرح چمک کر آثار صبح پھیلائے اور صبر و تحمل کی شعاعوں سے افق مذہب کو اتنا چمکایا کہ صبح قیامت تک اُسکی ضوئیں کم نہ ہونگی۔ ضرورت تھی کہ ایک ہادی دین ارکان مذہب کو مٹتا دیکھکر اٹھ کھڑا ہو اور جبکہ کہ لگ سے اسلام کا رواج ہوا اسلام کو صفحہ ہستی سے محو ہوتے دیکھکر دفاع کو اپنا فریضہ قرار دے ایک حسین کی ذات تھی جسنے بقاء مذہب کی ضرورت کا احساس کر کے میدان عمل میں قدم رکھا اور دنیا سے کہلوا لیا " حقا کہ بنا لا الہ است حسین " خواجہ معین الدین چشتی اجمیری معمولی ذہنیت اور دماغ کے آدمی نہ تھے ناممکن ہے کہ مصرع ثانیہ کے یہ معنی قرار دیے ہوں کہ سرور کائنات کی انتہائی تبلیغ کے بعد لا الہ الا اللہ کی بنا قائم ہوئی حسین نے اس بنیاد کو قائم کیا تسلیم کر لینا پڑے گا اور تاریخ منوا کر چھوڑی کی کہ اُس زمانہ میں بانی مذہب کی کوشش مٹ چکی تھی حریت مفقود اور مساوات کا کوئی نام نہ جانتا تھا زنا، چوری اور شراب نوشی لوگوں کا شعار تھا شعائر اللہ کی توہین جزو مذہب ہوگئی تھی حسین نے اپنی طاقت سے تجدید مذہب کی اور کلمہ توحید کی بنیاد نئے سرے سے قائم کی اور اپنی قول و فعل سے آنی والی نسلوں کے لیے ایک سبق آموز اور قابل تقلید دستور العمل مرتب کر دیا جسکے وقعات نے اسلامی ترقی کے تمام راز سربستہ کھولدیے میں سچ کہتا ہوں کہ اسلامی روحانیت اور نشو و نما کا سبق حسین ہی کے واقعات زندگی میں ہے انھوں نے اپنا وطن چھوڑ کر دنیائے اسلام کو آباد کیا اور اپنی فنا میں جو درحقیقت فنا نہ تھی اسلام کی بقا کے ضامن ہوئے۔

استقلال تاریخ عالم اُٹھا کر دیکھو کوئی عزم سفر کرنے والا ایسا نظر نہ آئے گا جسکو اتنے منع کرنے والے روک رہے ہوں جتنے امام حسین ع کو مانع تھے ام سلمہ زوجہ نبی مانع ہوئیں عبد اللہ بن زبیر سد راہ ہوئے ابن عمر نے بھی استدعا کی کہ نہ جائیے ابن عباس نے روکا اور جب عزم سفر نہ بدلا تو عرض کیا کہ کم از کم عورتوں کو تو ساتھ نہ لیجائیے مگر امام نے استقلال کا عظیم ثبوت دیا اور جو ارادہ کر چکے تھے اُس سے نہ ہٹے

فلسفہ سفر روکنے والوں کی ہمدردیاں شکریہ کے قابل ضرور تھیں اور بالخصوص ابن عباس کا مشورہ عورتوں کو نہ لیجانے کی بابت انتہائی ہمدردی کا ثبوت دیتا تھا لیکن ممکن ہے کہ عورتوں کو ساتھ رکھنے اور بچوں کے ہمراہ لیجانے میں یہ رمز یہ ہو کہ آج صدیاں گذر جانے کے بعد بھی شہادت حسین کے منکروں سے دنیا خالی نہیں ہے اور اکثر لوگ انکار شہادت پر تلے ہوئے ہیں اگر امام تنہا ہوتے تو کربلا شہر نہ تھا اُسکے حدود میں آبادیاں اور بستی نہ تھی واقعۂ شہادت دب جاتا اہلبیت کے لیجانے سے امت کا امتحان بھی ہوا اور دنیا نے یہ بھی دیکھ لیا کہ عداوت کی حدیں پردہ نشین عورتوں اور اطفال تک پہونچتی ہیں اہلبیت کی اسیری اور کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک ناقہ بے پالان پر سوار کر کے مجمع عام میں لیجانا اس سے شہادت پر گہری روشنی پڑی کوفہ کے بازار قتل حسین پر گواہ دمشق کی دوکانیں شاہد ابن زیاد کے اور یزید کے بھرے ہوئے دربار اور اسکے حاضرین گواہ ہوے کہ حسین قتل کر ڈالے گئے [illegible]

مساوات کربلا میں حسین نے وہ مساوات قائم کی جو کسی دوسری قوم میں ڈھونڈھنے سے بھی نظر نہ آئے گی مینوا لکے میدان میں اگر ہم اصحاب حسین کی تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو یوں ہوتی ہے۔

۱۔ بنی ہاشم۔

۲۔ عام افراد شیعہ۔

۳۔ غلام۔

بنی ہاشم میں جگر کے وہ ٹکڑے تھے جن پر بعض کو عصمت کا شبہ ہوا ہے اُنکو اگر سید الشہدا امتیازی نظر سے دیکھتے تو تعجب نہ تھا یا دیگر اصحاب میں وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے رسول کے ساتھ غزوات میں جنگ کی تھی اُنکو بھی اختصاص تھا لیکن امام نے وہ مساوات قائم کی کہ غلاموں تک کو ایک نظر سے دیکھا ابوذر غفاری کا غلام اور مریض کربلا سید الساجدین کا مملوک اُسکے ساتھ جو مرحمتیں سید الشہدا نے فرمائیں وہ دلیل ہیں اسکی کہ مساوات قائم کرنے میں امام نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا علاوہ بریں تین روز کی بھوک اور پیاس میں ہر شہید کی بالیں پر پہونچنا بھی مساوات کا سبق اور امام کا کام تھا۔

حمایت مذہب کربلا والے مذہب کی حمایت میں اپنی جان تک دیدینا پسند کرتے تھے اور مذہب پر آنچ آجانے کے بعد اُنھیں اپنی جانوں کی پرواہ نہ تھی اور ضرورت کے وقت اسپر سے اولادیں بھی نثار کرنے لئے آمادہ تھے اور عزت کی قربانی اُسکی ترقی کا آخری درجہ تھا۔

حسین نے اپنی بچوں کے خون سے شجرۂ اسلام کو سینچا خود پیاسے رہے مگر شجرۂ اسلام کو سیراب کیا اگر یہ نہ ہوتا تو امام عبادت کے لئے ایک شب کی مہلت نہ مانگتے اور تلواروں کی چھاؤں میں نماز نہ قائم ہوتی اُنکے گلوے بریدہ سے شہادت کے بعد قرآنی آواز (ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا

عجباً لناسائی نہ دیتی وہ اپنے انا کی حدیث ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی و انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کو صحیح ثابت کرنا چاہتے تھے کہ شہید ہو جانے کے بعد بھی قرآن سے افتراق نہ ہوا۔"

اخوت کربلا کے ہر واقعہ سے اخوت کا سبق اور اتحاد کی تعلیم ملتی ہے اگر حسینؑ کی اس صدا پر نظر کرتے ہیں جو انھوں نے شب عاشور اصحاب کو حلقۂ بیعت سے باہر کر دینے کے وقت بلند کی تھی تو اصحاب ہی کہتے ہوئے اٹھتے ہیں کہ اگر ہم ستر دفعہ قتل کیے جائیں اور ہماری لاشیں جلا دی جائیں خاکستر ہوا میں منتشر کر دی جائے اور خدا پھر زندہ کرے تو اس وقت بھی نصرت کا خیال دماغ سے نہ جائیگا۔"

تعاون وہ جدید اصطلاحات جنکو نئی روشنی نے الفاظ کا جامہ پہنایا ہے اگر ہم انھیں عنوان قرار دیتے ہیں تو اصحاب حسین نے اسکو بھی اپنا ہی عنوان کر لیا ہے غور سے دیکھو تو نینوا کے مرنے والے باہمی اعانت کے خیال کو اس حد پر اپنے دل و دماغ میں جگہ دیے ہوئے تھے کہ جس حسینؑ کو تیس ہزار نام نہاد مسلمانوں نے مجرم قرار دے لیا تھا اسکی مدد باوجود قلت تعداد کے اوجب واجبات سمجھ رہے تھے اور بہتر نفوس کا چھوٹا سا گروہ ایک نقطۂ خیال پر جمع ہو گیا تھا انتہائی ہمدردی برتنے کے لیے تیار تھے لیکن افسوس اسکا ہے کہ اسباب تعاون کربلا میں نہ تھے لیکن پھر بھی اپنی امکانی قوت بھر تعاون کا ثبوت دیا سید سجاد جو بستر مرض پر تھے باپ کی آواز استغاثہ سنکر اسی کا ثبوت دیتے ہوئے بڑھے علی اصغر شیر خوار نے گہوارے میں قالب کروٹ بدلا اور بے زبانی سے اپنی آمادگی کا ثبوت دیا۔"

ذہنیت کربلا والے اپنی دماغی قابلیت میں بھی اعلیٰ درجہ کو طے کر چکے تھے انکی معرفت انکے تخیلات قابل تقلید ہیں ثبوت میں ایک نوجوان اور ایک طفل ماہر کی تقریر پیش کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اپنی ذہنیت کو بتاتے ہوئے استقلال و بردباری ہمت کا پتہ دیا۔

۱۔ قصر بنی مقاتل کے قریب حسینی قافلہ پہونچتا ہے میر لشکر کی آنکھ جھپک جاتی ہے اور عالم رؤیا میں کچھ خواب دیکھکر انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوئے ہوشیار ہوتے ہیں۔

علی اکبر اس وقت کلمہ استرجاع کا سبب کیا ہوا؟

امام ابھی میری آنکھ لگ گئی تھی خواب میں دیکھا کہ ایک سوار میرے مرگ کی خبر سناتا ہے

علی اکبر کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

امام حق تو ہمارے ساتھ ہے۔

علی اکبر اذاً لانبالی بالموت پھر ہمیں مرنے کی کیا پرواہ

زہیر بن قین نے بھی بعض منازل پر ایسے ہی گفتگو کی تھی۔"

۲۔ شب عاشور جب امام اصحاب و انصار کا امتحان لیچکے اور ہر ہر فرد روز قیامت تک یاد رہنے والی وفاداری کے کلمات کہہ چکی تو ایک آواز بلند ہوئی۔

یتیم حسنؑ کیوں چچا میں امام بھی شہیدوں میں ہوں؟

امام فداك عمك كيف الموت عندك چچا تجھ پر نثار ہو یہ تو بتا کہ موت تیرے نزدیک کیسی ہے؟

یہ قاسم کی آواز تھی جو سن بلوغ کو بھی پہونچنے نہ پائے تھے امام کے جواب میں عجیب پُر مغز جواب دیتے ہیں۔

قاسم میں مرنے کو شہد سے زیادہ میٹھا سمجھتا ہوں۔"

ابراہیم خلیل خدا کا واقعہ غور سے دیکھو اسماعیل کو ذبح کے ارادہ سے زمین پر لٹاتے ہیں وہ خود نبی ہونے والے ہیں لیکن جواب میں کہتے ہیں ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین صبر کے معنی یہ ہیں کہ انسان اظہار جزع سے نفس کو روکے بنا بریں اسماعیل نبی ہو کر اس موقع میں صبر و شکیبائی سے کام لینے والے ٹھہرتے ہیں اور قاسم موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتے ہیں زمین و آسمان کا فرق ہے دونوں جوابوں میں۔

نفسیات کربلا والوں کے نفسیات بھی ہزار ہزار ستائش کے لائق ہیں انھوں نے اپنی اقوال و افعال سے ایسے ایسے امور ظاہر کر دیے جنھیں بتادیا کہ وہ اپنے نفوس پر کافی قبضہ حاصل کر چکے تھے مجاہدین دشت غربت کے نفسیات میں صرف اسقدر عرض کرونگا کہ وہ اظہار رنج و غم کے محل پر سخت سی سخت مصیبت پر حرف شکایت زبان تک آنے نہ دیتے تھے اور تلوار و نیزہ کے زخم کھانے پر کبھی اُف نہ کرتے تھے جیسے یہ دو لفظوں میں بھی کہنا ہو کہ انہیں پیاس ایسی سخت مصیبت کی برداشت کرنے کا بھی ایسا ملکہ کاملہ تھا کہ تشنگی کی شکایت زبان تک آنے نہ دی دو عزیز ترین مجاہد پیاس کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں انکے سوا زم میں سنا گیا ہے قاسمؑ و علی اکبرؑ نے محض اس لئے پانی طلب کیا کہ عام اصحاب کو اپنی تشنگی کا قلق باقی نہ رہے اور امام زادوں کی عطش اُنکی تسکین کا ذریعہ ہو

مہمان نوازی عرب میں مہمان نوازی کا ایک جوہر تھا جس سے ہر فرد متصف تھی حتی کہ وہ اپنے جوار میں کسی جانور کی تکلیف کے بھی روادار نہ تھے جس کے ثبوت میں مدلج بن سوید طائی کے تذکرہ میں ابن اعرابی کلبی کا بیان پیش کرتا ہوں کہ وہ ایکدن تخلیہ میں اپنے خیمہ کے اندر تھا کہ درخیمہ پر قبیلہ طے کے کچھ لوگ پہونچے جب کہ نکلا و سبب پوچھا تو کہا کہ ایک ٹڈی تیرے خیمہ کی طرف آئی ہے ہم اُسے لینے کے لئے آئے ہیں۔

فوكب فرسه واخذ رمحه وقال والله لا يتعرض لها احد منكم الا قتلته ايكون في جواري

وہ اپنے فرس پر سوار ہوا نیزہ ہاتھ میں لیا اور کہا کہ خدا کی قسم تم میں سے ایک بھی ٹڈی سے تعرض نہیں کرسکتا مگر یہ کہ میں اُسکو تلوار کے گھاٹ اتار دونگا دیکھیں نہیں خبر کہ وہ میرے ہمسایہ میں ہے۔"

یہ کہکر آنے والے مہمان کی ضیافت میں مصروف ہوا یہانتک کہ آفتاب طلوع ہوا اور دھوپ پھیلی مگر مہمان نوازی عرب کے پائے استقلال میں لغزش نہ ہوئی اور جب ٹڈی اڑ کر کسی دوسری طرف پرواز کر گئی تو گھوڑے سے اتر کر خیمہ میں یہ کہتا ہوا داخل ہوا کہ وہ اب جو چاہو کرو فقد تحول عن جواری ٹڈی میرے ہمسایہ سے دور ہو گئی یہ وصف تمام عرب میں تھا لیکن افسوس ہے کہ کربلا والے خود مسافر تھے اُنکے پاس آب و دانہ تک نہ تھا وہ خود مہمان تھے اور بلائے ہوئے مہمان تھے اُنکی میزبانی دوسروں پر فرض تھی نہ یہ کہ خود مہمان نوازی کرتے مگر چونکہ یہ صفت اُنکا آبائی وصف تھا اسلئے مسافرت میں حر کا آنا قیامت ہو گیا غلط نہو گا اگر میں کہوں کہ امام کی شرمندگی کا ایک دروازہ مفتوح ہوا اگرچہ مہمان ہونے سے پہلے راستہ میں حر کو سیراب کر چکے تھے مگر اب حر کی شان دوسری تھی اسی اُنسیت کا نتیجہ تھا کہ امام نے اپنے مہمان کے وقت آخر جب دعائیہ مرثیہ پڑھا تو خدا سے مہمان داری کی خواہش کی اور کہا فیارب اضفہ فی الجنان نہیں نہیں حسین نے بھی حر کو خالی نہیں پھیرا خلعت شہادت دیا جنت دی حیات ابدی دی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

انھیں خصوصیات کو دیکھتے ہوئے ہمنے مجالس غم برپا کر کے یادگار قائم کی ہے اور وہ عنوان اختیار کیے ہیں جو دوسروں کو کھینچکر ہمارا شریک غم کریں ارباب عصبیت نے ذکر حسین واعظ کے لیے حرام قرار دیا تھا ہمنے امام کی صف بچھائی اور مجلس ذکر منعقد کر کے حصہ کو تشویق کا نور لیے قرار دیا کہ کاش اسی لیے عام لوگ آئیں اور اسلام کی حقانیت دیکھ سکیں اور بانیِ ملت کی کار گذاریوں کو دیکھکر راہ راست اختیار کریں

مرثیہ ایک گروہ ایسا تھا جسکو شعر و سخن کا ذوق تھا اسکی دلچسپی کے لیے ہمارے اسلاف نے مرثیہ خوانی کو رواج دیا تاکہ عامہ ناس اسی شوق میں بزم غم میں شرکت کریں اور مظلومیت کا چرچا ہو۔

علم اٹھانا اب بھی تبلیغ میں ایک حد تک کمی تھی جسکو محسوس کر کے ہمنے اس پروپگنڈے کو زبردست شکل میں لانا چاہا اور علم اٹھائے جانے کی تجویز پاس کی تاکہ جو لوگ غم کی داستان کو مجالس میں آکر سننا پسند نہیں کرتے ہم خود انکے کانوں تک اپنی آواز پہونچائیں۔

خدا کا شکر کہ ہمارا ہر عنوان کامیاب ثابت ہوا آج دنیا ہماری ہی تقلید میں اپنی مقاصد پر روز در مظاہرہ کرتی ہے ان تمام عنوانات کے موجد ہم ہیں ہمارے ہی دینی راہنما نے تمدنی حیثیت سے اپنے وطن کو اجاڑ کر دنیائے اسلام کو آباد کر دیا۔

(فقیر ارباب اہلبیت آغا مہدی لکھنوی)

انجمن مؤید العلوم والتالیف مدرسۃ الواعظین کے مفید اور قابل قدر تصنیفات

فوراً منگا لیجئے قیمتوں میں بہت رعایت

النبوۃ والخلافۃ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملۃ ظلہ
ضمناً بحث مسئلہ خلافت پر تنقیدی اور محققانہ نظر قابل
دید رسالہ ہے انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳ر

الموحد ترجمہ علم شمس العلماء نجم الملۃ ظلہ صدر انجمن
مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا
ہے عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۳ر

خطاب فاضل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نائب صدر انجمن
اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳ر

مسالک الحکماء اردو ترجمہ مناہج الحکماء از جناب شمس العلماء مولانا
السید سبط حسن صاحب قبلہ بت پرستوں کے مذہب کی
تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۳ر

ید بیضا نبوت کی پیشگوئیوں سے جناب رسالتمآب
کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر
صاحب نبیرہ جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ ۳ر

رد التناسخ، مصنفہ جناب مولانا محمد ہارون صاحب
قبلہ مرحوم مسئلہ تناسخ پر حکیمانہ عالمانہ بحث روح
و مادہ کی قدامت کا ابطال اور آریوں کی مایہ ناز
کتابوں کا مسکت جواب ار

انسانی قربانی ویدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی
از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر

[illegible] قربانی وید سے قربانی [illegible] از جناب خواجہ
غلام الحسنین صاحب ۲ر

تصدیق رسالت گوتم بدھ پیشگوئیوں سے جناب ختمی
مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید
احمد علی صاحب موہانی بی اے ۲ر

اسلام اینڈ دی لائٹ آف شیعزم انگریزی ترجمہ
شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بادشاہ حسین
صاحب بی اے اصول عقائد اسلام کی حقیت دیگر مذاہب
کے مقابلہ میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش فیشن ۱۲ ار

دی پرافٹ شپ اینڈ دی کلیفٹ انگریزی ترجمہ النبوۃ
والخلافۃ ترجمہ جناب مولوی لعل علی صاحب اعجاز جلد انگلش فیشن ۱۲ ار

دی ٹریجڈی آف کربلا عزاداری پر انگریزی
زبان میں تبصرہ از جناب امیر علی صاحب لیکچرار لکھنؤ یونیورسٹی ار

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کا رد
از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از
جناب مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ایم اے ار

شریعۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب کا با دلائل
تذکرہ از جناب مولانا السید [illegible] صاحب ابن سرکار نجم الملۃ ظلہ ۳ر

شریعۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلاۃ کے مسائل
مصنفہ سرکار نجم الملۃ ظلہ ۲ر

شریعۃ الاسلام ضمیمہ مستورات کے متعلق ضروری احکام اور دیگر مفید [illegible] ۲ر

سیاست علویہ

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہری میں آپ کے مخالفین کی تخریبی
سرگرمیوں کی وجہ سے ناواقف مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی تھی
اس پر نظر کر کے اکثر ناواقف کوتاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی
صفات میں سیاست ملکی و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود نہ تھا جو ایک مدبر حکمراں میں ہونا چاہیے اس
غلط فہمی پر مبنی خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب زنگی پوری نبیرہ
حضرت محقق العلامہ مولانا السید محمد ہارون صاحب مرحوم و مغفور زنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ
کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ
کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے فاضل مؤلف نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا
کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے
کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی
اُن سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار حکومت کے تصور میں نہیں آ سکتی! اور انہیں اصول میں
دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں جو خلل و
انتشار رونما ہوئے ان کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کی خصوصیات کا تقاضا یہی ہے
کہ اہل ذوق اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہنا چاہیئے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲؍

ملنے کا پتہ

منیجر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر اے (۱۰۷۷)

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت حجۃ الاسلام حضرت نجم العلماء مد ظلہم العالی

مدیر

حکیم سید قاسم علی رضوی نجفی ابن محمد رضی زبدۃ الافاضل

باہتمام سید اقبال حسن منیجر مطبع

مطبع اثنا عشری الواعظ پریس لکھنؤ میں چھپ کر

دفتر الواعظین لکھنؤ سے شائع ہوا

مقاصد

مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا
(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا
(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اسکی جامعیت
(۴) اسلامی تمدن کی فوقیت
(۵) اسلامی اخلاق و آداب کی فضیلت
(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت
(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات
(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات
(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا
(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل عقلیہ و نقلیہ
(۱۱) فلسفۂ قدیمہ و جدید اور دیگر ادیان و مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام و ازالۂ شبہات
(۱۲) اکتشافات جدید و حقائق اسلام
(۱۳) اخبار علمیہ

قواعد

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ کی آخری تاریخوں میں شائع ہوا کریگا،
(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے خریدنا ہوگا
(۳) نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوسکتا ہے
(۴) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے
(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے
(۶) علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت و ارسال مضامین بنام مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام منیجر ہونا چاہیے
(۷) شرح قیمت :- روساء و والیان ملک سے جو رحمت فرمائیں خریداران سے [illegible]
پتہ دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ہدایات

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھا جائے ورنہ درج الواعظ نہ ہوسکے گا
(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں ایڈیٹر کو تغیر و تبدل اور اصلاح کا اختیار ہوگا۔
(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو
(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیے جائیں اور عبارت عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارت کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیے
(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے
(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب مضمون کو ٹکٹ بھیجنا چاہیے



هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝

سورہ آل عمران

الواعظ

جلد ۱۰ بابت ماہ جولائی و اگست و ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء مطابق ماہ صفر و ربیع الاول و ربیع الآخر سنہ ۱۳۵۰ھ نمبر ۷ و ۸ و ۹

فہرست مضامین

شذرات

جناب مولوی سید سلطان علی صاحب واعظ ایسٹ افریقہ میں

جناب ممدوح ۲۹ نومبر ۱۹۳۰ء کو ممباسہ پہونچکر ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء تک مقیم رہے اور اس عرصہ میں صرف تین مجلس موعظہ کی منعقد ہوئیں، ۵ جنوری ۱۹۳۱ء کو بزم میلاد حضرت حجت عجل اللہ فرجہ منعقد ہوئی جسمیں اثبات امامت کرتے ہوئے ہر زمانہ میں وجود امام کی ضرورت کو ثابت کیا اور بتلایا کہ امام زمان وقت ظہور کیونکر پہچانے جائینگے۔ ۸ و ۹ جنوری کو دو مجلسیں شب کے وقت امام باڑہ میں منعقد ہوئیں جنمیں تہذیب اخلاق و اصلاح نفس کو توضیح بیان کیا، باقی ایام ناسازی طبع اور ملاقات مومنین اور تحریر خطوط اور دیگر اشغال مختلفہ میں بسر ہو گئے

اس شہر میں تقریباً ۲۰۰ شیعہ ۱۰۰۰ برادران اہلسنت اور ۵۰۰۰ عیسائی اور ۲۰۰ آریہ اور ۱۰۰۰ دیگر مذاہب کے لوگ آباد ہیں، شیعوں میں سیٹھ سبزہ علی اسماعیل عبد اللہ کانجی، حاجی محمد جعفر دیوجی، قاسم علی بھائی جیوراج حاجی محمد جعفر شریف دیوجی صاحبان مشہور لوگوں میں ہیں تعلیمی اور اخلاقی حالت متوسط مذہبی حالت درست مالی حالت خوب ہے دو مسجدیں دو امام باڑہ ہیں ایک چھوٹا سا بچوں کا مدرسہ ہے وقف کوئی نہیں عیسائی بہت کوشش کر رہے ہیں اور کامیاب ہیں، آریہ اور قادیانی بھی اپنی ہمت کے موافق کام کر رہے ہیں

نیروبی کینیا ایسٹ افریقہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۱ء کو جناب حاجی محمد جعفر صاحب کے مشورہ سے طے پایا کہ قبل ماہ صیام چونکہ ماڈاگاسکر کا روانہ ہونا بے سود ہے اس لیئے کہ مقام مطلوب تک ماہ صیام میں پہونچنا ممکن ہے لہذا ماہ صیام یوگنڈہ میں بسر کرکے بعد ماہ صیام ماڈاگاسکر جانا چاہیئے، اس مشورہ کے بعد ۱۱ جنوری کی سہ پہر کو یوگنڈہ کی طرف روانہ ہوکر ۱۲ جنوری ۱۹۳۱ء کو نیروبی پہونچگئے، جناب جمال الدین صاحب اسٹیشن پر استقبال کرکے اپنے دولتخانہ پر لے گئے اور ۱۵ جنوری تک اپنا مہمان رکھا، اس قلیل عرصہ میں دو مجلسیں وعظ کی ۱۳ و ۱۴ جنوری کو منعقد ہوئیں جنمیں تہذیب اخلاق اور اصلاح نفس اور حقوق والدین کو بہت وضاحت سے بیان کیا اور مجالس کے قبل اور اس کے بعد جو شکوک و شبہات پیش کیے گئے انکے مسکت جوابات دیکر سائلین کو مطمئن کر دیا

یہاں تقریباً ۵۰ نفوس شیعہ اور ۳۰۰۰ ہندوستانی اور ۲۵۰۰ افریقی سنی اور ۲ قادیانی اور نیروبی اور اسکے اطراف میں سب ملاکر ۱۰۰۰ یوروپین اور ۵۰۰۰ افریقی عیسائی اور ۱۰۰۰۰ دیگر مذاہب کے لوگ آباد ہیں، شیعوں میں جناب جمال الدین صاحب اور جناب سید محمد حسین صاحب اور جناب سیٹھ نور علی بھائی اچھی شہرت رکھتے ہیں، تعلیمی حالت کمزور ہے مذہبی اخلاقی مالی حالتیں متوسط ہیں مسجد امام باڑہ و وقف۔ مدرسہ کوئی نہیں عیسائی بہت تبشیر کر

کام کر رہے ہیں مدرسہ اور سامان آسائش مہیا ہیں، آریوں نے بھی اپنا مدرسہ قائم کر لیا ہے قادیانیوں کا کوئی مدرسہ وغیرہ نہیں ہے

جنجہ یوگنڈہ ایسٹ افریقہ ۱۵ جنوری کو نیروبی سے روانہ ہو کر ۱۶ جنوری کو قریب شام جنجہ پہونچے جناب اکبر علی بھائی اور جناب حاجی مہر علی بھائی اور جناب حسن علی بھائی اسٹیشن پر استقبال کے لیے تشریف لائے، امام باڑہ میں قیام ہوا اور ۱۷ جنوری سے ۲۳ جنوری تک ۱۰ مجلسیں موعظہ کی حسب ذیل منعقد ہوئیں۔

پہلی مجلس ۱۷ جنوری سنہ ۳۱ء کو امام باڑہ میں منعقد ہوئی جس میں حضرات اہلسنت اور فرقۂ براہمو کے ایک بہت بڑے تاجر جناب سیٹھ عبد الحسین صاحب تار بھائی بھی تشریف فرما تھے، موضوع تقریر تہذیب اخلاق اور اسباب انحطاط اہل اسلام تھا، تقریر نہایت مؤثر تھی جو کمال توجہ سے سنی گئی، بعد ختم تقریر کے سیٹھ صاحب موصوف نے تحریک کی کہ یہاں ایک آریہ پنڈت آئے تھے جنھوں نے بڑے شد و مد سے بیان کیا تھا کہ اسلام بزور شمشیر شایع ہوا لہذا ایک پبلک جلسہ منعقد کر کے پنڈت جی کے اس اعتراض کی رد کرتے ہوئے محاسن اسلام کو واضح کیا جائے، اس تحریک کو جناب واعظ نے منظور فرمایا اور جو مسائل دریافت کیے گئے اُن کے جوابات دیکر سائلین کو مطمئن کر دیا، اور تحریک مذکور کی تعمیل کے لیے حضرات اہل سنت کی مقامی انجمن نے جلسۂ عام کا اعلان کر دیا،

یہ دوسری مجلس یا جلسۂ عام ۱۸ جنوری کو انڈین لائبریری میں ۴ بجے سہ پہر کو زیر صدارت سیٹھ صاحب موصوف منعقد ہوا اس جلسہ میں ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے حضرات خصوصاً آریہ اور قادیانی کافی تعداد میں تشریف فرما تھے جناب صدر نے پہلے جناب واعظ اور مدرسۃ الواعظین کا تعارف کرایا اُسکے بعد جناب واعظ نے مقررہ موضوع پر ایک گھنٹہ کامل تقریر فرما کر ثابت کر دیا کہ اسلام بزور شمشیر نہیں بلکہ اپنے اخلاق اور حقانیت کی وجہ سے شایع ہوا، اسلام کی تمام لڑائیاں دفاعی تھیں کوئی جہاد ہمارے پیغمبر کا نزاعی نہ تھا، اب رہے وہ بادشاہان جابر جنھوں نے اسلام کے نام سے ملک گیری کی ہوس کو پورا کیا اُنکی ذمہ داری اسلام پر عاید نہیں ہو سکتی، جلسہ نہایت کامیاب ہوا تقریر کافی اثر سے روشناس ہوئی، ختم تقریر کے بعد جناب صدر نے اعلان کیا کہ اگر کسی شخص کو کوئی اعتراض یا سوال کرنا ہو تو جناب واعظ اس کے جواب کے لیے تیار ہیں مگر کسی کو جرأت نہیں ہوئی چند منٹ انتظار کر کے جناب صدر نے جناب واعظ اور مدرسۃ الواعظین کا شکریہ ادا کر کے جلسہ کو ختم کیا، ہنوز حاضرین اُٹھنے نہ پائے تھے کہ حضرات اہل سنت نے جناب واعظ سے خواہش کی کہ وہ ۱۹ جنوری کو خاص اہل اسلام کے جلسہ میں موعظہ فرمائیں ممدوح نے نہایت خوشی سے اس درخواست کو منظور کیا اور فوراً اعلان کر دیا۔

تیسری مجلس ۱۹ جنوری سنہ ۳۱ء کو حسب دعوت حضرات اہلسنت کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی جس میں حضرات اہلسنت اور آغاخانی بکثرت جمع تھے موضوع تقریر: اسلامی اخوت اور اسلامی مواسات تھا، حاضرین محظوظ و متأثر ہوئے

مذکورۂ بالا مجالس کے علاوہ ہر روز نماز مغربین بجماعت ہوتی رہی اور بعد نماز سلسلہ مواعظ کا جاری رہا
اور اسی طرح، مجلسیں موعظہ کی اور منعقد ہوئیں جنمیں تہذیب اخلاق و اصلاح نفس و تعلیم علم دین اور نقصانات جہل
اور دیگر ضروری امور کو بتوضیح تمام بیان فرمایا۔

یہاں کل ۳۵ نفوس شیعہ ہیں ۲ یا قادیانی ہیں ۲۰۰ عیسائی ہیں ۵۰۰ آریہ ہیں ۴۰۰ دیگر مذاہب کے لوگ ہیں
شیعوں میں حاجی مہر علی صاحب بہت مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور اخلاقی حالتیں کمزور ہیں، مسجد موقوف، مدرسہ کوئی
نہیں صرف ایک امام باڑہ ہے، عیسائی بڑی قوت سے کام کر رہے ہیں جنگلوں تک میں انکے اسکول قائم ہیں خورد و نوش
کے سامان مفت ہیں آریہ پنڈت اسلام کے خلاف بیان کر کے مسلمانوں پر خلاف اثر ڈالتے ہیں

کمیالہ ۲۴ر جنوری کو جھنجھ سے روانہ ہو کر کمیالہ تشریف لائے اور اسی روز سے سلسلۂ نماز جماعت و مواعظ و مجالس
کا شروع ہو گیا، ۱۱ر جنوری سنہ ۳۱ء سے ماہ رمضان شروع ہو گیا تھا فریقین نماز جماعت اور مواعظ میں منہمک
تھے، جناب واعظ بھی نماز ظہرین اور مغربین بجماعت پڑھایا کرتے اور بعد نماز مغربین مسائل ضروریہ سمجھاتے تھے اور
اسکے بعد مجلس موعظہ منعقد ہوتی تھی۔ ۲۴ر جنوری م ۱۴ر رمضان یوم ورود سے ۸ فروری م ۲۹ رمضان تک
۲۲ موعظہ علاوہ پرائیویٹ فہمائشات و تعلیمات و اصلاحات کے جناب واعظ نے ارشاد فرمائے جنمیں تہذیب اخلاق
محاسن اخلاق اسلامی اور انکے شعار ذریعۂ انسانیت اور موجب امتیاز انسانیت و حیوانیت ہونے پر کافی
روشنی ڈالی، اصلاح نفس اور درستی اخلاق اور حیوانیت سے ممتاز ہونے کے لیے احکام و فرائض اسلامیہ کے تقرر
کو ثابت کیا، تعلیمات اسلام کے چھوڑ دینے کو موجب انحطاط اہل اسلام بتلا کر واضح کیا کہ اسلام کے اصول و قواعد
کی عزت باقی رکھنے سے دنیاوی عزت بھی ملتی ہے اور انکو ضائع کر کے ہم کبھی دنیاوی عزت نہیں پا سکتے، طہارت
شرعی کی حقیقت اور اسکی ضرورت کو توضیح سے سمجھایا، نجاست مشرکین سے اجتناب کے وجوب کو قرآن و
حدیث سے ثابت کیا اور اہل اسلام کو انکے مس برطوبت اشیاء سے اجتناب کی تاکید اور تحریص و ترغیب
فرما کر ثابت کیا کہ بغیر اسکے اعمال قبول نہیں ہوتے، اتحاد اسلام اور فوائد اتحاد کو سمجھایا، امام ہمام حضرت حسن
بن علی علیہما السلام کے فضائل و مناقب اور آپکے علمی کمالات کو تفصیل سے بیان کیا، لیالی قدر میں مومنین کو اعمال
شب قدر کرلینے کے علاوہ عبادت امیر المومنین بالخصوص عبادت شب ضربت اور کیفیت ضربت اور عظمت نماز
اور کیفیت نماز امیر المومنین اور آپکے رجوع قلب اور آپکے زخمی ہونے سے اہلبیت کے تاثر اور واقعات شب
شہادت اور حضرت کے وصایا اور فضائل شب قدر کو توضیح تمام بیان کیا، علم دین کی فضیلت اور اسکے حاصل
کرنے کی ضرورت کو واضح کر کے مومنین کو اس کے حاصل کرنے کے لیے کافی ترغیب و تحریص فرمائی والدین پر اولاد
کے حقوق کو بیان کر کے بتلایا کہ والدین کا اہم فریضہ اپنی اولاد کو تعلیم علم دین ہے کیونکہ اسمیں بے توجہی کرنے سے

عنداللہ مواخذ ہوگا، حقوق خدا اور حقوق عباد کے روکنے کی معصیت کو بیان کر کے بتلایا کہ مال دنیا کا صحیح مصرف
یہ ہے کہ ان امور دینیہ کی ترقی اور ہدایت مردم اور تحصیل علم دین میں صرف کیا جائے انفاق فی سبیل اللہ اور
زکوٰۃ مال و زکوٰۃ فطر کے احکام اور فقراء مومنین کے ساتھ حسن سلوک کے فوائد بیان فرمائے،

۱۸ ر فروری کو رویت ہلال ہوئی ۱۹ فروری کو نماز عید فطر بجماعت ادا کی شب کو صحبت فضائل میں فضائل اہلبیت
بیان کیے ۔

یہ تمام مواعظ کافی اثر سے روشناس ہوئے اور حضرات اہلسنت بھی اسقدر متاثر ہوئے کہ انھوں نے نماز
تراویح کے بعد مجلس موعظہ کے انعقاد کی خواہش کی چنانچہ انھیں کی خواہش کے موافق کسیقدر وقت بڑھا دیا
گیا اور ۲۹ ر جنوری کو بعد نماز تراویح کے موعظہ شروع کیا گیا جسمیں ان حضرات بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے اور
آغا خانی حضرات نے بھی قدم رنجہ فرمایا اور اسقدر محظوظ و متاثر ہوئے کہ برادران اہلسنت نے ۳۱ ر جنوری کے
موعظے کے بعد ۲۷ ر رمضان مع یکم فروری کو اپنی جامع مسجد میں جناب واعظ سے موعظہ کا وعدہ لیکر حسب وعدہ ۹ بجے
صبح کے وقت مجلس موعظہ منعقد کی اور موضوع بیان (اتحاد اسلام اور فوائد اتحاد) سے اسقدر متاثر ہوئے کہ ایک انجمن
بنام اتحاد اسلام قائم کرنے کی تجویز پاس کی اور فرقہ شیعہ کا وقار انکی نظروں میں قائم ہو گیا اور حضرات مومنین
میں سے تین حضرات مشرکین کے تیار رلیے کے استعمال نہ کرنے کا اعلان عہد کر کے تائب ہوئے اور تمام مومنین نے
اعمال لیالی قدر کے بعد مدرسہ کی ترقی کے لیے دعا کی اور اسکا شکریہ ادا کیا اور دینی مدرسہ کی بنیاد قائم کرنے
کا تذکرہ اور اسکے لیے کمیٹیوں کا انعقاد شروع ہو گیا اور بچوں کی دینی تعلیم کو ضروری سمجھ کر جناب واعظ سے ایک
معلم کے بلوا دینے کی خواہش کی و للہ الحمد علیٰ ذلک

عید کے دوسرے روز سے پھر بدستور جمعہ و جماعت اور مجالس و مواعظ کا سلسلہ شروع ہو گیا جسمیں مسائل
ضروریہ کے علاوہ تجہیز و تکفین اموات کے طریقہ اور اسکے مسائل کو سمجھایا اور عزت و ذلت اور تکبر کی مذمت
اور ایام جاہلیت کے تکبر پر تقریر فرماتے ہوئے اس امر کو ثابت کیا کہ جہلاء عرب اپنی لڑکیوں کو اس لیے زندہ
دفن کر دیتے تھے کہ انکے نزدیک ان کا کوئی کفو نہ ملتا تھا جس کے ساتھ ان انکی تزویج کریں حالانکہ یہ خیال
ان کا بالکل غلط تھا اہل ایمان کو ایسے خیالات کے فریب جانا نہ چاہیے کیونکہ ایک مومن ہی دوسرے مومن کا کفو ہے
اور اسکے علاوہ مومن کا کوئی کفو نہیں ہے اپنی لڑکیوں کو اہل ایمان کے ساتھ تزویج کرنا چاہیے طمع مال میں
لڑکیوں کو ضائع نہ کرنا چاہیئے،

اس موعظہ کے بعد ۲۰ ر فروری کی مجلس میں جناب واعظ نے مسائل فقر اور فضیلت علم دین بیان فرما کر مومنین سے
رخصت ہونے کی اجازت طلب کی جسے سنکر مومنین نے مدرسہ کی امداد کے لیے مشورہ کیا اور بالآخر پانچسو شلنگ

مدرسہ کی امداد کے لئے حاجی محمد جعفر صاحب کے پاس روانہ کر دیے گئے، ۲۷ر فروری کو بعد نماز جمعہ جناب واعظ کی رخصت کا جلسہ منعقد ہوا جس میں برادران اہلسنت بھی مدعو ہوئے ٹی پارٹی دی گئی مجمع کافی تھا جناب واعظ سے تقریر کی خواہش کی گئی جناب ممدوح نے اخلاق اسلامیہ اور اتحاد مسلمین کی ضرورت پر تقریر فرمائی جس کے بعد سیٹھ محمد علی بھائی جمال رام جی نے مدرسۃ الواعظین کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے اسکا اور نیز جناب واعظ کا شکریہ ادا کیا اور حضرات اہلسنت بھی متشکر ہوئے اور خواہش کی کہ ایک جلسۂ وعظ اور منعقد ہو تاکہ ہم پھر ایک مرتبہ مستفیض ہولیں چنانچہ ۲۸ر فروری کو نماز ظہرین کے بعد مجلس موعظہ منعقد ہوئی جس میں حضرات اہلسنت کافی تعداد میں شریک ہوئے جناب واعظ نے اصول مذہب حق کی حقیت کا اثبات کرتے ہوئے مسئلہ جبر و اختیار کی توضیح فرمائی اور بندہ کا فاعل مختار ہونا عقلی دلائل سے ثابت کیا اور بتلایا کہ خداوند عالم فاعل شر نہیں ہے، تقریر نہایت توجہ سے سنی گئی بعد ختم تقریر جماعت اثناعشری کی طرف سے اڈریس پیش کیا گیا اور یکم مارچ تاریخ روانگی قرار پائی مگر چونکہ برادران اہلسنت نے اپنے مسجد میں مجلس موعظہ کے انعقاد اور التوائے سفر کی خواہش کی لہذا یکم مارچ کا سفر ملتوی کیا گیا اور سلسلہ نماز جماعت اور مواعظ و مجالس اور بیان مسائل کا دستور جاری رہا۔"

ایک سال کے لئے جناب واعظ کا مستقل قیام

یکم مارچ سے اس امر کی کوشش شروع ہوئی کہ جناب واعظ کو کم از کم ایک سال کے لئے یوگنڈہ کا دورہ کرنے کے لئے کمپالہ میں روک لیا جائے اور تنخواہ کا بار اہل کمپالہ برداشت کریں چنانچہ ۳ر مارچ سنہ ۳۱ء کو اہل کمپالہ نے کمیٹی کر کے اس تجویز کو پاس کیا اور ۱۲ر مارچ کی کمیٹی میں طے پایا کہ جناب حاجی محمد جعفر صاحب سے جناب واعظ کے قیام کی بابت مراسلت کی جائے چنانچہ اسی روز ایک خط اور اسی کے ساتھ ایک ٹیلیگرام بھی حاجی صاحب موصوف کو روانہ کر دیا گیا اور جناب واعظ باصرار تمام روک لئے گئے،

قبول مذہب

زمان قیام جنجہ میں ۱۱ر ماہ جنوری کو جناب واعظ موضع بجوما میں تشریف لے گئے جو جنجہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے اور جہاں صرف تین چار گھر اثناعشری خوجوں کے ہیں اتفاقاً وہاں ایک سنی المذہب شخص سے ملاقات ہوگئی جو یوگنڈا کا باشندہ اور تحقیق مذہب حق کا خواہشمند تھا تھوڑی دیر تک اس سے گفتگو رہی جسکے بعد جناب واعظ یہ وعدہ کر کے چلے آئے کہ باقی امور بعد سمجھا دیئے جائیں گے لیکن زمان قیام جنجہ میں پھر اس سے ملاقات نہیں ہوئی جب جناب واعظ کمپالہ تشریف لے آئے تو ۵ر مارچ کو پھر اس سے ملاقات ہوئی اور تھوڑی گفتگو کے بعد وہ دائرۂ مذہب

حق میں داخل ہو گیا اور جناب واعظ نے اُسے جناب حاجی محمد جعفر صاحب کے پاس ممباسہ روانہ کر دیا کیونکہ موصوف یہاں کی زبان سے بخوبی واقف ہیں وہ باقی ضروریات اچھی طرح سمجھا دینگے،

بہر حال اب چونکہ جناب واعظ کمپالہ میں مستقلاً تشریف فرما ہیں لہذا ہم ہر ماہ کے کارنامہ کو الگ الگ تحریر کرینگے

ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کا کارنامہ

یکم مارچ سے ۳۱ مارچ سنہ ۳۱ء تک جناب واعظ کمال انہماک سے اپنے فرائض کی تکمیل میں مصروف رہے نماز جماعت، مواعظ، مجالس، تعلیم مسائل تعلیم اصول دین و فروع دین اور تعلیم قرآن مجید کا سلسلہ برابر جاری رہا اور بچوں کی دینی تعلیم پر اچھا خاصہ وقت صرف ہوا انھیں کلمہ اسلام و ایمان اور اصول دین و فروع دین اور نماز اور اسماء ائمہ ہدیٰ اور دیگر ضروریات دین و مذہب یاد کرا لئے قرآن مجید کی تعلیم دی اور ہر بچہ کو ایک اچھا خاصہ مومن بنا دیا۔ مجالس و مواعظ ستم بالشان طریقے سے منعقد ہوئے جنمیں بعض مجالس بعض مومنین و مومنات کی فاتحہ خوانی کی تھیں اُن مجالس میں بالخصوص احوال موت اور احوال قبر اور میت کی بے بسی و غربت اور تلخی ذائقہ موت اور سختی موت اور بجز اعمال خیر کے کسی دوسری چیز کا کام نہ آنا سوال نکیرین اور اُسکے بعد کی سزا یا جزا اور ارواح مومنین و ارواح کفار کے حالات نہایت عبرتناک طریق سے بیان فرمائے اور باقی مجالس میں علاوہ وقتی ضرورتوں کے آیہ کریمہ یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ٥ کی تفسیر، تجارت دنیوی و اخروی اور اُن کے منافع کا تقابل، مراتب علماء دین اور اُنکی پیروی کا وجوب، مسئلہ تقلید اور اختلافی اقوال میں اختلاف کے وجوہ، طہارت ظاہری و باطنی کی توضیح، تجاہر بالفسق کے معنی اور اُسکا عقاب، ڈاڑھی منڈانے کی حرمت، ۲۱ مارچ کی مجلس وعظ میں نوروز کی حقیقت اور اُس سے شیعوں کی خصوصیت اور روز عید قرار دینے کی وجہ اور واقعہ غدیر اور حضرت علی کی خلافت بلافصل، طہارت ظاہری و باطنی کی توجیہ اور کفار و مشرکین کے ہاتھوں کے اشیاء رطبہ کی حرمت اور اُسکے استعمال کے عقلی نقصانات، توبہ قبول ہونے کے اوقات، تزکیہ نفس کے اسباب و اشکال نہایت خوبی سے بیان فرمائے اور حضرات مومنین نہایت محظوظ و متأثر ہوئے،

ماہ اپریل سنہ ۳۱ء کے کارنامے

اس ماہ میں بھی جناب واعظ بدستور ماہ گذشتہ اپنے فرائض کی ادائی میں مصروف و منہمک رہے نماز جماعت مجالس، مواعظ، تعلیم اصول و فروع تعلیم قرآن مجید، تعلیم و اصلاح اطفال وغیرہ وغیرہ میں کوئی امکانی کوشش فروگذاشت نہیں کی، .... اور بچوں کی دینی تعلیم کے علاوہ جن بوڑھوں نے بھی پڑھنا چاہا اُنکو اردو اور دینیات

سبق پڑھاتے رہے

مدرسہ دینیہ کا افتتاح

آخر حضرات مومنین دینی تعلیم کی ضرورت کو سمجھے اور ۱۲ اپریل کو ایک دینی مدرسہ کا افتتاح جناب واعظ کے ہاتھ سے کرادیا گیا اور جناب واعظ نے مومنین کو شوق دلاتے اور بچوں کو عادی بنانے کے لئے وعدہ کرلیا کہ جب تک کسی معلم کا انتظام نہ ہوگا اسوقت تک ممدوح تھوڑا وقت اپنا اس خدمت میں بھی صرف کرینگے حضرات مومنین ممدوح کے اس وعدہ سے نہایت متاثر ہوئے اور مجالس وعظ میں بکمال شوق شریک ہوتے رہے یکم اپریل سے ۳۰ اپریل تک علاوہ پرائیوٹ تعلیمات اور دفع شکوک و رفع شبہات اور جواب استفسارات کے جو اصول مذہب شیعہ اور عدالت خداوندی وغیرہ وغیرہ کے متعلق پیش کیے گئے تھے اور جو مجلسیں منعقد ہوئیں انمیں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی، خداوند عالم کے امتحان کی نوعیت اور اسکے حالات نیکی کا کامل فائدہ حاصل کرنے کے لئے قلب کو برائیوں سے صاف کرنے کی ضرورت تزکیہ نفس کی صورتیں اور انکی توضیح، حضرت عیسیٰ کے بعض مواعظ، صفائے قلب کی ضرورت اور اسکے ضمن میں مواعظ حضرت عیسیٰ، توبہ و استغفار کی ضرورت اور اسکی کیفیت، وجوب محبت اہل بیت، خوف خدا اور زکوٰۃ مال ادا نہ کرنے والوں کے لئے وعید آخرت کے متعلق احادیث، امام ہمام حضرت محمد بن علی النقی کے فضائل اور آپکی شہادت کے واقعات، مسئلہ رضاعت اور اسکے باعث نشر حرمت عقد کے مقامات، فضائل اصحاب کسا اور نزول آیہ تطہیر، ثواب عبادت کا بقدر معرفت ملنا، گناہوں سے پاک ہونے کے لئے خداوند عالم کی جانب سے توبہ کی تعیین بشرطیکہ صدق دل سے ہو، مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونے کی کیفیت، روح کے ساتھ جسم کے معذب ہونے کی نوعیت، بعض شبہات تناسخ کا رد، امام ہمام حضرت محمد بن علی الباقر کے فضائل اور آپکی شہادت، مال دنیا اور طمع دنیا کا موجب ہلاکت اور بارگاہ احدیت سے دوری کا باعث ہونا، راہ خدا میں اسکے صرف کرنے سے خیر دنیا و آخرت اور خوشنودی خدا کا حاصل ہونا اور مال و دیگر خداوند عالم کا بندوں کی آزمائش کرنا، جناب سید الشہدا کا سفر اور حضرت مسلم بن عقیل کے واقعات شہادت، شب عید اضحیٰ کی فضائل میں وجوب حج اور سلسلہ قربانی کے حدود و جاری ہونے کا زمانہ اور قربانیوں کے اوقات اور انکے طریقہ باری تعالیٰ کی معرفت اور صوفیہ کے عقائد اور انکے بعض شنائع اور اسکے رد بکمال وضاحت بیان فرماکر مومنین کی معلومات میں بین اضافہ فرمادیا اور تمام حضرات نہایت محظوظ و متاثر ہوئے، ۹ اپریل کو نماز عید اضحیٰ بجماعت ادا فرمائی

ماہ مئی سنہ ۱۹۳۱ء کے کارنامہ

اس زمانہ میں بھی حسب سابق سلسلہ نماز جماعت اور بیان مسائل اور تعلیم اصول دین و فروع دین بالخصوص

نماز ہائے پنجگانہ اور دیگر نماز ہائے واجبیہ اور تعلیم دینیات وضروریات مذہب اور تعلیم اطفال اور جوابات مسائل واستفسارات اور رفع شکوک ودفع شبہات اور مجالس ومواعظ اور اصلاح حالات کا جاری رہا اور بچوں کے علاوہ جن باشوق بوڑھوں نے پڑھنا چاہا اُن کو بھی پڑھایا اور اپنے فرائض کی ادائی میں کوئی امکانی کوشش فروگذاشت نہیں کی حضرات مومنین بھی متوجہ رہے اور پرائیوٹ صحبتوں میں مذہبی مذاکرات اور برادران اہلسنت سے مبادلۂ خیالات اور اسی قسم کی گفتگوؤں کے علاوہ مجالس ومواعظ میں بھی کافی انہماک رہا جنمیں رحمت پروردگار عالم کی وسعت اور گناہگار بندوں کی مغفرت، محفل غدیر میں غدیر کے واقعات وحالات امیرالمومنین کی امارت وامامت، باری تعالیٰ کی معرفت اور عقائد صوفیہ کا ابطال، معرفت خدا کا وجوب اور حصول معرفت کے طریقہ، عید مباہلہ کی صحبت میں واقعات مباہلہ اور شان اہلبیت اور اُنکے خصوصیات، معرفت باری تعالیٰ کے معنی اور خیالات صوفیہ کی رد، تواضع وانکسار، اکرام مہمان اور اسکا ثواب وبرکت، قرآن مجید سے اہل بیت کی مودت کا وجوب اُمت رسول کی بدسلوکی اور یزید کا حضرت سید الشہدا سے بیعت طلب کرنا، خلافت آئمہ اور عدالت خداوندی کے دلائل اور مدینہ منورہ سے حضرت سید الشہدا کی روانگی نہایت توضیح وتفصیل سے بیان فرماتے رہے، اور چونکہ ۲۰ مئی سے محرم شروع ہوگیا تھا اسوجہ سے مجالس ایام عاشور میں بلحاظ مناسبت ایام مذکور خلافت الٰہیہ کی ضرورت اور اسکے دلائل اور خلیفہ کے اوصاف اور مدینہ سے حضرت سید الشہدا کی روانگی، تقرر خلیفہ کی غرض عقلی اور نقلی دلائل سے اور حضرت سید الشہدا کے مصائب سفر، تقرر خلیفہ میں نص کی ضرورت اور عنوان اجماع سے اُس کے تقرر کا ابطال اور حضرت سید الشہدا کے مصائب اور حضرت مسلم کی شہادت خلیفہ کے منجانب اللہ ہونے کا اثبات اور مکہ سے حضرت سید الشہدا کی روانگی اور پسران مسلم بن عقیل کی شہادت خلیفہ خدا کا ملائکہ سے افضل ہونا اور اُسکی وجہ، محبت اہل بیت اور مصیبت سید الشہدا میں رونے کے کابل فائدہ کا عبادت الٰہی کے ساتھ منحصر ہونا اور بغیر عبادت واطاعت الٰہی اُن دونوں کا مفید نہ ہونا اور حضرت حر کی شہادت خلیفہ خدا کا اعلم ناس ہونا اور حضرت امیرالمومنین کا علم اور شہادت حضرت قاسم شجاعت حضرت ابی الفضل العباس اور آپکی وفاداری وشہادت، واقعات شب عاشور، اور شہادت حضرت علی اصغر نہایت اثر انداز طریقہ سے بیان فرماتے رہے ان تمام مجالس میں برادران اہلسنت برابر شرکت فرماتے رہے اور نہم ماہ محرم کی مجلس میں تو تقریباً تمام پوگنڈہ کے مومنین موجود اور برادران اہلسنت بہت کافی تعداد میں تشریف فرما تھے اور آغاخانی حضرات بھی موجود تھے۔ تمام بیانات کافی اثر سے روشناس ہوئے، قبل محرم کے بیانات سے بھی حاضرین متاثر ومحظوظ ہوئے اور مجالس محرم سے بھی کافی اثر لیکر اُٹھے اور دو خاص اثر جو ہشتم ونہم محرم کو پیدا ہوا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا مجلس تمام ہونے کے بعد سیٹھ محمد علی جمال صاحب نے مدرسۃ الواعظین کے حسن خدمات کو بیان کرتے ہوئے جناب

واعظ کے زمانۂ قیام میں جو فوائد ممدوح کی ذات سے حاصل ہوئے تھے اور جو صورتیں اصلاح و محبت کی مومنین میں پیدا ہوئی تھیں اُن کو بیان فرماکر واضح کیا کہ بڑی کوشش سے ایکسال کے لیئے جناب واعظ کو بوگنڈہ کے متقل دورن کے لیئے روکا ہے اگر سب حضرات کی توجہ ہوگی تو ایک واعظ ہمیشہ کے لیے یہاں رہ سکتا ہے، حاضرین نے اس تقریر و تجویز کا بہت جوش سے خیر مقدم کیا اور حضرات مومنین نے اُسیوقت چندہ دینا شروع کردیا اور برادران اہلسنت میں بھی بہت سے لوگوں نے اس چندہ میں شرکت کی تاکہ آئندہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیئے جاری رہے۔

دوسرا دن روز عاشور تھا صبح کے وقت مومنین کو اعمال عاشور کرائے بعدہٗ نماز ظہرین بجماعت ادا کی اس کے بعد مجلس ہوئی جسمیں واقعات روز عاشور اور حضرت مظلوم کربلا کی بیکسی و مظلومی سے شہادت کا ذکر فرماکر تمام حاضرین کو منقلب کیا اور جو اثرات اس بیان سے ظاہر ہوئے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے، یہاں کے لوگوں کا دستور ہے کہ آخر روز عاشور قبرستان میں فاتحہ خوانی کے لیئے جاتے ہیں جناب واعظ بھی اُنکے ہمراہ تشریف لے گئے اور وہیں مومنین کو زیارت آخر روز عاشور پڑہائی پھر شب کو بھی مجلس ہوئی اور اُس میں بھی ذکر مصائب سے مومنین نہایت متاثر ہوئے

یازدہم اور دوازدہم محرم کو باہر سے آئے ہوئے حضرات کی ملاقات اور اُنکے شبہات کے حل اور جوابات اور بدستور نماز جماعت اور بیان مسائل میں بسر ہوئی جس کے بعد دونوں دن شب کے وقت مجلسیں منعقد ہوئیں جسمیں حسب فرمائش ضرورت تقلید اور معانی و مفاد تقلید اور آیۂ کریمہ یریدون لیطفئو ا نور اللہ الآیہ کی توضیح فرماکر مصائب اہلبیت پر مجلس کو ختم کیا اور اس سال کا عشرہ کمپالہ میں یادگار رہ گیا۔

ماہ جون ۱۹۳۱ء کے کارنامے

اس مہینہ میں یکم سے ۱۱ رجون تک کمپالہ میں قیام رہا جسمیں بدستور سابق سلسلۂ نماز جماعت اور بیان مسائل اور تعلیم اصول دین و فروع دین بالخصوص نماز پنجگانہ اور اُسکے مقدمات اور تعلیم قرآن مجید اور تعلیم دینیات و ضروریات مذہب اور تعلیم اطفال اور مسائل کے جوابات اور رفع شکوک و شبہات اور جوابات مسائل و استفسارات اور اصلاح حالات اور مجالس و مواعظ کا سلسلہ جاری رہا جنمیں بمناسبت ماہ محرم مصائب حضرت سید الشہداء اور مصائب اہلبیت بیان کرتے رہے، یہ تمام مجلسیں اگرچہ اپنے اثر کے لحاظ سے بہت کچھ قابل ذکر ہیں لیکن ۶ رجون کا جلسۂ عام اور ۱۰ رجون کا جلسۂ خاص نہایت مہتم بالشان تھا، ۶ رجون کا جلسۂ عام شب کے وقت سیٹھ جعفر بھائی پرمہاں نے منعقد کیا تھا جسمیں برادران اہلسنت بکثرت تشریف فرما تھے اور حضرات بوہرہ اور ہنود بھی اچھی تعداد میں جمع تھے موضوع تقریر اسلام کی فضیلت اور اہل اسلام کے انحطاط کے اسباب اور علل کی تشخیص تھی جس سے تمام حاضرین عموماً اور برادران اہلسنت خصوصاً نہایت متاثر ہوئے جلسہ ہر صورت کامیاب رہا اور ۱۰ جون کا جلسۂ خاص

اس غرض سے منعقد ہوا کہ باہمی مشورہ سے ایک ایسی بنیاد قائم کی جائے جس میں ہر ہفتہ دینی مذاکرات ہوتے رہیں اور نوجوان معلومات مذہبی حاصل کریں اور انکو تقریر کی عادت پڑے، اس تجویز کی تکمیل کے لیے ایک انجمن کی بنیاد ترقی دین و دینیات کے لیے قائم ہو گئی،

کمپالہ میں اثنا عشری خوجوں کے علاوہ آغاخانی بھی موجود ہیں جو اکثر مجالس و مواعظ میں شریک ہوا کرتے ہیں چنانچہ ایک بزرگ اس فرقہ کے ۸ رجون کو تشریف لائے اور امامت کے متعلق بعض سوالات پیش کیے اور شافی جوابات پاکر مطمئن ہو گئے

کمپالہ کے اطراف کا دورہ

ہوئمہ یوگنڈہ ۱۰ رجون ۱۹۳۱ء کو یہ امر طے پایا کہ سیٹھ لادجی بھائی دالجی مسینڈی اور ہوئمہ سے جناب واعظ کو لینے آئے ہوئے ہیں ان کے ہمراہ مقامات مذکورہ پر جانا چاہیے چنانچہ ۱۱ رجون کو کمپالہ سے بہمراہی سیٹھ لادجی بھائی دالجی صدر جماعت مسینڈی اور اللہ رکھی بھائی صدر جماعت کمپالہ اور سیٹھ نظر علی بھائی جال دالجی بذریعہ موٹر روانہ ہو کر ۸ بجے ہوئمہ پہونچکر سیٹھ محمد قاسم کے مہمان ہوے اور دو روز کے قیام میں دو مجلس منعقد ہوئیں جنمیں نماز و عبادات کی فضیلت و اہمیت اور امام ہمام حضرت سید الساجدین علیہ السلام کی عبادت اور آپکے مصائب بیان کیے بعد مجلس ایک امام باڑہ کی تعمیر کی تحریک ہو کر چندہ کیا گیا امید ہے کہ آئندہ امام باڑہ تیار ہو جائے گا،

مسینڈی ۱۳ رجون کو صبح کے وقت ہوئمہ سے براہ ٹیٹابہ مع ہمراہیان مذکور روانہ ہو کر ۹ بجے دن کو مسینڈی پہونچکر سیٹھ لادجی بھائی کے مہمان ہوئے اور چونکہ یہاں کوئی بھی نماز و طہارت کا پابند نہ تھا لہذا سب سے پہلے جناب واعظ نے اسی امر کی کوشش شروع کی کہ لوگ طہارت و صلوٰۃ کے پابند ہو جائیں اور ایک حوض تیار ہو جائے، چنانچہ ۱۳ رجون کو شب کے وقت پہلی ہی مجلس میں جسمیں زبان زد حضرات بوہرہ تشریف فرما تھے اتحاد و اتفاق پر تقریر فرماتے ہوئے طہارت کی ضرورت اور اسکے وجوب کو بتوضیح تمام بیان فرمایا اور ختم مجلس کے بعد بالخصوص نماز و طہارت کی فہمائش کی جس سے لوگ متاثر ہوئے اور وعدہ کیا کہ ہم کل سے نماز بھی شروع کر دینگے اور طہارت کی بھی پابندی کرینگے علاوہ ازیں جناب واعظ نے حوض تیار ہو جانے کی کوشش فرمائی اور بحمد اللہ یہ کوشش بھی نتیجہ خیز ثابت ہوئی حوض کی تیاری کا انتظام بھی شروع ہو گیا اور آج ہی سے نماز ظہرین و مغربین بھی بجماعت شروع ہو گئی اور مجالس وعظ مسلسل منعقد ہونے لگے جن میں طریقۂ معرفت امام اور اوصاف امام اور شان ائمہ اور امام زین العابدین علیہ السلام کی جلالت قدر

اور آپ کے فضائل نماز کا افضل عبادات ہونا اور اسلام میں نماز کی عظمت کا ثبوت خاندان رسالت کی نماز بالخصوص اس خاندان کے بچوں کی عبادت اور نماز کی محافظت حقیت مذہب کا معیار اور اصول خمسہ کا اجمالی تذکرہ اور خداوند عالم کیجانب سے رزق رسانی کا وعدہ اور عبادت کا حکم اور کسب معاش کے حکم کے ساتھ یاد الٰہی کے نہ بھولنے کی تاکید اکید اور اسکی تشویق و ترغیب، مصائب حضرت سید الشہداء، اطاعت و مراتب والدین اور والدین پر اولاد کے حقوق اور ان حقوق میں تعلیم علم دین کی اہمیت، اصول مذہب حق اور ریش تراشی کی مذمت اور اسکا گناہ، نماز کی ضرورت و اہمیت اور بغیر عمل جنت کے نہ ملنے کا اثبات نہایت واضح طریقہ سے بیان فرمایا جس سے تمام حضرات خصوصاً حضرات بوہرہ اور برادران اہلسنت نہایت محظوظ و متأثر ہوئے،

ان مجالس کے علاوہ ایک مبارک جلسہ بھی منعقد کیا گیا جس میں تمام مسلمان اور آریہ وغیرہ بھی شریک تھے موضوع تقریر اثبات حقانیت اسلام تھا جس کے ضمن میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اسلام نے بزور شمشیر ترقی نہیں پائی بلکہ اپنی حقانیت سے تمام عالم میں اشاعت پذیر ہو گیا نیز یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کا طرز عمل دیگر مذاہب کے ساتھ کیونکر رہا اور کس رواداری سے اپنی زندگی بسر کی، یہ تقریر بھی کافی اثر سے روشناس ہوئی تمام حاضرین نہایت متأثر و محظوظ ہوئے،

ان مجالس و مواعظ کے علاوہ نماز مغربین کے بعد بیان مسائل کا سلسلہ جاری رہا اور طہارت (وضو، غسل، تیمم) اور نماز روزہ اور تجہیز و تکفین اموات اور تشییع جنازہ اور اسی قسم کے دیگر مسائل ضروریہ بھی لوگوں کو سمجھائے پرائیوٹ صحبتوں میں یا مجالس و عظ میں جو شکوک و شبہات یا اعتراضات حضرات بوہرہ اور آغاخانی حضرات نے کیے یا جو سوالات دیگر حضرات نے پیش کیے انکے بھی شافی جوابات دیکر سائلین کو مطمئن کر دیا اور قوم نوبی کے ایک افریقی معلم نے تو جوابات سے متأثر ہو کر صاف لفظوں میں کھدیا کہ وہ جناب واعظ کے پاس آکر پوری مذہبی تحقیق کے بعد سمجھ بوجھ کر مذہب حق اختیار کرے گا،

ان مجالس میں علاوہ مواعظ و نصائح اور اتمام و تفہیم کے امداد مدرسۃ الواعظین کی طرف بھی مومنین کو توجہ دلائی اور سیٹھ ملوجی بھائی نے نذر وغیرہ کے رقوم تعدادی نو سو پندرہ شلنگ جس کے چھ سو دس روپیہ ہوتے ہیں جمع فرما کر حاجی محمد جعفر صاحب کے پاس ممباسہ روانہ کر دیے گئے

ہوئمہ کی روانگی۔ ۲۲ر جون کو بمشکل تمام اجازت لیکر بعد نماز مغربین بذریعہ موٹر کار ہوئمہ کی جانب سے روانہ ہو کر و بجے شب کو وہاں پہونچنے فوراً مجلس وعظ منعقد ہوئی جسمیں طہارت کی تاکید فرما کر نجاست مشرکین کو استدلالاً بیان کر کے فہمائش کی کہ مومنین مشرکین کے ہاتھ کا اکل و شرب ترک کر دیں،

تقریر مذکور کافی توجہ سے سنی گئی اور چونکہ یہاں کے لوگ نہ نماز پڑھتے تھے نہ ڈاڑھی رکھتے تھے نہ نجاست

مشرکین سے اجتناب کرتے تھے لہذا جناب واعظ نے دوسرے روز لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا نماز کی تاکید کی ڈاڑھی منڈوانے کی حرمت بیان کی نجاست مشرکین سے اجتناب کی تاکید کی اور نماز ظہرین و مغربین بجماعت منعقد کرائی اور آج سے سلسلہ نماز جماعت و بیان مسائل اور مجالس کے انعقاد کا شروع ہوگیا نماز مغربین کے بعد مسائل ضروریہ بیان فرماتے تھے اور اسکے بعد مجالس موعظہ منعقد ہوتے تھے اور اسکے بعد جو شکوک و شبہات اور سوالات واعتراضات پیش کیے جاتے تھے انکے جوابات دیکر سائلین کو مطمئن فرماتے تھے اور یہ سلسلہ پرائیوٹ صحبتوں میں بھی جاری رہتا تھا اور اکثر لوگ مذہبی گفتگو میں جوابات سے متاثر ہوکر اٹھتے تھے جیسا کہ متعہ کے استحسان اور ائمہ اربعہ کے طریقوں کے جدید و مستحدث تسلیم کرلینے اور نماز کے طریقہ کو بدلا ہوا مان لیتے سے واضح ہوگیا، ۲۲ جون سے ۳۰ جون تک مجالس وعظ کا سلسلہ جاری رہا جنمیں طہارت کی اہمیت مشرکین کی نجاست اور اُن سے اجتناب کی ضرورت پردے کے وجوب اور تواضع وانکسار کے متعلق تعلیم اسلام اور غرور و تکبر سے بچنے کی ممانعت تکبر و غرور کے عقلی نقصانات جاہلیت کا تکبر اور اُسکے شنیع وقبیح نتائج مثلاً لڑکیوں کا اس خیال سے زندہ دفن کردینا کہ ہمارا کوئی کفو نہیں جس سے ہم تزویج کرینگے اور اُسی کے ضمن میں لڑکیوں کے نکاح کی تاکید اور مومنین کا کفو ہیکر ہونا مال کی طمع میں لڑکیوں کے ضائع ہونے کا خیال نہ کرنا اور اسکی مذمت خلق و تواضع کے متعلق حضرات انبیاء کا طرز عمل اور اُن کے ہدایات اور تکبر کی مذمت، معیار حقیقت مذہب اور اصول مذہب شیعہ کی حقیت کا اثبات توحید باری تعالی بمقابلہ غیر مسلمین، عدل خداوندی کا اثبات اور عقیدہ خیرہ وشرہ من اللہ کا ابطال نہایت وضاحت سے بیان فرماتے رہے جس سے مومنین کی معلومات میں اضافہ ہوا اور وہ نہایت محظوظ و متاثر ہوئے ارش تراشی بعض حضرات نے ترک کردی نماز بھی شروع کردی، مسلمان نوکروں کی تلاش ہونے لگی، امام باڑہ کے لیے سیٹھ جان دا تو نے زمین دینے کا وعدہ کیا، اثر تکبر کم ہوگیا، مذہب شیعہ کی عظمت دلوں میں اثر کرگئی، تین سو تر سٹھ تنلنگ جس کے دو سو بیالیس روپے ہوتے ہیں مدرسۃ الواعظین کی امداد کے لیے سیٹھ ماوجی بھائی نے نذر وغیرہ کے رقوم جمع کر کے جناب حاجی محمد جعفر صاحب کے پاس ممباسہ روانہ کردیے،

حق یہ ہے کہ جناب واعظ کی یہ تمام زحمتیں ممدوح کو انتہا کے پرزور شکریہ کا مستحق ثابت کررہی ہیں اور ہم آپکی ان محنتوں پر تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتے ہیں، (باقی آئندہ)

جناب مولوی محمد لقا علی صاحب واعظ حیدری رائچور دکن میں -

گذشتہ نمبر میں جناب ممدوح کی تشریف بری حیدر آباد اور آپکی کامیابیوں کا تذکرہ ملاحظہ سے گزر چکا ہے آج اسی سلسلہ میں آپکے ورود رائچور کی کیفیت بھی حاضر ہے جو جناب سید محمد علی صاحب وکیل درجہ اوّل رائچور کے نامۂ کرم سے واضح ہوئی تھی موصوف اپنے نامۂ کرم میں بدیں خلاصہ رقم طراز ہیں کہ ہوہ گ[illegible]

کی درمیانی شب کو ۱/۲ ۳ بجے جناب واعظ ممدوح رائچور تشریف لائے اسٹیشن پر اکثر حضرات نے استقبال کیا اور جناب ممدوح عالیجناب نواب میر احمد علیخانصاحب اول تعلقدار رائچور کے مہمان ہوئے جنھوں نے اعلیٰ پیمانہ پر آپکی جہانداری اور امداد طلب امور میں ہر طرح یا حسن وجوہ ادا فرما کر شکر گزار فرمایا، دو روز کے قیام میں تین جلسۂ وعظ کے منعقد ہوئے دو جلسہ ارم سرائے (سرکاری عمارت) میں اور تیسرا جامع مسجد رائچور میں، پہلا جلسہ ۸ اگست کو ساڑھے ۵ بجے شام کو منعقد ہوا جسمیں جناب واعظ نے اسلام کی رواداری پر مبسوط تقریر فرمائی جو ۱/۲ ۲ گھنٹہ تک جاری رہی اور بیحد پسند کی گئی اس جلسہ میں جناب تعلقدار صاحب مع تمام مقامی حکام کے تشریف فرما تھے اور ہر طبقہ کے ہندو مسلمانوں کا مجمع تھا، دوسرا جلسہ ۹ اگست کو ۲ بجے سہ پہر کو منعقد ہوا جسمیں جناب واعظ نے پیغمبر اسلام کی سیرت پر روشنی ڈالی اور قرآن کا منزل من اللہ ہونا ثابت کیا اس جلسہ کے تھوڑی دیر بعد تیسرا جلسہ بہ ارم سرا میں منعقد ہوا جسمیں قرآن و اہل بیت کی معیت کو ثابت کیا۔

یہ دونوں تقریریں بھی نہایت مؤثر ہوئیں اور حاضرین بے انتہا محظوظ و متأثر ہوئے۔

ان تینوں کامیاب جلسوں کے بعد اسی شب کو جناب واعظ حیدر آباد واپس آئے، اسٹیشن پر تمام حکام اور وکلا اور دیگر معززین جناب واعظ کو رخصت کرنے کے لیے تشریف لائے اور آپ کو بکمال اعزاز ساڑھے دس بجے شب کو رخصت کیا۔

رائچور میں جناب واعظ کی تشریف آوری ہر طرح مفید ثابت ہوئی اور موصوف کی ہر تقریر میں بفضلہ نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

جناب مولوی امداد حسین صاحب واعظ ملک متوسط اور بمبئی اور برار میں

جناب ممدوح نے یکم جولائی ۱۹۳۱ء سے ۲۹ اگست ۱۹۳۱ء تک جن جن مقامات کا دورہ کیا ہے انکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سیونی۔ یکم جولائی کو سیونی پہونچکر ۱۲ جولائی تک مسلسل قیام پذیر رہے اور اس عرصہ میں ۶ جلسۂ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں توحید باری تعالیٰ، ضرورت نبوت، عصمت انبیاء، فلسفۂ شہادت، اخلاق محمدی، سیرت نبی، مسلمانوں کی مالی و اخلاقی و تعلیمی کمزوریوں کے اسباب اور اصلاح کے طریقوں پر تقریریں فرمائیں جن سے حاضرین نہایت متاثر و محظوظ ہوئے،

چھندواڑہ ۱۵ جولائی کو سیونی سے چھندواڑہ تشریف لے جاکر ۲۰ جولائی تک تشریف فرما رہے جہاں یوم غم کی درگاہ میں ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا جسمیں تقریبًا پانچ ہزار مسلم ہندو عیسائی مجتمع تھے اور ہر طبقہ کے معززین نے زحمت تشریف آوری گوارا فرمائی تھی جناب سید آل محمد صاحب رینا برڈ ڈپٹی کمشنر جناب سید آل علی صاحب جنرل

خان بہادر ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب، خان تحسین علیخان صاحب رئیس چندوارہ، رائے بہادر متھرا پرشاد جین چندوارہ وغیرہ وغیرہ موضوع تقریر اخلاق محمدی تھا مطالب کی عمدگی تقریر کی بلندی سے سارا مجمع محو تھا ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر جاری رہی اور کافی اثر سے روشناس ہوئی۔

سیونی کی واپسی ۲۰ ر کی شب کو سیٹھ علی بھائی نے تار دیکر سیونی طلب کیا اور یہاں بھی تین تقریریں یوم النبی کے سلسلہ میں اعلیٰ پیمانہ پر کافی مجمع کے ساتھ منعقد ہوئیں اور نہایت مفید و مؤثر ہوئیں،

ان تقریروں کے علاوہ جناب صوفی سید محمد صاحب ایم اے سے مسئلہ توحید اور کانٹ اور لاک اور ہیوم وغیرہ کے فلسفہ کے متعلق تقریریں ہوئیں ممدوح فلسفہ میں کمال رکھتے ہیں پہلے دہریہ تھے پھر عیسائی ہوئے اسکے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور سنی مسلک اختیار فرمایا لیکن ایک ہی دو تقریروں میں ان کے خیالات بہت کچھ تبدیل ہوگئے

بمبئی ۱۳ اگست تک سیونی میں اور وہاں سے روانہ ہوکر ۱۵ اگست تک ناگپور میں تشریف فرما رہکر ۱۶ اگست کو بمبئی پہونچ کر ۱۷ اگست تک قیام پذیر رہے محترم میزبان جناب سیٹھ الٰہ بخش صاحب نے یہاں کے معززین سے مثل سیٹھ دین محمد صاحب پنجابی اور شیخ محمد حسین صاحب تاجر الگن کمپنی اور سیٹھ اسماعیل صاحب بھیو وغیرہ وغیرہ کی ملاقات کرائی جن سے کئی کئی مرتبہ مذہبی گفتگو کی نوبت آئی اور ان حضرات نے بکمال توجہ جناب واعظ کے تقریرات کو سنکر خیالات کی عمدگی کا اعتراف کیا اور شیخ محمد حسین صاحب تاجر نے بعض رسائل دیکھنے کو طلب کیے جو مدرسہ نے بلا قیمت روانہ کردیے، ناگپور اور بمبئی میں اگرچہ کوئی عام جلسہ نہیں ہوا لیکن جلسہ خاص اور مقامی نشست میں مسائل ضروریہ اور اصول و فروع دین پر مختلف اوقات میں تقریریں ہوتی رہیں۔

ملکاپور برار ۱۸ اگست کو ملکاپور برار پہونچکر ۲۶ اگست تک مقیم رہے مظہر خانصاحب اسٹرہائی اسکول نے فرائض میزبانی ادا کیے، موصوف مدرسہ کے بیحد ہمدرد ہیں اور یہاں صرف آپ ہی کی ذات اثنا عشری ہے۔ دوران قیام میں دو پبلک جلسہ آپ ہی کی کوشش سے منعقد ہوئے اور دونوں کامیاب ہوئے، توحید باری تعالیٰ اور عصمت انبیاء اور اخلاق محمدی موضوع تقریر تھا جسے حاضرین نے نہایت توجہ سے سماعت فرمایا،

شیگانوں برار ۲۶ اگست کو ملکاپور سے روانہ ہوکر شیگانوں پہونچکر ۲۹ اگست تک ڈاکٹر سید حامد حسین صاحب کے مہمان رہے اور آپ ہی کی کوشش سے ۳ جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں فلسفہ شہادت، علم التاریخ کی حقیقت اور اس کی ابتدا، اور قوم کی اخلاقی اصلاح پر تقریریں فرمائیں جن سے حاضرین نے بہت اچھا اثر لیا، یہاں بھی بجز ڈاکٹر صاحب موصوف کے کوئی اثنا عشری نہیں ہے اور نہ ابتک بجز جناب واعظ کے کسی واعظ نے یہاں قدم رنجہ فرمایا تھا جناب واعظ کی تشریف لیجانے سے بہت اچھا اثر پڑا اور بعض اشخاص تحقیق کی طرف مائل ہوگئے

امراؤتی برار ۲۹ اگست سے ۳۱ اگست تک مقیم رہے لیکن بجز مقامی نشست پر مختلف مذہبی گفتگو کے کوئی عام جلسہ

منعقد نہیں ہوا۔

مدرسۃ الواعظین میں انگریزی اور جغرافیہ و فلسفہ کے آنریری مدرس کا تقرر۔

ایک تبلیغی مدرسہ کے طلبہ کے لئے جسقدر ہندی اور سنسکرت اور انگریزی زبانوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ حالات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے کسی بہی خواہ قوم اور ہمدرد تبلیغ سے مخفی نہیں ہے مدرسۃ الواعظین کے ارباب حل وعقد عرصہ سے اس مسئلہ پر غور کرتے کرتے بالآخر اس نتیجہ پر پہونچے کہ سال گذشتہ انھوں نے ہندی اور سنسکرت کی تعلیم کے لئے جناب پنڈت شیو نندن پرشاد صاحب کے خدمات حاصل کیے جو یوم تقرر سے اسوقت تک نہایت پابندی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں، اور طلبہ اُن کی تعلیم و توجہ سے اچھی طرح مستفید ہو رہے ہیں ؟

انگریزی مدرس کا مسئلہ مدرسہ کی مالی حالت کے لحاظ سے بہت کچھ غور طلب اور وقت طلب تھا لیکن جناب مولوی سید امیر حسین صاحب رضوی ایم اے ایل ٹی فاضل ادب وہ ممبر کال کے ایثار نے اس مشکل کو بھی حل کردیا اور جناب ممدوح نے زبان انگریزی اور جغرافیہ و فلسفہ کی تعلیم بغیر کسی معاوضہ کے قبول و منظور فرماکر مدرسہ کو انتہا کا ممنون و شکر گذار فرمایا۔ آپ ۲ بجے سے ۴ بجے تک طلبہ کو استفادہ کا موقع مرحمت فرماتے ہیں جسکے بعد پنڈت صاحب موصوف اپنے فرائض ادا کرتے ہیں ؟

مسلم ریویو کی نگرانی

جناب سید حیدر حسین صاحب سابق ایڈیٹر مسلم ریویو اپنے صحت کے نادرست ہوجانے سے اپنے وطن مالوف تشریف لے گئے ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ کبتک آپکی واپسی ہو ممدوح کی تشریف بری کے بعد یہ مسئلہ بھی نہایت غور طلب ہوگیا تھا اور سخت مشکل درپیش آگئی تھی مگر اس مشکل کو بھی جناب سید امیر حسین صاحب کے قومی و مذہبی ایثار نے حل کردیا اور آپنے اس خدمت کو بھی بغیر کسی معاوضہ کے قبول فرماکر شکر گذاری کا موقع مرحمت فرمایا اور قوم کو قومی ایثار کا نہ بھولنے والا سبق یاد دلادیا۔ (ناچیز مدیر)

البدایہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل دید رسالہ ہے جسمیں بچوں ہی کو سمجھانیکی کوشش کی گئی ہے اور انھیں کی سمجھ کا انداز کرکے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین اور کلمہ اسلام وایمان کو سمجھایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اصل کو چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین کے معانی و مطالب بیان کرکے ہر ایک کو تفصیل سے علی عنوان پر سمجھایا ہے اور ان سب مطالب کو بچوں کے یاد امی کاغذ پر جلی قسلم سے ۱۶ صفحہ میں ادا کیا ہے قیمت فی رسالہ ۱؍ علاوہ محصول فی ۱۲ رسالہ مع محصول علاوہ فیس رجسٹری دی پی ۱۲؍ (ناچیز منیجر الواعظ)

جمع خرچ مدرسۃ الواعظین بابت ماہ جون ۱۹۳۱ء

آمدنی

بقایا آخر ماہ مئی ۱۹۳۱ء . . . . [illegible]

حال بابت ماہ جون ۱۹۳۱ء . . . . [illegible]

مستقل

رامپور اسٹیٹ [illegible]

عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس [illegible]

عالیجناب نواب سید محمد رضا صاحب لکھنؤ [illegible]

عالیجناب سکریٹری شیعہ انجمن قصبہ اول [illegible]

عالیجناب سید مجتبیٰ حسن صاحب وکیل بستی [illegible]

عالیجناب محمد محمود صاحب منیجر شاہ کمپنی لکھنؤ [illegible]

خزانہ وقف محمود آباد [illegible]

عالیجناب نواب یاور علیخان صاحب گولہ گنج لکھنؤ [illegible]

عالیجناب عبد الغنی خان صاحب بلوچ مقام بندوبست ڈاکخانہ جونی

ضلع ڈیرہ غازی خاں [illegible]

عالیجناب محمد باقر صاحب عرف جھبو میاں پٹنہ [illegible]

عالیجناب ایم سی ماوجی کلکتہ [illegible]

عالیجناب ایس اے کے عباس صاحب جونپور [illegible]

عالیجناب سید اللہ بخش صاحب منگل میٹھ سیونی سی پی [illegible]

عالیجناب محمد ہاشم صاحب پٹیالہ [illegible]

عالیجناب سکریٹری صاحب شعبۂ تبلیغ [illegible]

عالیجناب حسین احمد صاحب ہاشمی جونپور [illegible]

عالیجناب سکریٹری صاحب مزار مبارک آگرہ [illegible]

عالیجناب بیوہ سید علی حیدر صاحب بدایوں [illegible]

عالیجناب سید فضل رحمان صاحب دھولپور [illegible]

عالیجناب سید اختر حسین صاحب دریبہ پان جیپور [illegible]

عالیجناب حکیم نقی علیخاں صاحب ہادی پورہ جیپور [illegible]

عالیجناب میر غلام علی صاحب وکیل محلہ نیلگران جیپور [illegible]

عالیجناب میر کرامت علی صاحب نیلگراں جیپور [illegible]

عالیجناب سید اصغر علی صاحب وکیل محلہ دریبہ پان جیپور [illegible]

عالیجناب سید نصرت حسین صاحب محلہ دریبہ جیپور [illegible]

عالیجناب غلام عباس صاحب محلہ دریبہ جیپور [illegible]

عالیجناب الطاف حسین صاحب محلہ دریبہ جیپور [illegible]

عالیجناب نظیر حسین صاحب محلہ حکیمان جیپور [illegible]

[illegible]

غیر مستقل

عالیجناب سکریٹری صاحب شیعہ کانفرنس پشاور [illegible]

عالیجناب سید محمد تقی صاحب جہاں آباد [illegible]

عالیجناب شیخ فضل صاحب ظفروال [illegible]

نام	رقم
عالیجناب سید نذر علی صاحب گرداور محکمۂ نہر جیپور	عـہ
عالیجناب ماسٹر نظیر حسین صاحب گھاٹ وارڈ جیپور	عـہ/
عالیجناب راشد علی صاحب حقانی وکیل جیپور	عا/
عالیجناب سید علی حسن صاحب جیپور	عـہ/
عالیجناب شبیر حسین صاحب اہلکار تحصیل جیپور	۸/
عالیجناب مولوی رضا حسین صاحب جیپور	سے/
عالیجناب امتیاز علی صاحب نائب جیپور	عـہ/
عالیجناب سید شوکت حسین صاحب نواز پوری جیپور	عا/
عالیجناب سید مہدی حسین صاحب تھانہ دار پنشنر جیپور	عـہ
عالیجناب حکیم مومن علی صاحب جیپور	عا/
عالیجناب سید صغیر حسین صاحب جیپور	سے/
عالیجناب حکیم واجد علی صاحب جیپور	صہ/
عالیجناب سید محمد باقر صاحب جیپور	عہ/
عالیجناب سید معین الحسین صاحب جیپور	۸/
عالیجناب سید ضامن علی صاحب جیپور	صہ/
عالیجناب شیخ رضا حسین صاحب سررشتہ دار جیپور	عا/
عالیجناب احمد حسین صاحب ڈرافسمین جیپور	عـہ/
عالیجناب میر حافظ علی صاحب جیپور	عہ/ ۵/
عالیجناب سید شوکت علی صاحب کاظمی جیپور	عا/
عالیجناب احمد حسین صاحب جیپور	عا/
عالیجناب قدیر علی صاحب جیپور	۱۲/
عالیجناب میر مشوق علی صاحب جیپور	۱۲/
عالیجناب سید مصطفٰی حسین صاحب جیپور	صہ/ ۸/

نام	رقم
عالیجناب سید آغا صاحب وکیل جیپور	عـہ/
عالیجناب سردار حسین صاحب میر افضل صاحب جیپور	۱۰/
عالیجناب سید ناظم حسین صاحب جیپور	۸/
عالیجناب مصطفٰی حسین صاحب جیپور	۸/
عالیجناب اطہر حسین صاحب جیپور	۴/
دیگر اہالیان جیپور	ما ۵ سـہ
عالیجناب ممتاز حسین صاحب اوورسیر ڈاکخانہ کرم گنج ضلع شاہ آباد	۹ سـہ
عالیجناب ظفر عباس صاحب سلطانپور	عـہ ۵/
عالیجناب حکیم غلام محمد صاحب احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور	سـہ ۵
عالیجناب دیوان محمد غوث صاحب جلال پور پیر والا ضلع ملتان	للعہ
عالیجناب غلام سرور صاحب ڈیرہ غازیخان	سے/
عالیجناب خان محمد صاحب کھوسہ ذیلدار قائم والا ضلع ڈیرہ غازی خاں	للعہ/
عالیجناب سید ارشاد حسین صاحب تھانہ دار کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازی خاں	عـہ ۵
عالیجناب غلام حسین صاحب موچی ڈاکخانہ کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازی خاں	سے/
عالیجناب سلطان عالم صاحب نمبردار البغی علیشاہ ضلع ڈیرہ غازی خاں	للعہ ۵
عالیجناب فتح محمد صاحب درکھان بستی ضلع ڈیرہ غازیخاں	عـہ ۵/
عالیجناب جام حسین جوڑ پگر ڈیرہ اسمٰعیل خاں	سے/
عالیجناب الٰہی بخش پوگر ڈیرہ اسمٰعیل خاں	صہ/
عالیجناب سید غلام رسول صاحب سکریٹری انجمن حسینیہ	

ڈیرہ اسمٰعیل خاں عـه
عالیجناب قادر دیداد خاں صاحب سکریٹری انجمن حیدریہ عـه
ڈیرہ اسمٰعیل خاں
عالیجناب آغا سید علیشاہ صاحب انجمن اثناعشری عـه
پشاور
عالیجناب محمد یار خاں صاحب کالاباغ ضلع صه
میانوالی
عالیجناب شیخ غلام رسول صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں عـه
عالیجناب دیوان محمد غوث شاہ صاحب بالاپور للعـه
پیر والا ضلع ملتان
عالیجناب یوسف علی صاحب راولپنڈی عـه
عالیجناب سید علیشاہ صاحب پشاور عـه
مومنین انبالہ عـه
عالیجناب جمشید علیخاں صاحب جہلم صه
عالیجناب باقر علیخاں ولد جمشید علیخاں صاحب جہلم صه
عالیجناب عبد المجید خاں صاحب انبالہ عه
عالیجناب امداد حسین صاحب جہلم صه

عالیجناب غلام صاحب احمد علی صاحب جہلم صه
عالیجناب محمد حسین صاحب ملتان صه
عالیجناب محمد بخش صاحب ملتان عـه
عالیجناب رحمت دین صاحب انبالہ صه
عالیجناب حسین بخش صاحب ملتان عـه
عالیجناب الٰہی بخش صاحب ملتان عـه
عالیجناب سکریٹری انجمن صدیقیہ اثناعشریہ ملتان عـه
عالیجناب گلزار علی صاحب دھولپور عه
عالیجناب ماسٹر غلام حسین صاحب ڈیرہ غازیخاں للعه
عالیجناب سید مختار حسین صاحب جیپور

آمدنی شعبہ جات

انجمن موید العلوم
الواعظ
مسلم ریویو

میزان کل تعداد جات

خرچ

تنخواہ ملازمین
وظائف
دار الاقامہ
مشاہرہ واعظین
سفر خرچ
کتبخانہ

عمارت
متفرقات
انجمن موید العلوم
الواعظ
مسلم ریویو

میزان کل خرچ

تتمہ

جمع خرچ مدرسۃ الواعظین بابت ماہ جولائی ۱۹۳۱ء

آمدنی

بقایا آخر ماہ جون ۳۱ ۱۹ء . . . . [illegible]

حال بابت ماہ جولائی ۳۱ء . . . . [illegible]

مستقل

عالیجناب محمد جمال صاحب مدراس رامپور اسٹیٹ [illegible]

عالیجناب محمد حسین صاحب وکٹوریہ اسٹریٹ [illegible]

عالیجناب مجتبیٰ حسین صاحب وکیل بستی [illegible]

عالیجناب مولوی محمد جرار حسین صاحب جونپور [illegible]

عالیجناب نواب محمد رضا صاحب چوک لکھنؤ [illegible]

عالیجناب محمد محمود رضا صاحب نخاس لکھنؤ [illegible]

از وقف غلام حسین خاں صاحب مرحوم کرایہ [illegible]

[illegible]

عالیجناب سید جعفر حسین صاحب جنیپور ضلع گورگانواں [illegible]

عالیجناب عابد علی صاحب مرار گوالیار [illegible]

عالیجناب نواب سر فضل علی صاحب ریٹائرڈ جج بنگن پلی [illegible]

عالیجناب مرزا عبد الغنی صاحب نمازی مدراس [illegible]

عالیجناب منظہر حسین میر حمزہ علی صاحب مرحوم سابق دیوان میسور [illegible]

عالیجناب مرزا اکبر علی صاحب کنٹراکٹر ریاست میسور [illegible]

عالیجناب میر مہدی حسین صاحب پولیس انسپکٹر میسور [illegible]

عالیجناب مرزا حسین علی بیگ صاحب کنٹراکٹر میسور [illegible]

عالیجناب مرزا محمد علی بیگ صاحب کنٹراکٹر میسور [illegible]

عالیجناب میر قاسم علی صاحب سب جسٹرار میسور [illegible]

عالیجناب مرزا رضا علی بیگ صاحب کنٹراکٹر ریاست میسور [illegible]

عالیجناب سر مرزا اسمٰعیل صاحب دیوان ریاست میسور [illegible]

عالیجناب مرزا رضا علی صاحب چھاؤنی بنگلور [illegible]

[illegible]

غیر مستقل

عالیجناب محمد جعفر صاحب و محمد رضا صاحب و عبد الحسین صاحب پسران حاجی اسٰمعیل زنگبار افریقہ [illegible]

عالیجناب سجاد حسین صاحب انبارہ [illegible]

عالیجناب حبیب حیدر صاحب [illegible]

متفرقات

واپسی رقم جلسۂ سالانہ	للعہ
	۱۲/۱۳
بچت رقم از مجلس	۵ ر و
سفر خرچ مرسلہ حاجی محمد حسین صاحب برائے	صہ
طلب مولوی جواد حسین صاحب	
رقم امانت جنرل سکریٹری صاحب	ماعہ
	اعہ
	۲ ر و

آمدنی شعبہ جات

انجمن مؤید العلوم	سے
	۵ ار
الواعظ	لعہ
	۳۰
مسلم ریویو	ہعہ
	۱۲ ار
	عہ
	۱۴ ار

میزان کل بقایا و حال

۲-۶-۷-۸-۳

اعہ

ر و

خرچ

تنخواہ ملازمین	ماعہ	عمارت	عہ
	۱۴ ار ۳		۱۳ ار ۳
وظائف	لعہ	متفرقات	لعہ
			۱۰ ار ۶
دار الاقامہ	۱۴ ار	انجمن	مالعہ
مشاہرہ واعظین	ماعہ	الواعظ	مالعہ
	۸ ار		
سفر خرچ	اللعہ	مسلم ریویو	ماعہ
کتبخانہ	۲ ار ۳		
	عہ		
	۱۲ ار		۷ ار ۳

میزان

السالعہ

ار ۳

مرزا عابد حسین خاں آنریری جنرل سکریٹری

بنی اسرائیل و بنی اسمٰعیل کے دو موسیٰ

یعنی

موسیٰ بن عمران اور موسیٰ بن جعفر

ہم جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں اُسکے عنوان میں ان دونوں مقدس ناموں کو جگہ دینے کے بعد ضمیر کی ترجمانی بہت آسان ہے تقریبًا ہر شخص جانتا ہے کہ سلسلۂ معصومین میں دو بڑی فردیں گذری ہیں جنمیں ایک بنی اسرائیل کی عنانِ ہدایت کا مالک اور دوسرا امت محمدیہ کا رہنما قدرت کی طرف سے دونوں کا منصب ایک ہی ہے۔ اور مجھے کہنے کا حق ہے کہ دونوں بحر علم و حکمت کے شناور، دونوں بحر فصاحت و بلاغت کے گوہر دونوں صدف عصمت کے مروارید ناسفتہ دونوں درگاہ قدرت کے تعلیم یافتہ دونوں اقلیم فراست کے تاجدار، دونوں مملکت عزت کے نامدار، فرق ہے تو اسقدر کہ ایک پر رسالت کو ناز، دوسرے سے وصایت سرفراز، واقعات زندگی ملتے جلتے ہیں اور ہونا بھی چاہیے تھا پیغمبر خدا نے پیشین گوئی کی تھی کلما کان فی بنی اسرائیل یکون فی هذه الامة جو کچھ بنی اسرائیل میں گذر چکا ہے ان سب اس امت میں بھی ہوگا"

یہ حدیث قریب متواتر المعنی سمجھی جاتی ہے اور مسلم اور حاکم و بزار و سیوطی و دمیری وغیرہ نے متفق ہو کر اسکی صحت و اعتبار کا اعتراف کیا ہے"

فی صحیح البخاری عن ابی هریرة قال قال رسول الله والذی نفسی بیده لتتبعن سنن من قبلکم شبرًا بشبر و ذراعًا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لدخلتموه و روی الحاکم والبزار والسیوطی والدمیری نحوه دعوة الحق چاپ بغداد صفحہ ۲۸۱

صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے قسم اسکی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگ اپنے اگلوں کی سنت پر چلوگے اگر وہ ایک بالشت چلے ہوں گے تو تم بھی ایک بالشت چلوگے اور اگر وہ ایک گز چلے ہونگے تو تم بھی ایک گز چلوگے یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں داخل ہونگے تو تم بھی اسمیں داخل ہوگے حاکم اور بزار اور سیوطی اور دمیری نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے

انتم اشبه الامم ببنی اسرائیل و کلما کان فیهم یکون فی هذه الامة و فی روایة ابن مسعود حذو النعل بالنعل والقذة

تم بہ نسبت تمام امتوں کے بنی اسرائیل سے زیادہ مشابہ ہو اور جو کچھ ان میں ہو چکا ہے وہ اس امت میں بھی ہوگا اور ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ تم ان کے قدم

بالقذة غير ان لا ادري العبدون العجل ام لا (دعوة الحق صفحہ ۲۳)

بقدم چلوگے کوئی فرق نہ ہوگا بجز اسکے کہ مجھے معلوم نہیں کہ تم گوسالہ کی پرستش کروگے یا نہیں؟

اور نیز ظہور میں آنے والے واقعات پر زور تائید کرتے ہیں اس بات کی کہ بنی اسرائیل اور امت مرحومہ میں بڑی مشابہت ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ بن عمران ہادی بنا کر بھیجے جائیں اور امت نبی میں کوئی موسیٰ نظر نہ آئے آکر ہفتم صفر ۱۲۸ھ نے امام موسیٰ کاظم ع کی ولادت کی صورت میں اس حدیث کی تصدیق کی اور نہ صرف کمی کو پورا کیا بلکہ ایسا موسیٰ دنیا کے سامنے پیش کیا جو موسیٰ بن عمران سے کامل تر ثابت ہوا جسکے بعد مجھے موازنہ میں بطور نہایت کہنے کا حق ہے

(۱) موسیٰ بن عمران فی حجر عدو الله و
(۲) موسیٰ بن جعفر فی حجر ابیہ وکان موسیٰ
من آل عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی
بن یعقوب بن ابراهیم وموسیٰ بن جعفر بن
محمد بن علی بن الحسین بن علی بن
ابی طالب ایضاً من آل عمران لان ابا
طالب کان اسمہ عمران وارسل موسیٰ
بن عمران الی مصر وحدها وکان موسیٰ
بن جعفر اماماً للناس کافۃ بشیراً ونذیراً
وکان ولایۃ موسیٰ بن عمران فی اولادہ هرون
وولایۃ موسیٰ بن جعفر فی اولادہ موسیٰ
بن عمران ساقی بنات شعیب وموسیٰ
بن جعفر وارد علی الحوض مع القرآن
یوم القیامۃ قال الله تعالیٰ لموسیٰ بن عمران
"والقیت علیک محبۃ منی" فکان کل من
راہ احبہ وفرض حب موسیٰ بن جعفر علی
الخلق اجمعین وکان قوم موسیٰ بن عمران
عبد والعجل واخذ موسیٰ بن جعفر بهیمۃ

حضرت موسیٰ بن عمران نے دشمن خدا کی گود میں پرورش پائی، اور
ہمارے امام موسیٰ بن جعفر نے اپنے پدر بزرگوار صادق آل
محمد کی گود میں پرورش پائی، حضرت موسیٰ آل عمران بن
یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن ابراہیم سے
تھے، اور ہمارے امام ہمام موسیٰ جعفر بن محمد بن علی بن حسین
بن علی بن ابی طالب کے فرزند تھے اور اُن کا نام بھی عمران
تھا حضرت موسیٰ بن عمران فقط اہل مصر کی طرف بھیجے
گئے اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر تمام خلائق کے امام
تھے حضرت موسیٰ بن عمران ولادت ہارون کے ولی تھے اور ہمارے امام ہمام موسیٰ
بن جعفر اپنی اولاد کے ولی تھے حضرت موسیٰ بن عمران دختران حضرت
شعیب کے ساقی تھے اور ہمارے موسیٰ بن جعفر روز قیامت قرآن مجید کے
ساتھ حوض کوثر پر رسول خدا کی خدمت میں ہونگے
حضرت موسیٰ بن عمران سے خدائے تعالیٰ نے والقیت
علیک محبۃ منی ارشاد فرمایا تو جو شخص آپکو دیکھتا تھا
آپ سے محبت کرنے لگتا تھا اور محبت ہمارے امام موسیٰ بن
جعفر کی تمام خلق پر واجب کردی حضرت موسیٰ بن عمران
کی قوم نے گوسالہ پرستی کی اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر
ایک بکری کے بچہ کو اپنے ہمراہ لیکر نکلے اور اس سے فرماتے

مكية وهو يقول له اسجدي لربك. خافت موسى بن عمران من الحية ولم يخف موسى بن جعفر من الاسد وكلمه انزل الله تعالى لموسى بن عمران المن والسلوى وانقلب الرمل له سويقا وسكرا وماء عذبا. خاصم موسى السحرة وظفر بهم وان موسى بن جعفر خاصم الرشيد وقد ظفر عليه واختار موسى قومه سبعين رجلا وموسى بن جعفر يحصي المحبين يوم اللقاء

جانتے تھے کہ اپنے پالنے والے کو سجدہ کر۔ حضرت موسیٰ بن عمران سانپ سے ڈر گئے اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر شیر سے بھی نہیں ڈرے اور اس سے باتیں کیں حضرت موسیٰ بن عمران کے لئے اللہ تعالیٰ نے منّ و سلویٰ نازل کیا اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر کے لئے ریت ستو اور شکر اور میٹھا پانی ہو گئی حضرت موسیٰ بن عمران نے جادوگروں سے مخاصمت کی اور ان پر فتحیاب ہوئے اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر نے ہارون الرشید سے مخاصمت کی اور اُنکو خاموش کر دیا حضرت موسیٰ بن عمران نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو چن لیا اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر بروز قیامت اپنے دوستوں کا شمار کریں گے

یہ ایک مختصر فہرست ہے اُن مفارقات ومناسبات ومفاضلات کی جو حضرت موسیٰ بن عمران اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام میں پائے جاتے ہیں جنکی پوری توضیح پر ہم اسوقت تیار نہیں ممکن ہے کہ آئندہ ہم شیخ زائد اسکی وضاحت کریں اشاعت خاص کے واسطے مؤخر الذکر مفارقات جو کسیقدر مجمل ہیں انکی تشریح ضروری ہے۔

امام موسیٰ کاظم ع کی کمسنی

(۲) الوشاء عن علي بن الحسين عن صفوان الجمال قال سألت اباعبد الله عن صاحب هذا الامر فقال ان صاحب هذا الامر لا يلهو ولا يلعب واقبل ابو الحسن وهو صغير ومعه بهيمة مكية وهو يقول لها اسجدي لربك فاخذه ابو عبد الله وضمه اليه وقال بابي وامي من لا يلهو ولا يلعب۔

(ارشاد شیخ مفید چھاپ بمبئی ورق ۱۶۱)

وشاء نے علی بن الحسین سے صفوان جمال سے روایت کی ہے صفوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ بعد آپکے امام کون ہوگا فرمایا کہ امام لہو و لعب میں مصروف نہیں ہوتا اتنے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لے آئے جو اُس زمانہ میں کمسن تھے اور آپکے ساتھ ایک مکی بکری کا بچہ تھا اور وہ اُس سے فرماتے جاتے تھے کہ اپنے پالنے والے کو سجدہ کر۔ دیکھکر امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند کو گلے لگایا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ اُس فرزند پر نثار جو لہو و لعب میں مصروف نہیں ہوتا۔

موسوی واقعات میں ایسا کوئی وقت نہیں کہ کمسنی میں الوہیت پر دلیل قائم کی ہو یہ خاص ہے خاندان نبوت و رسالت سے جسکا بچہ بچہ توحید کا سبق دیتا ہے۔

امام موسیٰ کاظم اور شیر سے گفتگو کلیم کا عصا جب اپنے لباس کو بدل کر سانپ کی صورت میں فرعون کی طرف بڑھا تو باوصفیکہ قدرت کی طرف سے اطمینان دلایا جاتا تھا کہ سنعیدھا سیرتھا الاولی تم عنقریب اسکو اسکی پہلی حالت پر پھیر دینگے لیکن موسیٰ کے یقین میں اتنی کمزوری تھی کہ بشریت سے مجبور ہوکر ہاتھ دامن قبا میں چھپا کر ڈرا لیکن موسیٰ بن جعفر اذیت دینے والے درندوں سے کبھی نہ ڈرے تاریخ میں ہے۔

روی علی بن حمزه البطائنی قال خرج ابو الحسن موسیٰ ع فی بعض الایام عن المدینة الی ضیعة له خارجة عنها فصحبته انا وکان علیہ السلام راکباً بغلة و انا علی حمار لی فلما صرنا فی بعض الطریق اعترضنا اسد فاحجمت عنه خوفاً واقدم ابو الحسن غیر مکترث به فرایت الاسد یتذلل لابی الحسن ع ویهمهم فوقف له ابو الحسن کالمصغی الی الهمهمة و وضع الاسد یده علی کفل بغلته وقد همتنی نفسی من ذلك وخفت خوفاً عظیماً ثم تنحی الاسد الی جانب الطریق وحول ابو الحسن وجهه الی القبلة وجعل یدعو ویحرك شفتیه بما لا افهم ثم اومی الی الاسد بیده ان امض فهمهم الاسد همهمة طویلة وابو الحسن یقول آمین آمین وانصرف الاسد حتی غاب عن اعیننا ومضی ابو الحسن لوجهه واتبعته فلما بعدنا عن الموضع لحقته فقلت له جعلت فداك ما شان هذا الاسد فقد خفته والله علیك وتعجبت من شانه معك فقال لی ابو الحسن انه خرج الی یشکو عسر الولادة علی لبوته وسألنی ان اسأل الله ان یفرج

علی بن حمزہ بطائنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک روز مدینے سے اپنے ایک باغ کی طرف تشریف لے چلے جو مدینہ سے باہر تھا میں بھی حضرت کے ساتھ ہولیا آپ اپنے خچر پر سوار تھے اور میں اپنے گدھے پر تھا تھوڑی دور پہونچکر ایک شیر ہمارا سد راہ ہوا میں ڈر کے مارے ٹھہر گیا اور امام موسیٰ کاظم ع بے خوف و خطر اسکی طرف بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ جب اس کے قریب پہونچگئے تو مینے دیکھا کہ شیر امام کے آگے گڑگڑا رہا ہے اور ہمہمہ کرتا ہے یہ دیکھکر حضرت اسکا ہمہمہ سننے کے لیے ٹھہر گئے جس طرح حاکم عادل مستغیث کی فریاد کو سنتا ہے اور شیر نے اپنا ہاتھ آپکے خچر کے پٹھے پر رکھدیا اس واقعہ سے میرے نفس نے مجکو مبتلائے ہم و غم کردیا اور خوف عظیم مجھ پر لاحق ہوا پھر شیر راستہ کی طرف مڑ گیا اور امام نے اپنا منھ قبلہ کی طرف موڑکر دعا کرنا شروع کی آپکے ہونٹ حرکت کرتے تھے مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا پھر حضرت نے اپنے ہاتھ سے شیر کی طرف اشارہ کیا کہ چلا جا پس شیر نے ایک طویل ہمہمہ کیا اور امام آمین آمین فرماتے گئے آخر شیر وہاں سے پلٹ کر ہماری آنکھوں سے غائب ہوگیا اور امام اپنی راہ روانہ ہوئے اور میں حضرت کے پیچھے پیچھے ہولیا جب ہم اس مقام سے دور ہوگئے تو مینے حضرت کے قریب پہونچکر

عنہا ففعلت ذلک لہ والقی فی روعی انہا
تلدہ ذکراً فخبرتہ بذالک فقال لی امض فحفظ
اللہ فلا یسلط اللہ علیک ولا علی ذریتک
ولا علی احد من شیعتک شیئاً من السباع
فقلت آمین (ارشاد دفق ص ۲۴۵)

عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں اُس شیر کا کیا ماجرا تھا
خدا کی قسم مجھے آپ کی جان کا خوف تھا۔ جو عنوان اُسنے
آپکے ساتھ کیا اُس سے مجھے تعجب ہوا امام نے ارشاد فرمایا کہ
وہ اپنی مادہ کے عسر ولادت کی شکایت لیکر میرے پاس
آیا تھا اور مجھ سے سوال کرتا تھا کہ میں اُسکے لیئے دعا کروں
کہ اُسکی مشکل کو خدا آسان کرے چنانچہ مینے اُسکے لیئے دعا کی اور میرے دل میں یہ بات ڈالدی گئی کہ اُسکے یہاں فرزند
نرینہ پیدا ہوگا جب مینے اس القاء ربانی سے اُسکو آگاہ کیا تو اُس نے بھی میرے لیئے دعا کی اور اپنی زبان میں کہا
کہ آپ تشریف لے جائیں خدا آپکو اپنی حفاظت میں رکھے اور آپ پر اور آپکی ذریت پر اور آپکے کسی شیعہ پر کسی درندہ
کو مسلط نہ کرے وہ دعا کرتا تھا اور میں آمین کہتا تھا؟

اس واقعہ سے ہم امام کے اطمینان قلب اور القاء الہام پر روشنی ڈالنے کے ساتھ آنحضرت کے مرکب
کی بھی تعریف کیے بغیر نہ رہینگے کہ موسیٰ نبی ہوکر اژدہے سے ڈر گئے اور نبی زادہ کے سواری کا راہوار امام کے
زیر ران ہونے سے اتنا نڈر تھا کہ شیر نے پشت پر پنجہ ٹیک دیئے اور اُسے خبر نہوئی کہ پشت پر کون ہے؟

امام موسیٰ کاظم ع کی غذا موسیٰ بن عمران کے دسترخوان پر کبھی وہ روٹیاں نظر آتی جنھیں رب لما انزلت
الی من خیر فقیر کہکر خدا سے مانگتے تھے اور کبھی من وسلویٰ نازل ہوتا تھا اور یہ بھی آسمانی کھانا انکا ہو اطعام تھا
ہمارے امام موسیٰ بن جعفر مانگتے نہ تھے مگر اپنے قوت یقین کا یوں ثبوت دیتے تھے کہ ڈولچی میں ریت ڈالکر ہلاتے
تھے جو ستو ہوجاتی تھی اور اُسکو آپ نوش فرماتے تھے چنانچہ شقیق بلخی سفر حج کے متعلق ایک طولانی روایت
کے ضمن میں کہتا ہے :-

فلما نزلنا زبالۃ رأیتہ علی بئر سقطت
رکوتہ فیہا فدعی فطفی الماء حتی اخذہا
وتوضأ وصلیٰ اربع رکعات ثم مال
الی کثیب رمل فطرح منہ فیہا وشرب
فقلت اطعمنی من فضل ما رزقک اللہ
فقال یا شقیق احسن ظنک بربک فناولنیہا
فشربت منہا فاذا ہو سویق وسکر وما
شربت واللہ الذ منہ ولا اطیب ریحا

جب ہم (اہل قافلہ) زبالہ میں اترے تو مینے حضرت کو لب
چاہ دیکھا کہ ڈولچی کنوئیں میں گر گئی ہے پس حضرت نے
لبوں کو جنبش دی اور پانی اتنا بلند ہوا کہ ڈولچی ہاتھ
سے اٹھاکر وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی پھر ریت کے ایک
ٹیلے کی طرف متوجہ ہوے اور بالو ہاتھ میں لیکر اوس ڈولچی
میں ڈالی اور پینے لگے شقیق نے کہا جو کچھ آپ کو خدا نے
رزق دیا ہے اسکا بچا ہوا حصہ مجھے بھی عنایت کیجیے
آپنے فرمایا اے شقیق اپنی پروردگار سے حسن ظن رکھو پھر

فشبعت ورویت واقسمت انا ما اشتہی شرابا ولا طعاما (صواعق محرقہ)

وہ ڈولچی مجھے عنایت فرمائی اور میں نے اُسے پیا تو ستو اور شکر تھی اور خدا کی قسم میں نے کبھی ایسے لذیذ اور خوشبودار ستو نہ کھائے تھے میں وہ ستو کھا کر سیر و سیراب ہو گیا اور چند روز تک آپ غذا کی خواہش نہ ہوئی ؛

یہ واقعہ حضرت ابراہیم سے بھی مشابہت رکھتا ہے اُنکے لیئے ریگ صحرا آرد ہوئی تھی لیکن پھر بھی ان کو خوش کی ضرورت تھی مگر آپکے واسطے ریگ صحرا سویق شیریں بن گئی تاکہ فرزند حبیب کا مرتبہ خلیل سے بڑھے دوسرا پہلو اس واقعہ کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے بنات شعیب کو سیراب کیا تو انھیں ڈول کھینچنے کی ضرورت ہوئی اور حضرت موسیٰ ابن جعفر کے لیئے پانی خود بلند ہوا اللھم صل علی محمد وآل محمد

موسیٰ بن جعفرؑ کی شباہت حضرت علی بن موسیٰ سے خود آنحضرتؐ کی زبانی

یقطین قال استدعی الرشید رجلا یبطل بہ امر ابی الحسن علیہ السلام ویخجلہ فی المجلس فانتدب لہ رجل معزم فلما احضرت المائدۃ عمل علی الخبز فکان کلما رام ابو الحسن علیہ السلام تناول رغیف من الخبز طار من بین یدیہ واستفز ھرون الفرح والضحک لذلک فلم یلبث ابو الحسن ان رفع راسہ الی اسد مصور علی بعض الستور فقال لہ یا اسد اللہ خذ عدو اللہ قال فوثب تلک الصورۃ کاعظم ما یکون من السباع فافترس ذلک المعزم فخر ھرون وندمائہ علی وجوھھم مغشیا علیھم وطارت عقولھم خوفا من ھول ما راہ فلما افاقوا من ذلک بعد حین قال ھرون لابی الحسن علیہ السلام اسئلک بحقی علیک لما سئلت الصورۃ ان ترد الرجل فقال ان کان عصا موسیٰ ردت ما ابتلعہ من

علی بن یقطین کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رشید نے ایک ایسے شخص کی خواہش کی جسکی وجہ سے وہ امامت امام موسیٰ کاظمؑ کو باطل کر دے اور اپنے دربار میں انھیں شرمندہ کر دے یہ سنکر ایک مکار شخص فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور جب دسترخوان بچھایا گیا تو اُس نے روٹی پر کچھ ایسا عمل کیا کہ جب امام روٹی نوش فرمانے کا قصد فرماتے تھے تو وہ آگے سے اُڑ جاتی تھی اور ہارون اس بات کو دیکھکر خوش ہوتا تھا اور ہنستا تھا پس فوراً ہی امام نے اپنے سر اقدس کو ایک شیر کی تصویر کی طرف بلند کیا جو ایک پردہ پر بنی ہوئی تھی اور اُس سے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے شیر اس دشمن خدا کو پکڑ لے علی بن یقطین کہتے ہیں کہ فوراً وہ تصویر ایک بڑے درندہ کی صورت میں کھڑی ہو گئی اور اُس مکار کو پھاڑ کھایا یہ دیکھکر ہارون اور اُسکے مصاحب غش کھا کر مونہ کے بل گر پڑے اور اُنکی عقلیں اس خوفناک حالت کو دیکھکر پرواز کر گئیں جب تھوڑی دیر کے بعد سب کو ہوش آیا تو ہارون نے امام سے عرض کیا کہ میں آپ کو اپنے حق کی قسم دیکر سوال کرتا ہوں کہ آپ اس تصویر کو حکم دیں کہ وہ اس شخص کو اگل دے حضرت نے ارشاد فرمایا

حبال القوم وعصیهم فان هذه الصورة تود ما ابتلعه من هذا الرجل۔ (مناقب آل ابی طالب ج ۵ ص ۱۰۲)

کہ اگر موسیٰ بن عمران کے عصا نے قوم کی رسیاں اور عصاؤں کو نگلکر اُگل دیا ہو تو یہ تصویر بھی اس شخص کو نگل کر اُگل دے

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن عمران اور موسیٰ بن جعفرؑ کا اقتدار بارگاہ سرمدیت میں مساوی ہے اور نبوت موسیٰ بن عمران وامامت موسیٰ بن جعفر ایک نقطہ پر منطبق ہے۔

حضرت موسیٰ بن جعفر اور قیامت کا دن قیامت کا دن اپنی سختیاں اہل دنیا کو جن ناقابل برداشت زحمتوں میں مبتلا کرنے والی ہیں وہ ناقابل بیان ہے اُس دن چہروں سے ہیبت و دراعدہ عالم نشہ محشر میں محدود ہوگا باپ کی خبر بیٹے کو نہ ہوگی بیٹا باپ سے دامن کھینچے گا بھائی سے بھائی جدا ہوگا تمام رشتہ اور نسلیں قطع ہو کر نفسی نفسی کی صدائیں سنائی دینگی کوئی تابہ کمر اور کوئی تا بگلو اپنی خجالت کے عرق میں غرق ہوگا حتیٰ کہ بعض روایات میں ہے کہ اہل محشر کے پسینہ سے اونٹ سیراب ہو سکینگے بڑی بڑی مقتدر ہستیوں کو خواہ صنف انبیا ہی سے کیوں نہوں اپنی جان کے لالے پڑے ہونگے لیکن اہلبیت رسول کی اسوقت حالت یہ ہوگی کہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون انکی اطمینان کا نقشہ ہے اور لقھم نضرة وسرورا بارگاہ ایزدی میں انکی باریابی کی تصویر ہے کبھی منزل عرش پر جلوہ نما ہونگے کبھی حوض پر قرآن کے ساتھ ساتھ پہونچینگے کبھی جنت و نار کے درمیان میں حکمرانی کرتے نظر آئینگے کبھی طوبیٰ کے سایہ میں پیش پیش ہونگے اور ہر ایک معصوم ایک نئے خدمت پر سرفراز ہوگا۔"

قال رسول الله صلی الله علیه وآله انا وارد کم علی الحوض وانت یا علی الساقی والحسن الذاید والحسین الآمر وعلی بن الحسین الفارط ومحمد بن علی الناشر وجعفر بن محمد السائق وموسیٰ بن جعفر محصی المحبین والمبغضین وقامع المنافقین وعلی بن موسیٰ مزین المومنین ومحمد بن علی متولی اهل الجنة فی درجاتهم وعلی بن محمد خطیب شیعته ومزوجهم بالحور العین والحسن بن علی سراج اهل الجنة یستضئون به والمهدی شفیعهم یوم القیامة حیث لاباذن الله الا لمن یشاء

فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تم سے حوض کوثر پر ملوں گا اے علی تم تو ساقی ہو گے اور حسن ذائد و تو شہ مہیا کریں گے اور حسین حکم دینے والے ہوں گے اور علی بن الحسین آبنوشی کے سامان درست کرتے ہونگے اور محمد بن علی نشر اموات کے عامل و کارکن ہوں گے اور جعفر بن محمد غیر مستحق کو وہاں سے نکال رہے ہوں گے اور موسیٰ بن جعفر دوستوں اور دشمنوں کا شمار کرینگے اور منافقین کا قلع قمع کریں گے اور علی بن موسیٰ مومنوں کو آراستہ کریں گے اور محمد بن علی اہل جنت کے درجات میں انکے متولی ہوں گے اور علی بن محمد اپنے شیعوں کے خطیب ہوں گے اور حورالعین کے ساتھ انکی تزویج کرینگے

اور حسن بن علی بمنزلہ چراغ ہوں گے جن سے اہل جنت   (عادۃ الاسلام)   دیو ضی

نور و ضیا حاصل کرینگے اور مہدی یوم قیامت اُنکے شفاعت خواہ ہوں گے جبکہ اللہ بجز اُن لوگوں کے جنکی

ن چاہے اور جن سے وہ راضی و خوشنود ہو اور کسیکو شفاعت کی اجازت نہ دے گا۔"

ثابت ہوا کہ اس دن ہمارے ممدوح امام ہفتم کو اہل ایمان و اباب نفاق کے شمار کرنے کا عہدہ دیا جائیگا

اور منافقین کی قلع و قمع سپرد ہوگی جو حضرت موسیٰ بن عمران سے انحضرت کی مشابہت ثابت کرتی ہے حضرت موسیٰ

نے اپنے قوم میں سے ستر آدمی منتخب کرنے کا ارادہ اپنے دل سے کیا تھا خدائی منصب نہ تھا اور یہ حضرت مومن و منافق

کی پہچان کے لیے خدا کی طرف سے معین ہوں گے دوسرے یہ کہ موسیٰ کا غضب اُنکی دنیوی زندگی میں مشہور تھا لیکن

موسیٰ بن جعفر قامع المنافقین حشر کے میدان میں بنائے جائینگے یہاں اگرچہ جزا و سزا کا اختیار خدا ہی کے دست انتظام

میں ہے جسکی تعمیل ملائکہ مقربین کے ذریعہ سے ہوگی لیکن اہلبیت کی عزت یہاں بھی قابل غور ہے اور کہنا پڑتا ہے

کہ یہ دن موسیٰ کو نصیب نہیں ہوا آئندہ کبھی فرصت ہوئی تو ان شاء اللہ اس سے زیادہ لکھینگے۔"

(عبدہٗ ہادی الرضوی اصلح اللہ اعمالہ و اجزل آمالہ)

انگریزی ترجمہ صحیفہ کاملہ حصہ دوم

کلام الامام امام الکلام

علی ثانی یا آدم ثالث امام چہارم حضرت علی بن الحسین بن علی بن ابیطالبؑ کا وہ کلام بلاغت نظام جو تحت

کلام الخالق و فوق کلام المخلوقین کا مصداق اور مافوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور رابطہ عبدیت و

معبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعاؤ مناجات کے اعلیٰ ترین طرق کا معلم ہے مدرسۃ الواعظین کے کافی وقت اور روپیہ کے

صرف سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہو رہا ہے شائقین کے سخت تقاضے سے پہلا حصہ جو ۲۰ دعاؤں پر مشتمل اور ۹۶ صفحہ

پر ختم ہوا ہے سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ جو ۲۹ دعاؤں پر مشتمل اور ۱۰۰ سے شروع ہو کر ۳۶۵ پر ختم ہوا ہے

امسال شائع کیا گیا ہے حصہ اول کی طرح اس دوسرے حصہ میں بھی ایک صفحہ پر اصل عبارت عربی اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہے

جلد اور قیمت میں کوئی فرق نہیں دونوں حصوں کی جلد نہایت عمدہ انگلش فیشن اور دونوں حصوں میں سے ہر ایک کی قیمت عیر

ہے سکریٹری صاحب انجمن مؤید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

یہ ترجمہ کیسا ہے اور اسکے کیا خصوصیات ہیں ایک دہریہ پرست جرمنی اسکو دیکھکر لکھتا ہے کہ اگر خدا ایسا ہی ہے جیسا

اس کتاب میں بتلایا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں۔" ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے جلد منگوائیے ایسا نہ ہو

کہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے۔

غم بالائے غم

ایک وہ وقت تھا کہ بیت نبوت و رسالت اعلیٰ شان و شوکت پر تھا اُسکے مکین اپنی تسبیح و تہلیل کی صداؤں سے عالم بالا کے نقطۂ نگاہ بنتے دروازوں پر عصمت پوش ملائکہ کا ہجوم اور تہنیت و تبریک کے لیے فرشتگان مقربین کا آنا معمولی بات تھا عالم بالا کی اوتری ہوی چیز خواہ وہ ستارہ ہو یا جنت کا تحفہ یا قرآن کی آیت سب کا مرکز ایک تھا،

اربابِ فلسفہ و حکمت نے اپنی معینہ قواعدین ہمیشہ کے لیئے قابل تسلیم کلیتہ "کل شیٔ یرجع الی اصلہ" بنا کر اس بات کا ثبوت دیا تھا کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف کھنچتی ہے کلوخ انداز کا زور بازو خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہو لیکن ہاتھ کی قوت ختم ہو جانے کے بعد فطرت پھر اُسکو زمین کی طرف لائے گی بنا برین ہم کو تعجب نہیں ہوتا کہ محمد و آل محمد نے اپنی شخصیت سے عالم میں کیسے تغیر پیدا کیے اور انکے منازل پر انوار کا ہبوط کیوں ہوا اگرچہ نورانیت کا تقاضا ہے کہ وہ بلندی پسند ہو کیونکہ مرکز نور سمٰوات ہے لیکن آل محمد کے پست گھر حقیقت میں اسقدر رفیع اور مرکز انوار تھے کہ انھوں نے فلکی چیزوں کو اپنی طرف کھینچا قرآن اوترا تو وہ نور ستارہ آیا تو وہ نور تسلیم کرنا پڑیگا کہ گھر کے رہنے والے نور تھے تاکہ قرآن کے نزول اور ستارہ کے ہبوط کے بعد کل شیٔ یرجع الی اصلہ صحیح ہو۔ قطع نظر اسکے انوار فلکیہ کی اصل بھی نور محمدی سے تھے جسے اول ما خلق اللہ نوری کا طرۂ امتیاز حاصل ہے اور تمام انوار شمس و قمر و نجوم اسکی فرع ہیں پھر ستارہ۔ انکے گھر نہ اُترے تو اُسکی منزل اور کہاں ہو سکتی ہے ملائکہ کی خلقت بھی نور سے تھی اسلیئے اہلبیت کے گھروں میں فرشتہ خادم بنا کر بھیجے گئے اور ملائکہ کی فرودگاہ کے لیئے یہی گھر موزوں ہوا

ہر آغاز کا ایک انجام ہوا کرتا ہے اور ہر ابتدا کی ایک انتہا ہوتی ہے آل رسول کا آغاز تو یہ تھا کہ اُنکے گھر کے پاسبان ملائکہ اور خدمت کرنے والے عصمت پوش فرشتے تھے اور انجام یوں صورت نما ہوا کہ نام نہاد امت دروازہ پر گستاخانہ ہجوم کرنے لگی!!

مرض الموت میں پیغمبر کو تنہا چھوڑ دیا گیا وہ مصلح قوم جسنے قرآنی آواز لا تفرقوا کی ترجمانی میں مختلف طریقوں سے آپس کے بگاڑ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا تھا اُسکی عمر کی آخری گھڑیوں میں زندگی کی تمام کارگذاری بیکار ثابت کی گئی مرسل اخلاق کا مجسمہ تھے اُنھوں نے مکارم اخلاق کی تعلیم میں امت کے لیئے جو اصول قائم کیے تھے انمیں ہر قاعدہ قوم کی شیرازہ بندی کا ضامن تھا مثال کے طور پر فلسفہ عیادت کو دیکھو کتنی خوبیاں مضمر ہیں اشتراک مواساۃ ہمدردی کا ثبوت اس سے زیادہ کسی عمل میں نہ ہوگا کہ جو بیمار ہو اُسکے ابنا جنس بیمار پرسی کے لیئے جوق

جو تی آئیں جو حدیں عیادت کی مقرر کیں ان میں معنی خیز آنے والے مریض کے پاس زیادہ نہ بیٹھیں اسکے دل دکھانے کی بات نہ کریں جاتے وقت کوئی تحفہ ساتھ لیجائیں (وغیرہ وغیرہ) سرور کائنات کے ہمسایہ میں ایک یہودی رہتا تھا وہ بیمار پڑا آپنے اُسکی عیادت کی تکلیف بنفس نفیس گوارا کی (دیکھو مکارم الاخلاق)

منجملہ اُن مصالح و حکم کے جو رسول کی سیرت میں مضمر ہو سکتی ہوں بڑی مصلحت اس خلق عمیم میں یہ ہوگی کہ نبی خدا کی نرم دلی کا ثبوت ملے اور غیر مذاہب کے دلوں پر اخلاق کا سکہ قائم ہو لیکن افسوس ہے کہ ایسے محترم پیغمبر کی عیادت کرنے والے خدا جانے کہاں ہیں جو بستر کے گرد بجز علی و فاطمہ اور چھوٹے بچوں کے کوئی دکھائی نہیں دیتا ابھی کل کی بات ہے کہ حجۃ الوداع میں ستر ہزار کا مجمع تھا پیغمبر اپنی خبر مرگ بھی سنا چکے تھے غیر مقامی لوگوں کی شکایت نہیں بلکہ پاس کے بیٹھنے والے بھی نہیں ہیں اور نفسانی اغراض کے پورا کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اگر کبھی محل عیادت پر آگئے تو وہاں بھی اپنے مستقبل ہی کے زریں زمانہ کی گفت و شنید ہوئی حالانکہ مریض کانپتے ہوئے آواز سے قوموا عنی کہہ رہا تھا

کچھ دن پہلے سرور انبیاء کے چہرہ پر مسکراہٹ اُنکی طبیعت ثانیہ سمجھی جاتی تھی مگر اس بیماری میں جب سے ایک ہولناک خواب دیکھ لیا تھا ہونٹوں پر تبسم بھی مفقود تھا اسوقت مسلمانوں کا فرض تھا کہ اپنے غمگین رہنما کو خوش نہ رکھ سکتے ہوں تو کم از کم رنجیدہ نہ کریں لیکن پیغمبر مغموم اور چیں بر جبیں نظر آتے ہیں :-

فی المستدرک عن مسلم الزنجی عن العلاء عن ابیہ عن ابی ہریرہ قال ان النبی قال رائیت فی مناحی کان بنی الحکم بن ابی العاص ینزون علی منبری نزو القردة فما رای النبی مستجمعا ضاحکا حتی مات (حیوۃ الحیوان دمیری ص ۱۹ ج ۲ مصر)

مستدرک میں مسلم زنگی سے اُنے علا سے اُسنے اپنے باپ اور اُسنے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہا اسنے کہ فرمایا نبی خدا نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا اولاد حکم بن ابی العاص میرے منبر پر اُچک رہے ہیں جیسے بندر اچکتے ہیں اسکے بعد کبھی نبی کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ حضرت نے دنیا سے رحلت کی

دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب مریض کی صحت سے نا امیدی ہو جاتی ہے تو بیمار کی خواہش پوری کرنے میں مضر اشیا بھی دیدی جاتی ہیں ہمارا مریض وہ مریض ہے جسکو مسلمانوں نے عقل کل تسلیم کیا ہے ناممکن ہے کہ وہ ضرر پہونچانے والی چیزوں کی تمنا کرے اُسکی بیماری بھی علمی بیماری ہے قلم دوات کے سوا اور اسنے کسی کھانے پینے کی چیز کی ضرورت کہاں صرف ضلالت نہ پھیلنے کے لیئے کاغذ دوات قلم مانگا تھا مگر نہ ملا ہمارے قلم میں طاقت نہیں جو اُس دل شکن جواب کی آواز کا اعادہ کریں جو آجتک میدان تاریخ میں گونج رہی ہے یہ افتراق کی پہلی تخم ریزی بھی جو بزم احتضار میں رسول کے کیگئی اسکا پھل رسول کے دنیا سے جانیکے بعد آگے چلکر ملا، ابوبکر احمد

بن موسیٰ مرودویہ رقمطراز ہیں :۔

قال ابو منصور السقیفۃ کل بناء مستغداو شبهھر صنعت لمایکون بادزۃ الزمعنا لاسمو للتفرقۃ بین الناس واما بنو ساعدۃ الذین اضیف لسقیفۃ الیھم نھی من الانصار وھم بنو ساعدۃ ومنھم سعد بن عبادہ وھو القائل یوم السقیفۃ منا امیر ومنکم امیر ولم یبایع ابا بکر ولا احدا (معجم البلدان)

ابو منصور کہتا ہے کہ سقیفہ ہر اوس عمارت کو کہتے ہیں جیسے چھت ہو یا چھت کی طرح کوئی اور ایسی ہی چیز ہو جو کھلی ہوئی چیز کو پاٹنے کے لیے بنائی گئی ہو، یہ نام لوگوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے اب رہے بنو ساعدہ جن کی طرف سقیفہ کی نسبت دی گئی ہے وہ انصار میں سے تھے اور یہ وہی بنی ساعدہ ہیں جنہیں ہے سعد بن عبادہ بھی ہیں جنہوں نے یوم سقیفہ کہا تھا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو ایک تم میں سے اور انھوں نے نہ ابوبکر سے بیعت کی نہ کسی اور سے،

پیغمبر کی رحلت کے بعد دنیائے اسلام تاریک اور بحر و بر میں سناٹا تھا ہر خشک و تر اشرف المخلوقات کے لیے لباس ماتم پہنے نظر آتا تھا مگر امت نے رسول اور انکی سیرت کو بالکل بھلا دیا تھا قاعدہ ہے کہ مرنے والے کے بعد مدتوں اسکی باتیں یاد کر کے چاہنے والے روتے ہیں مگر حیف صد حیف چند دن بھی رسول کی خاص خاص حدیثیں یاد نہ رکھی گئیں اس حدیث سے زیادہ یاد رکھنے کے قابل کون سی حدیث ہو گی جو علامہ سیوطی کے قلم سے یوں ملتی ہے

اخرج الشیخان عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم من ظلم قدر شبر من ارض طوقہ اللہ یوم القیامۃ من سبع ارضین (درمنثور فی امور الحشر)

حضرت عمر اور ابوبکر نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایک بالشت زمین کسی کی بظلم لے لے خداوند عالم اُس حصہ زمین کو قیامت کے دن زمین کے ساتوں طبقات سے نکالکر اُسکے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیگا

اس حدیث کے راوی دو شخص ہیں صحابہ کبار سے اور سلسلہ ام المومنین تک پہنچتا ہے جسکے بعد صحت و وثوق میں کوئی شک باقی نہیں رہتا لیکن بنت رسول کی جاگیر ضبط کرتے وقت انکو ایسا دل سے محو کیا کہ گویا مرسل نے کچھ کہا ہی نہ تھا بیت نبوت و رسالت پر آگ کے شعلہ بھڑکتے ہوئے دکھائی دیے اور آل ابراہیم کے گرد پیش نار نمرودی کا نقشہ کھنچا گیا درحقیقت یہ ایک عظیم امتحان تھا جسے رسول کی وفات کے بعد انتہائی ثبات قدم کے ساتھ اہلبیت نے ایسے صبر و تحمل سے طے کیا جس پر غیب سے آفریں کی آوازیں آتی تھیں،

یہ سب کچھ ہوا مگر ابھی تک خمسہ نجباء میں سے چار فرد یں موجود تھیں جنکا وجود اہل اسلام کو عہد رسالت

کا منظر یاد دلا رہا تھا۔ چند ہفتے کے بعد انہیں سے ام الائمہ نے دنیا کو الوداع کہی سیدہ کا پہلو تو شکستہ ہو ہی چکا تھا آخر بے مونس و مددگار شوہر کے بیٹے سرورِ کائنات کا غم تازہ کر کے جنت کو سدھاریں اب امیر مومناں اور وہ شاہزادوں کے سوا کوئی نہ تھا۔

علیؑ نے بادی النظر میں تو بعد رسول کے کم و بیش ۳۰ سال زندگی بسر کی لیکن یہ ۳۰ برس اسوقت لطفِ حیات دیکھنے تھے جب مصیبتوں سے نجات ملتی آپنے متضاد عنوان سے یہ زمانہ گزارا کبھی گوشہ نشین ہو کر رسول کی ابتدائی زندگی کا نمونہ دکھایا اور شعب ابی طالبؑ کا منظر مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا اور کبھی شمشیر بکف ہو کر جمل و صفین کے، میدان میں پیغمبر کی شجاعت کا نقش ابھار دیا نتیجہ میں خوارج نے دست تعدی نے شہر اللہ میں خانہ خدا کے اندر عبادت خدا کرنے ہوئی کام تمام کیا۔

حسنؑ بن علی کی طرف خلافت الٰہیہ منتقل ہوئی، اور شاہزادہ نے جس مظلومی کی زندگی بسر کی آکی نظیر بڑے بڑے صابروں کی سوانح حیات میں نہیں ملتی دنیا صرف امام حسینؑ کو مظلوم کہتی ہے، اور حقیقت میں سید الشہداء پر مظلومیت ختم بھی لیکن کون کہتا ہے کہ امام حسن مظلوم نہ تھے انکی مظلومیت اپنے انداز میں نرالی تھی دشمنوں سے بے انتہا اذیتیں اٹھا قوت انتقام کا دبا اقتدار کے باوجود تلوار کو نیام سے جدا نہ کر نا قابل تقلید مثالیں تھیں جنے صبر و تسلیم میں امتیازی درجہ کو ثابت کر دیا

اسکے معنی یہ تھے کہ دنیا اور آئندہ آنیوالی نسلیں خاندان رسالت پر یہ بیجا الزام نہ رکھیں کہ انھوں نے ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا تھا نتیجہ میں معاندین کے بغض نے ادنہیں بھی شہید کیا شہادت تعجب بھی لیکن حسن مجتبیٰ نے تو کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا پھر انکو زہر کیوں دلوایا؟

ثابت ہوا کہ یہ خانوادہ اسقدر محسود تھا کہ خواہ گوشہ نشین اور عزلت گزیں بھی کیوں نہو لیکن نظر حاسد میں کھٹکے گا، امام حسن کی مثال ایک ایسے چشمہ کی تھی جسکو اہل دنیا نے دلوں سے بھلا دیا ہو اور تشنگی کے باوجود بھی اُس سے سیراب ہونا پسند نہ کرتے ہوں فاضل دمیری سواد اعظم اسلام کی غیر معمولی شہرت یافتہ فرد اور کسیقدر منصف مزاج شخص ہے اہلبیت طاہرین کے ذکر سے اپنے مشہور کتاب کوکئی جگہ زینت دی اور حق گوئی سے انحراف نہ کیا اونھوں نے لکھا ہے کہ:۔

لما قیل لحسن بن علی لما ترکت الخلافۃ لمعاویۃ فقال لیلۃ القدر خیر من الف شھر	جب امام حسن ع سے کسی نے پوچھا آپنے معاویہ کے لئے خلافت کیوں چھوڑ دی تو حضرت نے جواب دیا کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے

(حیاۃ الحیوان ص ۱۲ ج ۱ چھاپ مصر)

یہ جواب نبوی خواب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد ہوا تھا ارباب علم کی تفہیم کے لئے بہترین اصول ہے

مختصر یہ ہے کہ امام حسن ع کے لئے اہل ظلم نے زہر کا پیالہ تیار کیا ہم یہ بھی نہیں لکھنا چاہتے کہ زہر کیسا تھا اور کس اہتمام سے حاصل کیا گیا تھا ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ گوشہ نشین امام کا قاتل کون تھا تاکہ دنیا فیصلہ کرے رسول کا باغ کسنے اجاڑا ماہ صفر کی ۲۸ اور پیغمبر خدا کا روز ارتحال و غمناک دن تھا کہ سبط اکبر کو تیسری مرتبہ آخری زہر دیکر مسموم کیا اسلام کا مشہور مؤلف ابن عبد البر المتوفی ۴۶۳ھ رقمطراز ہے

وسمته امرأته جعدة بنت الاشعث بن قيس الكندي وقالت طائفة كان ذلك منها بتدليس معاوية (استيعاب)

امام حسن کو حضرت کی زوجہ جعدہ دختر اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا اور ایک گروہ کا بیان ہے کہ یہ زہر دینا معاویہ کی سازش سے تھا۔

مسعودی نے مروج الذہب میں اسی سازش پر زیادہ روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے کہ ایک لاکھ درہم کا انعام امیر شام نے جعدہ کے لیے معین کیا تھا اور حسن مجتبیٰ کی شہادت کے بعد تمام روپیہ جعدہ کو پہونچا دیا گیا اور جب رسول زادہ کی خبر سنی تو دشمنوں میں مسرت کے مظاہرہ ہوئے،

(۱) الزمخشري في ربيع الابرار انه لما بلغ معاوية موت الحسن سجد معوية وسجد من حوله شكراً (ينابيع الانوار في تفسير كلام الله الجبار)

زمخشری نے ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ جب معاویہ کو امام حسن کی خبر رحلت ملی تو سجدۂ شکر میں گرا اور جو لوگ اسکے گرد تھے انھوں نے بھی شکر کے سجدہ کئے

(۲) ابن خلکان اہل اسلام میں نہایت مشہور مؤرخ ہے اسکا قول فاضل دمیری نے یوں نقل کیا ہے۔

لما بلغ معوية موت الحسن كبر فقالت فاختة بنت قرظة ما الذي كبرت فقال مات الحسن فقالت اعلى موت ابن فاطمة تكبر فقال ما كبرت شماتة بموته ولكن استراح قلبي

حيوة الحيوان ص ۴۹ ج ا چاپ مصر

جب معاویہ کو امام حسنؑ کی خبر وفات پہونچی تو اسنے تکبیر کہی فاختہ دختر قرظہ نے کہا کہ تو نے تکبیر کیوں کہی اس نے کہا حسن مرگئے فاختہ نے متعجب ہو کر کہا اے فرزند فاطمہ کے مرنے پر تکبیر کہتا ہے معاویہ نے جواب دیا اپنے انکے مرنے پر از راہ شماتت تکبیر نہیں کہی بلکہ میرے دل کو راحت پہونچی۔

مسلمانو دینداری اسی کا نام ہے کہ کوئی کہتا ہے رسول کے نواسہ کی خبر وفات سنکر حاکم شام نے سجدہ کیا اور کسی کا بیان ہے کہ مسرت میں تکبیر کہی کیا اچھا مصرف ہے ارکان نماز کا؟ (قابل لکھنوی)

(نوٹ) یہ دونوں مضمون ہمیں اپنے فاضل نامہ نگار جناب مولوی سید آغا مہدی صاحب قبلہ کے ذریعہ وصول ہوئے ہیں جسکے لئے ہم ممدوح کے بصد شکرگزار ہیں۔

دنیائے اسلام میں قبوں کا وجود

نجدیوں کے خلاف کتاب و سنت کا پرزور مظاہرہ

دنیا میں آئے دن نئے نئے مذاہب صورت نما ہوتے جاتے ہیں لیکن اسلام میں جو تازہ فتنہ واقع ہوا ہے وہ اہل حق کے دلوں میں ایک گہرا زخم ڈالے بغیر نہیں رہتا اسوقت دنیائے اسلام میں نجدیت کا بڑھتا ہوا سیلاب جو جزر و مد اختیار کیے ہے وہ کسی مسلمان پر مخفی نہیں اول تو مسلمانوں میں شومی طالع سے اختلاف روز افزوں تھا ہی اسپر وہابیت کی باہمی فرقہ بندی نے اور افتراق کی تخم ریزی کی اختلاف عقائد نے سواد اعظم اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

ہمیں اس اندرونی اختلاف سے ناراض ہونیکا کوئی حق نہ تھا اگر نزاع باہمی اختلاف تک محدود رہتی لیکن رونا اسکا ہے کہ اس مذہب نے جسکی وقعت دنیا میں ایک نووارد اجنبی مسافر سے زیادہ نہ تھی عام اہل اسلام کو چیلنج دیکر کتاب و سنت سے تصادم اپنی ترقی کا آلہ خیال کیا اور میدان عمل میں یو نکلکر کہنا شروع کیا کہ :۔

قبروں پر عمارتیں بنانا حرام، قبوں کا کھودنا واجب، روضوں میں دعا مانگنا ناروا، ضریح پر بوسہ ممنوع مرنیوالوں کو استجابت دعا کا وسیلہ قرار دینا ناجائز، زیارت پڑھنا بیکار وغیرہ وغیرہ۔

یہ صدائیں قرآن و حدیث سے جسقدر متضاد ہیں اسکو نہ صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں بلکہ معمولی پڑھا لکھا بھی اندازہ کرسکتا ہے کہ اس سے قرآنی تعلیمات اور احکام رسول کی کسقدر پر زور نفی ہوتی ہے ایسی اسلام سے ایسی خیرہ ریشہ دوانیوں کا ظہور تعجب اور سخت تعجب تھا لیکن نجد کی قدیم تاریخ جو وقت پیش نظر کیجاتی ہے تو انکی سفاکیاں اور بربریت مسلمانوں کا قتل و غارت سب کچھ موجود ہے اور ملک کے معزز اہل قلم وہابیت کا کچا چٹھا قوم کے سامنے اسی الواعظ کے ذریعہ پیش کر چکے ہیں۔

ہم صرف قبوں کا استحسان ثابت کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے آئندہ بیان سے پرزور لفظوں میں ظاہر ہوگا کہ قبوں کی تعمیر قرآنی تعلیم انبیاء کی سیرت خدا کا حکم مخصوص پیغمبر کی سنت صحابہ و تابعین کا اسوہ حسنہ ہے اور مرنے والوں کی یادتازہ کرنیکا یہی واحد ذریعہ ہے کہ انکی آرام گاہیں زمانہ کی سرد و گرم ہواؤں سے سربلند عمارتوں کی صورت میں بچائی جائیں۔

آثار متبرکہ کی تعظیم اور عمارت قبور کے قرآنی دلائل

وہ کون مسلمان ہے جو کتاب خدا کے خلاف آواز بلند کرے اور آیات قرآن کو جھٹلائے خلاق عالم نے اس الہامی کتاب میں انسانی زندگی کی تمام ضرورتوں کو دستور العمل

کی صورت میں ترتیب دیدیا ہے اور اسکی محیر العقول جامعیت تمام شبہات کو رفع کر کے حق کا جلوہ دکھا رہی ہے عالم میں کسی کا دست و بازو اتنا طاقتور نہیں جو اسکی جامعیت کے خلاف اٹھ سکے کبھی ہمت ، لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کا پر زور دعویٰ ہے کہیں کل شیٔ احصیناہ کتابا اور کبھی مقام پر ما فرطنا فی الکتب من شیٔ نظر آتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ ارباب تحقیق کا تو بین طبع استنباط مسائل میں تمسک کر کے لا علم لنا الا ما علمتنا کا ترانہ زبان پر جاری کرے مجھے مسرت ہے کہ قرآن حکیم میں ہماری موضوع پر دو ایک نہیں بلکہ متعدد آیات ہیں جن سے چند صریح آیتیں حوالۂ قلم کی جاتی ہیں تاکہ کتاب خدا سے سجدوں کی اجنبیت کا پتہ چلے اور دنیا دیکھ لے کہ ان گندم نما جو فروشوں نے قرآن کو کس جسارت سے پس پشت ڈالدیا ہے

پہلی آیت واذ قلنا ادخلوا ھٰذہ القریۃ وکلوا منہا حیث شئتم رغداً وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین (سورۂ بقر) اور جب ہم نے کہا کہ تم سب اس گاؤں میں جاؤ اور اسمیں سے جہاں چاہے فراغت سے کھاؤ اور دروازہ پر سجدہ کرتے ہوئے اور زبان سے بخشش کہتے ہوئے آؤ ہم تمہاری خطائیں بخشدینگے اور عنقریب نیکی کرنے والوں کی نیکی کو بڑھا دینگے،

تفسیر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ قریہ جسکے دروازہ پر جھکنے کا حکم ملا تھا یا تو بیت المقدس ہے اور یا تمام کے قصبات میں وہ گاؤں ہے جسکا نام اریحا ہے جہاں بنی اسرائیل کو میدان تیہ میں سرگشتہ رہنے کے بعد حکم ہوا تھا کہ داخل ہوں اور مراد دروازہ ہے یا اسی گاؤں کا دروازہ ہے یا وہی بیت المقدس کا پھاٹک جہاں تیسے سوی عہد میں آمد و رفت تھی اس قریہ میں داخل ہوتے وقت دروازہ پر پہونچکر سجدہ کا حکم قرآنی آواز ہے جس سے کوئی بھی قرآن انکار نہیں کرسکتا قرآن کا مذاق تدوین یہ ہے کہ اصول تعلیم کیے جاتے ہیں اور فروع پیدا کرنیکا حصہ اہل عقل کے لیئے چھوڑ دیا جاتا ہے اب جملہ کی تعلیم کا حکم دیکھکر ہمنے اہلبیت کے دروازوں کی عزت کا سبق لیا نہ آیت کے الفاظ سے ثابت ہے اور نہ کوئی تفسیر راہنمائی کرتی ہے کہ یہ دروازہ خشت و گل کے علاوہ کسی آسمانی عنصر لطیف سے بنایا اترا ہو بلکہ مخلوق کی تعمیر تھی اور بناڈالنے والے بندے تھے مگر آج حکم نے بنی اسرائیل کے سرنخوت کو خم کرنیکے لیئے اپنی طرف سجدہ کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ ایک دروازہ ایسا آ جاچکا ہے جہاں پہونچکر سجدہ کیا جاچکا ہے اب مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ جب آثار متبرکہ کی تعظیم دروازہ پر پہونچتے ہی کرنا چاہیئے تو کیا تعجب ہے گر ہم اپنے ہادیان برحق کے روضہ میں پہونچکر انکی نہیں کا دشوں کو سو نگھکر یاد خدا کریں ۔

یاد رہے ہماری تمام شکستگی اور تواضع یہاں پہونچکر صاحبان قبر کے اجلال سے ہے اور جو نمازیں ہم تحت قبہ پڑھتے ہیں اونکا یہ ہرگز منشا نہیں ہے کہ صاحبان قبر کو سجدہ کیا جائے بلکہ ختم نماز کے بعد سر نگاراس بات کے

اعتراف پر مجبور ہے اور لکھتا ہے کہ۔

اللھم انی صلیت و رکعت و سجدت لک وحدک لا شریک لک لان الصلوٰۃ والرکوع والسجود لا یکون الا لک لانک انت اللہ

میرے معبود میں تیرے ہی لئے نماز پڑھتا ہوں اور رکوع کرتا ہوں اور سجدہ کرتا ہوں تو ایک اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے اسلئے کہ نماز اور رکوع اور سجدہ بجز تیرے کسیکے لئے نہیں اس لئے کہ تو ہی تو خدا ہے۔

اس بے زبان زائرین کی برأت کا ثبوت اور کوئی نہیں مگر نام نہاد وہابی مسلمان کی آنکھوں پر پردہ پڑ جائیں تو ہمارا کچھ بس نہیں۔"

دوسری آیت واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی (پ ۱)

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے ثواب کی جگہ اور جائے امن قرار دیا اور تم سب کو حکم دیا کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ

مقام ابراہیم کی تحقیق میں چند قول ہیں حسن اور قتادہ کا بیان ہے کہ جب خلیل خدا نے شام سے مکہ کا سفر کیا اور کعبہ میں پہونچکر رکے تو حضرت اسمٰعیل کی زوجہ نے آپکی زلفوں پر گرد و غبار دیکھکر عرض کیا کہ آپ یہاں ٹھہر جائیں تو میں آپ کا سر دھلا دوں خلیل نے بہو کی خوشی منظور کی اور ایک پتھر پر بیٹھکر سر دھلوایا اوسوقت قوت اعجاز سے سنگ سخت میں آپکے قدم در آئے کوئی لکھتا ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جہاں سے ابراہیم نے حج کی ندا دی تھی اُسکی یادگار قائم کیے جانے کا قصہ تفاسیر عامہ میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر عربی حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ میں آئے اور ایک جگہ پہونچکر فرمایا یہ حضرت ابراہیم کی جگہ ہے حضرت عمر نے عرض کیا کہ پھر یہاں مصلیٰ قائم کر سکتے ہیں آپنے جواب دیا مجھے اسکا کوئی حکم ابھی تک نہیں پہونچا ہے اس ارشاد کے بعد سورج ڈوبنے نہ پایا تھا کہ آیت نازل ہوئی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور حضرت عمر نے اُسی جگہ مصلیٰ بنایا صحاح ستہ میں یہ تفسیر موجود ہے اختلاف اقوال ہمارے مفاد کے مضر نہیں ہر قول کی بنا پر اسقدر محقق ہے کہ ابراہیم نے کبھی اوس جگہ قیام کیا تھا خدا نے اُسکی یادگار باقی رکھنے کا حکم دیا اس آیت کو پڑھ کر آسانی کے ساتھ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ جب ابراہیم کی وقتی قیام گاہ نہ بھولنے کے لئے یہ اہتمام ہوا تو وہ آثار متبرکہ جو صبح قیامت تک کے لئے ارباب عصمت کی آرامگاہ ہیں اُنکی بقا بدرجہ اولیٰ مستحسن ہوگی خلاصہ یہ کہ مقام خلیل کی یادگار قائم کرنے سے مقام حبیب کی یادگار قائم کرنیکا سبق ملا اسکے بعد مطلوب پر سے ریب اور شک کا غبار قطعاً ہٹ جاتا ہے

تیسری آیت وقال لھم نبیھم ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من

اور اُن کے نبی نے اُن سے کہا کہ طالوت کے بادشاہ ہونے کی یہ پہچان ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائیگا

ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ہٰرون تحملہ الملائکۃ (پ ۲ ع ۱۶) جسمیں تمھاری پروردگار کی طرف سے تسکین اور اُن تبرکات کا بقیہ ہوگا جو موسیٰ اور ہارون کی اولاد چھوڑ گئی ہے اور اُس صندوق کو فرشتے اُٹھائے ہونگے

اگلی امتوں کے واقعات پر جو حضرات ناظر ہیں اُنپر مخفی نہوگا کہ تابوت سکینہ بنی اسرائیل میں معیار افضلیت سمجھا جاتا تھا اور جو غیر معمولی شہرت اُسی حاصل تھی وہ کسی کو نہ تھی سوالیہ لہجہ میں ناظرین ضرور پوچھینگے کہ اسمیں کیا تھا؟

مفسرین کے چند اقوال ہیں :-

(۱) علامہ زمخشری صاحب کشاف کی تحقیق ہے کہ تابوت سکینہ وہ تابوت ہے جسمیں موسیٰ کی ماں نے اپنی نومولود بچہ کو بند کرکے رود نیل میں بہادیا تھا۔ (۲) توریت رکھنے کا صندوق ہے (۳) اسمیں انبیا کی صورتیں ہیں (۴) موسیٰ وہٰرون کا لباس محفوظ ہے (۵) اولاد موسیٰ وہٰرون کے متروکات مخزون ہیں (۶) بنی اسرائیل کی حفاظت کا آلہ ہے

سبب شرف کی تعیین ہمارے لیئے ضروری نہیں مگر یہ مسلم ہے کہ اس تابوت کو خدا نے معزز قرار دیکر آیت لکھا ہے اور اسکی منزل ملائکہ کے کاندھے بنائے ہیں، اگر تابوت سکینہ موسیٰ کے بچپنے کی یادہے تو ہم جن قبروں کی تعظیم کرتے ہیں اُنمیں فخر موسیٰ حضرت خاتم الانبیاء کے جسد کے ٹکڑے تقسیم ہیں نجف میں وہ جسکے لیئے پیغمبر نے فرمایا انت منی بمنزلۃ الراس من بدنی اور کربلا میں وہ نواسہ جسکے باب میں نبتت لحمہ من لحم رسول اللہ اور جنت البقیع میں وہ پردہ نشین حجلہ عصمت جسکی شان میں ارشاد ہوا تھا ھی بضعۃ منی القصاف کی جگہ ہے کہ موسیٰ نے تھوڑی دیر تک بچپن میں جس تابوت میں قیام کیا اُسکی بحیثیت سواری قرآن نے وقعت کی تو پیغمبر اسلام جسکا مرتبہ موسیٰ سے کہیں زیادہ تھا اُسکے جگر کے ٹکڑے جس جس زمین میں ودیعت کیئے گئے ہیں وہ قابل تعظیم نہوں تم ہم شرم

اگر تابوت سکینہ میں توریت تھی تو مراقد ائمہ میں قرآن ناطق کے اجزا ودیعت ہیں اگر اسمیں انبیاء کی صورتیں تھیں تو یہاں وہ آرام کررہا ہے جسکی واجد ذات تصویر کش انبیاء تھی کیا حدیث تشبیہ کے خلاف کسی میں دم ہے کہ قلم اٹھائے جسمیں حضرت آدم کو اُنکے علم میں اور نوح کو اُنکی فہم پر اور ابراہیم کو اُنکے حلم میں دیکھنا ہو وہ علی ع کو دیکھ لے بلکہ یہ کہوں کہ تابوت سکینہ میں انبیاء کی تصویریں ہیں تو یہاں عین اجساد و العین افضل من الصورۃ اگر تابوت سکینہ میں انبیاء کی اُتری ہوئی پوشاک ہے تو یہاں اجساد جامہ اصلی میں فرش خاک پر آرام کرتے ہیں اگر تابوت میں اولاد موسیٰ وہٰرون کی خوابگاہ ہے یا بالفاظ دیگر یہ کہیئے کہ تابوت سکینہ میں بقیۃ مما ترک آل موسیٰ وہٰرون ہے کہ تو آثار متبرکہ میں بقیۃ اللہ خیر لکم ہے

اگر سبب امان ہو تو یہ بھی ذریعہ امان الذی بقائہ بقیت الدنیا و بیمنہ رزق الوریٰ و بوجودہ ثبتت الارض والسماء اہلبیت کا وصف جمیل ہے جو دعائے عدلیہ میں تلقین کیا جاتا ہے اگر ملائکہ کے کاندھوں پر اٹھایا گیا تو انحضرات کے مزار اہبط فرشتگان مقربین اور کسی امتیاز میں تابوت سکینہ سے کم نہیں اور یہ آیت بھی مشاہد مقدسہ کے واجب الاحترام ہونے کی دلیل قوی ہے۔

چوتھی آیت واوحینا الیٰ موسیٰ واخیہ ان تبوّا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ (پ ۱۱ ع ۱۴)

ہم نے موسیٰ اور انکے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیئے گھر بناؤ اور اپنے اپنے گھروں ہی کو مسجدیں قرار دے لو اور نماز کو قائم کرو

ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ ایکدن جناب سرور کائنات نے خطبہ میں فرمایا کہ خدا نے حضرت موسیٰ اور ہرون کو حکم دیا تھا کہ اپنے اور اپنی قوم کے لیئے اپنے اپنے گھروں میں مسجدیں بناؤ اور اے موسیٰ تمہارے مسجد میں ہرون اور انکی اولاد کے سوا نہ کوئی عورتوں سے نزدیکی کرے اور نہ جنب ہوکر شب باش ہو (دیکھو درمنثور سیوطی)

سبب اس حکم کا تفسیر میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ باعلان نماز پڑھنے والوں کے لیئے فرعون کا خوف دامنگیر تھا اسلیئے مصلحت تھی کہ چھپکر نماز پڑھی جائے تاکہ فریضہ ادا ہو اور دشمن نہ دیکھے طریق استدلال یہ ہے کہ جب قدرت کی طرف سے نماز کیلیے گھر منتخب ہوئے تھے تو ان پر احکام مساجد کا اجرا ہوا پھر اگر ہم ائمہ کی آرامگاہوں کی عزت کرتے ہیں تو کونسا گناہ ہے کیا وہاں نماز پڑہنا روا ہے؟ کیا ان نمازیوں کی عبادت گاہ نہیں؟ اگر ایسا ہے تو کتاب وسنت سے آجتک کوئی دلیل کیوں نہیں پیش کی گئی،،؟

پانچویں آیت اذ یتنازعون بینہم امرہم فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علیٰ امرہم لنتخذنّ علیہم مسجدًا (کہف پ ۱۵ ع ۱۵)

جبکہ انکے بارہیں لوگ باہم جھگڑنے لگے تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ان (کے غار) پر بطور یادگار کوئی عمارت بناؤ پروردگار تو انکے حال سے اچھی طرح واقف ہی ہے اور جن کی رائے اس معاملہ میں غالب رہی انھوں نے کہا کہ ہم تو ان (کے غار) پر ایک مسجد بنائینگے

مفسرین کا قریب قریب اتفاق ہے کہ پہلی رائے کافروں کی تھی اور دوسرا ارادہ اہل ایمان کا تھا

تفسیر دیکھو اذ یتنازعون ای المومنون والکافرون بینہم امرہم ای امر الفتیۃ فی البناء حولہم فقالوا ای الکفار ابنوا علیہم ای حولہم بنیانا نسترہم ربہم اعلم

جبکہ انکے بارہیں لوگ جھگڑنے لگے یعنی مومنوں اور کافروں میں جو اہل کہف کے غار کے گرد عمارت بنانے کے معاملہ میں نزاع ہوئی تو کافروں نے کہا کہ ان کے غار کے گرد ایک عمارت بناو جو انہیں ڈھانک لے

بهم قال الذین غلبوا لنتخذن علیهم حولهم مسجدا یصلی فیه وفعل ذالك علی باب الکهف (تفسیر جلالین)

اُن کا پروردگار تو اُن کے حال سے بخوبی آگاہ ہے مگر مومنین کی رائے غالب ہی انھوں کہا کہ ہم تو اُنکے غار کے گرد مسجد بنا مینگے جس میں نماز پڑھی جائے اور غار کے دروازہ پر انھوں نے مسجد کی بنا ڈالدی۔

یہ دلیل صریح ہے جواز عمارت قبور کی ایلئے کہ اصحاب کہف کے لیئے جب یہی ضرورت محسوس کی گئی کہ انکی جائے پناہ پر مسجد بنای جائے جسمیں ہمیشہ ذکر خدا ہوتا رہے تو اہلبیت اطہار کو جو اُسنے فضل و شرف میں بڑھے ہوئے تھے زیادہ استحقاق تھا کہ اُنکے قبور کی ایک علامت قرار دی جائے جس سے آنے والے اُس اُنکی خوابگاہوں پر خدا کی عبادت کی جائے جہاں تک تاریخ سے مدد لی جاتی ہے یہ واقعہ ۶۱۵ھ ہبوطی کا ہے اور یہ بھی عقل بتاتی ہے کہ اُس عہد کہ مومنین نے کسی نئے بات کا بیڑا نہ اُٹھایا ہوگا بلکہ اسکے پہلے سے یہ رسم جاری ہوگی معلوم ہوا کہ آدم کے چھ ہزار سال بعد تک قبروں پر عمارت بنانے کی رسم جاری تھی

چھٹی آیت ، ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا ولینصرن الله من ینصره (پ ۱۷ ع ۱۳)

اور اگر خدا بعض لوگوں کے شر کو بعض کے ذریعے سے دور نہ کرتا رہتا تو نصاریٰ کے صومعہ (گرجے) اور یہودیوں کے بیع (عبادتخانہ) اور مجوسیوں کی دیر اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کب کی ڈہا دی گئیں ہوتیں جو شخص خدا کی مدد کرے گا خدا بھی ضرور اس کی مدد کرے گا،

اس آیت کے پہلے خداوند عالم نے ایمان لانے والوں کو جہاد کا حکم دیا ہے اور اُنکی آوارہ وطنی کا ذکر کرکے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ اگر اُنسے دشمن دفع نکیے جاتے تو مسجدیں مسمار ہو جاتیں اور عبادت خانہ ڈہا دیے جاتے معلوم ہوا کہ ان مجاہدین کا وجود مسجد و نکے قائم رہنے کا سبب ہوا اس آیت میں ایسے لوگوں کی ہمت جو معابد بچانے کے لیئے خالص دین کی خدمت میں اُٹھ کھڑے ہوں اُنکے دل بڑہانیکے لیے تتمہ آیت میں یہ بھی ہے کہ جو خدا کی مدد کرے گا خدا بھی اُسکی نصرت کریگا ناچیز کی رائے میں اس آیت سے زیادہ کوئی اور ثبوت نہوگا جو مشاہد مقدسہ کی اصلی شان و شوکت باقی رکھنے کی تعلیم دیتا ہو۔

بڑی عبرت کی جگہ ہے کہ لسان قدرت نے اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کا گرادیا جانا پسند نہ کیا اور اُنھیں مساجد کے ذیل میں بیان کیا ان کیسے مسلمان ہیں جو جنت البقیع کا قبہ ڈہا دینے پر تلے رہے اور کسی عبادت کرنے والے کی عبادت کا اعزاز نہ کیا

ساتویں آیت فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر		اُن گھروں میں جنکی نسبت خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ ان

فیھا اسمہٗ یسبح لہٗ فیھا بالغدو والاصال — بلند کی جائیں اور انہیں اس کا نام لیا جائے ان گھروں میں صبح و شام لوگ خدا کی تسبیح کرتے ہیں (پ ۱۸ ع ۱۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رقمطراز ہیں :- کہ ابن مردویہ نے انس بن مالکؓ بریدہ سے روایت کی ہے کہ جب پیغمبر خدا نے یہ آیت پڑھی تو کسی نے پوچھا کہ یا حضرت مراد اس سے کون سے گھر ہیں آپ نے فرمایا انبیاؑ کے گھر یہ سنکر حضرت ابوبکر اٹھے اور علی مرتضیٰؑ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا یہ گھر بھی انہیں گھروں میں ہی آپنے فرمایا ہاں بلکہ انہیں سب سے بہتر۔ (تفسیر درمنثور سیوطی ج ۵ صفحہ ۵۰ سطر ۳۰ چاپ مصر)

یہ آیت آیۂ نور کا تتمہ ہے اور مذکورہ بالا تفسیر کو امام ابی اسحاق ثعلبی اور دیگر اکابر اہلسنت نے بھی نقل کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء کے گھر ہوں یا بیت علی و فاطمہ اُن سب کی وقعت اسی جہت سے ہوئی کہ رہنے والے بہترین خلق تھے ورنہ خشت و گل کی عمارت میں اتنا اعزاز کہاں جب یہ ثابت ہو تو دیکھنے کی بات یہ ہے کہ انحضرات کی زندگی کے چند روزہ قیام کی جگہیں جب اس قدر محترم ہیں کہ قرآن اُنکا مخصوص انداز سے تذکرہ کرتا ہے اور اُنکے بلند کرنیکا حکم دیتا ہے تو قیامت تک کی آرامگاہ قبریں کیوں نہ قابل تعظیم و بلندی ہونگی اور کیوں انکا بلند و نمایاں کرنا اور اُنپر قبہ بنانا ناجائز ہوگا۔ اور بالخصوص اسوقت جب کہ نص قرآن یہ بھی معلوم ہو کہ یہ فردیں زمن ہیں لہذا مزار ائمہ کے احترام میں اب کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

یہ وہ آیات تھے جنسے قبوں کی استحسان بالتعظیم پر خصوصی ثبوت ملا انہیں اُن آیات کا تذکرہ نہیں ہے جنسے شعائر اللہ کی عظمت کا ثبوت ملتا ہے قرآن چھلک رہا ہے اُن آیات سے جنسے شعائر اللہ کی حرمت پر دلیل قائم ہوتی ہے"

عہد کلیم میں قبہ موجود تھے ہر چند کہ قرآنی آیات سے ہمارے موضوع پر کافی روشنی پڑ چکی ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ عہد حضرت موسیٰ میں بنی اسرائیل کو مقدس عمارتوں کے احترام کا حکم دیا گیا تھا اور تابعین موسیٰ شعائر اللہ کی عظمت کرتے تھے جس کے بعد کسی دوسرے استدلال کی ضرورت نہیں ہے لیکن اُسکے علاوہ بھی ہم ایسے مؤیدات پیش کر سکتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ قبۂ انبیاء کی ذات سے ہمیشہ وابستہ رہے اور بنی اسرائیل میں قبوں کی تعمیر جاری تھی دعا میں ہے :-

وبمجدک الذی ظھر لموسیٰ بن عمران علی قبۃ الرمان (دعائے سمات) — تیری اُس بزرگی کا واسطہ جو موسیٰ بن عمران کے لیے قبۃ الرمان میں ظاہر ہوئی

ہمارے جد امجد اعلیٰ جناب ممتاز العلماء طاب ثراہ قبۂ رمان کی تحقیق میں فرماتے ہیں :-

وقبۃ الزمان بالزاء المعجمۃ وقد اتکرر — قبۃ الزمان نقطہ دار زا کے ساتھ کئی دفعہ اسکا

ذکرها فی التوراة وهی القبة التی بناها
موسی وهرون فی التیه بامر الله تعالیٰ
فکان معبد الهم وقیل هی بیت المقدس
وقیل هی الفلك وقیل الرمان بالراء
المهملة معناه انها قبة کان یعبد فیها
موسی وهرون فدخلها ابنا هرون و
هما سکران فجاءت نار فاحرقتهما فخاف
بنوا اسرائیل فعملوا جبة وعلقوا فی
ذیلها جلاجل من ذهب والرمان ربطوها
بسلسلة من الداخل الی الخارج من
دخل ذلك المکان ولبس تلك الجبة
فان اصاب شیٔ تحرکت تلك الجلاجل
والرمان فجروه بالسلسلة
(الدعوات الفاخرة ص ۱۱)

ذکر توریت میں آیا ہے اور یہ وہ قبہ ہے جسے موسیٰ
و ہرون نے تیہ میں خدا کے حکم سے بنایا تھا اور وہی
انکا عبادت خانہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیت
المقدس ہے اور ایک قول ہے کہ وہ فلک ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ رمان غیر منقوط راء کے ساتھ
ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ یہ قبہ وہ ہے جس میں موسیٰ
و ہرون خداوند عالم کی عبادت کرتے تھے ایک دن
ہرون کے دونوں بیٹے نشہ کی حالت میں داخل ہوئے
آئے دفعۃً ایک آگ نمودار ہوئی جس نے انھیں جلا دیا
یہ دیکھکر بنی اسرائیل ڈر گئے اور انھوں نے ایک
جبہ بنایا اور اسکے دامن میں سنہری جھانجھ اور
ایک انار لٹکا دیا اور اسے ایک زنجیر سے باندھ دیا
جو اندر سے باہر تک چلی گئی تھی جو شخص اس مکان
میں داخل ہوتا تھا وہ اس جبہ کو پہن لیتا تھا اور
اگر کوئی خطا کر چکا ہوتا تھا تو یہ جلاجل اور انار ہلنے لگتے تھے اور بنی اسرائیل اس زنجیر کے ذریعہ سے اسے
کھینچ لیتے تھے"

بہت ممکن ہے کہ انھیں قبوں کی طرف امام ابی اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے حالات حضرت موسیٰ
صلوات اللہ وسلامہ علیہ میں اشارہ کیا ہو ملاحظہ ہو،

انبانا محمد بن حمدویه باسناده عن
وهب بن منبه قال اوحی الله الی موسی
ان یتخذ مسجدا لجماعتهم وبیت قدس
للتوراة والتابوت وقبابا للقربان وان
یجعل لذلك المسجد سرادقات باطنها
وظاهرها من الجلود الملبسة علیها
عرائس المجالس ص ۱۲۶ چھاپ مصر ۱۳۴۲ھ

ہمیں محمد بن حمدویہ نے اپنی اسناد سے وہب بن
منبہ کی زبانی خبر دی ہے کہا انہوں نے وحی کی خداوند
عالم نے موسیٰ کی طرف کہ وہ گروہ بنی اسرائیل
کے لیے مسجد بنائیں اور نیز توریت اور تابوت سکینہ
کے لیے ایک بیت قدس تعمیر کریں اور قربانی کے
لیے چند گنبد بنائیں اور اس مسجد کے لیے ایسے پردے تیار
کریں جن کا استر ابرا حریری ہو۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ پیغمبر خدا کی اس پیشین گوئی پر اہل اسلام میں اتفاق ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں ہو چکا ہے وہ اس امت میں ضرور ہوگا ملاحظہ ہوں حدیث کے الفاظ۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۳۲)

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہا اُنھوں نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میری اُمت پر وہ سب ضرور واقع ہوگا جو کچھ کہ بنی اسرائیل میں ہو چکا ہے اور ٹھیک ٹھیک بے فرق و امتیاز واقع ہوگا۔

پھر جب بنی اسرائیل میں قبر لائق تعظیم و تکریم مانی جاتی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام قبروں کے وجود سے خالی ہو مسلمین میں بھی اُنکی وقعت ہونا چاہیئے۔ اور یہی ہمارا مطلوب ہے۔

سرورِ کائنات نے مرنے والوں اور انکی قبروں کا خود احترام فرمایا

مرسل کا قول اور فعل مسلمانوں کے لیئے اسوۂ حسنہ اور جو کچھ اُس سے ظہور میں آئے اُسپر عمل کرنیکی آرزو ہر دل میں ہونی چاہیئے اسلیئے کہ نبوی سیرت پر اہل اسلام عمل نہ کرینگے تو اور کون سا نقش ہے جسپر اُنکو کاربند ہونا چاہیئے ہیں نہایت افسوس ہے کہ متعصب وہابیوں نے پیغمبر خدا کی تمام حالتوں کو پس پشت ڈالدیا اور واقعات سے ایسی روگردانی کی کہ پیغمبر خدا کا قبروں کی زیارت کو جانا اصحاب کو اموات کے ساتھ ایصال ثواب کی ہمدردی پر متوجہ کرنا اہل قبور میں تخفیف عذاب کے لیئے جریدتیں رکھنا خود اپنے صاحبزادے ابراہیم کے لیئے مرنے کے بعد فاتحہ دلانا ان تمام واقعات پر عصبیت کا تاریک پردہ ڈالدیا ان خفیہ ریشہ دوانیوں سے با وجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کسقدر شرمناک اور انصاف سوز ہے

بزمِ رسالت میں فاتحہ

کان یوم الثالث عن وفاۃ ابراھیم جاء ابوذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ تمر یابس ولبن الناقۃ وخبز الشعیر فوضعھا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ النبی علیہ السلام الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقرأ اللھم صل علی محمد انت لھا اھل وھو لھا اھل ورفع یدیہ ومسح وجھہ فامر بابی ذر ان یقسمھا وقال النبی ثواب

ابراہیم فرزند رسول کو مرے ہوئے تیسرا دن تھا کہ ابوذر خدمت نبی خدا میں آئے اُنکے پاس سوکھے خرمے اور اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی پس اُسے لاکر نبی کے سامنے رکھدیا اور آنحضرت نے ایک مرتبہ سورہ حمد اور تین مرتبہ سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھکر کہا کہ بار الٰہا رحمت نازل کر محمد پر تو اسکا اہل ہے اور وہ اسکا اہل ہے یہ کہکر دونوں ہاتھ حضرت نے اوٹھائے اور منھ پر پھیرے اور ابوذر کو حکم دیا کہ اُسے بانٹ دیں اور اس کھانا کھلانے کا ثواب میرے بچہ ابراہیم کو پہونچے!

ھذہ الاطعام لابنی ابراھیم (رسالہ رد وہابیہ از فاضل بیگ بنارسی چھاپ لکھنو ۱۲۸۶ ھجری)

اس روایت کو سننے کے بعد غالباً کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ فاتحہ دلانا عبث اور مرنے والے کے لیے ایصال ثواب بیکار ہے۔"

قبر فاطمہ بنت اسد پر مرسل کی دعا فاطمہ بنت اسد نے جب رحلت کی تو سرورِ کائنات قبر پر تشریف لائے اور فرمایا

اللهم بحق نبيك والانبياء الذين من قبلي اغفر لها ووسع مدخلها الى الآخر (جذب القلوب)

میرے معبود اپنے نبی کے حق اور ان نبیوں کی حرمت کا واسطہ جو مجھ سے پہلے تھے انھیں بخشدے اور انکی قبر کو وسیع کردے قیامت تک کے لیے

اگر قبر پر آنا عبث فعل ہوتا تو پیغمبر خدا اپنی محترمہ کی زیارت لحد کو کیوں آتے ؟

پیغمبر کے ہاتھوں جریدتین کی ایجاد مرّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرين فقال انهما ليعذبان اما احدهما لا يستبرء من البول و اما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين ثم غرس في كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لما صنعت هذا فقال لعله ان يخفف عنهما ما لم ييبسا (مشكوة الانوار)

نبی خدا دو قبروں کی طرف سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے ایک اسکا وہ ہے جو پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی لی اور اسکے دو ٹکڑے کرکے ہر ٹکڑے کو ایک ایک قبر پر گاڑ دیا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس لیے فرمایا کہ شاید ان لکڑیوں کے خشک ہونے تک عذاب میں کمی رہے۔"

جریدتین قبر میں رکھنا عام طور پر صرف شیعوں کا اختراع کہا جاتا ہے یہ خبر نہیں کہ پیغمبر کی سیرت ہے جسے کسی نے چھوڑ دیا اور کوئی اختیار کیے ہے۔

شارح کنز الدقائق اور زیارت قبور ان مقابر الاولياء مكان الاستجابة ومواقع النفع والبركة كما زار رسول الله ليلة الاسراء بيت المقدس وشجرة موسى وسائر المواطن (زبدۂ شرح کنز الدقائق)

اسمیں شک نہیں کہ جتنے ولی ہیں انکی گورستانیں دعا قبول ہونے کی جگہیں ہیں اور فائدہ اور برکت کے موقع ہیں جیسا کہ پیغمبر خدا نے معراج کی رات بیت المقدس اور درخت موسیٰ اور تمام مقامات کی زیارت کی۔

شبہ اب رہا یہ امر کہ بزرگان دین کی قبروں پر جانا اور انسے توسل کس حد تک درست ہے، نجدیوں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کسنے اسکی قبر پر جاکر زیارت کی اور کون خدا کی بارگاہ میں اسکے ذریعہ سے دست سوال دراز کیے ہے مرنے کے بعد انسان تو مٹی خاک رہجاتا ہے خواہ اسمیں نبی ہی کیوں نہ ہو لہذا انہیں وسیلہ قرار دیکر دعا کرنا محض بیکار ہے۔

جواب مذہب کے لیے یہ یاد رہا خیالات جسقدر تباہ کن ہیں اسکا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جسکو اسلامی احکام

پر عبور ہے یہ تمام کوششیں صرف اس بات کے لیے ہیں کہ جب ہمارے اولیاء امت مثل عام مرنے والوں کے قرار دیے جائیں گے تو پھر اُنکی ضریح کے گرد زیارت کرنے والوں کا ہجوم نظر نہ آئے گا یاد رہے کہ زیارت اور سلام کے وقت ہر زائر صاحب قبر کو زندہ ہی سمجھتا ہے جب تو اُس سے تخاطب درست ہے اور یہ عقیدہ ہمارا قرآن حکیم سے ماخوذ ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات اگر ہمنے اُن کو نجدیوں کی طرح مردہ سمجھا تو خلاف ورزی ہے قرآن کی جسکی لیئے ہم کبھی تیار نہیں شرم کی بات ہے کہ وہابیوں کی نظریں قرآن کی اس آیت پر نہ پڑیں اور توجہ دلانے سے بھی متوجہ نہ ہو کر عاملین بالقرآن کو مورد اعتراض بنانے میں تامل نہ کریں اور عصبیت کا ایک پردہ حائل ہو کر رسول پر بھی نظر نہ کرنے دے"

قبر پہ آنے والوں کو میت پہچانتی ہے۔ عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت یعرف من یغسلہ ومن یحملہ ومن یکفنہ ومن یدلیہ فی حفرتہ

(رواہ احمد وابن ابی الدنیا)

ابو سعید خدری نے نبی خدا سے روایت کی ہے فرمایا ان حضرت نے کہ مرنے والا پہچانتا ہے اُس شخص کو جو اُسے غسل دیتا ہے اور جو جنازہ کو اٹھاتا ہے اور جو کفن پہناتا ہے اور جو اُس کو قبر میں اتارتا ہے

طبرانی نے اوسط میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ دم نکلنے کے بعد اذیت فنا ہو کر اسقدر روحانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے کہ مرنے والا تابوت کے حجاب سے اپنی اوٹھانے والے کو دیکھتا ہے اور جب یہ عام مرنے والوں کا ذکر ہے تو امام اور پیغمبر کو بدرجہ اولیٰ اسقدر احساس ہونا چاہیے جو اپنے زائر کو پہچانیں

میت سلام کا جواب دیتی ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی قال ما من عبد یمر بقبر رجل یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام (احیاء العلوم)

ابو ہریرہ نے نبی خدا سے روایت کی ہے کہ جو بندہ کسی ایسے شخص کی قبر کی طرف سے گزرتا ہے جو اُسے دنیا میں پہچانتا تھا اور وہ اُس پر سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اسکو پہچان لیتا ہے اور اُسکے سلام کا جواب دیتا ہے

یہ روایت زیارت کے جواز پر روشنی ڈالتی ہے۔

کفار تک قبروں میں صدائیں سنتے ہیں ابھی تک جو کچھ ثابت ہوا تھا وہ یہ کہ بزرگان دین کی زیارت اور اُن سے تخاطب اس لیے صحیح ہے کہ ان کو حجاب قبر میں ہوں لیکن دیکھتے اور سنتے ہیں اب نیا الفاظ اٹھ آتا ہے جسکی طرف فاضل بیگ بنارسی نے اپنے رسالہ ندوہ وہابیہ میں یوں روشنی ڈالی ہے ہم بلاکم وکاست اُنکے عین الفاظ درج ذیل کرتے ہیں اسمیں شبہ نہیں کہ یہ رسالہ نجدیوں کی سرکوبی میں ایک مستقل مجاہد کا قائم مقام ہے:۔

صدہا احادیث وارد ہیں بیچ اس مقدمہ کے بلکہ سنا مردوں کا باتیں زندوں کی یہ اوپر اولیا کے منحصر

نہیں بلکہ اموات کفار بھی سنتے ہیں مگر طاقت گویائی نہیں رکھتے، اس مطلب پر دلیل ہے گفتگو رسول صلعم کے ساتھ کفار کے کہ جنگ بدر میں آنحضرت نے اُن نعشوں کے سروں پر کھڑے ہوکر ہر ایک کی نعش پر بقید نام و ولدیت پکار کے کہا کہ اے فلاں بن فلاں آیا پایا تم نے جو کچھ کہ وعدہ کیا تھا رب تمہارے نے یہاں تک کہ حضرت عمر نے اتنجا عرض کیا یا رسول اللہ تتکلم اجساداً لا ارواح لھم یعنی اے رسالتمآب آیا کلام کرتے ہیں آپ نعشوں سے کہ نہیں ہے جان واسطے اُنکے آنحضرت نے فرمایا والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم قسم بخدا کہ جان محمد کی بیچ قبضہ قدرت اُسکے ہے نہیں ہو تم سننے والے زیادہ تر اُنسے مقولہ میرے کو ایک روایت یہ ہے لکن لا یجیبون لیکن جواب نہیں دیتے یہ حدیث طویل الذیل بیچ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے موجود ہے (رسالہ رد وہابیہ صفحہ ۲۵ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۸ھ ہجری)

بڑی جرأت کی بات ہے مقتولین بدر تو مشرک و کافر ہوکر آواز سنیں اور مسلمانوں کے دینی رہنما اس لائق بھی نہ ہوں کہ اُنپر مرنیکے بعد لوگ سلام کریں ؟

کیا توسل نبی اور غیر نبی سے نادرست ہے؟ جب اسلامی نقطۂ نگاہ سے عام اموات کا قبر پر آنے والوں کی صدائیں سننا ثابت ہوگیا تو اپنی جگہ سے یہ بھی واضح ہے کہ جن جو خاصان خدا ہیں اُن کا واسطہ دلا کر خدا سے دعا کرنا قبیح نہیں مزید ثبوت یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے :-

اذا ضل احدکم او اراد عونا وھو بارض — جب تم میں سے کوئی راہ سے بھٹک جائے یا مددگار ڈھونڈے

لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی — اور ایسی زمین پر ہو جہاں کوئی مونس نہ ہو اُسے

فان للہ عبادا لا ترونھم (اخرجہ الطبرانی) — چاہیے کہ کہے اے بندگان خدا میری مدد کرو اسلئے کہ خدا کے کچھ بندے ہیں جو تمکو دکھائی نہیں دیتے

یہ تھا غیر معصوم سے طالب مدد ہونے کا ثبوت جس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر خدا سے مدد چاہنا مرسل پاک کے قول کی تعمیل ہے چہ جائیکہ نبی و امام سے طالب مدد ہونا شاہ عبد الحق دہلوی کی عبارت سے اسکا بھی ثبوت ملتا ہے چنانچہ فاضل بیگ بنارسی اپنے رسالہ میں رقمطراز ہیں :-

بیچ جذب القلوب کے منقول ہے ایک عزیز البصر یعنی نابینا آنحضرت صلعم سے مدعی دعا کا ہوا رسول نے تعلیم فرمایا کہ وضو کرکے دوگانہ نفل گذرانے اور یہ دعا پڑھے اُسنے ایسا ہی کیا فوراً بینا ہوگیا دعا یہ ہے :-

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک — خداوندا میں تجھسے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی کے توسل

نبی الرحمہ یا محمد انی اتوجہ الیک والی ربك فی حاجتی ھذہ لیقضی لھا اللھم تشفعہ فیّ

ہے جو نبی رحمت ہیں میری طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد میں آپکی طرف اور آپکے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بارہ میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری حاجت کو برلائے اللہ تو آنحضرت کی سفارش کو میرے بارہ میں قبول کرلے ۔

اس سب پر مستزاد یہ ہے کہ خود جناب سرورکائنات نے اپنی عمر کی پاک گھڑیوں میں جسکو اسلام نے خیر القرون تسلیم کیا ہے غیر خدا سے توسل کیا بلکہ خداہی نے ہدیت کی چنانچہ نادعلی کی شان نزول تاریخ اسلام میں آج ناقابل انکار ہے میں لکھتا ہوں کہ پیغمبر خدا کو حکم ہوا کہ بھائی کو پکاریں اسمیں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آئندہ پھیلنے والے باطل مذاہب کی رو اور نجدیوں کے سامنے جب یہ سیرت رسول پیش کی جائے تو انکی نظریں نیچی ہوں ،

مقابر مکہ میں حضرت ختمی مرتبت کا ورود تاریخ اسلام کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مکہ میں بزرگان دین کی قبریں یوں نہیں بنائی گئیں کہ انپر پتھر نصب کرکے پہچان بنادی جائے بلکہ سربلند عمارتوں کے ذریعہ سے انکے نشانات باقی رکھے گئے اور اہل اسلام نے ان مقامات کو متبرک بھی خیال کیا علامہ محمد بن جاراللہ محمد امین الدین علی بن ابی بکر بن ظہیرہ حنفی قرشی مکی اس قبرستان پر یوں روشنی ڈالتے ہیں ۔

ومن مقابر مکۃ قدیما المقبرۃ العلیا یستحب زیارتھا فیھا من اموات اھل الخیر وکان یدفن فیھا فی الجاھلیۃ وصدر الاسلام آل عبد الشمس آل سفیان بن ہلال تقلہ الازرقی و یقال ان قبر امنۃ بنت وھب ام النبی فی شعب وانہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء الیھا وزارھا وقیل فی غیر ھذا المحل وفی ھذہ المقبرۃ العلیا قبر سیدنا عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنھما عند قبور آل عبد اللہ بن خالد بن اسید وذلك انہ مات عندھم فی دارھم سنۃ اربع وسبعین ولہ من العمر اربع وثمانون

جامع اللطیف فی فضل مکۃ واھلھا وبناء البیت الشریف (صفحہ ۲۹۶)

اور مکہ کے پرانے گورستانوں میں سے مقبرہ علیا ہے جسکی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ اسمیں اہل خیر کے مردے دفن ہیں زمانہ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں آل عبد شمس اور آل سفیان بن ہلال وہیں دفن کیجاتی تھی ابن مطلب کو ازرقی نے لکھا ہے اور ایک قول کی بنا پر آمنہ دختر وہب مادر نبی خدا کی قبر شعب میں ہے حضرت رسول ۴ وہاں گئے تھے اور ان کی زیارت کی تھی اور بعض لکھتے ہیں کہ اس جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ ہے اور اسی سربلند مقبرہ میں ہمارے سید عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کی قبر بھی نزدیک قبور آل عبد اللہ بن خالد بن اسید کے ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر انھیں کے گھر میں ۷۴ھ میں بعمر ۸۴ سال فوت ہوئے تھے ،

اس عبارت میں فاضل مؤلف نے مقبرۂ مکہ کو قدیم عمارت بتایا ہے اور اسکی زیارت کو مستحب کہا ہے کیونکہ اسلام کے دو اول میں جو بزرگ ہستیاں دنیا سے اٹھیں انکی قبریں اسی پاک زمین پر بنائی گئیں والدۂ حضرت ختمی مرتبت کی قبر کا شرف بھی اسی سرزمین کو حاصل ہے جہاں حضرت رسول خدا زیارت کو جاتے تھی اللہ اکبر کسقدر پاک خطہ ہے وہ جہاں نبی عربی کے قدم پہنچے اگر قبروں پر عمارت اسلامی نقطۂ نظر سے ناروا ہوتی تو صدر اسلام کی مقدس ہستیاں کب اسکو روا رکھتیں کہ مکہ میں عالیشان مقبرہ تعمیر کیا جائے ممکن ہے کہ عہد نبوی میں اس مقبرہ کی بنیاد قائم ہوئی ہو لیکن جن قبروں کا تذکرہ مؤلف نے دیا ہے انمیں آخری قبر ۲۰۰ھ میں بنائی گئی اسوقت مقبرہ کی عمارت موجود تھی اسکے معنی یہ ہیں کہ اسلام کی بڑی ہستیاں اس بات پر راضی رہیں کہ اُنکے اموات مقبروں میں دفن کیے جائیں پھر کیسے آج تیرہ سو برس گذرنے کے بعد نام نہاد مسلمانوں کے قبّہ ڈہا دینے سے قدیم روایات اسلام کے ہٹ سکتے ہیں؟

مقبرۂ عباس میں قبریں بنتی تھیں۔ مولوی سلامت اللہ سر الشہادتین کے ترجمہ میں امام حسن علیہ السلام کے حالات لکھکر تحریر فرماتے ہیں:-

> پس جنازہ آنحضرت از روضۂ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم به بقیع بردند ودر قبۂ عباس پہلوی قبر فاطمہ بنت اسد جدۂ آنحضرت مدفون کردند"
>
> (تحریر الشہادتین ترجمہ سر الشہادتین ص ۴۲ چھاپہ لکھنو مطبع محمدی ۱۲۵۷ھ)

مقبرۂ ابن عباس اور انکی قبریں۔ فاضل دمیری اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:-

كان يحيى بن يحيى الليثي الاندلسي مجاب الدعوة توفى سنة اربع وثلاثين ومائتين وقبرة بمقبرة ابن عباس (ص ۱۸۹ حيوة الحيوان ج ۲)	یحیٰی پسر یحیٰی لیثی اندلسی مجاب الدعوۃ ہیں انکی دعا رد نہوتی تھی ۲۳۴ھ میں انھوں نے وفات پائی اور انکی قبر مقبرۂ ابن عباس میں ہے

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ تیسری صدی ہجری تک مقبروں میں دفن اموات کا رواج تھا۔

مقبرۂ امام شافعی جب صحابہ وتابعین کے مزار تحت قبّہ نظر آتے ہیں تو کوئی تعجب نہیں ہر دور میں اسلام کے عمارت قبور کا رواج ہو چنانچہ امام شافعی کے قبّہ کا ذکر ملا غلام علی آزاد بلگرامی ان شاندار الفاظ میں کیا ہے:-

وقول بعضهم في قبة الشافعي رضي الله عنه	اور بعض شعرا نے قبۂ شافعی کی مدح میں کہا ہے:-

قبة مولاى قد علاها | لعظم مقداره السكينة

"میرے مولا کے قبّہ پر اُسکے عظیمۃ المقدار ہونے کی وجہ سے سکینہ برس رہا ہے"

لو لم يكن تحتها بحار | ما كان من فوقها سفينة

اگر اسکے نیچے دریا نہ ہوتے تو اسکے اوپر کشتی نہ ہوتی۔

وقبۃ الشافعی رضی اللہ عنہ بمصر قبۃ عظیمۃ البناء واسعۃ الفضاء وفی راس میل القبۃ سفینۃ صغیرۃ من حدید نظم بعض الشعراء البیتین المذکورین لما رای القبۃ ورای ذلک المیل والسفینۃ

اور قبۂ شافعی رضی اللہ عنہ کا مصر میں ہے جس کی عمارت بہت عظیم اور فضا بہت وسیع ہے اور قبہ کے سلاخ کے سر پر ایک چھوٹی سی کشتی لوہے کی ہے بعض شاعروں نے جب اس قبہ اور اس سلاخ اور اس کشتی کو دیکھا تو مذکورہ بالا دونوں شعر اسکی مدح میں نظم کیے۔

(سبحۃ المرجان فی آثار ہندستان ص ۱۳۹)

زیارت قبور فقہی نقطۂ نظر سے اس موضوع خاص میں جہاں سواد اعظم اسلام تفسیر و حدیث کے دادی میں ہمارا ہم خیال ہے وہاں اہلسنت و جماعت کے کتب فقہ بھی اداب زیارت سے مملو ہیں اور وہابیوں کے تخیلات کا قلع و قمع کر رہے ہیں شرح ہدایہ فتح القدیر فتاوی قاضی خاں شرح درمختار الیسی مسلم الثبوت کتابیں شاہد ہیں فتاوی عالمگیری جو اسوقت پیش نظر ہے اسکی عبارت پیش کرتا ہوں:۔

مستحب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد بقیع کی طرف جائے اور وہاں کے مزارات خصوصا قبر سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور بقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ کی زیارت کرے اور اسی میں حسن بن علی اور زین العابدین اور انکے بیٹے محمد باقر اور ان کے صاحبزادے جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہیں۔"

(ترجمہ فتاوی عالمگیری ص ۳۶۳ ج ۱ از مولوی احتشام الدین مرادآبادی مطبوعہ نولکشور اپریل ۱۸۹۵ء)

ائمہ کی زیارت پیغمبر خدا کی زیارت ہے شاہ عبد الحق دہلوی رقمطراز ہیں:۔

از حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ منقولست کہ فرمود کہ ہرکہ زیارت کند کدام یک از ائمہ را گویا زیارت کرد رسول خدا را و زیارت بعد غسل و آداب دخول حرم شریف بگوید واز حضرت موسیٰ الرضا علیہ السلام روایت شدہ کہ زیارت اینست السلام علیکم یا اہل بیت الرسالۃ الخ

(جذب القلوب الی دیار المحبوب)

میدان حشر میں قبوں کی تعمیر ختم کلام ہم اس حدیث شریف پر کرنا چاہتے ہیں جسے سواد اعظم اسلام کی ایک بڑی جماعت نے کتب مناقب میں نقل کیا ہے:۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ اذا کان یوم القیامۃ یضرب لی عن یمین العرش قبۃ

فرمایا نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے لیے ایک قبہ سرخ طلا کا عرش کے

من ذهب حمراء ويضرب لابراهيم
قبة من ذهب حمراء ويضرب لعلی فيما
بينهما قبة من زبرجد خضراء فما ظنك
بحبيب بين الخليلين
(ابن المغازلی فی مناقب والحاکم فی المستدرک والدیلمی
فی الفردوس وغیرہ)

داہنی طرف نصب کیا جائیگا اور ابراہیم کے لیے
بھی ویسا ہے قبہ عرش کی بائیں سمت نصب ہوگا اور
ان دونوں قبوں کے بیچ میں علی ابن ابی طالب کے لیے
سبز زبرجد کا ایک قبہ نصب کیا جائیگا پس کیا گمان
ہے تمہارا اُس حبیب کی شان میں جو دو خلیلوں کے
درمیان میں ہو۔

اس روایت سے بروز قیامت پیغمبر اسلام کی شوکت کا خاص مظاہرہ ہوتا ہے اور ہمارے موضوع پر کئی طرح سے روشنی پڑتی ہے (۱) کارخانۂ الوہیت میں قبوں کی تعمیر (۲) علی کی ایک مخصوص فضیلت (۳) نظر قدرتمیں انحضرت کے علو مکانی کے مظاہرہ کے لیئے قبوں کا انتخاب (۴) قبوں سے میدان حشر کی زینت (۵) رسولخدا کا آپ عزت کو شرف خاص خیال فرمانا۔

جب یہ معلوم ہے کہ آخرت کا دن روز جزا ہے تو میں یہ بھی کہسکتا ہوں کہ نظام قدرت کا مطالعہ ہمکو بتلاتا ہے کہ جسکو دنیا میں جس قسم کی تکلیف پہونچی ہوگی اُسکو آخرت میں ویسی ہی راحت پہونچائی جائیگی تشنہ گرسنہ کے لیئے آب کوثر عریاں کے لیئے حریر واستبرق جنت مریض کے لیئے خلعت سلامتی آوارہ وطنوں کے لیئے دار خلد و دار النعیم اسیطرح کیا تعجب ہے کہ اولاد رسول کے مزار ونکے ساتھ جو بے ادبی کی گئی اور بعض قبے ڈہا دیے گئے تو قدرت اُن کو سربلند قبوں میں جگہ دیگی۔

قبر کی حفاظت اخلاقی فرض ہے کہہ چکا ہوں کہ مرنے والے کا نام باقی رکھنے کا بہترین ذریعہ اُسکی قبر کی حفاظت ہے اور صاحب عقل کبھی اسکو پسند نہیں کرتے کہ قبر ونکی اینٹ سے اینٹ بجادی جائی روشن خیال اور متمدن گورنمنٹوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی قبر آجاتی ہے تو سربلند عمارتیں کج کر دی جاتی ہیں راستوں کے رخ بدل دیے جاتے ہیں قبروں کے کھودنے والوں کے لیئے سزائیں معیّن ہیں ناممکن ہے کہ کسی کی قبر کھود کر دوسری قبر بنا دی جائے یہ انی ہوئی بات ہے کہ اسوقت یورپ کے زبان دنیا کے کسی حصہ میں مذہب کو خیرباد نہیں کہا گیا یہ وہیں کی رسم ہے کہ مرنے والے کی لحد پر نشان بنا کر اُسکی زندگی کے کارنامے لکھے جاتے ہیں قبرستان میں عام لوگوں کو جانیکی اجازت نہیں ملتی بلکہ اُنھوں نے تو یہاں تک بلند پروازی کی ہے کہ اکابر قوم کی لاشیں عجائب خانوں میں محفوظ کردیں کہ مرنے والے کی یاد دلوں سے محو نہو ابھی کچھ دن گذرے کا ذکر ہے کہ ایک فرانسیسی عورت نے دس ہزار پونڈ اپنی وصیت میں اُس شخص کے لیئے چھوڑے تھے جو سال بھر تک رات دن اُسکی قبر کی حفاظت کرے (دیکھو اسٹیٹسمین سنڈے اڈیشن ۲۲ مارچ ۱۹۳۰ء)

یورپ کی صنف نازک تو قبروں کی حفاظت اور لوح مزار کا بقا ضروری سمجھیں اور وہابی مسلمان مرد ہو کر قبریں ڈھا دینا اپنا مذہبی فرض خیال کریں، شرم شرم،

مجھے نہیں معلوم کہ درندوں میں یہ بجو کی سفاکی زیادہ ہے جو قبروں سے مردے نکالنے کا عادی ہے یا وہ اشرف المخلوقات انسان جو گوشۂ لحد میں چین سے سونے والوں کو بے چین کرتے ہیں۔

(فقیر باب اہلبیت آغا مہدی رضوی)

انگریزی ترجمہ قرآن مجید

کسی ایک زبان کی کسی کتاب یا عبارت کا کسی دوسری زبان میں مطلب خیز ترجمہ کرنا اور مصنف یا متکلم کے اصل مقصود اور عبارت کے اصل مفہوم کو اس خوبی سے ادا کرنا کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اُسکے لطائف محاورات کے ساتھ اُس زبان کے وہ الفاظ ادا کیے جائیں جو اصلی الفاظ کے ہم وزن ہوں اور ترجمہ اُسی زبان کی ایک مستقل کتاب معلوم ہو جسقدر دشوار ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں؛

قرآن مجید کے متعدد ترجمہ انگریزی زبان میں موجود ہیں جو عیسائی مترجمین کے زور قلم کا نتیجہ ہیں اور اس زمانہ میں قادیانی جماعت نے بھی ایک ترجمہ شایع کیا ہے مگر یہ ترجمہ اسلامی نقطۂ نظر سے کہاں تک کافی اور اصل مفہوم کے اعتبار سے کس حد تک قابل اطمینان ہو سکتے ہیں۔؟ اسکا جواب عربی اور انگریزی زبان کی بے ربطی اور مترجمین کی اسلامی بے تعلقی سے بوجہ کمال وضاحت کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔

ضرورت تھی کہ انگریزی زبان بولنے والوں کے لیئے ایک ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جو صفات مذکورہ بالا سے متصف ہونے کے ساتھ اسلامی نقطۂ نظر سے کافی اور اصل مفہوم کے لحاظ سے اقوام عالم کے بہترین اعتماد کا صحیح معنوں میں مستحق ہو، مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی نظر انتخاب نے اس ضرورت کے پورا کرنے کے لیئے فاضل با دل فیلسوف کامل عالم السنۂ مغربیہ و مشرقیہ جناب الشیخ بادشاہ حسین صاحب بی، اے کو منتخب کیا اور ممدوح نے اس زحمت کو رحمت سمجھکر جس محنت و جانفشانی سے یہ ترجمہ فرمایا ہے اور جیسا دیباچہ اور تفسیری فٹ نوٹ تحریر کرکے ایک بڑے اسلامی فرض کو ادا کیا ہے وہ اُس کی دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے شائقین کے اصرار سے صرف سورہ بقر کا ترجمہ ۲۰۲ صفحہ پر شایع ہوا ہے جسکا ہدیہ بلحاظ کاغذ ۲؎، اور ۱؎ ہے سکریٹری صاحب انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے طلب فرمایئے اور باقی حصہ جو زیر طبع ہیں اُنکی اشاعت کا انتظار کیجیے

———

کیا حسین مظلوم پر رونا اس زمانہ کی مصلحت کے خلاف اور آپ کی روح مقدس پر ظلم ہے

اخبار مشرق گورکھپور نمبر ۲۲ و ۲۳ جلد ۲۰ مورخہ ۵ رجون ۱۹۳۱ء میں ایک عجیب بخلقت مضمون واقعہ کربلا کے متعلق "شہید اعظم کی یادگار" کے عنوان سے سپرد قلم کیا گیا ہے جس میں ماہ محرم الحرام کو مبارک و سعید کہکر جتلایا گیا ہے کہ وہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں عالم اسلام میں وہ قابل فخر و مسرت اور قابل انبساط و ابتہاج واقعات پیش آئے" اور تاریخی تحقیق کی داد دیتے ہوئے ہجرت رسول کو اس مہینہ کا پہلا واقعہ اور شہادت حضرت سید الشہداء کی جانب عنان قلم کو منعطف فرماکر اس واقعہ کو موجبات فخر و مسرت اور اسباب انبساط و بہجت میں سے دوسرا واقعہ ثابت فرمانیکی لاحاصل کوشش فرماکر مانعین عزاداری اور اس یوم کو یوم عید قرار دینے والوں کی دل کھولکر تائید فرمائی گئی ہے اور جناب شیخ عبد القادر جیلانی مصنف "غنیۃ الطالبین" اور انکے ہم خیال علماء مصنفین کے اتباع میں اس عزا اور اہل عزا پر طعن کرتے ہوئے یوم عاشور کو یوم فرح و سرور قرار دیے جانے کی پرزور سفارش بلکہ مشفقانہ نصیحت فرمائی گئی ہے اور ہماری عزاداری اور گریہ وزاری کو اس واقعہ کی تمام خوبیوں، اسکی تمام عبرت انگیزیوں، اس کی تمام سبق آموزیوں، اس کی تمام ایمان افزائیوں کا خاتمہ کن قرار دیکر ہمارے غم و الم کے یہ معنی قرار دیے گئے ہیں کہ ہمکو حضرت حسین کا یہ شرف بہت ہی محبوب اور ناگوار معلوم ہوتا ہے، حالانکہ قضیہ بالکل برعکس ہے اور حقیقت واقعہ بالکل اسکے خلاف ہے۔ درصل ہماری گریہ وزاری اور ماتم و بیقراری ہی نے اس واقعہ کی تمام خوبیوں، اسکی تمام عبرت انگیزیوں، اسکی تمام سبق آموزیوں، اس کی تمام ایمان افزائیوں کو دنیا پر واضح و آشکار کردیا اگر ہم خاموش رہکر اس پروپیگنڈے کو شروع نہ کرتے اور آج تک اس یادگار کو اسطرح قائم نہ رکھتے تو ہماری یہ خاموشی نواے حسرت ذکر مقتل حسین اور مقتولے منبع لعن یزید کے ساتھ ہی بلکہ اصل واقعہ کو اسطرح مخفی کردیتی کہ پھر کوئی ذکر اسکا دنیا میں باقی نہ رہجاتا اور جب باوجود اس پروپیگنڈے کے بھی آجتک مانعین ذکر اور منکرین شہادت سے دنیا خالی نہیں ہے تو ہماری خاموشی کے بعد تو کوئی ایک بھی اس واقعہ کے وقوع کا اقرار کرنے والا نظر نہ آتا اور خلافت یزید اور خلافت خلفائے بنی امیہ کے مسلم ہوجانے میں کوئی کلام باقی نہ رہجاتا جیسا کہ فاضل مضمون نگار اس شہادت کو مقام فخر و مسرت اور جائے انبساط و تہلیل کہکر اس واقعہ کی یادگار میں عید مسرت منانے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کی نصیحت اور ماتم و واویلا کی ممانعت اور کوتاہ نظری سے (ردھو دکر) اس واقعہ کی عظمت وشان کو خاک میں ملا دینے پر افسوس اور آیات قرآن مجید میں شہدا کی حیات ابدی اور انکے فضائل کے مظاہرہ کو دلیل ناجوازی جزع و فزع قرار دیکر اس پروپگنڈا کی مصلحت کو نہی اجلہ معترضانہ لہجہ میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں :-

اصلیت یہ ہے کہ جن لوگوں نے سید الشہداء حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت پر ماتم گساری

کی رسم کو جاری کیا اور بھی اس حقیقت (شہادت حسین کے موجب مسرت ہونے) سے بےخبر نہ تھے
لیکن وقت کی ضرورت کے باعث انھوں نے پروپیگنڈے کے لیے اس طریقہ کو پسند کیا اور
امویوں کے خلاف شورش پھیلانے کے لیے واقعۂ شہادت کو آلۂ کار بنایا جو ہم اپنے زمانہ میں
حکومت کے خلاف شورش برپا کرنے کے لیے اس قسم کے ذرائع استعمال کرتے ہیں، یہ ہڑتالیں ننگے
سر کے جلوس، بھگت سنگھ زندہ باد کے نعرے، تحریک خلافت کے زمانہ کی تقریریں جن میں سمرنا کے
خواتین و یتامیٰ کے تذکرے کیے جاتے تھے سب اس حقیقت کا ثبوت ہیں اور ممکن ہے مختار ثقفی
وغیرہ کے زمانہ میں ماتم حسین مفید ہو۔"

حق بر زبان جاری اسی کا نام ہے کچھ شک نہیں کہ وہ حضرات بنی امیہ کی اس ناحق کوشی و سفاکی اور
اس بے رحمی و بیباکی اور اس قیامت خیز خوں ریزی اور ان قلب شگاف مظالم سے اس قدر متاثر تھے کہ انھیں اپنی
زندگی دوبھر تھی اور جو ظلم و ستم کربلا کے میدان میں آل رسول پر توڑے گئے وہ ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتے
تھے اور حسین کی اس بیکسانہ شہادت کا تصور ان کے ان بے اختیارانہ بہنے والے مجروح کن آنسوؤں کو روک
نہ سکتا تھا وہ چاہتے تھے کہ بنی امیہ کی ناحق کوشیوں سے دنیا کو آگاہ کر کے حق آل رسول کو واضح و آشکار کر دیں
تاکہ عالم اسلام میں ان ظالموں کی روحانیت مسلم نہ ہونے پائے اور جن جن مانے خود غرضانہ اصول کے ماتحت
خلافت کا انتخاب ہوتے ہوتے یزید بن معاویہ سے جابر و ظالم زانی و شرابخوار و سفاک و ماحی شرع رسول
تک نوبت پہونچ گئی ہے ان کا بطلان واضح و آشکار کر کے ان ناجائز خلافتوں پر دنیا کو مطمئن نہ ہونے دیں۔"
یہ طرز عمل ان کا درحقیقت سید الشہداء کے اس مقدس غرض کی تکمیل تھی جس کے لیے حضرت نے ان مصائب کو اختیار فرمایا
تھا اور اتمام حجت کے بعد اپنی شہادت کو گوارا کر لیا تھا آپ چاہتے تھے کہ جو سیاہ پردہ شرع رسول پر پچاس برس سے پڑتا
چلا آتا ہے اور جس کی تاریکی میں سلطنت اسلام بے دغدغہ لوٹی جا رہی ہے اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھا دیں اور جس گہری
نقاب نے اسلام کے خوشنما چہرہ کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا ہے اسکے بند کھول کر اسلام حقیقی کو دنیا سے روشناس
کرا دیں اور جو انقلاب عالم اسلام میں صرف ۶۰ ہجری سے پیدا ہو کر اس حد تک پہونچ گیا ہے کہ حلال خدا حرام اور حرام
خدا حلال ہو رہا ہے اس کی بڑھتی ہوئی فتنہ انگیزیوں کو روک کر کلیتہً منقلب کر دیں اور دنیاوی سلطنت کے تخت پر متمکن
ہونے والوں کو ان کی آرزو کے موافق روحانی سلطنت کا مالک نہ بننے دیں اور آپ کی یہ مظلومانہ شہادت دنیا کو متنبہ
و بیدار کر کے ان مجرمانہ خلافتوں پر دنیا کو مطمئن نہ ہونے دے اور حق آل رسول کا غصب اور غاصبوں کی غاصبانہ کار
روائیاں واضح و آشکار ہو جائیں اور اسلام حقیقی کے نورانی چہرہ کی چھوٹ سے دنیا روشن و منور ہو جائے مراسم
عزا کے قائم کرنے والے اپنے امام کے ارمان کو پورا کرنے کی سرممکن کوشش میں مصروف رہے اور آئندہ نسلیں ان کے

انکے نقش قدم پر چلکر فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کی فہرست میں داخل ہوگئیں اور ہوتی جائیں گی اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ اسیطرح قائم و باقی رہکر زمانہ کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا چلا جائے گا اور حسینی مقصد پورا نہیں حاصل ہوتا رہیگا

اب خدا واسطے شہادت کے عوض میں جو اجر و جزا آپ کو اللہ تعالیٰ نے دی وہ عمل ربانی کا تقاضا ہے عدل الٰہی کے مطابق اور استحقاق حسین کے متعلق تو اسکو معیوب اور ناگوار نہیں سمجھ سکتے منکرین عدل کی خبر نہیں کہ وہ اسکو معیوب ناگوار سمجھتے ہیں یا نہیں ہم تو یہاں تک کہنے کو تیار ہیں کہ جو کچھ حسین کے پاس تھا وہ حسین نے خدا کی راہ میں دیا اور جو کچھ خدائی کارخانہ میں تھا وہ سب خدا نے حسین کو دیدیا ہمارے نزدیک یہ دیکالی وجہ علاوہ مصالح مذکورہ کے صرف ایک ہی ہوسکتی ہے اور وہ اُن سخت ترین مظالم اور شدید ترین مصائب کا تصور و تذکرہ ہے جو کربلا کے چٹیل میدان میں آل رسول پر بنی امیہ کے ہاتھوں گذر گئے اور جسنے اہل اسلام کو امم سابقہ کی نظروں میں منہ دکھانے کے قابل نہ رکھا۔ بنی امیہ اگر اسلام کے منکر ہوکر حسین کو قتل کرڈالتے تو دنیا اسقدر متاثر نہ ہوتی اور اہل اسلام کے سر امم سابقہ کے سامنے خم نہ ہوتے مشکل تو یہی پڑی ہوکہ نانا کا کلمہ پڑھکر نواسے کو قتل کیا ہے

فاضل مضمون نگار اس مسئلہ میں شیعوں کی زبان کو انکے قلب کا ترجمان نہ مانکر ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ بھی اس حقیقت (شہادت حسین کے موجب مسرت ہونے سے) بے خبر نہ تھے لیکن وقتی ضرورت نے اس پروپیگنڈہ کو اُنسے جاری کرادیا اور اس طریقہ سے گویا ان کو منافق بنانا چاہتے ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ اثر جو آج آپکو نظر آرہا ہے یہ انہیں حضرات کی کوششوں کا ثمرہ ہے انھوں نے جو کچھ کیا وہ انکے دکھتے ہوئے دل کی تحریک بھی اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ انکے چوٹ کھائے ہوئے دل کی صدا تھی اور وہ ہرگز شہادت حسین کو موجب مسرت نہ سمجھتے تھے اور فاضل مضمون نگار کی طرح آیات قرآن مجید کی اس طرح تفسیر نہ کرتے تھے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المومنین

(آل عمران)

اور جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کرڈالے گئے انھیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے فضل سے انھیں دیا ہے اس سے خوش ہیں اور جو لوگ ان سے پیچھے رہ گئے اور انکیں شامل نہیں ہوئے انکی نسبت بھی (اس خیال سے) خوش ہیں کہ وہ بھی شہید ہوں گے اور انپر بھی کسی قسم کا خوف طاری نہ ہوگا اور نہ رنجیدہ ہوں گے اللہ کی نعمت و فضل اور نیز اس خبر سے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو برباد نہیں کرتا نہال ہورہے ہیں "

فاضل مضمون نگار اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس آیۂ شریفہ میں شہداء کی موت پر ماتم گساری اور صف ماتمی کی رد کی گئی ہے اور خلاصہ انکی دلیل کا یہ ہے کہ وہ جب شہداء مرے نہیں ہیں بلکہ زندہ ہیں تو فاقہ کشی ہیں

مبتلا نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے رزق پاتے ہیں، اپنی شہادت پر ملول و محزون نہیں بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے مسرور و فرحناک ہیں، نہ صرف اپنے اس مرتبہ سے خوش ہیں بلکہ اپنے بعد آنے والوں کی بھی بے حزن و ملال زندگی سے خوش ہوتے ہیں تو شہدا کی موت پر رونے کی وجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم اُن کو مردہ سمجھیں اور اُنکے ضایع ہونے پر ہمیں رنج ہو یا اُنکے بارے میں ہمیں شبہ ہو کہ خدا جانے اُن کا کیا حال ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہمکو یقین دلاتا ہے کہ شہدا بڑے مزے میں ہیں اور دنیا سے آخرت کی پر عشرت زندگی بسر کر رہے ہیں لہذا اُن کی موت پر جزع فزع صحیح نہیں ہے اور جب عام شہدا کا یہ حال ہے تو سراج شہدا کی شہادت پر اظہار رنج و ملال کہاں تک جائز ہو سکتا ہے اسکے تو یہ معنی ہیں کہ ہم حضرت امام کی اس سعادت اندوزی کو ناپسند کرتے ہیں"

فاضل مضمون نگار نے رونے کی توجیہ اپنے معتقدات کا پہلو لیئے ہوئے ارشاد فرمائی ہے اگر وہ اپنے معتقدات سے خالی الذہن ہو کر توجیہ فرمانے کی کوشش فرماتے تو غالباً اُن کو معلوم ہو جاتا کہ شہدائے راہ خدا کے وہ مراتب جو اس آیۂ کریمہ میں ذکر کیے گئے ہیں وہ سب حق و راست ہیں کسی مسلمان کو اس سے انکار کی مجال نہیں ہے ہم اُن کو زندہ بھی سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے اُنپر سلام کرتے ہیں اور اُن کو پکارنا اور اُن سے توسل کرنا جائز سمجھتے ہیں اور بارگاہ الٰہی سے اُنکے رزق پانے کے بھی معتقد ہیں اور اُنکے مستبشر و فرحناک ہونیکا بھی یقین رکھتے ہیں یہ رونا ہمارا اسلیئے نہیں ہے کہ ہم اُن کو مردہ سمجھتے ہیں یا اُن کو فاقہ کشی کی مصیبت میں مبتلا جانتے ہیں یا اُنکو اُنکی شہادت پر غمگین ہونے کا یقین رکھتے ہیں یا اُنکے اُخروی عیش و عشرت میں ہمیں کوئی شبہ ہے ہم کو صرف اُنکی مفارقت کا صدمہ ہوتا ہے ہمکو اُنکی اُن مصیبتوں پر رونا آتا ہے جو دار دنیا میں اُنپر گذر گئیں، ہمیں وہ مظالم یاد آتے ہیں جو اعدائے دین کے ہاتھوں سے اِن مقدس نفوس پر گذر گئے اور بمقتضائے فطرت انسانی ہمارے دلوں پر کچھ ایسی چوٹ پڑتی ہے کہ ہم بے اختیار ہو کر رو دیتے ہیں اور بہت مشکل سے ہماری آنکھ کا آنسو تھمتا ہے اور اسمیں کوئی عقلی اور شرعی نقص نہیں ہے بلکہ جنگ احد کے بعد انصار کی عورتوں کا آنحضرت کی موجودگی میں شہدائے احد پر گریہ و بکا کرنا اور حضرت کا ممانعت نہ کرنا بلکہ شہادت حضرت حمزہ پر خود آنحضرت کا محزون و مغموم ہونا اور اُنکے گھر سے صدائے گریہ بلند نہ ہونے سے واما عمی حمزہ فلا بواکی لہ فرمانا کر گریہ و بکا کی ترغیب و تحریص فرمانا اور انصار کی عورتوں کا حضرت حمزہ کے گھر میں جا کر نوحہ و بکا کرنا اور اُنکی آواز سنکر آنحضرت کا اُنکے لیئے دعائے خیر کرنا اور شہادت حضرت جعفر طیار اور وفات حضرت ابراہیم اور انتقال حضرت فاطمہ بنت اسد کے بعد حضرت کا چشم پر آب ہونا اور شہادت حسین کی خبر جبرئیل امین سے سنکر چشمان مبارک سے سیل اشک کا بہنا ہمارے عمل کی تصحیح کے لیئے کافی و وافی ہے اگر شہدا کی زندگی اور اُن کی اُخروی عیش و عشرت حزن و غم اور گریہ و بکا کی مانع ہوتی اور اسکے وہی معنی ہوتے ہیں جو فاضل مضمون نگار نے تحریر فرمائے ہیں تو حضرت رسول کبھی اس غمگساری کی ابتداء نہ فرماتے بلکہ جزع و فزع کرنے والوں کو روک دیتے اور صحابہ

رسول بھی آنحضرت کی وفات کے بعد اس شدت سے نہ روتے کہ گریہ گلوگیر ہو جاتا ہوش و حواس بجا نہ رہتے عقلیں جاتی رہتیں اور حضرت عمر باوجود اپنی مشہور دانائی کے آنحضرت کی موت سے انکار نہ کرتے اور حضرت ابو بکر کی تنبیہ سے متنبہ ہونے کے بعد بھی دیوانہ نہ ہو جاتے اور حضرت عثمان کی قوت ناطقہ اور حضرت علی کی قوت حرکت ایسی سلب نہ ہو جاتی کہ آپ اٹھنے بیٹھنے پر قادر نہ ہو سکتے اور عبداللہ بن انیس اس صدمہ سے ہلاک نہ ہو جاتے اور بعض صحابہ مدینہ کی سکونت ترک نہ کر دیتے (دیکھو قسطلانی کی مواہب لدنیہ اور صحیح بخاری وغیرہ وغیرہ) پھر کیا یہ حضرات آیۂ مذکورہ کی تلاوت نہ کر چکے تھے اور حضرت رسول کو مردہ سمجھ رہے تھے اور آنحضرت کے ضائع ہو جانے سے ملول و رنجیدہ تھے اور انھیں آنحضرت کے مدارج و مراتب میں کوئی شبہ تھا پھر جب آنحضرت کا اپنے اموات کی مصیبت میں غمگین اور باوجود علم ظلم شہدا کے انکی مصیبت میں چشم پر آب ہونا اور صحابۂ رسول کا آنحضرت کی وفات میں جزع و فزع کرنا ناقابل انکار ہے تو انکے چاہنے والوں کے ماتم میں ممانعت گریہ و بکا کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی بجز اسکے کہ یہ پروپگنڈا ان سربستہ رازوں کو کھولے دیتا ہے جن کا چھپانا ملا برادری کو ضروری ہے اور اس معاملہ میں غور و فکر کرنے سے جو طعن پیدا ہوتی ہے وہ مرتبہ صعودی میں الاعلیٰ فالاعلیٰ تک پہونچکر اس واقعہ کے اصلی ذمہ داروں کا پتہ بتلا سکتی ہے جیسا کہ خود فاضل مضمون نگار کے الفاظ اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ :-

> اور ممکن ہے کہ مختار ثقفی کے وغیرہ کے زمانہ میں ماتم حسین مفید مطلب ہو لیکن موجودہ زمانہ میں اسکی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اس غمگساری کا انسداد ہونا چاہیے تاکہ تاریخ گذشتہ کی بنا پر باہمی تلخیاں کم ہو جائیں "

معلوم ہوا کہ اس دلدوز واقعہ کو تاریخ گذشتہ سے ایسا گہرا تعلق ہے کہ بغیر انسداد غمگساری کے یہ تلخیاں کم نہیں ہو سکتیں اور جب تک کہ اس غم کو مسرت کی صورت میں تبدیل کر کے اہل اسلام میں بالعموم مسرت کی لہر نہ دوڑا دی جائے اس وقت تک فرحت و مسرت کے محرک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے ہم ایسے حضرات سے اتحاد عمل کے لیے آمادہ ہیں بشرطیکہ وہ یہ ثابت کر دیں کہ حضرت رسول نے بھی اپنے اعزا کی موت اور اپنے شہدا کی شہادت کے بعد فرحت و مسرت کا کوئی مظاہرہ فرمایا تھا اور آپکے صحابہ نے عید مسرت منا کر ایک دوسرے کو مبارکباد دی تھی اگر وہ حضرات ان شہدا کی غم و الم میں گریہ و بکا کو ناجائز اور جزع و فزع کو مرنیوالوں کے شرف اور ان کی سعادت اندوزی کے خلاف سمجھکر کم از کم خاموش ہی ہو رہے ہوں تو ہم بھی سنگ صبر اپنے سینہ پر رکھ لیں واذلیس فلیس "

فاضل مضمون نگار کو مختار ثقفی کے زمانہ میں ماتم حسین کے مفید مطلب ہونے کا امکان مسلم ہے اور یہ کیوں ہے اس لیے کہ اُس زمانہ میں بنی امیہ موجود تھے اور مختار اُن سے انتقام لے رہے تھے لہذا یہ طریقہ پروپگنڈا کے لیئے

پسند کیا گیا اور امویوں کے خلاف شورش برپا کرنے کے لیے واقعہ شہادت کو آلہ کار بنایا گیا مگر موجودہ زمانہ میں ہم اس کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرتے اس لیے کہ بنی امیہ سے زمانہ خالی ہے اور اب اُن کے خلاف شورش برپا کرنے کا کوئی ثمر نہیں ٹھیک ہے بنی امیہ اس زمانہ میں موجود نہیں ہیں مگر اُنکے حامیوں اور طرفداروں سے تو اب بھی دنیا بھری پڑی ہے اور اس لیے جو فائدہ پروپگنڈا کا جب تھا وہی اب بھی موجود ہے کیونکہ یوم عاشور کو یوم فرح و سرور قرار دینے والے آج بھی ویسے ہی موجود ہیں جیسے کہ اُس زمانہ میں تھے فرق آتا ہے کہ اُس زمانہ میں حسین کی شہادت آل رسول کی شکست اور بنی اُمیہ کی فتح سمجھکر شادیانے بجائے جاتے تھے اور اس زمانہ میں اولئے مطلب کا طرز بدل کر حسین کی شہادت کو مقام فخر و مباہات اور موجب مسرت و ابتہاج اور ماتم حسین کو آپکی سعادت اخروی و شرف اور اُخروی زندگی کی عیش و راحت کے خلاف سمجھکر عید مسرت منانے اور باہم مبارکباد دینے کی نصیحت کی جاتی ہے اور جزع و فزع کو آپکی روح مقدس پر ظلم سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ اگر ہمارا ماتم اور گریہ و بکا اور ہماری جزع و فزع مصیبت حسین میں آپکی روح مقدس پر ظلم ہو تو العیاذ باللہ حضرت رسول پہلے ظالم قرار پائینگے جو اپنے اموات اور اپنے شہدا کی شہادت پر محزون و مغموم ہوئے اور دوسرا نمبر آپکے اہلبیت خصوصاً جناب فاطمہ زہرا کا ہوگا جو روتے ہی روتے دنیا سے گذر گئیں اور تیسرا نمبر آپکے صحابہ کا ہوگا جنمیں سے بعض آپکی مصیبت میں روتے روتے ہلاک ہو گئے۔ اور چوتھا نمبر ملائکہ مقربین خصوصاً ملک الموت کا ہوگا جو قبض روح رسول کے بعد روتے ہوئے آسمان پر گئے اور ملاء اعلیٰ سے وامحمداہ کی آواز سنائی دی (حلیۃ الاولیا، ابو النعیم) اعاذنا اللہ من ھذا

بہرحال ہم تو اس گریہ و بکا اور جزع و فزع میں اپنے رسول اور آپکے اہلبیت و صحابہ اور ملائکہ مقربین کی تاسی کرتے ہیں اور یہی اس اسوۂ حسنہ کا مقتضی ہے جسکے لیے ہم مامور ہیں اگر ہمارے معترضین اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور تعصب کی نقاب آنکھوں سے ہٹا کر کتب فریقین کو غور سے مطالعہ فرمائیں تو ہمیں امید ہے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اتحاد عمل پر مجبور ہو جائیں گے اور یہی ہمارا عین مقصود ہے وھو الموفق والمعین ۔۔ (از اچیف مدیر)



استقبالِ سُرور

ربیع الاول کی مشہور عید سعید تین

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علت ہائے ما

ابھی کچھ دن کا ذکر ہے کہ علمی جرائد اپنے کالموں، کو مرقع غم بنا کر صفحۂ قرطاس کے نقوش سے شہیدان نینوا کے رزم و بزم کی تصویر کشی میں مشغول تھے اور ہر لفظ ایک دفتر تھا انکے کارناموں کا فقرات غم و الم کی سیاہ معانی ناوک ستم، ظاہر الم انگیز، باطن غم خیز نظر آتا تھا۔۔

یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ گزشتہ دو مہینہ آل محمد کے لئے مصیبت اور تکالیف ہی لیکر آئی تھی در و دیوار سے صدائے نالہ و فریاد بلند تھی اور نہ معلوم کبتک بلند رہتی خاندان رسالت کے مرتبہ شناس مسلمان اب بھی ان غم کو محدود نہونے دیتے لیکن آنیوالی مسرتوں کے دن حد کھینچ چکے ہیں اور ایام غم آگے نہیں بڑھ سکتے حقیقت میں ہمارے اسلاف کے عملیات خالی از حکمت نہیں ہوتے تھے انھوں نے غم و الم کی توسیع آٹھ ربیع الاول تک اسلئے کی تھی کہ اہل ایمان میں آخری غم امام حسن عسکری ؑ کا زہر ستم سے شہید ہونا ہے جو آٹھ ربیع الاول کا حادثۂ جانکاہ ہے اسکے بعد پھر خدا نکرے کوئی ایسا داغ قلب اسلام میں نصیب ہو چنانچہ غم حسین کو خاندان رسالت کی آخری شہید کے روز وفات تک کھینچنے کی ضرورت تھی اس تاریخ کے منقضی ہونیکے ساتھ ہمارا غم بھی ختم اور مسرت کا آغاز ہے اسلئے کہ زمانہ بدلتا ہے اور فلک دور جدید شروع کرتا ہے اب صفحۂ قرطاس کو رشک گلستاں اور الفاظ کو عندلیب بوستاں سمجھنا چاہئے سطور زبان ثنا ہیں ہر فقرہ بے شمیم مسرت آرہی ہے مفاہیم خبر دیتے ہیں کہ ہمارا بارھواں رہنما امام ثانی عشر عیسیٰ گردوں نشین امام یحییٰ ل جزیں کیطرح نہم ربیع الاول کو صغر سن میں سریر امامت پر جلوہ فگن ہوا۔

ہمارے وجہ مسرت میں ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے جسنے آنکھوں میں نور دل میں سرور پیدا کیا اور زبان بیہودہ گایہ خیال طبعزاد نہیں ہمارے اکابر ملت اسکو بہت پہلے قوم کے سامنے پیش کرچکے ہیں جناب سید بن طاؤس طاب ثراہ فرماتے ہیں:۔

اذا کانت وفاۃ مولانا العسکری لثمان خلون من ربیع الاول نیکون لبداء ولایۃ المهدی علی الامۃ یوم تاسعہ فلعل تعظیم ھذا الیوم	جب وفات امام حسن عسکری ؑ آٹھویں ربیع الاول کو واقع ہوئی تو امام زماں کی ابتدائے ولایت نویں ربیع الاول کو ہوتی ہے پس اسدن کی تعظیم کا سبب شاید

لهذا (اقبال لصالح الاعمال) یہی ہے"
اگرچہ ہمارے قلب پر جو زخم لگائے گئے تھے وہ مندمل نہیں ہوئے اور انکی آگ نہیں بجھی اس لئے کہ مرحلۂ انتقام باقی ہے اور منتہم غیبت صغریٰ کے ۷۰ سال اپنے وکلا کے ذریعہ ظاہری حکومت کر کے غیبت کبریٰ کے پردہ میں چلا گیا لہذا انتظار کی مصیبت کسی قدر المناک ضروری ہے ۵

گھٹنے بھی سوز غم تو بھی اثر جاتا ہے شکل ہے — دھواں بجھنے پہ بھی اُٹھتا ہے کم کم شمع غفل ہے

لیکن "یفرحون لفرحنا و یحزنون لحزننا" آنحضرت کے ایام غم میں غمگین اور ایام مسرت میں مسرور ہونے کا حکم دیتا ہے لہذا اگر ہمارے چہروں پر آثار فرح لبوں پر مسکراہٹ جبین پر خوشی کی طرح دوڑیں اور گھروں میں چراغاں ہو تو تعجب نہیں"

امام آخر الزماں کی مسند نشینی

نہم ربیع الاول آج خاندان رسالت میں وہ معزز ہستی تخت حکومت پر جلوہ فگن ہوئی جو غائب رہکر عالم کو فساد سے روکے ہوئے ہے اور زمین و آسمان اُسکے وجود سے تھم گئے ہیں، وقت ظہور یقیناً دنیا عدل و انصاف سے چھلک جائیگی اور تمام عالم ایک دین اسلام سے متدین ہوگا اُسی پردہ نشین حجلۂ غیبت کی الفت میں ہم دیوانہ ہیں اور ہماری تمام دینی و دنیوی ترقیاں اُسکے رجعت پر منحصر ہیں ۵

شد طبیب امحبت منتش برجان ما — محنت ما راحت ما درد ما درمان ما

درحقیقت ایسے پر آشوب زمانہ میں کہ جب دنیا شرک و کفر و الحاد اور استبداد سے آغشتہ ہو رہی ہے مادیت کو عروج ہے، روحانیت کب کی فنا ہو چکی ہے ایسے طبیب کامل کا وجود عقلی تجویز بھی جو جسمانی معالجہ کے ساتھ ساتھ روحانی علاج کرے اور قلوب سے ریب و شک کی دبا عام کو نکال دے اجساد کو صحت و عافیت کا لباس پہنا کر مریضان جہالت کو شفا دی

سچ ہے روحانیت میں نمو اور عقول پر جلا اجسام کا تغذیہ سب اسی راہنما کا اثر وجود ہے جو ہم دور افتادگان تک پہونچتا ہے ورنہ مادیت نے دماغوں میں تاریکی پھیلا دینے کی کچھ کم کوشش نہ کی تھی عقول اجنبی راستوں پر پہونچنے والے تاہم انسان نے روحانی قدرتوں سے موتھ موڑ لیا تھا۔

ہماری تمام علتوں کا طبیب وہی ہے جسکے زیر اطاعت کو ہم کام کرتے ہیں اور جسکے دور امامت کا نہم ربیع الاول پہلا دن ہے خدا جلد وہ وقت لائے کہ حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو اور بہ قدرت پردۂ غیبت ہٹا کر امام کا جمال با کمال دکھائے "اللّٰھم عجل فرجھم وسھل مخرجھم"

ولادت حضرت ختمی مرتبت وہ کون مسلمان ہے جسکو اپنے خدا کے پیارے حبیب کی الفت نہو اور اس مبارک مہینہ
ماہ میں مژدۂ ولادت سننے کے لیے چشم براہ نہو۔ درحقیقت یہ مہینہ ربیع الاسلام ہے جسنے خلیل اللہ کے دین حنیف کی بیخ و
بنیاد میں تازہ روح دوڑا کر شجر اسلام کو سرسبز کیا، یہ وہ وقت ہے کہ دنیا کفر و الحاد سے اتنی تاریک ہے کہ مذہب کا
جلوہ دکھائی نہیں دیتا، حق پر باطل کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہیں صدق و علم جہالت کی نقاب میں نہاں ہے
عرب کے قبائل اپنی مطلق العنانی سے روز بروز قعر ذلت میں گرتے چلے جا رہے ہیں، خونریزیوں کا بازار گرم اور
دختر کشی کی رسم قبیح پھیلتی جا رہی ہے آتشکدۂ فارس انتہائی طاقت کے ساتھ شعلہ ور ہے کعبہ میں بتوں کے پہرے
بیٹھے ہیں جو بیت اللہ کو بزعم خود اپنا کر چکے ہیں مگر پھر بھی دل بےچین ہیں حبش کا بادشاہ ابرہہ ہاتھیوں کی فوج
جمع کر کے کعبہ پر چڑھائی کرتا ہے اور کارخانہ الوہیت سے پرندوں کی فوج مجاہد بنا کر فضا میں روانہ کیجاتی ہے تاکہ
بیت اللہ دشمن کی دستبرد سے محفوظ رہے اور اپنی طاقت پر گھمنڈ رکھنے والے اصحاب فیل کعصف ماکول بے
گرداب فنا میں ڈبو دیے جائیں۔

یہ قدرت کا عجیب تماشا کہ ہاتھیوں کا مقابلہ ابابیل نے کیا اور اس پامردی کے ساتھ مدافعانہ جنگ کی کہ
لاشوں تک کا پتہ نہ ملا فوج دشمن مع راکب و مرکب نیست و نابود کر دی گئی۔

چونکہ عرب کی تاریخ میں ایسا ہیبتناک واقعہ قبل ازیں ظہور میں نہ آیا تھا ادھر انھوں نے اس سال کا نام
عام الفیل رکھا تاکہ کبھی اس حادثہ کی یاد دلوں سے محو نہو ادھر قدرت کی طرف سے پیغمبر اسلام کی ولادت کے لیے
یہی سال منتخب ہوا، محرم میں کعبہ ڈھانیکا سامان ہوا تھا ایک مہینہ بیچ ربیع الاول میں تمام عالم کی اصلاح کرنے والا نبی
آپہونچا اصحاب فیل کی ہلاکت، اور محرم اور پیغمبر اسلام کی ولادت، اور ربیع الاول دونوں تاریخیں ایک ہیں پورے دو
مہینہ کے اندر کعبہ کے محافظ کو خدا نے دنیا میں بھیجا پہلا انتظام کعبہ کی بیرونی حفاظت اور وقتی خطرے کے لیے تھا جسکو
طائروں نے انجام دیا اور اصحاب فیل کو فنا کر دیا مگر کعبہ کے اندر سے بتوں کا ہٹانا انکے دست و بازو کا کام نہ تھا اسکے
لیے محمد عربی پیدا ہوئے جو کعبہ کی دائمی حفاظت اور اندرونی خدمت انجام دیں

مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں میں جو عالمگیر پھوٹ پڑی اسنے فرقہ بندی کے ساتھ پیغمبر اسلام کی تاریخ ولادت کو بھی
اشتباہ میں ڈالدیا کوئی بارھویں لکھتا ہے کوئی سترھویں کو صحیح سمجھتا ہے اسلام کے دو بڑے فرقے ایک ایک قول کو اختیار
کیے ہیں علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی تحریر فرماتے ہیں:

ولد بمکة عند طلوع الفجر من یوم الجمعة السابع عشر من شهر ربیع الاول (مناقب)
مکہ میں طلوع صبح کے وقت روز جمعہ ۱۷ ربیع الاول کو آنحضرت پیدا ہوئے۔

لیکن اگر مجھ سے پوچھو کہ پیغمبر عربی کس تاریخ پیدا ہوئے تو مجھے خود حضرت ختمی مرتبت کا قول یاد ہے اول

ماخلق اللہ نوری بس وقت ہے کہ نہ شامیانہ فلک نصب ہوا تھا نہ شمس و قمر کی ہمیشہ روشن ہونے والی قندیلیں تیار کی گئی تھیں نہ زمین کا فرش بچھایا گیا تھا نہ دریاؤں میں روانی پیدا کرنے والا پانی پیدا ہوا تھا ایسا وجود جو مخلوق میں سب سے اول ہوا اُسکی تاریخ خلقت دریافت کرنا ناممکن ہے اسلیے کہ دن اور تاریخ حرکت فلک پر موقوف ہیں اور وجود فلک آنحضرت کے وجود سے متعلق ہے۔

پیغمبر خدا کی ولادت اور عیسوی سنہ۔ میں نے جہاں تک تاریخوں کا مطالعہ کیا حضرت ختمی مرتبت کے سال ولادت کو عیسوی سنہ سے مطابق کرنے میں مختلف قول نظر آئے جیسے لویس نوکاسا کی تاریخ باعتبار مؤلف کی شخصیت کے میری نظر میں بہت اونچا ہے آج سے تقریباً ایک صدی پہلے ۱۸۲۹ء میں بمقام کلکتہ شائع ہوئی ہے اُسکے صفحات میں فاضل مؤرخ نے فرہنگ بنایا ہے جس سے اسلامی واقعات کا پتہ چلتا ہے ہم من عن مؤرخ مذکور کے الفاظ کو بلا قطع و برید درج کرتے ہیں :-

محمد کا تولد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۷۱ عیسوی

سن ہجری کا آغاز یعنی محمد کی مہاجرت کا زمانہ جبکہ وہ مکہ سے مدینہ کو گیا ۔ ۔ ۔ ۶۲۵ "

ابوبکر محمد کا خلیفہ ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶۳۲ "

ابوبکر مرا اور عمر اسکا خلیفہ ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶۳۳ "

عثمان عمر کا خلیفہ ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶۴۵ "

علی شاہ عرب کا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶۵۵ "

(لب التواریخ اُردو چھاپہ قدیم کلکتہ)

پیغمبر خدا کے وقت ولادت جو آثار ظہور میں آئے اُنمیں یہ بھی تھا کہ ایوان کسریٰ کے چودہ کنگورے ٹوٹ کر گر گئے اس سے اشارہ اس طرف نہیں ہوسکتا کہ ابھی تیرہ معصوم اور مولود ہونے والے ہیں جنکو اسلام کے نشو و ارتقا میں اتنا ہی حق ہے جیسی کہ سرور کائنات کو تھا۔

نور علیٰ نور۔ یہ قرآنی آیت کا ایک جزو ہے اور ارباب فضل و کمال کی زبانوں پر جاری رہکر ایک ذیلی مقولہ بن گیا ہے لیکن مجھکو صحیح تصویر اس شرف کی ۱۷ ربیع الاول کو دکھائی دیتی ہے جو پیغمبر خدا کی تاریخ ولادت تھی آنحضرت کی ولادت ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل میں ہوئی تھی آپکے چھٹے جانشین کی ولادت ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ میں تھی جسکے معنی یہ ہیں کہ اسی دن پیدا ہو کر شرح اولنا محمد و اوسطنا محمد کی ایک نوع سے تصدیق بھی کر دی اور تاریخ کو دو معصوموں کی ولادت کا شرف حاصل ہوگیا، آپ کی ولادت باسعادت کے صاحبان معرفت کی زبانوں پر نور علیٰ نور جاری ہونے کا اس سے بہتر کوئی محل نہ تھا کیونکہ حضرت سرور انبیا نے دنیا میں قدم رکھا تھا اسی دن اُسکے چھٹے جانشین نے بھی پیدا ہو کر دنیا کو بقعہ نور بنا دیا اب اگر

تبلیغی نقطہ نظر سے دیکھئے جب بھی یہی نتیجہ برآمد ہوگا کہ جتنی خدمتیں اسلام کی اس نومولود سے انجام پذیر ہونے والی تھیں اُن کا محل یہی دو عصر امام کو ملنے نہ پایا تھا کہ خانوادۂ رسالت سے ہمیشہ زمانہ مخالف رہا اور اُسکے ہادیانِ ملت نے کبھی عزت گزینی کو شعار قرار دیا کبھی قید خانوں کو مسجد بنا کر عبادت خدا میں زندگی بسر کی کبھی دشمن کی بزم میں چپ رہکر عمر گزار دی لیکن یہ اسلام کی خوش قسمتی تھی کہ صادق آل محمد کو کسیقدر زمانے نے مہلت دیدی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا مذہب حقہ چار دانگ عالم میں "مذہب جعفری" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اسی دربار کے بیٹھنے والوں کو سواد اعظم اپنا راہنما اور امام بنانے میں عذر نہیں کرتا دنیا جانتی ہے کہ معروف کرخی کو اس بارگاہ میں خدمت کا شرف حاصل تھا سفیان ثوری طفل مکتب تھے امام ابوحنیفہ شاگرد تھے، ابویزید بسطامی امام کی ڈیوڑھی پر پانی بھرنے والوں میں تھے جو آج عارفین کی محفل میں صدر منتخب کیے جاتے ہیں یہ تمام شہرتیں اسی در کی جبیں سائی سے حاصل ہوئیں مگر احسان فراموش ہستیاں آنحضرت کی موجودگی میں انانیت پر تل گئیں اور ساتھ عوام میدان پرستش میں اتنا بڑھے کہ آجتک ان لوگوں میں سے کیسکو ولی اعظم اور کیسکو امام اعظم کہا جاتا ہے دنیا کو سمجھنا چاہیئے تھا کہ ہر فرع کو دیکھکر اُسکی اصل کی طاقت پر نظر کرتی مگر ہمکو اس کا گلہ نہیں جب الوہیت کے خلاف بندوں نے انا ربکم کی صدائیں بلند کیں تو کیا تعجب ہے اگر نبوت وامامت سے متصادم قوتیں میدان عمل میں کام کر رہی ہیں"

قدرت کو منظور ہوا کہ یہ چراغ اسی روز سعید میں روشن ہو جو سرور کائنات کا یوم میلاد تھا اور اُسی کے ہاتھوں دین نبی کی تجدید ہو جائے"

پیغمبر خدا کی پیشین گوئی

اذا ولد جعفر بن محمد بن علی بن الحسین ابنی فسموہ الصادق فانہ یولد من ولدہ یقال لہ الکذاب ویل لہ من جرأتہ علی اللہ تعالیٰ

جب جعفر بن محمد بن علی بن الحسین میرا فرزند پیدا ہو تو اُسکا نام صادق رکھنا اسلیئے کہ یہ میرا فرزند ہے جس سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کذاب کہینگے وائے ہو اُس پر کہ وہ دین الٰہی میں کسقدر جرأت کرے گا،

(مناقب آل ابیطالب)

آخر وہ وقت آیا اور جو کچھ بانیٔ اسلام نے فرمایا تھا اسکا ظہور ہوا خصوصاً آنحضرت کی ولادت کی دن تاریخ اور نیز وقت ولادت پر خانہ امام محمد باقر میں آفتاب ہدایت چمکا اور ولادت امام ششم کی نیک مسعود گھڑی آ پہونچی تاریخ یہ ہے۔

ولد بالمدینۃ یوم الجمعۃ عند طلوع الفجر لثلث عشرۃ لیلۃ بقیت من شہر

مدینہ میں جمعہ کے دن صبح صادق کے وقت کہ سترہ دن ربیع الاول ۸۳ھ ہجری کے باقی تھے پیدا

ربیع الاول سنہ ثلث و ثمانین ہوئی۔

(مناقب آل ابی طالبؑ)

مدینہ کی دیواروں پر نور کی چوٹ پڑی پاس کے بیٹھنے والی عورتیں سمجھیں کہ امامت کا ایک اور چراغ روشن ہوا پشت پر وتمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً کی مہر عصمت ثبت تھی جس سے اتحاد اہل بیت قرآن پر روشنی پڑ رہی تھی، قرآن کی پہلی منزل پیغمبر کا صدر مبارک تھا تو اولاد پیغمبر کے منکشف کلام اللہ کی دوسری منزل ہوئی،،

نام نامی (روی عنہ عن ابیہ قال سمانی جعفراً علی اسم نہر فی الجنۃ کنیتہ ابو عبد اللہ وقیل ابو اسماعیل ویلقب بالصادق (تذکرہ خواص الامہ)

انحضرت سے خود روایت کی گئی ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا کنیت آپ کی ابو عبد اللہ اور بعض کہتے ہیں ابو اسمٰعیل تھے اور لقب صادق تھا۔

لوگ کہتے ہیں انسان کو اسم بامسمی ہونا چاہیئے میں کہتا ہوں صادق آل محمد کا یہ نام مسمّٰی سے بھی بڑھ گیا اسلیئے کہ جنت کی نہر جب اہل بہشت کو فائدہ پہونچائے گی اسوقت و نفع رساں کہی جاسکتی ہے اور صادق آل محمد وہ چشمہ تھے جنھوں نے اپنی علوم سے نہ صرف اپنے عہد میں عامۂ ناس کو سیراب کیا بلکہ صبح قیامت تک اُنکے سرچشمۂ فیض سے فائدہ اٹھانے والے نفع حاصل کرتے رہینگے،،

حلم (روی ان غلاماً کان لجعفر الصادق رضی اللہ عنہ صب الماء علی یدی سیدہ یوماً من الایام فسقط الاناء من یدہ فی الطست) فصار الماء علی ثوبہ فنظر الیہ نظرۃ منکرۃ فقال الغلام یا مولای والکاظمین الغیظ قال جعفر کظمت غیظی فقال الغلام والعافین عن الناس قال جعفر عفوت عنک فقال الغلام واللہ یحب المحسنین فقال جعفر اذھب فانت حر لوجہ اللہ ولک الف دینار من مالی ھذا من بعض کراماتھم وحسن اخلاقھم رضی اللہ عنھم

روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک غلام ایک دن آنحضرت کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا اتفاقاً ظرف آب چھوٹ کر طشت میں گرا اور پانی کی چھینٹیں حضرت کے کپڑوں تک پہونچیں آپنے غصہ کی نگاہ کی غلام نے عرض کیا اے مولا والکاظمین الغیظ حضرت نے فرمایا مینے اپنے غصہ کو روک لیا اسنے کہا والعافین عن الناس فرمایا خطا بھی بخشدی اسنے کہا واللہ یحب المحسنین فرمایا جا تجھے راہ خدا میں آزاد کردیا اور تیرے لیئے ہزار اشرفیاں بھی میرے مال خاص سے لیجیگی یہ انحضرت کے کرامات کا ایک نمونہ اور حسن

(مختصر روض الریاحین فی مناقب الصالحین للعلامہ الیافعی چھاپ مصر ص ۹) اخلاق کا ایک شہ پارہ (رضی اللہ عنہم)

دنیا کے کسی تاجدار کی بزم میں حلم اور بردباری کی ایسی مثال نظر نہ آئیگی کہ خطا کرنے والے کی تعزیر سے ہاتھ اُٹھالیا دامن عفو کو وسعت دے طوق غلامی سے آزاد کیا اس پر مستزاد ایک ہزار اشرفیوں کا عطیہ جسنے خطاکار کے مستقبل کو سنہرا کر دیا یہ فیض خاندان رسالت سے مخصوص ہے اور بس ؛

علم تعبیر رؤیا ہمارے ائمہ معصومین کو جملہ علوم وفنون میں کمال حاصل ہونے کی جہت سے خواب کی تعبیر دینی میں بھی وہ ملکہ تھا کہ اپنے عہد کے یوسف تھے ملاحظہ ہو :-

عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اتاہ رجل فقال رأیت کان فی یدی عصفورا فقال لہ جعفر تنال عشرۃ دنانیر فمر الرجل فوقع فی یدہ تسعۃ دنانیر فاتی الی جعفر واخبرہ بذلک فقال اقصص علی الرؤیاء ثانیا فقال رأیت کان بیدی عصفورا وانا اقلبہ فلم ارلہ ذنبا فقال لہ جعفر لو کان لہ ذنب لکانت الدنانیر عشرۃ

(حیاۃ الحیوان دمیری صفحہ ۹۸ ج ۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت کے پاس ایک مرد آیا اور عرض کرنے لگا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک چڑیا ہے حضرت نے اُس سے فرمایا دس اشرفیاں تجھے ملینگی یہ تعبیر سنکر وہ مرد چلا اور نو اشرفیاں اُسکے ہاتھ آئیں پس خدمت میں امام کی پھر گیا اور خبر دی آپنے فرمایا دوسری دفعہ پھر خواب بیان کر اُسنے کہا میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک گنجشک ہے اور میں اُسکو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہوں تو مجھے اُسکی دم نہیں دکھائی دیتی حضرت نے اُس سے کہا اگر اُسکے دم ہوتی تو اشرفیاں بھی دس ہی ملتیں

ممکن ہے وجہ تعبیر یہ ہو کہ جسطرح گنجشک صیاد کے ہاتھ سے معمولی غفلت میں رہا ہوجاتی ہے اسی طرح درہم دنیا بے وفا ہیں اور ہمیشہ کبھی ایک جیب میں نہیں رہتے،

ابو حنیفہ بارگاہِ صادقؑ میں ذکر ابن خلکان

فی ترجمۃ جعفر الصادق انہ سئل اباحنیفۃ ما تقول فی محرم کسر رباعیۃ ظبی فقال یا ابن بنت رسول اللہ لا اعلم ما فیہ فقال ان الظبی لا یکون رباعیا وھو ثنی ابداً

(ص ۳۰۵ حیاۃ الحیوان ج ۲)

ابن خلکان نے حالات امام جعفر صادقؑ میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ تو اُس احرام باندھنے والے کے بارے میں کیا کہتا ہے جسنے ہرن کے رباعیات (دانت) توڑ ڈالے ابو حنیفہ نے کہا کہ اے دختر رسول کے فرزند مجھے اسکا علم نہیں فرمایا نادان ہرن کے رباعیات کہاں

ہوتے ہیں اسکے تو آگے وہی دانت ہوتے ہیں "

مجھے حیرت ہے کہ اس مختصر سوال و جواب کو اہلسنت کے امام دمیری نے ابن خلکان ایسے باوقار مورخ کے قلم سے نقل کرتے ہوئے ابوحنیفہ کا جہل اور امام جعفر صادق ؑ کا زور علم دکھایا ہے اب کہنے کو دل چاہتا ہے ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

امام جعفر صادق کے فیوض علمیہ کہہ چکا ہوں کہ یہ وہ بحر زخار تھا علم و کمال کا جس سے صدہا چشمہ پھوٹ نکلے

فی الصواعق روی عنہ جماعۃ من اعیان الائمۃ کیحیی بن سعید وابن جریح و مالک بن انس والثوری وابن عیینہ وابو حنیفہ وابوایوب السجستانی

(ارجح المطالب صفحہ ۴۱۷)

علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اعیان ائمہ میں سے ایک جماعت مثل یحییٰ بن سعید اور ابن جریح اور ابن عیینہ اور امام ابوحنیفہ اور ابو ایوب سجستانی نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے۔

طبقات حفاظ میں بھی یہ مطلب موجود ہے والفضل ما شہدت بہ الاعداء

امام کی عبادت قال علماء السیر قد اشتغل بالعبادۃ عن طلب الریاستہ و ذکر حافظ فی حلیۃ الاولیاء عن عمرو بن المقدام قال کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین

(ارجح المطالب ۴۱۷ از صواعق محرقہ)

تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ہمیشہ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت خدا میں مشغول رہے ہیں حافظ ابونعیم حلیہ میں عمرو بن المقدام سے ناقل ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے جب میں امام جعفر صادق ؑ کو دیکھتا تھا تو مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ انبیاء کرام کی اولاد ہیں۔

حضرت کے اصحاب بکثرت تھے جنہیں معاویہ بن عمار زید شحام عبد اللہ بن ابی یعفور ابو جعفر محمد بن علی بن نعمان احول ابو الفضل سدیر بن حکیم عبد اللہ بن سلام جابر بن یزید جعفی ابو حمزہ ثمالی ثابت بن دینار مفضل بن قیس بن رمانہ مفضل بن عمر نوفل بن حرث میسر بن عبد العزیز عبد اللہ بن عجلان جابر مکفوف بسام صیرفی سلیمان بن مہران ابو خالد قماط ابو بکر خضری عبد العزیز بن ابی حازم سلمہ بن دینار مدنی مسلم بن حکم ہشام بن سالم وغیرہ مشاہیر افراد ہیں۔

حضرت کے غلام (۱) معتب (۲) مسلم (۳) مصادف

کلمات منثورہ ۔ وہ نصائح اس سے کہیں زیادہ ہیں جنہیں حضرت نے اپنی وہبی علم سے تمام وعظ میں ارشاد فرمائے

لایزال العبد المومن یکتب محسنا مادام ساکتا فاذا تکلم کتب محسنا او مسیئا ۔ اشد الناس اجتہادا من ترک الذنوب بروا اباءکم یبرکم ابناءکم عفوا عن

بندہ مومن جب تک چپ بیٹھا رہتا ہے کاتبان اعمال محسنین میں لکھتے ہیں پس جبکہ کلام کرتا ہے تو یا محسن لکھا گیا یا گنہگار سب سے زیادہ کوشش کرنے والا وہی جو گناہوں کو ترک کرے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو کہ تمہارے بچے تمہارے

نساء الناس تعف نساء کم لا زاد افضل من التقوی ولا شئ احسن من الصمت ولا عدو اضر من الجهل ولا داء ادوی من الکذاب

حسن سلوک کریں لوگوں کی عورتوں کی عفت کا خیال رکھو تاکہ تمھارے عورتیں بھی عفیفہ رہیں کوئی توشہ پرہیزگاری سے بہتر نہیں کوئی چیز سکوت سے اچھی نہیں کوئی دشمن جہالت سے زیادہ ضرر پہونچانیوالا نہیں اور کوئی بیماری جھوٹ سے زیادہ مہلک نہیں

کلام منظوم واقعات صادق میں حضرت کا نصیحت خیز کلام نظم بھی ملتا ہے ایک رباعی جو پند و نصیحت پر مشتمل ہے پیش ہے

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ ۔ ہذا العمرک فی الفعال بدیع

اپنے معبود کی نافرمانی کرتے ہوئے دوستی خدا کا اظہار کرتا ہے قسم تیری زندگی کی یہ ایک عجیب خیرات ہے

لو کان حبک صادقا لاطعتہ ۔ ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تو اسکا سچا محب ہوتا تو اسکی اطاعت کرتا اس لیے کہ محب محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہی (فوائد الادب جا یلجنی)

مجالس عزائے مظلوم کربلا آپ کو اپنی جد مظلوم امام حسین علیہ السلام سے جو شغف عظیم تھا اُسکے شواہد میں حضرت کے واقعات زندگی بھی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب نام حسین سن لیا تو دن بھر کسی نے ہنستے نہ دیکھا عراق میں آج تک ایک نخلستان باغ امام جعفر صادق کے نام سے مشہور جسکے متعلق کھاجا تا ہے کہ حضرت جب زیارت حائر سید الشہداء کو حاضر ہوتے تھے تو وقت قابل روضۂ مبارکہ تک جانیکی حالت نہ رہتی تھی اسی جگہ سے زیارت پڑھکر واپس ہوتے تھے واللہ علیم کبھی آپکے حالات میں نظر آتا ہے کہ ثواب زیارت امام حسین بیان کرنے میں انتہائی شوق کے الفاظ زبان پر جاری کیے کبھی مجلس غم منعقد کی اور شعرائے وقت کو بڑی توقیر کے ساتھ پڑھوایا ۔

ذکر التیمی وھو علی بن اسماعیل عن ابیہ قال کنت عند ابی عبد اللہ جعفر بن محمد اذا استاذن السید فامر بالصلاۃ وقعد حرمہ خلف الستر ودخل وسلم وجلس فاستنشدہ فانشد قولہ ۔

امرر علی جدث الحسین فقل لاعظمہ الزکیۃ

اپنی مشہور نظم امرر علی جدث الحسین الخ شروع کر دی ۔

تیمی یعنی علی بن اسماعیل نے اپنے باپ کی زبانی ذکر کیا ہے کہ میں حضرت ابی عبد اللہ جعفر صادق کی خدمت میں حاضر تھا کہ کسی نے سید حمیری مشہور شاعر کے لیے حاضر ہونیکی اجازت چاہی حضرت نے اذن کا حکم دیا اور مخدرات عصمت کو پس پردہ بٹھا یا سید داخل ہو کر سلام کیا اور بیٹھ گئے حضرت نے مرثیہ پڑھنے کی خواہش ظاہر فرمائی اُنھوں نے

قال فرأیت دموع جعفر بن محمد تتحدر علی خدیہ وارتفع الصراخ والبکاء من دارہ حتی امرہ بالامساک فامسک (کتاب الاغانی لابی الفرج الاصبہانی ج ۷ ص ۷)

راوی لکھتا ہے میں دیکھ رہا تھا کہ آنسو حضرت کے رخسار وں تک بہو رہے تھے اور نالہ و فریاد کی آواز گھر سے بلند ہوئی یہانتک کہ حضرت نے روکنے کا حکم دیا اور سید نے مرثیہ قطع کیا ۔

امام کی سیرت ہمارے لیے ایک زریں مثال ہے

(فقیر باب اہلبیت آغا مہدی لکھنوی)

نقد و تبصرہ

حبل العارفین در شرح اصول دین

اسلام کے اصول خمسہ کی معرفت حاصل کرنے میں اگرچہ تقلید ناجائز ہے کیونکہ اُس سے صرف ظن و گمان ہی حاصل ہوتا ہے یقین حاصل نہیں ہوتا اور یہاں یقین کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے جو صرف عقلی دلیلوں سے حاصل ہو سکتا ہے اس لیئے کہ ہمارے نزدیک حسن و قبح (اچھائی برائی) ہر چیز کی عقلی ہے اگر ان اصول کا علم عقلی دلیلوں سے حاصل نہوگا تو یقین بھی حسن اسلام کا حاصل نہوگا اور بجا آوری احکام اسلامیہ پورے اطمینان سے نہ ہو سکیگی لہذا ضرور تسلیم کہ اصول دین کا علم اور اُن کی معرفت عقلی دلیلوں حاصل کی جائے لیکن دلائل کی نوعیت اور اُنکی مقدار بلحاظ اختلاف فہم مکلفین اور اُنکے مدارج عقلیہ کے مختلف ہے اور وہ مقدار جس سے بڑے بڑے عظیم شبہات کے حل اور اُنکے دفع پر قدرت حاصل ہو جائے یہ صرف انہیں حضرات پر کفایۃً واجب ہے جو کسی زمانہ میں تبلیغ و ہدایت کے ذمہ دار ہوں اور وہ مشترک مقدار جو ہر مکلف پر بلا تخصیص واجب ہے وہ صرف اُس قدر ہے جس سے مکلف کے نفس کو اطمینان اور معارف حقہ کا یقین حاصل ہو جائے جیسا کہ ہمارے علمار کرام کے ارشادات و فتاویٰ سے ظاہر و باہر ہے اور جو ذخیرہ اُن حضرات نے اپنی آئندہ نسلوں کے لیئے چھوڑا ہے وہ بلحاظ اختلاف عقول و افہام بڑی حد تک کافی و وافی ہے اور ان شاء اللہ کوششیں اُنکی مشکور ہیں، مگر از بسکہ نوعیت شبہات کی ہر زمانہ میں بدلتی رہتی ہے اور طرز ادا مختلف ہوتا رہتا ہے اور عوام کالانعام کے بہک جانے کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں لہذا جس زمانہ میں جو حضرات اُن وقتی شبہات کے حل اور دفع پر قادر ہوں اُن کا یہ فرض ہے کہ بلحاظ شرائط امر بالمعروف و نہی عن المنکر اپنے برادران ایمانی کو شبہات کے پرخار وادی سے نکالنے اور صراط مستقیم پر قائم رکھنے میں اپنی کوششیں صرف کر دیں، الحمد للہ کہ اس مطلب کی طرف ہماری قوم کے اکثر با توفیق حضرات متوجہ ہیں اور سلسلۂ تصنیفات و تالیفات ہر مذاق کے موافق جاری رہے چنانچہ اس زمانہ میں جناب کمالات انتساب حکیم سید احمد حسین صاحب اعظمگڈھی دامت برکاتہم نے مندرجہ عنوان رسالہ اُردو زبان میں تحریر فرما کر اس علم میں قابل قدر اضافہ فرمانے کی کوشش فرمائی ہے اور اصول خمسہ کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرما کر جس فریضہ کو اُنکی ضمیر نے اُنپر واجب کیا تھا اُسکو نہایت خوش اسلوبی سے ادا فرما دیا ہے اور ضروری مباحث میں سے کسی بحث کو فروگذاشت نہیں کیا ہم ممدوح کو اُنکی محنت پر تہنیت و مبارکباد و دیگر ناظرین کرام سے اُسکے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں، ۱۳۲ صفحہ کا حجم ۲۲/۱۸ × ۱/۸ پیمانہ کا سفید اور چکنا کاغذ لکھائی چھپائی بھی اچھی اور دین ترسیب جناب مصنف سے بہ نشان مقام و ڈاکخانہ کوکڑا ضلع بہاونگر علاقہ کاٹھیاوار طلب فرمایئے مجلد کی قیمت آخر رجب تک ۸ عہ غیر مجلد کی ۶ عہ ہے ؟

ابوطالب

ہمارے مدلل عقیدہ کی بنا پر جس طرح ہمارے انبیاء اور اُنکے اوصیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین تمام علوم و کمالات میں افضل خلائق اور تمام اخلاقی و روحانی و جسمانی فضائل سے آراستہ و پیراستہ ہوتے ہیں اسی طرح نسبی ذاتی ہے بھی اُن حضرات کا پاک و پاکیزہ ہونا ایک ایسی شرط ہے جو اُنکی افضلیت کے اثبات میں ابدی و ضروری ہے وہ حضرات اپنے والدین کی جانب سے نجیب الطرفین ہوتے ہیں اور اُنکے انوار مقدسہ ایسے حضرات کے اصلاب و ارحام طاہرہ مطہرہ سے منتقل ہوتے ہوئے دنیا میں آتے ہیں جن کے دامن شرک و کفر کی نجاست سے آلودہ نہیں ہونے بلکہ کل آبا و اُمہات اُنکے حضرت آدم و حوّا تک نجیب الطرفین اور مومن و موحد بلکہ از جملہ انبیاء و اوصیاء ہوتے ہیں اسی بنا پر ہمارے عقیدہ میں حضرت ابوطالب پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علیہما السلام بھی مومن و موحد بلکہ از جملہ اوصیاء حضرت اسمٰعیل تھے اور شرک و کفر کی نجس چھینٹوں سے اُنکی قبائے ایمانی بالکل صاف و پاک تھی، چونکہ اہل اسلام کے سواد اعظم کو مثل دیگر موضوعات کے اس موضوع میں بھی ہم سے اختلاف ہے اور فضل امیر المومنین کے چھپانے اور اپنے ممدوحین کی ذاتی نسبی پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت ابوطالب کو بھی انبیاء و سابقین و سالفین بلکہ خود جناب خاتم النبیین کے آبا و طاہرین کی طرح شرک و کفر کی طرف منسوب کرنے میں کوئی تامل نہیں کرتے لہٰذا ضرورت تھی کہ عقیدہ اہل حق کے اثبات اور اس عقیدۂ فاسدہ کے ابطال میں ایک مستقل تصنیف اور ایک مفرد تالیف اہل انصاف کے سامنے پیش کر کے واضح کر دیا جائے کہ حضرت ابوطالب وہ حنیف مسلم تھے جنھوں نے اساس اسلامی کے قائم کرنے میں کوئی دقیقہ اپنی جد و جہد کا اُٹھا نہیں رکھا اور اُنکی اس اسلام نوازی نے ناصران اسلام کی فہرست میں اُنکے نام نامی کو آنحضرت کے عین مابعد لکھے جانے کا مستحق ثابت کر دیا، حضرت علامۃ الآفاق السید محمد علی شرف الدین موسوی ادام اللہ بقائہم نے حضرت ابوطالب کی مکمل سوانح عمری موسوم بہ "شیخ الابطح" سی جامع تصنیف زبان عربی میں لکھکر اس کمی کو پورا کیا اور جناب کمالات انتساب فاضل باذل فخر اقران و اماثل جناب مولانا المولوی السید ظفر مہدی صاحب مدیر سہیل یمن نے اسکا معنوی ترجمہ سلیس و با محاورہ اُردو میں ہم تک کے سامنے پیش کر کے اُسکے فائدہ کو عام و تام کر دیا، چونکہ یہ تصنیف لطیف اسلامی تاریخ کا ایک نہایت ضروری المطالعہ ورق اور اُردو زبان کے مذہبی لٹریچر میں ایک گرانقدر و عدیم المثال اضافہ ہے لہٰذا ہم اپنے ناظرین کرام سے اسکے مطالعہ کے پر زور سفارش کرتے ہیں اور ہماری دلی تمنا ہے کہ کوئی اسلامی کتبخانہ اس بے بہا ترجمہ سے خالی نہ رہے ۱۰۰ صفحہ کا حجم کتابت طباعت بھی اچھی کاغذ بھی اچھا قیمت علاوہ محصول عہ مدیر سہیل یمن دکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے طلب کیجئے ۔

وتمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم

سر آغاز مرتب

روح الایمان

بجواب

عقائد [illegible]

رشحۂ قلم فیض رقم جناب مستطاب شمس الافاضل النبیہ العالم البصیر الحبر التقی النقی مولانا المولوی

محمد حسن رضا صاحب متعلم مدرسہ عالیہ اہل سنت والجماعت دام عمرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت احمدیہ قادیان کے پرجوش مگر اپنی ہی کہے جانے والے اور دوسرے کی نہ سننے والی مستقل مزاج ممبر مرزا حسام الدین صاحب اکبرآبادی نے اپنی عادت کے موافق ہمارے جوابات سابقہ سے قطع نظر کرکے ۱۹۳۵ء کی آخری شش ماہی میں ایک مختصر رسالہ بنام "استفسر نمبر ۱" ہمارے پاس بغرض تحریر جواب بھیجا تھا جس میں تغیر لہجہ سابقہ ہمیں اور ہمارے فاضل نامہ نگاروں پر اعتراضات کرتے ہوئے عدل و امامت کے اثبات کا مطالبہ کیا گیا تھا، اس رسالہ کے جواب میں ایک مضمون ہمارا اثبات عدل میں الواعظ نمبر ۱۱ جلد ۹ میں شائع ہوا اور اثبات امامت کو آئندہ نمبر پر محول کیا گیا مگر ہنوز ہم کوئی مضمون اثبات امامت میں نہ لکھنے پائے تھے کہ بحجت اشرف سے جناب علم علام و علیم فہام مولانا المولوی السید علی نقی صاحب قبلہ ادام اللہ برکاتہم نے استفسر کا پورا جواب بنام اصول دین و قرآن نمبر ۲ ہمارے پاس بھیجدیا اور ہمنے اسی کی اشاعت کو کافی سمجھکر نمبر ۲ و ۳ جلد ۱۰ الواعظ میں اسکو شائع کر دیا اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہمیں امید تھی کہ جناب مرزا صاحب ممدوح کچھ غور و فکر سے کام لیکر اپنے قلم کو حرکت دیں گے مگر اسکے بعد جو نامہ ہائے کرم جناب ممدوح کے ہمارے پاس آئے انکو اور نیز انکے تحریرات سابقہ کو دیکھنے کے بعد جہاں یہ امر واضح ہو گیا کہ اس سلسلہ کے تمام تحریرات جناب ممدوح کے افکار ابکار کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ کوئی دوسرا دماغ بھی اُن کا معین و مددگار ہے وہاں یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ وہ ابھی تک ہماری اصطلاح کے موافق عدل کے معنی سمجھے ہی نہیں اور اسی غلط فہمی نے اُن کو ان خامہ فرسائیوں پر آمادہ کیا ہے۔

ان خطوط کا جواب جنمیں رسالہ عبقات الایمان کے اشاعت پذیر ہونے کی پیشین گوئی بھی کی گئی تھی، رسالہ مذکورہ کی اشاعت تک ملتوی کیا گیا تا اینکہ رسالہ مذکورہ ہمارے پاس پہونچگیا جس میں بجائے اسکے کہ ہمارے مضمون اثبات عدل یا "اصول دین اور قرآن" کا لفظ بلفظ جواب دیا جائے پھر انھیں پرانی باتوں کو جن کے جوابات ہماری جانب سے مکرر دیئے جا چکے ہیں پھر تھوڑے تغیر کے ساتھ دوہرا کر عقیدۂ عدل کو آریوں اور عیسائیوں سے ماخوذ بتاکر اچھی طرح واضح کر دیا ہے کہ یہ پوری تحریر جناب موصوف کی طبعزاد ہے اور نہ وہ ابھی تک عدل کے معنی ہماری اصطلاح کے موافق سمجھے ہیں، یہ مضمون ہدایت مشحون اسی ترکیب کا جواب ہے جسمیں مصنف کی بیجا تعلیلوں کو ناقابل تعرض سمجھکر انھیں باتوں کا جواب دیا گیا ہے جو اصل موضوع سے تعلق رکھتی تھیں ناضل مجیب جناب فضیلت مآب مولوی محمد بشیر صاحب متعلم درجۂ اعلیٰ مدرسۃ الواعظین نے عبقات الایمان کے کسی سوال یا اعتراض کو تشنہ جواب نہیں چھوڑا الحمد للہ جس تدقیق و تحقیق سے جواب دیا ہے وہ اہل انصاف سے خراج تحسین کا مستحق ہے ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے گا۔

(راقم مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ علی رسولہ المصطفیٰ الکریم وآلہ المجتبیٰ الفخیم وبعد فقال الخبیر العلیم فی محکم کتابہ القویم شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم ۔ خدائے عادل وحکیم اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ اور ملائکہ اور صاحبان علم شاہد ہیں کہ بجز اُسکے کوئی خدا نہیں وہ صفت عدل سے متصف ہے اُسکی عزیز وحکیم ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے:۔

آیۂ مبارکہ میں ہمیں اس وقت لفظ قائما بالقسط اور لفظ الحکیم سے بحث ہے جس سے عدالت حضرت باری عزاسمہٗ کا ثبوت ظاہر و باہر ہے جسکو اُس ذات مقدس نے اپنی توحید کے بعد اپنے صفات میں سے بیان فرمایا ہے اولاً ہم اِن الفاظ کی لغوی تحقیق بیان کرتے ہیں۔

اللغۃ قسط کے معنی عدل ہیں ملاحظہ ہو منتہی الارب ق س ط (قسط) بالکسر عدل ۔ نیز قاموس القسط بالکسر العدل۔

لفظ حکیم حکمت سے مشتق ہے اور حکمت بمعنی عدل ہے۔ ملاحظہ ہو منتہی الارب حکمت بالکسر عدل وحکیم کا میر خداوند حکمت نیز قاموس والحکمۃ بالکسر العدل اور اگر حکم سے مشتق ہے تب بھی متضمن عدل ہے چنانچہ امام ابوطاہر مجمع بحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۸۰ میں نہایہ ابن اثیر سے نقل فرماتے ہیں:۔

والحکم القضاء بالعدل وھو مصدر حکم بالجملہ تحقیق لغوی سے معلوم ہوا کہ قسط بمعنی عدل اور حکیم بمعنی صاحب عدل یعنی عادل ہے ؏

نیز معلوم ہو گیا کہ حاکم بھی معنی قاضی بالعدل ہے یعنی عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والا پس اب جس مقام پر یہ الفاظ ملیں معانی مذکورہ لغویہ ملحوظ رہیں ؏

اب اسکے بعد ہم ترکیب نحوی لکھتے ہیں۔ تاکہ الفاظ مبحوث عنہا کا مفہوم و مصداق دونوں واضح ہو جائیں۔

الاعراب آیۂ مبارکہ میں قائماً بالقسط حال واقع ہوا ہے اب بحث یہ ہے کہ اسکا ذو الحال کیا اللہ ہے یا الملٰئکۃ یا اولوا العلم۔ اگر معمولی استعداد والا بھی کچھ غور کرے تو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی اسکا ذو الحال نہیں ہو سکتا۔ اولوا العلم یا الملٰئکۃ میں صلاحیت ذو الحال ہونے کی اس جملہ میں ہو نہیں کیونکہ قائماً واحد ہے جو متضمن ضمیر مفرد مذکر ہے جسکا مرجع مفرد مذکر ہی ہو سکتا ہے ورنہ تطابق بین المرجع والعائد نہ ہوگا اور لفظ الملٰئکۃ و اولوا العلم حامل الجمعیت ہے لہذا یہ دونوں مرجع ضمیر مفرد مذکر نہیں قرار پا سکتے۔

ھذا ما یعلمہ الصبیان فیا عجبا لصاحب عبقات الایمان۔

پس معلوم ہوا کہ ذو الحال قائماً بالقسط لفظ اللہ ہے چنانچہ علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف تحریر فرماتے ہیں:-

وانتصابہ علی انہ حال مؤکدۃ منہ سبحانہ　　　اور منصوب ہونا اسکا اس بنا پر ہے کہ وہ حال ہے اور ذو الحال لفظ اللہ ہے۔

(کشاف جزو اول صفحہ ۲۹۰)

نیز قاضی عبد اللہ بن عمر صاحب تفسیر بیضاوی اسی لفظ کی تحقیق میں تحریر فرماتے ہیں:-

وانتصابہ علی الحال من اللہ۔　　　اور منصوب ہونا اسکا اس بنا پر ہے کہ وہ حال ہے اور لفظ اللہ ذو الحال ہے۔

(بیضاوی صفحہ ۱۳۲)

نیز جناب علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی صاحب تفسیر لباب التاویل و جناب علامہ ابو محمد الحسین الفراء البغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے بھی یہی مطلب تحریر فرمایا ہے (لباب التاویل جزو اول صفحہ ۲۰۰ و معالم التنزیل کذا)

الملخص الکلام لغات سے واضح ہو گیا کہ لفظ قسط بمعنی عدل اور لفظ حکیم بمعنی عادل اور لفظ حاکم بمعنی قاضی بالعدل ہے اور ترکیب نحوی سے معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے اس آیت میں اپنی ذات کو ان صفات سے متصف فرمایا ہے جسکے بعد گنجائش انکار نہیں ہے۔

ومن یکفر بہ فاولٰئک ھم الخاسرون　　　اور جو لوگ اسکے منکر ہوں وہی گھاٹے میں رہینگے

لیکن ہم مزید توضیح کے لیے آیۂ مبارکہ کی تفسیر بھی ذکر کیے دیتے ہیں:-

التفسیر جناب علامہ جار اللہ زمخشری تحریر فرماتے ہیں:-

(قائماً بالقسط) مقیماً للعدل فیما یقسم من الارزاق والاجال ویثیب ویعاقب وما یامر بہ عبادہ　　　خداوند عالم عدل کے ساتھ موصوف ہے یعنی تقسیم رزق و اعطاء عمر میں اور جو نہیں اسکی طرف سے جو ثواب و

(العزیز الحکیم) صفتان مقررتان لما وصف بہ ذاتہ من الوحدانیۃ والعدل یعنی انہ عزیز لا یغالبہ الٰہ آخر الحکیم الذی لا یعدل عن العدل فی افعالہ

عقاب ہوگا اُس میں اور یوں ہی جو کچھ اُسنے اپنے بندوں کے احکام صادر کیے ہیں اُن میں عدل کرنے والا ہے یہ دونوں صفتیں عزیز و حکیم ثبت و مقرر وحدانیت و عدل خدا ہیں جنکے ساتھ خود اُسنے اپنی ذات کو متصف کیا ہے یعنی خدا ایسا غالب ہے کہ اُسپر کوئی غالب نہیں ہو سکتا اور ایسا عادل ہے کہ کبھی اپنے افعال میں خلاف عدل نہیں کرتا

پھر اسکے بعد والی آیت ان الدین عند اللہ الاسلام کی تفسیر میں علامۂ موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

(ان الدین عند اللہ الاسلام) جملۃ مستانفۃ مؤکدۃ للجملۃ الاولی (فان قلت) ما فائدۃ ھذہ التوکید (قلت) فائدتہ ان قولہ لا الٰہ الا ھو توحید و قولہ قائما بالقسط تعدیل فاذا اردفہ قولہ ان الدین عند اللہ الاسلام فقد اذن ان الاسلام ھو العدل والتوحید وھو الدین عند اللہ تعالیٰ وما عداہ فلیس عندہ فی شیٔ من الدین۔ (کشاف جزو اول صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ مصر)

آیۂ ان الدین عند اللہ الاسلام جملۂ مستانفہ ہے اور آیۂ سابقہ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملئکۃ و اولوا العلم قائما بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم کی تاکید ہے پس اگر تم کہو کہ اس تاکید سے کیا فائدہ ہوا تو یاد رکھو کہ اسکا فائدہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے لا الٰہ الا ھو سے تو اپنی توحید کو بیان کیا اور قائما بالقسط سے اپنے عدل کو بیان فرمایا پس اسکے بعد ہی ان الدین عند اللہ الاسلام فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ اُسنے اعلان کر دیا کہ اسلام حقیقی توحید و عدل کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہی دین خدا کے نزدیک دین ہے اور اسکے علاوہ خدا کے نزدیک خارج از دین ہے "

نیز جناب قاضی عبداللہ بن عمر صاحب تفسیر بیضاوی تحریر فرماتے ہیں:-

(قائما بالقسط) مقیما للعدل فی قسمہ و حکمہ (تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ نول کشور)

خداوند عالم تقسیم و حکم میں عدل کرنے والا ہے۔

تنبیہ قاضی صاحب نے قسم و حکم علی الاطلاق فرمایا ہے زمان یا مکان کی تخصیص نہیں کی ہے جس کا مطلب واضح ہے کہ تقسیم اور حکم دنیا میں ہو یا آخرت میں جب وہ تقسیم اور حکم کرے گا اُس میں عدل کریگا

نیز جناب علاء الدین بغدادی المعروف بخازن تحریر فرماتے ہیں:-

(قائما بالقسط) ای بالعدل (العزیز)

قائم بالقسط کے معنی یہ ہیں کہ خداوند عالم قائم بالعدل ہے

ای الغالب الذی لا یقهر (الحکیم) یعنی فی جمیع افعالہ (لباب التاویل جلد ۱ صفحہ ۲۰۰) اور عزیز کے معنی ہیں کہ وہ ایسا غالب ہے کہ مغلوب نہیں ہو سکتا اور حکیم کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے تمام افعال میں عادل ہے

نیز جناب الامۂ بغوی تحریر فرماتے ہیں :-

(قائما بالقسط) ای بالعدل (معالم التنزیل برحاشیہ لباب صفحہ ۲۰۰) خدا قائم بالقسط یعنی عدل کے ساتھ متصف ہے۔

نیز جناب ابن عباس اسکی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں :-

(قائما بالقسط) بالعدل (تنویر المقباس تفسیر جناب ابن عباس برحاشیہ درمنثور جلد اول صفحہ ۱۴۰) خدا قائم بالقسط یعنی عدل کے ساتھ متصف ہے۔

اتنا اور عرض کر دوں کہ قائم و مقیم بالعدل صیغہ صفتی ہیں فلا تکن من الغافلین

نیز جناب علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں :-

واخرج ابن حاتم عن الحسن فی قولہ تعالیٰ قائما بالقسط قال دبنا قائما بالعدل واخرج ابی حاتم من طریق ضحاک عن ابن عباس بالقسط قال بالعدل (درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۲) ابن ابی حاتم قول جناب باری عزاسمہ قائما بالقسط کے متعلق حسن سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ قائم بالقسط کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا پروردگار عدل کے ساتھ متصف ہے نیز ابن ابی حاتم بسند ضحاک جناب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے بالقسط کی تفسیر بالعدل فرمائی ہے یعنی خدا قائم بالعدل ہے،

تفاسیر مذکورہ کے بعد خدا کے عادل ہونے میں کس مسلمان کو شک و شبہ ہو سکتا ہے اور کون اس آیۂ باہرہ کے انکار کی جرأت کر سکتا ہے جس کی جلالت قدر کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں و

حضرت الملک الملوک نے آیہ مبارکہ کا سرنامہ خود اپنی شہادت قرار دیا ہے اور خود اُس ذات واحد یکتا نے صفت عدل کو اپنے ذات کے لئے ثابت فرمایا ہے اب بھی العیاذ باللہ کسی میں دم ہے کہ اس صفت حقہ کو اُس ذات سے جدا کر سکے یہ عام سلاطین دنیا کے خطابات نہیں ہیں کہ جس سے چاہا نکال لیا اور جس کو چاہا دیدیا۔ علیم الغفار کی معین کردہ صفت ہے کہ جو حضرت شہادت لاہوتیہ وملکوتیہ وناسوتیہ کی جاذب ہے،

یا احکم الحاکمین نحن بتوحیدك وعدلك من الشاھدین ٥

اے سب سے بڑے حاکم ہم تیری توحید اور تیرے عدل کے گواہ ہیں

اگر ان شبہات کے بعد بھی کسی نے اسکے خلاف کچھ منھ سے نکالا تو اُسپر یہ آیۂ قاہرہ سلط ہے۔

من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الکافرون ٥

جو شخص اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے موافق حکم نہ کرے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

عدل اور ظلم و جور

تمام مذاہب کا عقیدہ ہے اور عالمگیر اعتقاد ہے کہ خدائے تبارک و تعالیٰ ظالم و جائر نہیں ہے کیونکہ ظلم و جور کا مرتکب وہی ہو سکتا ہے جو اسکے قبح سے ناواقف ہو یا احتیاج رکھتا ہو یا مجبور کر دیا جائے اور جو ذات کہ نقص و احتیاج سے بری ہو اور عالم و قادر مطلق ہو ہرگز ظلم و جور کی مرتکب نہیں ہو سکتی اسکے جمیع افعال میں شائبہ ظلم و جور بالیقین نہیں پایا جا سکتا پس جو لوگ معبود حقیقی کو قادر و عالم و غنی بالذات تسلیم کرتے ہیں انھیں ماننا پڑیگا کہ اس سے ظلم و جور محال ہے بالخصوص مسلمین کبھی اسکا انکار نہیں کر سکتے کیونکہ دلالت عقل کے علاوہ قرآن مجید میں بکثرت آیات موجود ہیں جو نفی ظلم پر دلالت کرتے ہیں منجملہ انکے ایک آیت پیش کیجاتی ہے

ذٰلک بما قدمت ایدیکم و ان اللہ لیس بظلام للعبید (پ ۴ آل عمران ع ۱۰) — یہ اس عمل کی جزا ہے جو تمہارے ہاتھوں سے ہو چکا ہے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ خداوند عالم ظالم و جائر نہیں ہے تو ہمیں اسکے مفہوم پر نظر کرنا چاہیئے اور چونکہ یہ الفاظ عربی ہیں اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں نازل ہوا ہے لہذا ہمیں لغات عرب کو دیکھنا لازم ہے۔ کیونکہ محاورات زبان اردو سے یہ گتھی ہرگز نہیں سلجھ سکتی اور نہ کسی کے لیے حجت قرار پا سکتے ہیں۔

مطالعہ لغات سے پتہ چلتا ہے کہ ظلم و جور اور عدل متناقضین ہیں جیسا کہ قاموس و منتہی الارب میں موجود ہے الجور نقیض العدل نیز جناب قاضی عبد اللہ بن عمر صاحب بیضاوی ذیل آیۂ مذکور میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان نفی الظلم یستلزم العدل المقتضی اثابۃ المحسن و معاقبۃ المسیئ (بیضاوی صفحہ ۱۶۵) — بالیقین نفی ظلم مستلزم عدل ہے جو صالحین کو ثواب دینے اور گنہگاروں پر عقاب کرنے کا مقتضی ہے

نیز جناب علامہ جار اللہ زمخشری اسی آیۂ مبارکہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:-

معنی کونہ غیر ظلام للعبید انہ عادل ومن العدل ان یعاقب المسیئ منھم و یثیب المحسن (کشاف ج اول صفحہ ۲۳۹) — خداوند عالم کے ظالم نہونیکے معنی یہ ہیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ عادل ہے اور گنہگاروں پر عقاب کرنا نیکوں کو ثواب عطا فرمانا عدل ہی کا نتیجہ ہے۔

نیز جناب قاضی بیضاوی آیۂ لیجزی الذین آمنوا و عملوا الصالحات بالقسط (تاکہ مومنین و صالحین کو خدا اپنے عدل کے مطابق جزا دے) کے تحت میں لفظ بالقسط کی تفسیر بعدلہ تحریر فرماتے ہیں یعنی روز قیامت اسلیئے ہوگا کہ خدا مومنین و صالحین کو اپنے عدل کے مطابق جزا دے اسکے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ایمان

عدل قویم ہے اور شرک ظلم عظیم ہے (بیضاوی صفحہ ۳۵۲)

بہر حال معلوم ہوا کہ نفی ظلم مستلزم عدل ہے اور نقیض جور بھی عدل ہے اور ظالم نہونیکے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ عادل ہے اور شرک ظلم عظیم اور ایمان عدل قویم ہے جس کا لابدی نتیجہ یہی ہے کہ جو کبھی جائز و ظالم ہوگا وہ کبھی عادل حقیقی ہوگا جو لوگ خدا کے ظالم و جائر ہونیکے معتقد ہوں وہی اسکو غیر عادل کہہ سکتے ہیں لیکن جو لوگ اسکو کبھی ظلم و جور سے متصف نہیں کرتے بلکہ ظالم و جائر ہونا محال سمجھتے ہیں انپر واجب ہے کہ وہ اسکے عادل ہونیکا راسخ عقیدہ رکھیں ورنہ جس قدر عدل میں کمی فرض کیجائیگی ظلم میں زیادتی تسلیم کرنا پڑیگی اور اگر قطعاً انکار عدل کردیا تو بالیقین علی وجہ التمام ظالم تسلیم کرنا پڑے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کوئی معتقد الوہیت خدا کے لیئے ظلم روا نہیں رکھتا علی الخصوص مسلمین کہ جنکے پاس نفی ظلم پر دو ہری حجتین عقلی و نقلی موجود ہین کہ جسکا لازمی نتیجہ یقین واعتقاد عدل ہے :-

ومن کفر بعد ذلک فسوف نصلیہ سعیرا

عدل اور عقل

فرقۂ حقہ شیعہ جن معنوں سے خدا کے عادل ہونیکا معتقد ہے وہ یہ ہیں کہ خدائے حکیم کسی فعل قبیح (جس کا فاعل عقلاً مستحق ملامت ہو) کا مرتکب نہیں ہوتا اور کسی فعل واجب (جس کا تارک عقلاً مستحق مذمت ہو) کو ترک نہیں کرتا اگرچہ ان افعال کی قدرت ضرور ہے مگر بلحاظ عدالت انکا وقوع محال ہے :

اس مطلب جلیل کے ثبوت میں بکثرت دلائل قاہرہ موجود ہیں مگر ہم اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے چند براہین قاطعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں لیکن پہلے اتنا بتادیں کہ افعال کی اچھائی اور برائی عقلی ہے محض شرعی نہیں ہے جیسے خوبی احسان و صدق وغیرہ اور قبح ظلم و جور و کذب وغیرہ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک فعل میں خوبی یا بری کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ کوئی فعل ایسا نہیں ہے جو خوبی و بری دونوں سے خالی ہو۔ یہ بات اور ہے کہ انسانی عقل کی رسائی اسکے حسن و قبح تک نہو مگر ایسے افعال میں بھی حکم اجمالی عقل ضرور ہوتا ہے اسکے بھی دلائل بکثرت ہیں مگر بلحاظ اختصار دو دلیلوں پر اکتفا کرتے ہیں :

دلیل اول اگر حسن و قبح افعال عقلی نہوگا بلکہ محض شرعی فرض کیا جائے گا تو شریعت پر عمل کرنیکا حسن ہونا اور ترک عمل کا قبیح ہونا اور اسکے مامور بہا کا حسن اور منہی عنہا کا قبیح ہونا بھی شریعت ہی سے حاصل ہوگا اور یہ صریحی البطلان ہے کیونکہ جب یہ امور شریعت ہی سے معلوم ہونگے تو شریعت کا اپنے نفس پر موقوف ہونا لازم آئے گا جو مستلزم تقدم الشئی علی نفسہ ہے وھذا ھو الدور المحال علاوہ بریں اس صورت میں شریعت بھی قابل

عمل نہ رہے گی کیونکہ جب اس کا حسن عقلی نہیں ہے تو جس قدر آئیں اوامر و نواہی وعدہ وعید وغیرہ
ہیں سب میں احتمال کذب و خلاف حق ہونا ممکن ہوگا جسکے بعد اُسکا قابل اعتماد نہونا واضح ہے۔

دلیل دوم حسن احسان و عدل و صدق اور قبح اسائت و ظلم و کذب اور انپر مدح و ذم کا مترتب ہونا۔
بالبداہتہ معلوم ہے اور ہر عاقل اسکو بخوبی جانتا ہے حتی کہ منکرین شرایع مثل دہریین وغیرہ بھی اس سے
واقف ہیں پس اگر یہ تمام امور محض شرعی ہوتے تو جو لوگ شریعتوں کا انکار کرتے ہیں وہ کبھی حسن و قبح اور مدح
و ذم کا حکم نہ کرتے جیسے براہمہ ہند حالانکہ ایسے لوگ بھی محسن و عادل و صادق کی مدح اور ان افعال کی خوبی اور
مسیئی و ظالم و کاذب کی مذمت اور ان افعال کی برائی کا حکم کرتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ حسن و قبح افعال عقلی ہے
اگرچہ تمام اشیاء کے حسن و قبح تک عقل کی رسائی ضروری نہیں ہے مگر بالاجمال اس کا حکم عام ہے جب یہ بات
واضح ہوگئی تو ہم خدا کے عادل ہونے پر چند براہین قطعیہ پیش کرتے ہیں۔

برہان اول فعل قبیح کا مرتکب وہی ہو سکتا ہے جسکو فعل بد کی احتیاج یا اُسکے قبح سے ناواقفیت ہو یا اُسکے
کرنے پر مجبور کر دیا جائے اور خداوند عالم چونکہ غنی بالذات اور تمام اشیا کا عالم ہے اور قادر علی الاطلاق ہے لہذا اُس
سے فعل قبیح کا صادر ہونا محال ہے اور اسی طرح ایسے فعل کا ترک کرنا محال ہے جسکا ترک مذموم ہو کیونکہ یہ بھی منجر
الی القبیح ہے اور وہ ہر قبیح سے منزہ ہے۔

برہان ثانی اگر خدا سے فعل قبیح کا صادر ہونا ممکن ہوگا تو کسی نبی کی نبوت بھی ثابت نہوگی کیونکہ جب اُس سے
صدور فعل قبیح ممکن ہوا تو یہ بات جائز ہوگی کہ وہ کسی کاذب شخص کو صاحب معجزہ قرار دیکر اُس سے دعوائے
نبوت کرا دے حالانکہ ثبوت نبوت حتمی یقینی ہے لہذا صدور قبائح محال ہے۔

برہان ثالث اگر خدا سے صدور قبائح محال نہوگا تو وجود جنت و نار اور تطایر کتب و صراط و میزان و
حساب و کتاب اور نیکوکاروں کو ثواب اور بدکار کے عذاب کی خبر کا غلط ہونا ممکن ہوگا لیکن ان تمام امور مذکورہ کی خبر بالیقین
صحیح ہے لہذا اس سے صدور قبائح محال ہے

برہان رابع اگر خدا سے صدور قبائح محال نہوگا تو اللہ و ملائکہ و کتب و رسل و یوم آخر پر ایمان لانے والوں
کے لیے خوشخبری اور اُنکے منکرین کے لیے وعید کے اخبار کا غلط ہونا یا ان کا منعکس ہوجانا یعنی منکرین کے لیے
خوشخبری اور مومنین کے لیے وعید ممکن ہوگا حالانکہ اخبار مذکورہ کی صحت و امتناع تغیر یقینی ہے لہذا صدور قبائح
ممتنع ہے۔

برہان خامس اگر خدا سے صدور قبائح محال ہوگا تو یہ بات ممکن ہوگی کہ نماز و صوم و حج و زکوٰۃ و جہاد عند اللہ قبیح ہوں
اور ایسے قبیح ہوں کہ جنکے بجالانے والوں کو معذب کیا جائے اور خدا نے اسی لیے حکم دیا ہو کہ وہ انپر عذاب کرے

اور ممکن ہوگا کہ دین اسلام کہ جسکے اتباع کا اس نے حکم دیا ہے اور جس کو تم حق سمجھتے ہو باطل و کفر و ضلال ہو اور جس کو تم ضلال و کفر سمجھتے ہو وہی حق ہو تعالےٰ سامنے اسلام کو مزین کر کے پیش کر دیا ہو اور حق کو معیوب کر کے دکھا دیا ہو نیز اپنے جو اپنے صفات جواد و کریم و رحیم و رحمان و مالک بیان کیے ہیں غلط ہوں نیز ممکن ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام کو معذب کرے اور فرعونوں اور شیطانوں کو ثواب عطا فرمائے اور ایسے نبی کو مبعوث فرمائے کہ جسکے دین میں عبادت شیطان و شرب مسکرات و قتل انبیاء واجب ہو اور صوم و صلوٰۃ و جمیع عبادات مطلقاً حرام ہوں حالانکہ یہ تمام امور قطعی البطلان ہیں پس اس سے صدور جمیع قبائح یقیناً ممتنع ہے

ان براہین یقینیہ کے بعد کون معترف خدا انکار عدل کر سکتا ہے اور کس مسلمان میں یہ جرأت ہے کہ ان افعال قبیحہ کی نسبت ذات مقدسہ الٰہیہ کی طرف دے سکے الا من سفہ نفسہ گروہی جو سفیہ النفس ہو

معنی عدل اور قرآن

ہم نے جو عدل کے معنی بیان کیے ہیں کہ خداوند عالم کبھی فعل قبیح نہیں کرتا ہمیشہ فعل حسن ہی کرتا ہے اس پر علاوہ دلالت عقل کے قرآن مجید کی متعدد آیتیں دلالت کرتی ہیں منجملہ انکے ہم دو آیتیں پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو

الذی احسن کل شیٔ خلقہ (سورۂ سجدہ رکوع ۱ پارہ ۲۱) — وہ خدا وہ ہے کہ جس شئے کو بھی اپنے لباس وجود سے آراستہ کیا ہے حسن و خوبی ہی سے آراستہ کیا ہے۔

اسمیں کسی قسم کا قبح نہیں ہے لہذا وہ فاعل حسن ہی ہے فاعل قبیح نہیں ہے۔

کل ذلک کان سیئہ عند ربک مکروھا (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵) — جو کام بھی برے ہیں وہ (اے رسول) تمہارے پروردگار کے نزدیک مکروہ و قابل نفرت ہیں

افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن ھو اعمیٰ انما یتذکر اولوالالباب

پھر کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا ہے وہی حق ہے مثل اس شخص کے ہے جو اندھا ہے بیشک صرف صاحبان عقل ہی یاد رکھتے ہیں۔

شہادت اور عدل

یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ شہادت میں عدل کا ہونا موجب یقین ہوتا ہے اور غیر عادل کی شہادت قابل اطمینان نہیں ہوتی کیونکہ جواز صدور قبائح کی وجہ سے اسمیں کذب بیانی کا احتمال اور غلط گوئی کا اندیشہ رہتا ہے شہادت پر اسی وقت یقین حاصل ہو سکتا ہے جبکہ شاہد کو عادل تسلیم کیا جائے ورنہ ہرگز یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ

اُس سے صدور قبائح ممکن ہوگا اور یقین اُس اعتقاد جازم کا نام ہے جس میں احتمال جانب مخالف نہو۔ اب میں آیہ مذکورہ شہد اللہ کو پیش کرتا ہوں جسکی ابتدا شہادت حضرت باری عزاسمہٗ سے ہے پس اگر خدا سے صدور قبائح جائز رکھا اور اسکو عادل تسلیم نہیں کیا تو اُس سے کذب بیانی ممکن ہوگی اور دروغگوئی کا احتمال مرتفع نہوگا لہذا اُسکی شہادت پر یقین و اطمینان حاصل نہوگا حالانکہ تمام مسلمین معتقد اور مدعی یقین ہیں اور یقین عدل پر موقوف ہے معلوم ہوا کہ عدل کے معتقد ہیں ورنہ شہادت الٰہیہ پر دعویٰ یقین و اعتماد غلط ہے۔

ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین

اے ہمارے پالنے والے جو کچھ تونے نازل کیا ہے ہم اُسپر ایمان لائے اور ہم نے رسول کی متابعت کی لہذا تو ہمکو شاہدین میں تحریر فرما۔

عدل اور امامت

تمام امت کا اجماع ہے کہ خداوند عالم عادل ہے یعنی اُس سے صدور قبائح و ترک واجبات ممتنع ہے اگرچہ اثبات معنی کے طرق مختلف ہیں مگر نفس مطلب عدل میں جمیع امت کا اتفاق ہے کوئی ایک فرد ایسی نہ ملیگی جو عدالت خدا کا انکار کرے اور واقعی کون ایسی صفت کا انکار کرسکتا ہے جس پر پوری شریعت کا دارومدار ہے جیسا کہ براہین خمسہ قاطعہ میں توضیح گذرچکا اور اس اجماع کا پتہ تمام کتب کلامیہ سے معلوم ہوسکتا ہے فی الحال ہم شرح تجرید علامہ قوشجی صفحہ ۲۷۵ کا حوالہ بتائے دیتے ہیں نیز کشاف جلد اول صفحہ ۹۴ بھی ملاحظہ فرمائیے لیکن آجکل کچھ لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ جنکی نظر میں کوتاہ نظری و تنگ خیالی کیوجہ سے عدل کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور بغیر غور و فکر اپنی جہالت کی وجہ سے انکار عدل کرکے انکار شریعت اور دہری و شرار دہریت کا طوق گلے میں ڈالنے پر تیار ہوگئے ہیں خدا انکو ہدایت کرے،

معتقدین عدل کی مدح اور منکرین کی قدح

جب آیات قرآنیہ سے عدل حضرت باری جل جلالہٗ ثابت ہوچکا تو ایمان بالقرآن رکھنے والوں پر لازم ہوگیا کہ عدل پر ایمان لائیں ورنہ جو لوگ اسکا انکار کرینگے اور اسکو چھپائینگے وہ حکم آیہ ذیل کے مستحق ہونگے۔

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت والھدیٰ من بعد ما بیّنٰہ للناس فی الکتاب اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللٰعنون

یعنی جو لوگ ہمارے نازل کردہ دلائل وہدایت کو باوجود اسکے کہ ہم نے قرآن میں بیان کردیا ہے چھپاتے ہیں اُنپر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والا گروہ بھی

لعنت کرتا ہے۔

ومن یکفر بایات اللہ فان اللہ سریع الحساب — جو خدا کی آیتوں کا انکار کرے گا پس یاد رہے کہ خدا بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

یہ آیت آیۂ شہد اللہ کے بعد ہی مذکور ہے اور منکرین عدل کے لیے سوط عذاب ہے۔

اور جو لوگ چشم و ابروئے شاہی کو پہچانتے ہیں اور مخالفت عقل وانکار آیات کے ہولناک عذاب سے واقف ہیں وہ کبھی خدا کے غیر عادل ہونے کے روادار نہیں وہ اس سے صدور قبائح کو محال سمجھتے ہیں یہی وہ حضرات ہیں کہ جنکا قرآن مجید یوں مدح سرا ہے:-

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون — یعنی اور ایسے لوگ کہ جو کچھ تم پر (اے رسول) اور تم سے پہلے نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

تقریب استدلال آیۂ جلیلہ شہد اللہ آیا ما انزل الی الرسول سے ہے کہ نہیں اگر اسکا انکار کیا تو کفر واضح ہے اور اگر اسکا اقرار ہے تو اس آیت کا ایمان بعینہ اس شئے کا ایمان ہے جو رسول پر نازل ہوئی اور جب ایسا ہے تو ایمان بالعدل بالیقین ثابت ہے پس بشارت و مدح مذکور مومنین بالعدل کے لیئے قطعی الثبوت ہیں:

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب — اے رسول میرے ان بندوں کو بشارت دیدو کہ جو بات سنتے ہیں اور اسمیں سے قول احسن کا اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ جنکو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ صاحبان عقل ہیں

تقریب استدلال آیا اتباع عدل اتباع قول احسن ہے کہ نہیں اگر نہیں ہے تو بہر خدا سے صدور قبائح ممکن سمجھکر شریعت کو بے ثمر و غیر قابل اعتماد تسلیم کیجیے اور اسلام کے ضلال ہونیکا امکان مان لینے کے بعد قلادۂ حیرت گلے میں ڈال لیجیے! بہرحال وہ تمام خرابیاں جو براہین نمبر قاطعہ میں بیان ہو چکی ہیں بے چون وچرا تسلیم کرنیکے لیئے آمادہ ہو جائیے اور اگر اس بات کا اعتراف ہے کہ اتباع عدل بالیقین اتباع قول احسن ہے تو بہر بشارات مذکورہ کا ثبوت متبعین عدل کے لیئے واضح ہے لہذا یہی لوگ من جانب اللہ ہدایت یافتہ اور صاحبان عقل ہیں

یہ نہ کہیے گا کہ قرآن مجید میں لفظ ایمان بالعدل مذکور نہیں ہے کیونکہ اگر کہیں یہ بات منھ سے نکالی تو قرآن مجید کی جلالت قدر و عظمت کی اہانت الگ ہوگی اور آپ کی مایۂ نازجہالت الگ تشہیر ہوگی اور یہ اس لیئے کہ قرآن مجید غایت احکام و نہایت اتقان پر مبنی ہے اور خزینۂ دار اسرار حکمت الٰہیہ سے مطالب شرعیہ کا

استخراج کبھی بعنوان دلائل مطابقیہ ہوتا ہے اور کبھی بطرز دلائل التزامیہ اور انہیں سے جس طریقہ سے بھی کوئی مطلب مستخرج ہوتا ہے وہ بلا شبہ حکم قرآنی ہوتا ہے اُسپر ایمان لانا واجب اور اسکا اتباع لازم ہے

اگر آپکو اس سے انکار ہے تو براہ مہربانی جمیع ابواب فقہ و اصول اور جزئیات مسائل اصولیہ و فروعیہ تصریحات قرآنیہ سے پیش کریں تمام مسائل کر جانے دیجیے فقط لفظ ایمان بتوحید اللہ کسی آیت قرآنی سے پیش کر دیجئے اور ہم سے خاطر خواہ انعام حاصل کیجیے

ولا یثبت ھذا حتی یلج الجمل فی سم الخیاط

اور یہ اُسوقت تک ثابت نہو گا جبتک اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جائے۔

اب ہم آیہ شہد اللہ کے بعض خصوصیات ذکر کرتے ہیں جن سے فضائل و بشارات معتقدین عدل پر کافی روشنی پڑتی ہے"

ابن السنی نے عمل یوم و لیلہ میں اور ابو منصور شحامی نے اربعین میں خباب علی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آیۂ قل اللھم اور آیۂ شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ عرش الٰہی سے معلق تھیں اور اُنکے اور خدا کے درمیان میں کوئی حجاب نہ تھا ان آیات نے خدا کی درگاہ میں عرض کی بارالٰہا تو ہمیں زمین پر اُتارے گا اور ایسے لوگوں کی طرف بھیجے گا کہ جو تیری نافرمانی کرینگے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس بات پر حلف کر لیا ہے کہ جو کوئی میرے بندوں میں سے تمھیں سمجھکر پڑھیگا اسکو جنت میں پناہ دونگا اور حظیرۃ الفردوس میں جگہ دونگا اور اسپر ہر روز ستر مرتبہ نظر مرحمت کرونگا اور اُسکی ہر روز ستر حاجتیں پوری کرونگا کہ اُنہیں کی ادنی حاجت مغفرت ہے اور اُسکو دشمنوں سے محفوظ رکھونگا اور اُسکی نصرت کرونگا

اور دیلمی نے مسند فردوس میں ابو ایوب انصاری سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو عرش سے لپٹکر درگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے خدا تو نے ہمیں ایسی قوم میں بھیجا کہ جو تیری نافرمانی کرتے ہیں پس حضرت اقدس الٰہی نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال و رفعت کی قسم جو بندہ تمھیں سمجھکر پڑھیگا اُسے بخشدونگا اور جنت الفردوس میں جگہ دونگا اور ہر روز ستر مرتبہ اُسپر رحمت نازل کرونگا اور ستر حاجتیں پوری کرونگا کہ اُن میں کی ادنیٰ حاجت مغفرت ہے"

اور احمد اور طبرانی اور ابن السنی اور ابن ابی حاتم نے زبیر بن عوام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ختمی مرتبت مقام عرفہ میں تشریف فرما تھے میں نے سنا کہ آپنے آیۂ مبارکہ شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم کی تلاوت فرمائی اور اس آیت کے ختم ہوتے ہی فوراً کہا وانا علی ذلک من الشاھدین یا رب یعنی اے میرے پالنے والے میں بھی اسپر شاہد ہوں۔ اللہ ری جلالت

قدر و عظمت شہادت عدل و توحید کہ آنحضرت صلعم آیۂ مبارکہ کے پڑھنے کے بعد اپنی شہادت پیش کرتے ہیں جو فضیلت شاہدین کی دلیل واضح ہے اور ابن عدی و ابن نجار نے نیز طبرانی نے اوسط میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں غالب قطان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں اعمش کے پاس ہی قیام کیا پس جب کچھ شب گذر گئی اعمش نے نماز تہجد ادا کی تو آیۂ شہد اللہ ان الدین عند اللہ الاسلام تک تلاوت کی اور فوراً ہی کہا:-

وانا اشهد بما شهد الله به واستودع الله هذه الشهادة وهی لی ودیعة عند الله — یعنی میں بھی اُسکی گواہی دیتا ہوں کہ جسکی گواہی خدا نے دی ہے اور اس شہادت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور یہ شہادت خدا کے پاس میری امانت ہے۔

ان کلمات کو مکرر اپنی زبان پر جاری کیا میں نے ان فقرات کو سنکر دل میں ٹھان لی کہ اسکو اعمش سے پوچھوں گا فقط پس جب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو وائل نے اور اُنسے عبد اللہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ روز قیامت اس آیت کا سمجھکر پڑھنے والا لایا جائیگا پس خداوند عالم فرمائے گا کہ اُسکے لئے میرے پاس ایک عہد ہے اور مجھ سے زائد کون عہد کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے اے ملائکہ میرے اس بندہ کو جنت میں داخل کردو (درمنثور جلال الدین سیوطی جلد دوم صفحہ ۱۲) یہ آخری روایت بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۲۳ اور لباب التاویل صفحہ ۲۷۸ اور معالم التنزیل صفحہ ۲۷۷ برحاشیۂ لباب میں بھی منقول ہے۔

نیز علامہ جار اللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف مومنین بالعدل کی فضیلت میں تحریر فرماتے ہیں:-

(فان قلت) ما المراد باولی العلم الذین عظمهم الله حیث جمعهم معه ومع الملائكة فی الشهادة علی وحدانیته وعدله (قلت) هم الذین یثبتون وحدانیته وعدله بالحجج الساطعة والبراهین القاطعة وهم علماء العدل والتوحید

یعنی اگر تم پوچھو کہ آیہ شہد اللہ میں اولوا العلم یعنی صاحبان علم سے کون لوگ مقصود ہیں جنکی خدا نے اس قدر تعظیم کی ہے کہ انھیں اپنے عدل اور اپنی وحدانیت کی شہادت میں اپنے اور ملائکہ کے ساتھ جمع کر لیا ہے تو یاد رکھو کہ یہ حضرات وہ ہیں کہ جو خدا کے عدل اور اُسکی وحدانیت کو حجج ساطعہ اور براہین قاطعہ سے ثابت کرتے ہیں اور یہی حضرات علمائے عدل و توحید ہیں۔

نحن نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه

ہم باطل پر حق کی چوٹ دیکر باطل کو کچل دیتے ہیں

جب ہم طرق متعدد سے بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ عدل الٰہی کو ثابت کر چکے تو مناسب سمجھتے ہیں کہ جناب حسام الدین صاحب احمدی کے شبہات سخیفہ کا بھی پرن چاک کردیں اگرچہ ہم نے بحث عدل کو ایسے نہج سدید

سے بیان کیا ہے کہ کسی شبہ کو راہ نہیں ملسکتی مگر حسام الدین صاحب کی باتیں جن علم بے چارہ جز خوانیاں اور میدان علم میں بایں سلاح جہالت ھل من مبارز کی نعرہ زنیاں اسبات پر مجبور کرتی ہیں کہ اُنکے خرمن شبہات باطلہ پر صاعقہ ذوالفقار حقہ گرا کر خاک کر دیں تا کہ حسام کو ذوالفقار حیدری کے آگے جوہر نمایاں یاد رہیں اور اُنکے ہم مشرب اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے سبب عبرت قرار پائیں،

حسام ماکنت تدری ما الکتب ولا الایمان الایۃ یعنی اے رسول تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن بنا دیا ہم نے اُسکو نور کہ راہ دکھلاتے ہیں اُس سے جسے چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے لاریب تو رہنما ہے صراط مستقیم کی طرف ۔ اب دیکھنا ہے کہ قرآن کریم میں ایمان کو کس جگہ بیان فرمایا ہے جسکی اس زور سے اشاعت کیجا رہی ہے اور وہ کونسا ایمان ہے جس کو خود رحمان نے محمد صلعم کو سکھایا تھا ارشاد ہوتا ہے من یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالاً بعیداً

ذوالفقار تبار مستدل کو چاہیئے کہ استدلال کے وقت اپنے دعوی کو مد نظر رکھے تا کہ دلیل و مدعی میں مطابقت رہے ورنہ ہزاروں ٹھوکریں کھانا پڑینگی اور پھر دعوے بے دلیل رہجائیگا یہ بات حسام کی سمجھ میں ابتک نہیں آئی اور اگر یہی گمراہ طریقہ رہا تو آئندہ کبھی نہ آسکے گی آپنے دعوی تو یہ پیش کیا ہے کہ اُس ایمان کو بتلاتے ہیں کہ جس کی تعلیم خود رحمان نے حضرت ختمی مرتبت کو دی اور اس زور و شور سے اشاعت کی اور دلیل میں وہ آیت پیش کرتے ہیں کہ جس میں محض اون افراد کا تذکرہ ہے کہ جن پر ایمان لایا جاتا ہے نہ بیان حقیقت ایمان پس جس شخص کی سمجھ میں ایمان اور مومن بہ کا تفرقہ نہ آسکے اور اُسکو اتنی تمیز بھی کہ نہو کہ ایمان اور مومن بہ میں کیا فرق ہے وہ یہ نہیں سمجھتا کہ ایمان اور شئے ہے اور مومن بہ اور ہے تو پھر ایسا انسان ایمان کو کیا سمجھ سکتا ہے۔

گر ہمیں مسجد و ہمیں ملا　　　کار طفلاں خراب خواہد شد

حسام آگے چلکر خدائے تعالیٰ ایمان میں کفر کرنے کے عام معنوں کے علاوہ ایک اور طرف توجہ دلاتا ہے کہ جو حضرات تشیع (کیا اچھی اضافت ہے) کے عادات سے تعلق رکھتا ہے الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون الجز نمبر ۲ آیت ۸۳ (حوالہ غلط ہے دیکھ کے لکھا کرو) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نہیں تلبیس کی اپنے ایمان کی وہی صاحب ایمان تسلی پانے والے ہیں ۔ اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ جس طرح سے ایمان کا انکار کفر ہے اسی طرح ایمان میں تلبیس بھی کفر عظیم ہے کیونکہ من یکفر اور لم یلبسوا دونوں الفاظ ہم آہنگ ہیں (غلط ہے بلکہ لم یلبسوا مھتدین کی صفت ہے) بدیں وجہ حضرات اہل تشیع کے اصول محتاج نص قرآنی کے ہیں این تذ ھبون ۔

ذوالفقار تبار ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔ آپ کا مقصد اس بیان سے یہ تھا کہ آپ حضرات اہل

تشیع کے پاک دامنوں پر تلبیس کا عیب لگائیں مگر آپنے اپنی نافہمی سے وہ آیت پیش کی ہے کہ جس سے منکرین عدل کی رگ حیات قطع ہوتی ہے اور مذہب شیعہ کی حقانیت کالشمس فی وسط النہار واضح و آشکار ہوتی ہے کیونکہ آیۂ مبارکہ الذین آمنوا و لم یلبسوا ایمانھم الایہ کہ جس کا ترجمہ یہ ہے (وہ لوگ کہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا یہی لوگ وہ ہیں کہ جنکے لیۓ امن و اطمینان ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں) محض اُن لوگوں کو بشارت دے رہی ہے کہ جنکے ایمان میں ظلم ملا ہوا نہیں ہے نہ اُن لوگوں کو کہ جنکے ایمان ظلم آلودہ ہیں اور یہ بالتفصیل گذر چکا ہے کہ نفی ظلم عدل ہے جیسا کہ لغات سے پیش کیا جا چکا ہے اور قاضی بیضاوی کہہ چکے ہیں ان نفی الظلم یستلزم العدل لہذا جنکے ایمان میں عدل داخل ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکے ایمان ظلم آلود نہیں ہیں اب رہے وہ لوگ جو نفی عدل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکے ایمان ظلم سے مخلوط ہیں کیونکہ نفی عدل مستلزم ظلم ہے پس آیۂ مبارکہ جلیلہ اُنھیں بشارت دے رہی ہے جنکے ایمان ظلم سے پاک ہیں اُنھیں کے لیے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون (اچھا بتاؤ تو دونوں فریق میں کونسا فریق مستحق امن ہے اگر تم جانتے ہو) آپ غالباً اس مطلب کی طرف ناظر نہ تھے اسلیئے آپنے ترجمہ میں لفظ ظلم کو اڑا دیا اور فقط لفظ تلبیس نہیں کی لکھ دیا ،، اور تلبیس بھی یعنے جنکے ساتھ ایمان کی تلبیس نہیں کی اس کو چھوڑ کر یوں ترجمہ فرمایا (جو لوگ ایمان لائے اور نہیں تلبیس کی اپنے ایمان کی وہی صاحب ایمان تسلی پانے والے ہیں) اور یہ جرم خیانت آپنے فقط اسلیئے کیا کہ اگر لفظ ظلم ذکر کرتے ہیں تو مذہب رخصت ہوا جاتا ہے اور اعتراض خود اپنی طرف پلٹتا ہے اور وہ پورا الزام جو حضرات شیعہ کے لیۓ لکھ رہے ہیں ہمیں پر عائد ہوتا ہے حالانکہ قرآن مجید نے حق کو ظاہر کر دیا تھا مگر آپنے اپنے مطلب کے لیۓ حق پوشی و باطل کوشی میں بہت کوشش کی جسکا پردہ ہمنے بخوبی چاک کر دیا۔

یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق و انتم تعلمون

اے اہل کتاب کیوں تم حق کے ساتھ باطل کو ملاتے ہو اور کیوں حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم حق کو جانتے ہو

حسام (۳) و لکن البر من امن باللہ الایہ اب ان جملہ آیات سے ایمان کی تشریح بھی ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کفر بالایمان کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس ایمان کا بتانے اور سکھانے والا کون ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان پانچوں چیزوں پر ایمان نہ رکھنے والوں کے لیۓ وعید یعنی عذاب ہے اور یہ بھی بخوبی یقین ہو گیا کہ اس ایمان کے قبول کرنے والوں کے لیۓ خوشخبریاں ہیں۔ خدا کے فضل سے ان تمام ظاہر و باہر تصریحات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ شیعوں کے اصول دین نرالے اور بالکل اجنبی ہیں اور انھیں وحشی ،، اور غیر مانوس اصولوں پر حضرات شیعہ کی بخشائش کا تمام دار و مدار ہے الخ

ذوالفقار تبار یہ آپکی پوری عبارت دعوائے بے دلیل ہے کیونکہ آپکی پیش کردہ کسی آیت میں ایمان کی ہرگز تشریح نہیں ہے بلکہ مومن بہ کی تفصیل ہے اسی طرح کفر بالایمان کی تصریح نہیں ہے بلکہ کفر بالمومنین بہم کا ذکر ہے فاستیقظ واستقم۔ ہاں حقیت مذہب شیعہ کا ثبوت آپکی پیش کردہ نص قرآنی سے ضرور ظاہر و باہر ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اسی فرقہ کے اصول وہ ہیں کہ جن پر ایمان لانا باعث امن و ہدایت ہے جیسا کہ آیۂ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون سے ثابت ہوگیا مگر جو لوگ اپنے ایمان میں ظلم کے ساتھ تلبیس کرتے ہیں اور انکار عدل انکا مذہب ہے انکی بخشائش بالیقین معرض خطر میں ہے بلکہ ایسے لوگ دہریت و لا مذہبیت کے بھنور میں سرگرداں ہیں کما مر فی البراھین الخمسۃ۔ اب بتلائیے کہ اجنبی و وحشی اصول وہ ہیں کہ جو قرآن و عقل کے خلاف ہیں یا وہ کہ جو قرآن و عقل و سنت کے مطابق اور انھیں سے مستخرج ہیں قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین (کہدو اے رسول کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو)

اسکے بعد آپنے انجیل و عہد عتیق سے ایمان کا ثبوت دیا ہے جو اولاً تو ہمارے لئے حجت نہیں ہے کیونکہ منسوخ ہونیکے علاوہ محرف ہے ثانیاً جن آیات کو آپ نے پیش کیا ہے وہ آپکے مطلب کے بالکل خلاف اور ہمارے ہم آواز ہیں ملاحظہ کیجئے آیت نمبر ا باب ۱۱ عبرانی۔

(۱) ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔

اس آیت سے اندیکھی چیز یعنی غیبت امام عصر عجل اللہ فرجہ ثابت ہوگئی اسی کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب یعنی قرآن مجید انھیں متقین کے لیئے ہدایت ہے جو اندیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں کہ اس آیت میں غیب سے مراد حضرت حجت ہیں دیکھو فرائد السمطین، مناقب خوارزمی ینابیع المودۃ، اور حضرت کی حیات کے متعلق الیواقیت والجواہر، تذکرۂ خواص الامۃ ینابیع المودۃ، کتاب البیان وغیرہ وغیرہ۔

(۲) اے یہوداہ اور یروشلم کے رہنے والو میری سنو خداوند اپنے پر ایمان لاؤ تو قیام کروگے اور اسکے نبیوں پر ایمان لاؤ تو کامیاب ہوگے (۲ تواریخ باب ۲۰ آیت ۲۰)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خداوند عالم اور انبیا پر ایمان لانا تمھارے لیئے مفید ہے لیکن عدل و امامت و قرآن و معاد وغیرہ پر ایمان لانا غیر مفید کہاں لکھا ہے۔ علاوہ اسکے ان دونوں باتوں سے انکار کس کو تھا جو آپنے اس آیت کو پیش کیا اسمیں ایمان بالعدل کی ممانعت تو ہی نہیں تا کہ آپکے مقصد میں زور پیدا ہوتا اگر آپ انھیں دو چیزوں پر ایمان لانا کافی سمجھتے ہیں تو پھر یوم آخرۃ و قرآن و ملائکہ وغیرہ سے انکار کردیجئے اور نصرانی ہوکر

انجیل کی پیروی کیجئے غلام احمد کی تقلید ہے اُس میں زائد مالی خاتم ہو گا اسکے علاوہ اس آیت میں بھی مومن
بہ کا تذکرہ ہے ایمان کی حقیقت و تعریف کا لفظاً ذکر نہیں ہے؛

(۳) پس جان لو کہ ایمان لانے والے وہی ابراہیم کے فرزند ہیں (گلیتوں باب ۳ آیت ۷)

اس آیت کو آپنے معلوم بے سوچی سمجھے کیوں پیش کیا ہے اسکو انکار عدل سے کیا لگاؤ ہے اسمیں ایمان لانے
والوں کی مدح ہے لیکن کس پر ایمان لانے والے اور ایمان کیا ہے اسکا کچھ تذکرہ نہیں ہے ہاں اس سے ملت ابراہیمی
کا پتہ چلتا ہے جسکو قرآن مجید بیان کرتا ہے:۔

ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہٗ — یعنی احمق کے سوا کون ملت ابراہیم روگردانی کرسکتا ہے کیونکہ جو صاحبان عقل ہیں وہ کبھی عقلی بات کا انکار نہیں کرسکتے

اب ملت ابراہیمی کو دیکھنا چاہیئے کہ جس سے روگردانی کرنے والا احمق اور اُسکا اتباع کرنے والا صاحب
عقل و دانش ہے ہم ایک آیت پیش کرتے ہیں جس سے حضرت ابراہیم کا طریقہ اور اعتقاد معلوم ہو جائیگا حضرت
خلیل اللہ کی ایک طویل دعا قرآن مجید میں مذکور ہے جس میں وحدانیت و دیگر صفات باری کا تذکرہ ہے جسکے
آخری فقرہ یہ ہیں:۔

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ — اے ہمارے پالنے والے ساکنان مکہ میں ایک رسول انہیں میں سے بھیج کر جو اُنکو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور اُنھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور اُنھیں پاک و پاکیزہ کرے کیونکہ بیشک تو عزیز و حکیم ہے۔

حضرت خلیل اللہ کی یہ دعا مستجاب ہوئی جس کا پتہ سورہ جمعہ کی اس آیت سے چلتا ہے:۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم ایاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین — یعنی وہ وہ خدا ہے کہ جس نے مکہ والوں میں ایک رسول کہ انھیں میں سے بھیجا جو انہیں آیات خدا کو پڑھکر سناتا ہے اور انھیں پاک و پاکیزہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے

جناب ابراہیم نے اس دعا میں خداوند عالم کو صفت حکیم سے متصف کیا ہے اور رسول کے معلم حکمت ہونے
کی دعا کی ہے جسکو خدا نے قبول فرمایا ہے جیسا کہ آیۂ ثانیہ سے معلوم ہوا اور معنی حکمت عدل اور معنی حکیم عادل ہم مفصل
طور سے بیان کر چکے ہیں پس معلوم ہوا کہ جناب ابراہیم خدا کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے ورنہ اس صفت سے خدا کو
متصف نہ کرتے جبکہ اور صفات بھی بیان کر چکے تھے اور ایسے رسول کی دعا کی جو معلم حکمت یعنی عدل ہو اور یہ دعا قبول

بھی ہوئی لہذا معلوم ہوا کہ اعتقادات ملت ابراہیم میں خدا کا عادل ہونا داخل ہے ومن یرغب عن ملۃ
ابراہیم الا من سفہ نفسہ اور سوائے احمق کے کون ملت ابراہیم سے روگردانی کر سکتا ہے اب تو آپ انکار
عدل سے باز آئیے اور ملت ابراہیم کا اتباع کیجیے ورنہ بحکم آیۂ مذکور حمقا و سفہا میں شمار کیے جائینگے

(۴) ممکن ہے کہ ایمان کے بغیر کسی انسان کے بعض بعض اعمال اچھے ہو سکیں مگر ایسے اعمال کا آخری
نتیجہ اسکے واسطے کچھ نہیں ہو سکتا (یوحنا باب ۳ آیت ۳ تا ۵)

اس آیت کو بھی آپکے مطلب سے کوئی ربط نہیں ہے کیونکہ اسکا مطلب بس اتنا ہے کہ ایمان نہ لانے سے
انسان کا آخری نتیجہ خراب ہوگا مگر اسمیں انکار عدل اور ایمان کی حقیقت کا پتہ نہیں ہے اور مومن بہ ہی کا ذکر
ہے گر والئے برکند ذہنی معترض کہ ربط و بے ربط جو چاہا اڑا دیا ذلك بانهم يكفرون بآيات الله وجہ اسکی
یہ ہے کہ وہ آیات الٰہی کے منکر ہیں اسکے بعد آپنے کچھ تعلیاں کی ہیں اور آٹھ سوال اپنے خیال ناقص میں لاینحل
پیش کیے ہیں لہذا ہم انکا مسکت و مقنع جواب دیتے ہیں فاستمع لما املی علیك

حسام سوال استقرار سے خداوند عالم کا عادل ہونا ثابت کیجیے۔

ذوالفقار تبار دنیا میں جسقدر مذاہب معتقدین الوہیت حقہ ہیں اور اُس ذات بے ہمتا کی عبادت کرتے
ہیں اُن سبکا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ ظالم و جابر و فاعل افعال قبیحہ نہیں ہے خصوصاً مذہب اسلام کی کوئی فرد ایسی
نہ ملیگی جو دائرہ اسلام میں رہکر اپنے معبود حقیقی کو ظالم یعنی واضع الشئ علی غیر محلہ (کسی شئ کو اسکے مقام کے علاوہ
دوسرے مقام پر رکھنے والا) جابر و فاعل قبیح کہنے کی جرأت کر سکے اور اسی کا نام اقرار عدل ہے کیونکہ عادل
ہونیکے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ فاعل قبیح نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو اس کا محتاج ہونا یا جاہل یا مجبور ہونا لازم آئیگا
جسکے بعد واجب الوجود کا ناحیہ وجوب سے خارج ہو کر حیطۂ امکان میں داخل ہونا بدیہی ہے جیسا کہ ہم اسکو مفصلاً براہین
خمسہ میں بیان کر چکے ہیں پس ہر مقر آلہ حقیقی یا علوی ہے یا سفلی اور ہر ایک علوی و سفلی آلہ حقیقی سے عدم
صدور قبائح (یعنی عدل) کا مقر ہے لہذا جو بھی مقر الٰہ حقیقی ہے وہ اس سے عدم صدور قبائح (یعنی عدل کا مقر ہے)
وهذا هو الاستقراء التام اور یہی استقرار تام ہے، یہ ہم نے آپکی خواہش پوری کر دی ہے ورنہ اس سے
بہتر دلیل وہ ہے جو ہم پیش کر چکے ہیں کہ اگر عادل نہوگا اور صدور قبائح ممکن ہوگا تو یا جہل یا احتیاج یا مجبور ہونا
لازم آئیگا اور ہر تقدیر پر واجب الوجود نہ رہے گا کیونکہ قبائح کا بالارادہ صادر ہونا انھیں تین صورتوں میں منحصر ہے
اور تینوں صورتیں مقتضی امکان ہیں۔ لہذا واجب تعالیٰ عادل ہے فلا تکن من الجاهلين (اب تو جاہل نہ ہو)

حسام۔ سوال ۲ عدل توحید کے مفہوم سے کیوں باہر ہے

ذوالفقار تبار معلوم ہوتا ہے کہ آپنے عدل کے معنی ہی ابھی تک نہیں سمجھے چلیے یاد رکھیے صفات

ثبوتیہ الیہ دو قسم کے ہیں صفات ذات ۔ صفات فعل ۔ صفات ذات واجب الوجود سے وہ صفات مراد ہیں جو ذات الٰہی کے لیئے کمال اور نفس ذات کیلئے مرتبہ ذات میں ثابت ہیں یعنی ذات واجب الوجود اور اُن صفات میں تغایر نہیں ہے محض سمجھانیکے لیئے لفظ صفات ذکر کیا جاتا ہے جس سے محض تغایر اعتباری مفہوم ہوتا ہے ورنہ درحقیقت اُسکے لیئے صفات ہی نہیں جو مغائر ذات ہوں اور ذات کے لیئے ثابت کیئے جائیں بلکہ جو صفات اُسکی ذات کے لیئے کمال ہیں وہ عین ذات ہیں ذات میں اور اُن صفات میں کوئی تفرقہ نہیں ہے جسکا خلاصہ اور واضح مطلب یہ ہے کہ جو آثار صفات سے صادر ہوتے ہیں اور اُنکا مبدء صفات ہوتے ہیں وہ تمام آثار ذات واجب سے صادر ہوتے ہیں اور اُنکا مبدء نفس ذات واجب الوجود ہے اسیکا نام توحید حقیقی ہے حضرت سید الموحدین مولانا حضرت امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے اس مطلب کو یوں ارشاد فرمایا ہے :۔

کمال الاخلاص لہ نفی الصفات عنہ لشہادۃ کل صفۃ انھا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ

یعنی کمال اخلاص توحید خدا یہ ہے کہ اُس سے صفات کی نفی کرو یعنی جن آثار کا مبدء صفات کو قرار دیتے ہو اُن آثار کا مبدء اُسکی ذات کو قرار دو اور اُسکے لیئے صفات کو ثابت نہ کرو کیونکہ ہر صفت اثبات کی شاہد ہے کہ وہ غیر موصوف ہے اور ہر موصوف اثبات کا شاہد ہے کہ وہ غیر صفت ہے

یہ وہ مطالب دقیقہ ہیں کہ جو آپکے بزرگوں کی سمجھ میں نہ آسکے ہمیشہ عینیت صفات کا انکار کرتے رہے جس سے توحید کی صورت بگڑتی رہی اور یہ سب اسلیئے ہوا کہ دروازہ سے رسول تک نہیں آئے باب مدینۃ العلم کو چھوڑ دیا ورنہ ٹھوکریں نہ کھانا پڑتیں اور جو لوگ اس نکتہ تک پہونچ بھی گئے وہ اسی پوڑھی کے ممنون احسان ہیں منجملہ اُنکے ایک افضل المحققین مولانا فضل حق صاحب ہیں جنھوں نے کتاب افضل التحقیقات فی مسئلۃ الصفات صفحہ ۹ پر تحریر فرمایا ہے :۔

ھذا التقریر الدلیل علی اثبات عینیۃ الصفات وابطال زیادتھا علی النھج السدید

یعنی اثبات عینیت صفات اور ابطال زیادتی صفات پر یہ دلیل نہایت مضبوط طریقہ سے ہے۔

اور جو لوگ عینیت صفات کے قائل نہیں ہیں اُنکے متعلق فرماتے ہیں :۔

ولا یجترء علی التفوہ بہ الا من ھو مؤف القریحۃ

سوائے دیوانہ کے کوئی شخص ایسی بات منہ سے نکالنے کی جرات نہیں کرسکتا۔

دوسری قسم صفات کی صفات فعل ہے اور اس سے وہ صفات مراد ہیں کہ جو افعال الٰہی کے لیئے کمال ہیں اگر فعل الٰہی ان صفات سے خالی ہو تو سبب نقص فعل ہو کر موجب نقص فاعل ہوناہی ہے منجملہ اُنکے عدل ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ اُسکے افعال قبح سے متصف نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ افعال جو قبح سے متصف ہوں اور باوجود اتصاف بالقبح ذات واجب الوجود سے صادر ہوں تو اُسکی ذات میں نقص لازم آئے گا کیونکہ افعال قبیحہ کا صادر ہونا یا مستلزم

جہل یا احتیاج یا جبر ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا جب معنی عدل یعنی افعال کا صفات قبیحہ سے متصف نہونا معلوم ہوگیا تو معنی عادل بالکل واضح ہیں یعنی وہ ذات کہ جسکے افعال صفات قبیحہ سے متصف نہوں پس معلوم ہوا کہ خداوند عالم عادل ہے کیونکہ اس سے افعال قبیحہ کا صدور نہیں ہوتا خدا کے عادل ہونیکے یہی معنی ہیں اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ عدل کا مفہوم کیا ہے اور عدل مفہوم توحید سے کیوں خارج ہے۔

هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہوسکتے ؛

حسام سوال کیا رحمن و رحیم و مالک کی طرح قرآن شریف نے عدل کو بھی صفت حقیقی خداوند عالم بتایا ہے اگر بتایا ہے وہ آیت پیش کرو۔

ذوالفقار ہم بتا چکے ہیں کہ عدل صفات افعال الٰہیہ میں سے ہے نہ کہ صفات حقیقیہ ذاتیہ میں سے لہذا آپکے سوال کا جزو اول غلط ہے اب رہا جزو ثانی اسکے متعلق قرآن مجید میں بکثرت آیات موجود ہیں جنمیں خدا نے اپنا عادل ہونا بیان فرمایا ہے چند آیات بطور نمونہ از خروارے پیش کر چکے جسکا تفصیلی بیان گذر چکا منجملہ انکے آیۂ شہد اللہ اور آیۂ بما قدمت ایدیکم الآیہ اور حضرت خلیل اللہ کی دعا وغیرہ فلترجع الیہا۔

آپنے اس سوال میں چند صفات رحمن و رحیم وغیرہ پیش کیے ہیں اور انکو اپنی بے سوادی کی وجہ سے صفات حقیقیہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے کیونکہ یہ سب صفات ذاتیہ پر متفرع ہیں اور اگر آپکو اسمیں کچھ عذر ہے تو یا قدم عالم کے قائل ہوکر اس اسلام ظاہری سے بھی ہاتھ اٹھائیے یا ذات باری جل جلالہ کو متصف بصفات ما ہو بالقوۃ مانیے اور انکی ذات میں نقص کے قائل ہوکر الوہیت کا اعتقاد چھوڑ دیجیے اور اگر حق پسندی کا کچھ مان ہے تو صفات ذاتیہ الٰہیہ پر انکو متفرع سمجھئے تاکہ صفات ما ہو بالقوۃ سے جو موجب نقص ہیں ذات واجب حقیقی بری ہوجائے اور قدم عالم کا قہری الزام تسلیم کرنا نہ پڑے جب آپ کی جہالت اس نقطہ اعلیٰ پر فائز ہے تو علمی میدان میں قدم رکھنے سے توبہ کیجئے لم تقولون علی اللہ ما لا تعلمون (کیوں وہ بات کہتے ہو جسے نہیں جانتے)

حسام سوال قران شریف میں ایمان باللہ ایمان بالرسل کی طرح عدل پر ایمان لانیکی کونسی آیت ہے۔

ذوالفقار یہ مطلب ہم نے پیشتر نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہے اور ایمان بالعدل کی آیتیں بھی پیش کر چکے ہیں مگر چونکہ ہمیں آپکی تنبیہ اور احقاق حق مقصود ہے لہذا پھر بتاتے ہیں کہ مدلولات قرآنیہ بلحاظ وضع تین قسم ہیں۔ مطابقیہ، تضمنیہ، التزامیہ، اور ان میں سے ہر ایک مدلول بالیقین حکم قرآنی ہے اور انہیں معنوں سے علوم اولین و آخرین کا ذمہ دار ہے اور و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین کی بے عدیل صفت سے موصوف ہے ورنہ اسمیں جمیع علوم و فنون اور جملہ واقعات امم سابقہ سوانح رسل ماضیہ اور تمام حالات آئندہ کے تصریحات

اور اوامر ونواہی فروعیہ واصولیہ بالوضاحت کمال مذکور ہیں حالانکہ قرآن مجید مدعی ہے کہ اسمیں یہ سب کچھ موجود ہے لہذا آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ کہیں مطالب بالصراحۃ ہیں کہیں بالکنایہ ہیں کہیں دلالت التزامیہ پر اکتفا کی گئی ہے کہیں تضمنیہ پر اور کسی مقام پر مطابقیہ سے کام لیا گیا ہے اور اگر آپکو دعویٰ ہے اور دلالت تضمنیہ والتزامیہ سے انکار ہے اور اہل الذکر کے بیان سے استغنا ہے کہ جنھوں نے معاویہ کی ڈاڑھی کا ذکر اسی قرآن میں دکھایا تھا تو آپ ان تمام تفاصیل کو الفاظ قرآن سے بدلائل مطابقیہ پیش فرمائیں کل تفصیلات کو جانے دیجئے فقط لفظ ایمان بتوحید اللہ و لفظ ایمان بعلم اللہ و بقدرت اللہ اور عدد رکعات صلوٰۃ خمسہ ہی قرآن مجید سے دکھا دیں۔ ودونہ خرط القتاد

اسکے علاوہ آپ جو غلام احمد پر ایمان لائے ہیں اسکی مخصوص آیت ایمان باللہ وایمان بالکتاب کیطرح ایمان بغلام احمد کہاں ہے اگر دم ہے تو پیش کیجئے

ہمارے مطالبہ ایمان بتوحید اللہ کے متعلق یہ نہ فرمائیے گا کہ قرآن میں قل ھو اللہ احد وغیرہ موجود ہے کیونکہ اس سے بالمطابقہ امنوا بتوحید اللہ نہیں ثابت ہوگا بلکہ اسی طریقہ سے ثابت ہوگا جو ہم بتا رہے ہیں اور آپنے خود اسی رسالہ میں لکھا ہے جسکو لکھکر بھول گئے ہیں کیونکہ آپنے آیہ من کفر باللہ وملئکتہ الایۃ کا ترجمہ لکھا ہے (جو کوئی ایمان نہ رکھے اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر الخ) یہ آپنے یکفر کا ترجمہ ایمان نہ رکھے کہاں سے لکھا ہے اور دلالات ثلثہ میں سے کس مدلول میں داخل ہے۔ نیز یہ بتائیے کہ آیہ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم الایۃ کے ذیل میں عبارت مندرجہ ذیل کس آیت کا ترجمہ ہے، اور یہ دلالات ثلثہ میں سے کس مدلول میں داخل ہے اپنی عبارت ملاحظہ کیجئے :-

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ جس طرح سے ایمان کا انکار کفر ہے اسی طرح ایمان میں تلبیس بھی کفر عظیم ہے کیونکہ من یکفر اور لم یلبسوا دونوں ہم آہنگ ہیں

بہر حال آپکی یہ خواہش بھی پوری کی جا چکی ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیتیں بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کر چکے ہیں انکے علاوہ آپکی تسلی کے لئے اور پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :-

لکن الراسخون فی العلم منھم والمومنون یومنون بما انزل الیک الایۃ — یعنی لیکن اونمیں سے جو علم میں راسخ ہیں وہ اور جو مومنین ہیں وہ اسپر ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے

اب بتائیے کون آیات جنھیں خدا نے اپنا عادل ہونا بیان کیا ہے اور ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں کیا ما انزل الی الرسول سے خارج ہیں اگر ما انزل میں ہیں تو پھر ایمان لانا ایمان بالعدل نہیں ہے تو اور کیا ہے پس اگر آپکو بھی حیثیت راسخین فی العلم اور افراد مومنین میں سے ہونے کی تمنا ہے تو ایمان بالعدل اختیار کیجئے ورنہ منکر ما انزل اللہ ہو کر خاسرین میں شامل ہو جائیگا اسکے علاوہ دیگر آیات میں ما انزل اللہ پر ایمان لانیکا حکم ظاہر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے امنوا بما انزل اللہ

اللہ یعنی جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اُس پر ایمان لاؤ اور نیز آمنوا بما انزلت یعنی جو میں نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لاؤ اب کیجئے آیات عدل اس حکم ایمان بالانزل سے خارج ہیں یا نہیں اگر خارج ہیں تو قرآن میں تحریف بالزیادۃ کے قائل ہوجائیے اور تمامی اُمت کے اس اجماع کو کہ وہ ماانزل میں داخل ہیں شکستہ کرنے کے بعد خروج عن دائرۃ الاسلام کو تسلیم کیجئے۔ اور اگر اس حکم سے خارج نہیں ہیں تو یہی تو حکم ایمان بالعدل ہے فلم تکتمون۔ علاوہ ازیں خود حق سبحانہ و تعالیٰ ماانزل کی شہادت دیتا ہے لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشھدون وکفی باللہ شھیدا یعنی لیکن اے رسول جو کچھ خدا نے تیر نازل کیا ہے اور سمجھ بوجھ کر نازل کیا ہے اُسکی اللہ خود گواہی دیتا ہے اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی تو بہت کافی ہے "

اب ذرا انصاف سے فرمائیے گا وہ کونسا مقام ما انزل الیک ہے جہاں خدا کی شہادت اور ملائکہ کی شہادت ایک جگہ جمع ہوگئی ہے بلکہ اولوا العلم کی بھی شہادت موجود ہے کہ جس کو لکن الراسخون فی العلم میں بھی بیان کیا ہے اگر تعصب سے قطع نظر کی تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہ یہی آیہ مبارکہ ہے جس میں اُسکے عدل پر تین شہادتیں گذری ہیں :-

شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم ۔ — خدا خود گواہی دیتا ہے اور ملائکہ اور صاحبان علم گواہی دیتے ہیں کہ اُسکے سوا کوئی الہ نہیں وہ صفت عدل کے ساتھ متصف ہے بجز اُسکے کوئی خدا نہیں وہی غالب و عادل ہے

جب ایسی جلیل القدر شہادتیں گذر رہی ہیں تو پیرا آپکو شہادت دینے میں کیا عذر ہے درصورتیکہ حضرت ختمی مرتبت نے بھی اپنے کو شاہدین میں داخل فرمایا ہے اور درگاہ باری میں عرض کیا ہے۔ وانا من الشاھدین کما مر فاغتنم الفرصۃ قبل الرخصۃ

حسام سوال ۶ قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے کہ عدل پر ایمان لانیوالوں کیلئے خوشخبریاں ہیں

ذوالفقار بتار اسکے متعلق ہم مفصل آیات قرآن اور احادیث و اقوال علماء پیش کرچکے ہیں زیر عنوان (مدح معتقدین عدل و قدح منکرین عدل) ملاحظہ کیجئے یہاں ایک آیت اور آپکی تسلی کے لئے لکھے دیتے ہیں:-

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم الآیۃ — جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا اُنکے لیے امن و امان ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں!

سابق میں آپکو بتا چکے ہیں کہ نفی ظلم عدل ہے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے ایمان کو

ظلم اکو نہیں کیا یعنی انکے ایمان میں عدل داخل رہا ہمیشہ نفی ظلم کرتے رہے یہی لوگ امن وامان پانے والے اور ہدایت یافتہ ہیں ۔

حسام سوال ۶ قرآن شریف میں عدل نہ ماننے والوں کیلئے وعید کہاں آئی ہے؟

ذوالفقار بتار اس کا جواب بھی مفصلاً زیر عنوان (مدح معتقدین عدل و قدح منکرین عدل) گذر چکا ہے فاذکروا لعلکم تہتدون

نیز آیۂ مذکورہ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم الایۃ منکرین عدل کیلئے سوء عذاب ہے کیونکہ انکار عدل اقرار ظلم ہے پس جن لوگوں نے انکار عدل کیا ہے اور اپنے ایمان میں ظلم کو شامل کرلیا ہے انکے لئے امن وامان نہیں ہے اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہیں بلکہ گمراہ ہیں ۔

نیز ارشاد ہوتا ہے :-

ومن اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ یعنی اُس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جسکے پاس خدا کی طرف سے گواہی موجود ہو اور پھر وہ چھپا ڈالے ۔

لہذا جن لوگوں نے خدا کی گواہی کو چھپا ڈالا ملائکہ اور اولوالعلم کی شہادتوں کو بھی چھپا ڈالا باوجودیکہ یہ تین گواہیاں عدل پر گذر چکی تھیں اُن سے بڑھکر کون ظالم ہوسکتا ہے ۔ وما للظالمین من انصار (اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے)

حسام سوال ۷ خدائے تعالیٰ قبل قانون (کتب آسمانی) نازل کرنے اور انہیں وعدہ وعید کرنیکے عدل کس طرح سے کرتا تھا قرآن سے ثبوت دیجئے اور پچاس روپیہ انعام لیجئے ۔

ذوالفقار صاعقہ بار ہم اس سوال کا دندان شکن جواب دیتے ہیں کہ تازیست آپکو یاد رہے

فاستمع لما نلقی علیک ولا یذھب عنک ما نلقی لدیک

خداوند عالم قبل تنزیل کتب آسمانی آسمان وزمین وملائکہ وجنات وغیرہ کو پیدا کرچکا تھا اور اُسکے یہ تمام افعال بالیقین قبح سے منزہ تھے وھذا ھو العدل اُسکے بعد جب آدم کو پیدا کیا اور تمام مراحل انکی تخلیق کے طے ہوچکے تو ملائکہ سے متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا ۔

واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون

اے رسول یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تمہارے پالنے والے نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں یہ سنکر ملائکہ نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد وخونریزی کریگا اور ہم تو تیری

وعلم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملئکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝ (الی آخر القصہ)

تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اسکے جواب میں خدا نے فرمایا اے ملائکہ جو راز میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو لو آدم کو کل اسماء تعلیم فرمائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو مجھے ان لوگوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے عاجزی سے عرض کیا کہ تو ہر قبیح سے پاک و منزہ ہے ہم تو جو کچھ تو نے بتا دیا ہے اسکے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں اور تو بڑا جاننے والا عادل ہے (الی آخر القصہ)

افضلیت و خلافت آدم کا فیصلہ ہو رہا ہے ملائکہ اپنا استحقاق پیش کر رہے ہیں کبھی اپنی تسبیح پیش کرتے ہیں کبھی تقدیس پر زور دیتے ہیں اور اسطرف ابلیس کی یہ حالت ہے کہ متکبرانہ انداز میں اپنی فضیلت کا اظہار کر رہا ہے کبھی کہتا ہوا انا خیر منہ میں آدم سے بہتر ہوں کبھی اپنی اور آدم کی خلقت کو پیش کرتا ہے خلقتنی من نار وخلقتہ من طین تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور ادھر قدرت زور دیری ہے حجتوں پر حجتیں پیش ہو رہی ہیں دعوی تسبیح و تقدیس ملائکہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اسکو رد نہیں کیا جاتا ہے مگر چونکہ معیار افضلیت و خلافت اسکی نظر میں محض عبادت نہیں ہے کیونکہ اسکا اثر فقط عابد تک رہتا ہے اور ضرورت ہے کہ دوسروں تک پہونچایا جاوے لہذا علم کو معیار قرار دیا جاتا ہے آدم اس معیار پر ٹھیک اترتے ہیں اور ملائکہ اپنے نقص کا اظہار کر کے نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں قالوا سبحانک تو ہر برائی اور قبیح سے منزہ ہے تجھ سے فعل قبیح ہرگز صادر نہیں ہو سکتا انک انت العلیم الحکیم بیشک تو بڑا جاننے والا عادل ہے

معلوم ہوا کہ ملائکہ بھی اس سے صدور قبائح کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور اس فیصلہ خلافت و افضلیت آدم میں بھی اسکو ہر قبیح سے بری سمجھتے تھے جیسا کہ لفظ سبحانک اور لفظ الحکیم سے ظاہر ہے اور یہی معنی عدل ہیں لہذا ثابت ہوا کہ قبل نزول کتب آسمانی بھی خدا عادل تھا چونکہ ملائکہ نے اسکے عدل کو تسلیم کیا اور ہر برائی سے منزہ سمجھکر سربسجود ہوگئے اور اسکی مدح کرنے لگے اسیلئے قرآن مجید انکا یوں مدح سرا ہے :-

بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ۝

خدا کے بزرگ بندے ہیں اسکے سامنے کبھی بڑھکر نہیں بولتے اور اسی کے حکم پر چلتے ہیں۔

اور ابلیس خدا کے فیصلہ پر راضی نہوا اور معاذ اللہ اسکو فاعل قبیح قرار دیا جیسا کہ اسکے قول خلقتنی من نار وخلقتہ من طین سے واضح ہے کہ اسنے اپنے مادہ ناریہ کو بہتر اور آدم کے مادہ طینیہ کو پست سمجھکر تفضیل مفضول علی الفاضل کے عقلی قبیح کا خدا کو مرتکب قرار دیا اور روح جناب آدم جو حامل صفات عظمی تھی جسکے سامنے ارواح ملکیہ کو جھکنا پڑا اس پر اس مردود نے کچھ غور نہیں کیا بے سوچے سمجھے بنائے شرف و فضل محض مادہ کو قرار

دیکھئے خدا کو قائل فعل قبیح بنا دیا جس کا انجام یہ ہوا کہ حکم پہونچا فاخرج منہا فانک رجیم و ان علیک لعنتی الی یوم الدین یہاں سے دور ہو تو یقینی مردود ہے اور تجھ پر روز جزا تک میری لعنت ہے ۔

اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ قبل نزول کتب آسمانی بھی خدا عادل تھا جیسا کہ ہم نے قرآن سے ثابت کر دیا جو خدا کے لیئے تابعین ابلیس کا ساتھ چھوڑیے اور توبہ کر کے شرف معیت ملائکہ مقربین حاصل کیجیے۔

ہماری برہان قاطع سے آپکے سوال نمبر ۵ و سوال نمبر ۶ کے جواب پر بھی کافی روشنی پڑ گئی کیونکہ اب اس سے زائد کیا خوشخبری ہوگی کہ ایمان بالعدل میں خدا کے کرم بندے ملائکہ مقربین اور ہم ایک نقطہ پر جمع ہیں۔ اور منکرین عدل کے لیئے اس سے زائد اور کیا وعید ہو سکتی ہے کہ ان اور ابلیس استحقاق عتاب الٰہی میں ہم پلہ ہیں فانظر ای الفریقین خیر مقاما و احسن ندیا دونوں فریق میں سے مرتبہ میں کون زیادہ بہتر ہے اور کس کی محفل زیادہ اچھی ہے

کیا میں آپ سے اتنا دریافت کر سکتا ہوں کہ خداوند عالم قبل خلق مخلوقات جب سوائے اُسکے کچھ نہ تھا اُس وقت خداوند عالم کس پر رحم کرتا تھا اور کس کی توبہ قبول کرتا تھا اور کس چیز کا مالک تھا کیونکہ آپ ان صفات کو صفات حقیقیہ قرار دیتے ہیں کہ جس سے ذات باری کا خالی ہونا موجب نقص ہو۔

حسام عدل کا مفہوم جانبین میں حقوق کی مساوات چاہتا ہے لہذا بتایئے کہ بندہ کا خداوند عالم پر کیا حق ہے کہ جو اُس سے عدل کو چاہتا ہے۔

ذوالفقار صاعقہ بار اگر آپ کو عدل کے معنی معلوم ہوتے تو ہرگز ایسی رکیک باتیں منھ سے نہ نکالتے کاش آپ نے ہمارے عقائد کی کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہوتا اور اگر اپنی تہی ظرفی و بے مائگی علم کی وجہ سے ہماری کتابوں کے سمجھنے سے قاصر تھے تو کسی کے سامنے زانوے ادب تہ کیا ہوتا تاکہ آپکی جہالت و بے بہرگی آپکے مریدوں کے سامنے بے نقاب نہ ہوتی ہم آپ کو مکرر بتا چکے ہیں اور اب پھر تنبیہ کرتے ہیں کہ خدا کے عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ خدا کوئی فعل قبیح نہیں کرتا اور جس فعل کا ترک مذموم اور کرنا ممدوح ہو اُسکو ترک نہیں کرتا کیونکہ فعل ممدوح کے لیئے داعی موجود ہے اور مانع اُسکے لیئے کوئی ہے نہیں لہذا کبھی ترک نہیں کریگا اور اس مطلب پر ہم کافی روشنی ڈال چکے ہیں پس جب ہم آپ کو بتا چکے کہ خداوند عالم سے صدور قبائح محال ہے تو بحمد اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا، اب آپکا یہ فرمانا کہ عدل کا مفہوم جانبین میں حقوق کی مساوات چاہتا ہے کیا معنی رکھتا ہے؟

اگر مساوات حقوق جانبین سے مراد حق فاعل اور حق فعل میں مساوات کا لازم ہونا ہے تو اسمیں شبہ کیا ہے یقیناً مفہوم عدل یہی ہے کیونکہ حق فاعل یہ ہے کہ جب فعل صادر کرنے تو صد توسط میں صادر کرے یعنی حد افراط

وحد تفریط سے بچائے جس کو وضع الشئ علی غیر محلہ یعنی ظلم کہتے ہیں اور حق فعل یہ ہے کہ جب اُسکا تحقق ہو تو جانب افراط وجانب تفریط سے بری ہو تاکہ ہیچ جانبین سے متصف نہو سکے اسی مساوات حقوق جانبین کو عدل کہتے ہیں اور انھیں معنوں سے خدا عادل ہے کہ اُسکے افعال افراط وتفریط یعنی وضع الشی علی غیر محلہ سے بری ہوتے ہیں کیونکہ دو نو نقیص ظلم اور قبیح اور خدا ظلم اور قبیح سے منزہ ہے جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے :۔

ماتری فی خلق الرحمن من تفاوت   یعنی خدا کے خلق میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں پاؤگے

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے :۔

وماخلقنا السموات والارض ومابینہما   اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُنکے مابین
الا بالحق   پیدا کیا ہے بالحق پیدا کیا ہے

یعنی حق فاعل وحق محل جسکا مقتضی تھا ویسا ہی پیدا کیا ہے اب آپکو معلوم ہوا کہ عدل کا مفہوم مساوات حقوق جانبین ہی کا متقضی ہے ؎

اور اگر حقوق جانبین سے مراد حقوق اللہ علی العباد اور حقوق العباد علی اللہ ہے تو یقیناً اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کیونکہ حقوق اللہ علی العباد سے یہ مراد ہے کہ اُس نے جو احکام نازل فرمائے ہیں شریعتیں بھیجی ہیں اور اُنکے ساتھ انبیا سمجھانے کے لیے معین فرمائی ہیں اور اُن احکام پر عمل کرنے کے لیے اسباب پیدا کیے ہیں اور بیحد بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ تحت وفوق سے اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لیا ہے وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اور اگر خدا کی نعمتوں کو شمار کرو تو ناممکن ہے کہ تم اُنکا احصا کر سکو ان تمام امور کے بعد اُن احکام کا متقضی یہ ہے کہ بندے اُنکی پابندی کریں اور اُنپر عمل کریں اگر اُن احکام کے مقتضا کے مطابق عمل کیا اور کوئی فروگذاشت کمی زیادتی نہیں کی تو یہ بندونکی طرف سے عدل کہا جائے گا۔ اور حقوق العباد علی اللہ سے یہ مراد ہے کہ جن بندوں نے اُسکے احکام پر عمل کیا ہے اور اُسکے رسل کا اتباع کیا ہے اُنکی جزا عطا فرمائی کیونکہ اگر جزا دنیا علاوہ ان دنیاوی نعمتوں کے ضروری نہو گا تو ارسال رسل انزال کتب وعدہ وعید وغیرہ سب باطل ہو جائینگے اور قیامت کا قائم کرنا بالکل لغو قرار پائے گا حالانکہ ان تمام امور کا صحیح ہونا یقینی ہے لہذا جزا کا دینا لازم اور اسی لیے روز جزا معین کیا گیا ہے تاکہ حقوق عباد ادا کیے جائیں جب یہ ثابت ہو گیا تو مقتضائے اعمال یہ ہے کہ جو جزا اوسنے اُن اعمال کی مقرر فرمائی ہے اُسی کے موافق جزا عطا فرمائے اور اسی کو عدل کہتے ہیں جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفسا یعنی ہم قیامت کے روز عدل کی ترازویں قائم کرینگے پس کسی نفس پر ظلم

نہیں کیا جائے گا دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے :۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ　　یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسکی جزا دیکھ لیگا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اسکی جزا دیکھ لیگا۔"

اب آپکو معلوم ہوا کہ حقوق عباد میں عدل کے کیا معنی ہیں اور غالباً آپ اسکے قبل بھی سمجھتے تھے مگر براہ تعصب و باطل کوشی کا آپکو اعتراض پر مجبور کرکے دروغگو را حافظہ نباشد کا مستحق بنا دیا کیونکہ اسی رسالہ کے صفحہ ۵۵ پر لکھ چکے ہیں عدل کی حقیقت قانون الٰہی نازل ہونیکے بعد اور وعدہ وعید ہونیکے بعد متحقق ہوتی ہے" اور یہ آپکو معلوم ہے کہ قانون الٰہی بندوں کے وجود کے ساتھ ساتھ رہا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ بندے موجود ہوں اور قانون الٰہی نہو لہذا یوں کہئے کہ بندوں کے وجود کے ساتھ ہی عدل کی حقیقت متحقق ہوتی ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ نزول قانون کے قبل ہی حقیقت عدل کا تحقق تھا جو قرآن ہی سے ثابت ہے۔ لہذا اب یوں کہیے کہ نزول قانون کے قبل بھی اور نزول قانون کے بعد بھی حقیقت عدل متحقق ہے

آپکو اتنا اور سمجھا دیں کہ مذنبین کی خطاؤں کا معاف کرنا انپر رحم کرنا وغیرہ خلاف عدل نہیں ہے کیونکہ رحم و عفو تقصیرات حسن ہے قبیح نہیں ہے اور خداوند عالم بالیقین فاعل حسن ہے پس ان افعال کے صادر ہونے سے اسکا فاعل قبیح ہونا لازم نہیں آتا ہے تاکہ خلاف عدل ہو۔

اب آپکا یہ سوال کرنا کہ بندہ کا خدا پر کیا حق ہے جو اس سے عدل کو چاہتا ہے۔ یہ بالکل دہریت میں ڈوبا ہوا سوال ہے کیونکہ دنیا میں جس قدر تابعین شریعت ہیں اُن سبکا اعتقاد ہے اور اسپر یقین ہے کہ ہم جو کچھ شرائع کی پابندی کرتے ہیں محض اسلیے کرتے ہیں اور صرف اسلیے کرتے ہیں کہ نجات حاصل ہو پس اگر یہ نہیں، حصول نجات و جزا کا یقین نہو اور خدا پر جزا کا دینا لازم نہو تو شرائع کا نازل کرنا وعدہ وعید کرنا انبیاء کا بھیجنا اور بندوں کا انپر عمل کرنا مسلمین کے نزدیک قیامت کا معین ہونا یہ تمام امور باطل ہوجائیں حالانکہ ان سب امور کا بالیقین صحیح ہونا ضروری ہے پس حقوق عباد کا تحقق لازمی ہے اور انکا مقتضی عدل ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں پس اگر آپ اسکے منکر ہیں تو شرائع ورسل و قیامت وغیرہ کا انکار کرکے لامذہبیت کے دائرہ میں داخل ہوجائیں کیونکہ جب جزا ضروری نہیں ہے تو پھر یہ تمام امور لغو و بے سود ہیں اور اگر جزا کو ضروری قرار دیتے ہیں گو حقوق کا انکار کرتے ہیں تو قیامت تو نقلی حیثیت سے ثابت ہوجائیگی مگر انبیاء کا بھیجنا شرائع کا نازل کرنا لغو ہوجائیگا اور اگر دونوں باتونکا اقرار ہے یعنی انبیاء کا بھیجنا اور قیامت میں جزا کا دینا تو پھر ہمارا مطلب ثابت ہے اور آپکا سوال غلط اور جہالت کی دلیل ہے۔"

قطع الاجنہ

جب حسام الدین صاحب کے سوالات کا جواب دیکھ چکے تو اب انکے اعتراضات کی طرف رخ کرتے ہیں جنکو انھوں نے زیر عنوان (ریہ وا ز دیگر) بیان کیا ہے اور عدل کے ماننے میں چار خرابیاں بیان کی ہیں "

حسام (۱) پس لفظ توحید کہ جو ذات مستجمع صفات و کمالات ہے اسپر صفت عدل زائد موجودہ کو ماننا توحید کے مصداق ہونے میں تعدد و تثنیہ کو چاہتا ہے اور یہ شرک ہے۔ (کسقدر خوش نما عبارت ہے)

ذوالفقار قاطع ع برین عقل و دانش بباید گریست ۔ آپکو ابھی تک یہ تمیز نہیں ہے کہ لفظ اور مصداق میں کیا فرق ہے اسپر آپ عدل میں خرابیاں نکالنے کے لیئے آمادہ ہوتے ہیں "

آپ لفظ توحید کو ذات مستجمع صفات و کمالات کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل بے عقلی ہے بلکہ اسکا مصداق وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کمال ہے اسکے بعد آپکی یہ عبارت بھی جہالت کی واضح دلیل ہے کہ توحید کے مصداق ہونے میں تعدد و تثنیہ کو چاہتا ہے کیونکہ یہ ترکیب عبارت کی غلط ہے بلکہ مصداق ہونے میں کے بجائے مصداق میں لکھنا چاہئیے ایسے اغلاط کہا تک دکھلائے جائیں جبکہ پورا رسالہ اغلاط پر مشتمل ہے "

بہرحال ہم اسکا جواب لکھ چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ عدل صفات ذاتیہ میں سے نہیں ہے بلکہ صفات افعال الہیہ میں سے ہے اور ہم جن صفات کو صفات ذاتیہ مانتے ہیں انکو ہم زائد بر ذات نہیں مانتے ہیں بلکہ عین ذات مانتے ہیں جسکا مطلب ہم توضیح سے لکھ چکے ہیں ہمارے مذہب پر کوئی صفت خدا کی زائد بر ذات نہیں ہے لہذا نہ تعدد لازم آتا ہے نہ تثنیہ مگر آپ اپنی خبر لیجیئے کہ آپ صفات ذاتیہ کو عین ذات نہیں مانتے ہیں بلکہ زائد بر ذات ماننا آپکا مذہب ہے ملاحظہ کیجیئے ابطال الباطل بحث ہشتم ۔ لہذا آپکے مذہب کی بنا پر مصداق توحید میں تعدد و تثنیہ کیا تعدد و جمع کا تحقق ہے اور بجائے توحید کے بارہ یا اس سے بھی زائد قدیم ہوے جاتے ہیں جو شرک عظیم ہے ۔

حسام (۲) اگر صفت عدل بھی صفات حقیقیہ سے عین ذات ہے تو افتراق و انضمام اس صفت عدل کا موصوف کے ساتھ مستلزم ترکیب ہوگا اور باری تعالی برتر ہے اس سے کہ نقص ترکیب اسکے لیئے لازم آئے

ذوالفقار قاطع صفات حقیقیہ ذاتیہ میں سے صفت عدل ہی نہیں جیساکہ گذرا لہذا یہ اعتراض متاع جہل کا کرشمہ ہے ۔

حسام (۳) اگر صفت عدل زائد کو قائم لذاتہ تسلیم کیا جائے تو استکمال ذات الہی کا بسوے غیر لازم آتا ہے اس سے الہی ذات میں جسکو توحید کہتے ہیں کوئی کمال نہوگا بخلاف اسکے لہ انکی توحید صفات حقیقیہ اور

مبدء آثار مترتبہ ہو۔

ذوالفقار قاطع ھذا النالاکم بل علیکم ۔ ہم صفات حقیقیہ کو عین ذات مانتے ہیں اور صفت عدل کو صفات افعال الہیہ میں سے مانتے ہیں لہذا یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں ہوتا بلکہ آپ ہی پر وارد ہوتا ہے کیونکہ آپ عین ذات نہیں مانتے ہیں بلکہ زائد بر ذات تسلیم کرتے ہیں اور خدا کو باق ببقاء قادر بقدرۃ عالم بعلم وعلیٰ ہذا القیاس مانتے ہیں لہذا استکمال ذات بسوئے غیر لازم آتا ہے

حسام اگر کہو کہ وہ عادل نہو گا تو ظالم ہو گا تو یاد رکھو یہ دو نو شقین حکم ارتفاع نقیضین میں ہے (کیا خوب عبارت ہے) کہ جو عند العقل باطل ہے پس نہ وہ عادل ہے اور نہ وہ ظالم ہی بلکہ مصداق آیہ شریف رحیم و الک ہی فاین تو فکون ۔

ذوالفقار قاطع بالیقین اگر خدا عادل نہو گا تو ظالم ہو گا کیونکہ یہ دونوں متناقضین ہیں اسلیئے کہ ہر فعل یا حد استقامت پر ہو گا یا نہ ہو گا اگر نہو گا تو یہی وضع الشی علی غیر محلہ یعنی ظلم ہے اور اگر حد استقامت و توسط میں ہو گا تو یہی عدل ہے اور اسکو ہم نہایت بسط کے ساتھ کئی مقام پر اس کتاب میں لکھ چکے ہیں فارجع الیھا

اسکے بعد آپنے اپنی استعداد کے موافق کچھ غور و خوض کر کے ایک سوال اور قائم کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ شیعوں کے پاس اسکا جواب ہرگز نہیں ہم اس سوال کو مع جواب لکھتے ہیں ۔

حسام سوال ہر روز ہزاروں انسانوں کے بچے اور چرند اور پرند اور کیڑے اور مکوڑے کیوں ہلاک کیے جاتے ہیں خدا باوجود عدل کی دائمی صفت سے موصوف ہونے کے ان کے متعلق عدل کیوں نہیں کرتا ۔

این تذھبون

ذوالفقار قاطع۔ یہ جو افراد مذکور ہلاک کیئے جاتے ہیں اسکا فاعل یا انسان ہی یا خدا ہے اگر انسان ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں یا تو اسکا یہ فعل موافق حکم آلہی ہے یا مخالف حکم آلہی بر تقدیر اول باعث ثواب اور بر تقدیر دوم باعث عقاب ہے اور دونو صورتوں میں روز قیامت اسکا محاسبہ ہو گا اور موافق عمل جزا دیجائیگی کیونکہ اُسنے بندوں کے افعال کا فیصلہ روز قیامت پر مقرر کیا ہے دنیا مقام جزا نہیں ہے وہ فقط مقام عمل اور محل اختبار امتحان سے ہے لہذا وہ ہرگز دار جزا نہیں ہوسکتی بخلاف عقائد آریہ کہ جو باطل ہے ۔

اور اگر اس کا فاعل خدا ہے تو اسکی بھی دو صورتیں ہیں یا تو یہ اسکا فعل وضع الشی علی غیر محلہ ہے یا نہیں بر تقدیر اول ظلم لازم آتا ہے اور خدا کا ظالم ہونا محال ہے لہذا تقدیر اول محال ہی اور بر تقدیر دوم عادل ہونا ثابت ہے ۔

اسی مطلب کی دوسری تقریر یہ ہے کہ فعل مذکور یا بمصلحت ہے یا بلا مصلحت بر تقدیر اول عدل ثابت اور بر تقدیر دوم اسکا فاعل قبیح ہونا لازم آجاتا ہے جو محال ہے لہذا بلا مصلحت ہونا محال ہے۔

اسکے بعد آپنے بیان کیا ہے کہ شیعوں کا عقیدہ عدل عیسائیوں اور آریوں سے ماخوذ ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ یہ عقیدہ ہمارا ان ہے کہ جو ملائکہ مقربین کا عقیدہ ہے حضرت خلیل کا عقیدہ ہے حضرت رسول اللہ صلعم کا عقیدہ ہے اولو العلم کا عقیدہ ہے اہلبیت علیہم السلام کا عقیدہ ہے بلکہ یوں کہئے کہ عیسائیوں نے آریوں نے اس حسن عقیدہ کو ہم سے سیکھا ہے اور عقل بھی بتاتی ہے کہ قول احسن کو اختیار کرو اس معاملہ میں انھوں نے موافق عقل کیا ہے مگر آپ کی حالت پر صد حیف ہے کہ باوجود حکم قرآنی فیتبعون احسنہ آپ نے اس سے اعراض کیا اور خدا کو ظالم ماننے کے لیئے تیار ہوگئے۔ توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔

اسکے بعد آپنے تابعین احکام عقل کا استہزا کیا ہے اور احکام عقل کا انکار کیا ہے لہذا ہم آپ سے چند سوال کرتے ہیں اور اس استہزا کے جواب میں اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں :-

اللہ یستھزئ بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون۔ اللہ انکو انکے مسخرے پن کی سزا دیتا ہے اور انکو انکی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیتا ہے۔

سوال اول۔ آپ نے یہ کس دلیل سے پہچانا اور اسپر ایمان لائے کہ قرآن مجید خدا کی بھیجی ہوئی کتاب اور معجزہ ہے۔

سوال دوم۔ انبیاء و مرسلین کا اتباع اور شرائع کی پابندی کا حسن آپ کو کس دلیل سے معلوم ہوا اور اسپر ایمان لائے۔

سوال سوم۔ نبی صادق و نبی کاذب کی معرفت کا کیا معیار ہے اور وہ کس دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔

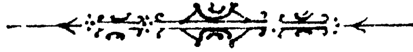
سوال چہارم۔ خدا نے آدم سے لیکر خاتم تک جس قدر انبیاء بھیجے اور انکو معجزات عطا فرمائے ان سبکے ہادی صادق ہونے پر کس دلیل سے ایمان لائے کیونکہ ممکن ہے کہ (العیاذ باللہ) ابتدا سے لیکر انتہا تک سب گمراہ کنندہ و کاذب ہوں اور خدا نے انھیں معجزات دیکر بھیجدیا ہو۔

سوال پنجم قرآن مجید میں تو خدا کے لیئے لفظ لیس بجسم و لیس بعرض و لیس بجوھر وغیرہ کچھ نہیں جو بالمطابقہ ان معانی پر دلالت کرے پھر آپ نفی جسم و جوہر و عرض پر

کس دلیل سے ایمان لائے ہیں "

یہ ایک مختصر رسالہ عدل حضرت باری کے متعلق حاضر ہوتا ہے اور انشاء اللہ عنقریب مسئلہ امامت میں ایک مبسوط کتاب پیش کرینگے" فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

(العبد الحقیر محمد بشیر عفی عنہ)



انجمن مؤید العلوم و دار التالیف مدرسۃ الواعظین کے مفید اور قابل قدر تصنیفات

فوراً منگائیے قیمتوں میں زبردست رعایت

البنوۃ والخلافہ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ صدر انجمن مسئلہ خلافت پر تنقیدی اور محققانہ نظر قابل دید رسالہ ہے انگریزی ترجمہ بھی شایع ہو چکا ہے ۳ر

الموحد رشحۂ قلم شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ صدر انجمن مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا ہے عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۳ر

خطاب فاصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نائب صدر انجمن اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳ر

مسالک الحکما اردو ترجمہ منہج الحکما از جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ مادہ پرستوں کے مذہب کی تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۳ر

ید بیضا توریت کی پیشگوئیوں سے جناب رسالتمآب کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر صاحب نبیرہ جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ ۳ر

رد التناسخ مصنفہ جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم مسئلہ تناسخ پر حکیمانہ عالم فہم بحث روح و مادہ کی قدامت کا ابطال اور آریوں کی مایہ ناز کتابوں کا مسکت جواب ار

انسانی قربانی ویدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر

وید مست قربانی ویدسے قربانی کا جواز از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر

تصدیق رسالت گوتم بدھ پیشگوئیوں سے جناب ختمی مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید احمد علی صاحب مولانی بی اے ۲ر

اسلام اینڈ دی لائٹ آف غیعزم انگریزی ترجمہ شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بادشاہ حسین صاحب بی اے اصول عقائد اسلام کی حقیت دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی ہے مجلد انگلش ایڈیشن ۱۲ار

دی پرافٹ شپ اینڈ دی کیلیفٹ انگریزی ترجمہ البنوۃ والخلافہ ترجمہ جناب مولوی لقاء علی صاحب واعظ مجلد انگلش ایڈیشن ۱۲ار

دی ٹریجڈی آف کربلا عزاداری پر انگریزی زبان میں تبصرہ از جناب میر علی صاحب لیکچرار لکھنؤ یونیورسٹی ار

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کا رد از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از جناب مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ایم اے ار

شریعۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب حقہ کا با دلائل تذکرہ از جناب مولانا السید نجم صاحب ابن سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۳ر

شریعۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل مصنفہ سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۶ر

شریعۃ الاسلام ضمیمہ مستورات کے متعلق ضروری احکام اور دیگر مفید باتیں ۲ر